بسم اللہ الرحمن الرحیم

عقائد کے جھگڑوں کے خاتمے اور صراط مستقیم کی پہچان کیلئے

شرح احادیثِ بخاری

فی

فضائلِ محبوبِ باری صلی اللہ علیہ وسلم

تالیف مبارکہ :

حضرت پیر سید شبیر حسین شاہ نقوی الحسینی بھاکھری حافظ آبادی

(سجادہ نشین دربار عالیہ منڈیالہ شریف ضلع گوجرانوالہ)

ناشر: مکتبۃ الحسنین - حافظ آباد

فون : 0547-520732

marfat.com

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب ——— شرح احادیث بخاری فی فضائل محبوب باری

تالیف ——— حضرت پیر سید شبیر حسین شاہ حسینی نقوی حافظ آبادی

سن اشاعت ——— ذوالحجہ ۱۴۳۰ھ / دسمبر ۲۰۰۹ء

پروف ریڈنگ ——— صاحبزادہ سید عطاء الحسنین شاہ نقوی

نظر ثانی ——— علامہ محمد عبدالمجید صاحب قادری

زیر نگرانی ——— سید عظمت علی شاہ نقوی حافظ آبادی

ناشر ——— مکتبۃ الحسنین حافظ آباد

ہدیہ ———

ملنے کے پتے

- روحانی پبلشرز ۔ دربار مارکیٹ لاہور
- مکتبہ رضائے مصطفےٰ ۔ چوک دارالسلام گوجرانوالہ
- اشرف بکڈپو ۔ جتی شاہ جمال ۔ راہوالی گوجرانوالہ

Marfat.com

فہرست موضوعات

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱	انتساب	۱۰
۲	ابتدائیہ	۱۱
۳	سبب تالیف	۱۷
۴	اسلام کی بنیاد	۱۹
۵	بہتر مسلمان	۲۲
۶	کامل مومن کی پہچان	۲۴
۷	ایمان کا لطف	۲۸
۸	مومن کی مانند درخت	۳۲
۹	آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر شخص کے باپ کے بارے میں جانتے ہیں	۳۴
۱۰	فضیلت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ	۳۶
۱۱	منافق کی علامتیں	۳۸
۱۲	علم فاروق اعظم رضی اللہ عنہ	۴۰
۱۳	بچوں کا شفاعت کرنا	۴۲
۱۴	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے حافظہ کا ملنا (قوی ہونا)	۴۵
۱۵	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے پانی کا چشمہ	۴۷
۱۶	موئے مبارک کی فضیلت	۴۹
۱۷	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مستعمل پانی باعث برکت ہے	۵۱

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱۸	حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض و معروض کرنا	۵۳
۱۹	حضور ﷺ کا مستعمل پانی باعث شفاء ہے	۵۵
۲۰	حضور ﷺ قبر کے اندر بھی دیکھ سکتے ہیں	۵۷
۲۱	حضور ﷺ دل کے خیالوں کو جانتے ہیں	۶۰
۲۲	ناموس رسالت کا تحفظ کرنے والے کی مدد جبرئیل امین کرتے ہیں	۶۲
۲۳	مسجد نبوی کا احترام	۶۴
۲۴	حضور ﷺ کے صدقے سے دعا کرنا جائز ہے	۶۶
۲۵	حضور ﷺ کی بارگاہ میں استغاثہ پیش کرنا	۶۸
۲۶	جنت اور دوزخ بھی آپ ﷺ سے پوشیدہ نہیں	۷۱
۲۷	شفاعت مصطفےٰ ﷺ	۷۵
۲۸	نماز میں تعظیم مصطفےٰ ﷺ جائز ہے	۷۷
۲۹	آپ ﷺ کی نگاہ سے کوئی عمل پوشیدہ نہیں	۸۰
۳۰	میت کی پکار	۸۲
۳۱	مردہ قبر میں جوتوں کی آواز بھی سنتا ہے	۸۴
۳۲	حضور ﷺ کو زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا ہونا	۸۷
۳۳	حضور ﷺ کو اختیار	۹۱
۳۴	صالحین کی میت سلامت رہتی ہے	۹۳
۳۵	فوت شدگان کی طرف سے صدقہ جائز ہے	۹۵
۳۶	سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اپنی قبر میں صحیح سلامت ہیں	۹۶
۳۷	مردوں کو بُرا بھلا کہنے کی ممانعت	۱۰۰

Marfat.com

صفحہ	مضامین	نمبر شمار
۱۰۲	حضور ﷺ کا علم غیب	۳۸
۱۰۷	آل محمد ﷺ پر صدقہ حرام ہے	۳۹
۱۰۹	دجال کے اختیارات	۴۰
۱۱۳	اختیار مصطفےٰ ﷺ	۴۱
۱۱۵	حضور ﷺ کی مثل کوئی نہیں	۴۲
۱۱۶	اعلیٰ ترین خوشبو، خوشبوئے رسول ہے	۴۳
۱۱۸	حضور ﷺ کی دعا کا اثر	۴۴
۱۲۰	نسبت رسول ﷺ فائدہ دیتی ہے	۴۵
۱۲۴	محبت نیک وبد کا اثر	۴۶
۱۲۶	حضور ﷺ کی کنیت رکھنے کی ممانعت	۴۷
۱۲۸	توریت میں فضائل مصطفےٰ ﷺ	۴۸
۱۳۲	قرآن کا ہدیہ لینا جائز ہے	۴۹
۱۳۷	کل کیا ہوگا؟ حضور ﷺ جانتے ہیں	۵۰
۱۴۲	حضور ﷺ کی برکت سے کھجوروں کا بڑھنا	۵۱
۱۴۴	آپ ﷺ کی دعا کی برکت سے کھانے کا بڑھ جانا	۵۲
۱۴۶	آپ ﷺ کی دعا نفع دیتی ہے	۵۳
۱۴۸	سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خوشنودی میں حضور ﷺ کی خوشنودی ہے	۵۴
۱۴۹	آپ ﷺ کا علم غیب	۵۵
۱۵۰	آپ ﷺ کی برکت سے گوشت کا بڑھ جانا	۵۶
۱۵۲	مومن حضور ﷺ کا نام مٹاتا نہیں	۵۷

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۵۸	مصالحت صحابہ رضی اللہ عنہم	۱۵۵
۵۹	آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی شخص کا نسب پوشیدہ نہیں	۱۶۱
۶۰	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت پر کنیت رکھنے کی ممانعت	۱۶۵
۶۱	صحابہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کسی کو نہیں سمجھتے تھے	۱۷۰
۶۲	عام بندوں کے اختیارات	۱۷۴
۶۳	اللہ کے خزانے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم فرماتے ہیں	۱۷۶
۶۴	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بے خبر ماننے والا جہنمی ہے	۱۷۸
۶۵	آقا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب	۱۸۰
۶۶	زبان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکلی ہوئی بات پوری ہوتی ہے	۱۸۵
۶۷	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر بندے کے انجام کا علم ہے	۱۸۷
۶۸	وسیلے سے مانگنا	۱۹۲
۶۹	فوت شدگان کی طرف سے صدقہ جائز ہے	۱۹۵
۷۰	قرآن میں ہر چیز کا علم ہے	۱۹۷
۷۱	اللہ کے مقرب بندے کی محبت دل میں رکھ دی جاتی ہے	۲۰۱
۷۲	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا بیماروں کیلئے شفا ہے	۲۰۴
۷۳	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک	۲۰۶
۷۴	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور	۲۰۸
۷۵	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معطر جسم پاک	۲۱۰
۷۶	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے پانی نکلنا اور کھانے کا تسبیح پڑھنا	۲۱۲
۷۷	ستون حنانہ کی آہ و بقا	۲۱۵

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۷۸	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے جنگ میں فتح	۲۱۸
۷۹	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس زمین کے خزائن کی چابیاں اور حاضر و ناظر ہونا	۲۲۱
۸۰	فتنوں کی بارش	۲۲۷
۸۱	بارگاہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب	۲۳۳
۸۲	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لب ہائے اقدس سے نکلی ہوئی بات پوری ہوتی ہے	۲۳۶
۸۳	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ کا انجام	۲۳۹
۸۴	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ما کان و ما یکون ہے	۲۴۲
۸۵	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر آدمی کی موت کا علم ہے	۲۴۴
۸۶	علم غیب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۲۴۸
۸۷	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر آدمی کی موت و حیات کا علم ہے	۲۵۰
۸۸	شان سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	۲۵۲
۸۹	عظمت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ	۲۵۷
۹۰	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل ترین آدمی	۲۵۹
۹۱	حضور صلی اللہ علیہ وسلم مالک و مختار ہیں	۲۶۲
۹۲	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر بندے کے انجام کا علم ہے	۲۶۷
۹۳	شان سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ	۲۷۰
۹۴	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نفع دیتی ہے	۲۷۳
۹۵	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب	۲۷۶
۹۶	وسیلے سے مانگنا جائز ہے	۲۷۹
۹۷	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی اہل بیت کی محبت ہے	۲۸۱

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۹۸	فضیلت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	۲۸۳
۹۹	فضیلت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم	۲۸۴
۱۰۰	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال مبارک	۲۸۶
۱۰۱	کہانت کی وجہ سے کمایا ہوا مال حرام ہے	۲۸۹
۱۰۲	سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی کفار کے حق میں بددعا	۲۹۲
۱۰۳	چاند دو ٹکڑے ہو گیا	۲۹۵
۱۰۴	آپ صلی اللہ علیہ وسلم مختار کل ہیں	۲۹۷
۱۰۵	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر خوشی کرنا صحابہ کی سنت ہے	۳۰۰
۱۰۶	مردے سنتے ہیں	۳۰۳
۱۰۷	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم مبارک	۲۰۵
۱۰۸	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت رب کی اطاعت ہے	۳۰۸
۱۰۹	حضور صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کی جانوں کے مالک ہیں	۳۱۲
۱۱۰	عبادت کی روح فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنا ہے	۳۱۴
۱۱۱	حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر بات جانتے ہیں	۳۱۶
۱۱۲	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے در اقدس سے کوئی خالی نہیں لوٹتا	۳۲۰
۱۱۳	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش قبول ہوتی ہے	۳۲۳
۱۱۴	آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ حسین ہیں	۳۲۵
۱۱۵	انبیاء علیہم السلام کے تبرکات	۳۲۶
۱۱۶	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک میں شفاء ہے	۳۲۸
۱۱۷	خودکشی حرام ہے	۳۳۰

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱۱۸	ناموس رسالت کا تحفظ	۳۳۲
۱۱۹	ناموس رسالت کے محافظ کا مددگار جبرئیل ہے	۳۳۵
۱۲۰	حضور ﷺ مختار کل ہیں	۳۳۷
۱۲۱	حضور ﷺ کی محبت نجات کا ذریعہ	۳۳۹
۱۲۲	حضور ﷺ کی کنیت رکھنا ناجائز ہے	۳۴۱
۱۲۳	آپ ﷺ ہر چیز سے باخبر ہیں	۳۴۳
۱۲۴	آپ ﷺ کا پسینہ مبارک	۳۴۸
۱۲۵	حضور ﷺ کا علم غیب	۳۵۰
۱۲۶	حضور ﷺ کو ہر بندے کے باپ کا علم ہے	۳۵۵
۱۲۷	محافل کی برکات	۳۵۸
۱۲۸	حضور ﷺ کا امتی مشرک نہیں ہو سکتا	۳۶۱
۱۲۹	خودکشی حرام ہے	۳۷۰
۱۳۰	حضور علیہ السلام مختار کل ہیں	۳۷۳
۱۳۱	نابالغ بچے شفاعت کریں گے	۳۷۶
۱۳۲	زمین کا مالک اللہ اور اس کا رسول ہے	۳۷۹
۱۳۳	حضور ﷺ کی شفاعت قبول کی جائے گی	۳۸۲

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

انتساب

بندۂ ناچیز اس تصنیف کو حضور نبی اکرم، نور مجسم، سید العرب والعجم، صاحب الجود والکرم، شفیع الامم، سید المرسلین، خاتم النبیین، شفیع المذنبین، انیس الغریبین، رحمۃ اللعالمین، سید الثقلین، نبی الحرمین، امام القبلتین، جد الحسن والحسین، حضور پرُنور، شافع یوم النشور، نورٌ علیٰ نور، تاجدار مدینہ، سرور سینہ، احمد مختار، محبوب رب پروردگار، صاحب کون ومکاں

حضرت سیّدنا ومولانا محمدّ رسول اللہ، نورٌ من نورِ اللہ

(صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا)

کی بارگاہ بے کس پناہ میں پیش کرنے کا شرف حاصل کرتا ہے۔ جن کے کرم وفضل نے مجھے تقریر وتحریر کی توفیق بخشی۔

ع ....گر قبول افتد زہے عز وشرف

؎ ایں سعادت بزور بازو نیست
تا او نہ بخشندہ خدائے بخشندہ

گدائے درِ رسول

سید شبیر حسین شاہ نقوی الحسینی بھاکھری غفرلہٗ حافظ آبادی
سجادہ نشین دربار عالیہ منڈیالہ شریف ضلع گوجرانوالہ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

قارئین حضرات .... جب حضور نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف چالیس برس کی ہوئی تو اللہ وحدہٗ لاشریک نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلان نبوت کرنے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ حضور سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قریش مکہ کو ایک پہاڑی پر اکٹھا کر کے فرمایا اگر میں تمہیں کہوں کہ پہاڑی کی دوسری جانب ایک لشکر جرار ہے جو تمہیں تہہ تیغ کرنا چاہتا ہے تو کیا تم میری بات پر یقین کرو گے تو سب نے جواب دیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم یقین کریں گے کیونکہ آپ کے پیدا ہونے سے لیکر آج تک ہم نے آپ کی زبان سے جھوٹ نہیں سنا تو حضور امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اگر تم اس قدر یقین رکھتے ہو تو پھر میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اعلان فرمانا تھا کہ کفار نے شور مچانا شروع کر دیا اور آوازے کسنے شروع کر دیئے کہ ہم تمہیں نہیں مانتے۔ انکار کرنے والوں میں مشرکین مکہ یہود و نصاریٰ بھی شامل تھے مگر معززین مکہ میں سے صرف سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فوراً اقرار کیا اور فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو فرمایا سچ ہے اور میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ کوئی الٰہ نہیں صرف اللہ وحدہ لاشریک ہے جو عبادت کے لائق ہے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور سچے رسول ہیں اور عورتوں میں ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور بچوں میں جناب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے گواہی دی۔ باقی تمام عرب میں کوئی حامی نہ تھا۔ سب کے سب مخالف تھے بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعلان نبوت کے بعد جب کفار کتابی و غیر کتابی نے فیصلہ کیا کہ ہم سب مل کر اس کی مخالفت کریں گے اور یہ نیا دین یہاں نہیں چلنے دیں گے۔ مگر اللہ وحدہٗ لاشریک نے اس دین اسلام کو غلبہ دینا تھا اور وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔ پھر وہی ہوا جو اللہ کریم جل جلالہٗ چاہتا تھا کہ آئے دن لوگ اسلام قبول کرتے اور دعوت حق قبول کرتے اور مسلمان ہو کر اپنا سب کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قربان کرنے کا عہد کرتے۔ کفار مکہ نے جب یہ دیکھا کہ روز بروز مسلمان بڑھتے چلے جاتے ہیں اور دن بدن مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے اور ادھر کفار کی پریشانی میں اضافہ ہوتا گیا آخر کفار مکہ اور یہود و نصاریٰ نے مل کر فیصلہ کیا کہ مسلمانوں کو طاقت سے دبا دیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے زیادتیاں شروع کر دیں اور ظلم و ستم کی انتہا کر دی اور ہر قسم کا ظلم جو وہ کر سکتے تھے کیا جس پر عرب کی تاریخ گواہ ہے کہ ایسے ظلم کئے جن کی مثال نہیں ملتی۔ مگر اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے ہر قسم کی زیادتی کو قبول کیا اور دامن مصطفےٰ ﷺ کے ساتھ وہ وابستگی دکھائی کہ کفار حیران ہو گئے۔ کفار مکہ مارتے مارتے تھک جاتے مگر غلامان مصطفےٰ ﷺ تشدد برداشت کرنے میں بھی اپنی نجات جانتے اور پائے اثبات میں ذرہ بھر لغزش نہ آتی۔ جس سے کفار مکہ کے حوصلے پست ہونے شروع ہو گئے۔ پھر جب دعائے رسول ﷺ سے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمان ہو گئے تو اسلام اور مسلمانوں کو اور زیادہ تقویت ملی اور اذانیں بیت اللہ میں ہونی شروع ہو گئیں تو اس طرح دن بدن مسلمان مضبوط ہوتے چلے گئے پھر ہجرت کا موقعہ آیا تو ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں مسلمان اور مضبوط ہو گئے۔ آخر جنگ تک معاملہ پہنچا تو جنگ بدر کی فتح نے مسلمانوں کو اور مضبوط کر دیا اور ایک طاقتور جماعت بن کر اُبھری جس کا کفر انکار نہیں کر سکتا تھا بلکہ پورے کفر کو معلوم ہو گیا کہ اب مسلمانوں کا مقابلہ کرنا آسان نہیں۔

کفر کا مسلمانوں کے خلاف حکمت عملی اختیار کرنا:

جب مسلمانوں کو جنگ بدر میں فتح ہوئی تو یہود و نصاریٰ اور مشرکین مکہ سب کے سب سخت پریشان ہوئے اور اس پر غور اور سوچ بچار کرنے لگے کہ ہماری شکست کے اسباب کیا ہیں تو اس نتیجہ پر پہنچے کہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ عقیدت اور محبت ہے کہ وہ اپنا مال اولاد عزیز و اقارب اور والدین یہاں تک کہ جان قربان کرنا سعادت جانتے ہیں۔ کیونکہ ان کے دل و دماغ میں یہ چیز بٹھادی گئی ہے دین و دنیا، قبر و حشر میں کامیاب صرف وہ آدمی ہوگا جو کائنات سے بڑھ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پیار کرے گا اور وہ سیدھا جنت میں جائے گا۔ جو اپنا سب کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قربان کرے گا اگر کوئی عملی کوتاہی ہوئی بھی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سفارش سے معاف ہو جائے گی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جو بھی عرض کرتے ہیں اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ قبول فرماتا ہے کیونکہ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ سب نبیوں سے افضل ہیں اور اللہ کے محبوب ہیں اور آخری نبی ہیں اور اس پر یقین پختہ کرنے کیلئے محمد رسول اللہ ﷺ نے وہ معجزات اور کمالات دکھائے ہیں جس کا ہم بھی انکار نہیں کر سکتے (یعنی کفار) مثلاً چاند کے دو ٹکڑے ہونا، آفتاب کا واپس لوٹنا، انگلیوں سے چشمے جاری ہونا اگر کسی کا بازو ٹوٹ گیا ہے یا ٹانگ ٹوٹ گئی ہے ہاتھ لگا کر ٹھیک کر دینا، لعاب دہن لگا کر آنکھ کو درست کر دینا، بیماروں کو شفا دینا، غیب کی خبریں دینا، دیگر معجزات کمالات و خصائص، نورانیت و اختیارات دیگر فضائل جو اللہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائے ہیں وہ دکھا کر اپنے ساتھیوں کو اس قدر مضبوط ایمان بنا دیا ہے کہ ان کے متعلق اب گمان بھی نہیں کیا جا سکتا کہ وہ کبھی بھی رشتہ داری، برداری، قبیلے یا دنیاوی مفادات کیلئے ان سے بغاوت یا منافقت

Marfat.com

کریں یا واپس لوٹیں بلکہ محمد ﷺ کے ساتھی تو اپنا سب کچھ ان پر قربان کرنا حتیٰ کہ جان قربان کرنا بھی اپنی خوش قسمتی اور ذریعہ نجات جانتے ہیں اور ان کا یہی عقیدہ کفر کی رسوائی اور تباہی کا اور محمد مصطفےٰ ﷺ کی کامیابی کا سبب بنا ہے۔ لہٰذا اس پہلو پر غور کرنا چاہیے کہ کیا حکمت عملی اختیار کی جائے کہ مسلمانوں کے دلوں سے ان کے نبی حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی عزت واحترام کو ختم کیا جائے اور کون سا طریقہ اختیار کیا جائے کہ مسلمانوں کے ذہنوں میں یہ بیٹھا دیا جائے کہ جو امیدیں تم اپنے نبی ﷺ سے وابستہ کئے ہوئے ہیں یہ تمہاری خام خیالی اور وہم ہے وہ کچھ نہیں کر سکتے تمہیں کچھ نفع نہیں دے سکتے اور جو تم آنکھ سے دیکھتے ہو (یعنی معجزات وغیرہ) یہ سب تمہاری نظر کا دھوکا ہے۔ (معاذ اللہ)

اللہ (جلّ جلالہٗ) کا مسلمانوں کو خبردار کرنا:

چنانچہ پورے کفر نے مل کر مسلمانوں اور حضور نبی کریم ﷺ کے خلاف منصوبہ بندی کی۔ کچھ کفار نے اسی منصوبہ کے تحت مسلمان ہونے کا اقرار کیا اور اسلام کا لبادہ اوڑھ لیا جب کہ دل میں کفر تھا یہ صرف اور صرف مسلمانوں میں اختلاف ڈلوانے اور ان کی طاقت کو ضائع اور کمزور کرنے کیلئے حربہ استعمال کیا گیا تھا یوں کہہ لیجئے کہ یہ حضور نبی کریم ﷺ اور مسلمانوں کے خلاف ایک بہت بڑی سازش تیار کی گئی تھی اور ان لوگوں کا پروگرام مسلمانوں میں اختلاف ڈلوانا اور ان کے دلوں میں جو عشق مصطفےٰ ﷺ تھا اس کو ختم کرنا اور حضور ﷺ کے فضائل وخصائص علم واختیارات معجزات وکمالات کا منکر بنانا تھا چنانچہ ان منافقین نے مدینہ منورہ میں ایک مسجد بنائی۔ بظاہر تو اس کا نام مسجد رکھا مگر اصل میں وہ منافقین کی آماجگاہ تھی جہاں بیٹھ کر وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف پراپیگنڈہ کرتے، آپ کے فضائل وخصائص کا انکار کرتے اور اہل ایمان میں اختلاف ڈلوانے کی کوشش کرتے اور اسلام کے خلاف سازشیں کرتے۔ مطلب کہ اسلام دشمنی کیلئے ایک اڈہ بنا دیا چنانچہ اللہ وحدہٗ لاشریک نے ایمان والوں کو خبردار فرمایا۔ قرآن پاک سورۃ توبہ کے یہ الفاظ ہیں۔ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ۔ (آیت: ۱۰۷) وہ لوگ جنہوں نے مسجد بنائی نقصان پہنچانے کیلئے کفر کے سبب اور ایمان والوں کے درمیان اختلاف ڈلوانے کیلئے اور کمین گاہ بنایا ہے جو پہلے ہی اللہ ورسول کے مخالف ہے اور وہ ضرور قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے ارادہ نہیں کیا مگر بھلائی کا اور اللہ گواہ ہے کہ وہ بلاشک وشبہ جھوٹے ہیں۔

اس کے آگے قرآن کے الفاظ ہیں۔ لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا۔ اس مسجد میں تم کبھی کھڑے نہ ہونا۔ اللہ وحدہٗ لاشریک نے مسجد ضرار میں جانے سے اس لئے منع کر دیا۔ کہ وہ منافقین تم میں فتنہ ڈالیں گے اور تمہیں حیلے بہانوں سے رسول

Marfat.com

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل وخصائص کا منکر بنائیں گے اور تمہارے دلوں میں جو عشق واحترام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس کو نکالنے کی کوشش کریں گے کیونکہ وہ منافقین کا ٹولہ ہے۔ان کے دل ایمان سے خالی ہیں وہ کفر کے ساتھی ہیں۔اسلام کے دشمن ہیں تاکہ مسلمان بھی ان لوگوں کے فریب میں نہ آجائیں کیونکہ ان کا ظاہری لبادہ نماز، روزہ داڑھیاں دیگر مذہبی رسومات پر پختگی عام مسلمان کو متاثر کر سکتی ہے۔سیدھا سادھا مسلمان تو ان کو دیکھ کر خیال کرے گا یہ تو بہت نیک لوگ ہیں۔مگر حقیقت میں وہ انتہا درجے کے بدنصیب اور نامراد ہیں۔جن کے دل میں نہ تو احترام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور نہ ہی محبت ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنے غلاموں کو خبردار کرنا :

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔سَیَخْرُجُ قَوْمٌ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ حُدَّاثُ الْاَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْاَحْلَامِ یَقُوْلُوْنَ مِنْ خَیْرِ قَوْلِ الْبَرِیَّةِ لَا یُجَاوِزُ اِیْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ۔امام الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخر زمانے میں عنقریب ایک ایسی قوم نکلے گی جو عمر کے چھوٹے اور عقل کے کھوئے ہوئے ہوں گے ان کی زبانوں پر (میری) حدیثیں ہوں گی لیکن ان کے ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اُتریں گے وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔

❁ ایک دوسری حدیث ہے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔سَیَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ اِخْتِلَافٌ وَّفِرْقَةٌ قَوْمٌ یُّحْسِنُوْنَ الْقِیْلَ وَیُسِیْئُوْنَ الْفِعْلَ یَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا یُجَاوِزُ تَرَاقِیَهُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِیَّةِ لَا یَرْجِعُوْنَ ...... اِلٰی آخر۔(مشکوٰۃ۔ابوداؤد)

عنقریب میری امت میں اختلاف اور فرقہ بازی ہوگی (ان میں ایک) فرقہ والے گفتار کے اچھے اور کردار کے گندے ہوں گے، قرآن مجید پڑھیں گے مگر ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اُترے گا دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے واپس نہیں آئیں گے۔آخر حدیث سننے کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا۔یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَا سِیْمَاهُمْ قَالَ التَّحْلِیْقُ۔یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کی نشانی کیا ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا سر منڈانا (یعنی ٹنڈ کروائی ہوگی)۔اب ان دونوں حدیثوں اور قرآن کی روشنی میں یہ فیصلہ کرنا کوئی مشکل مسئلہ نہیں رہا کہ وہ کون لوگ ہیں ان علامتوں کو ذہن میں رکھا جائے اور اہل سنت کے سوا ان کو دیکھا جائے تلاس کرنے سے بہت آسانی سے ایسے لوگ پہچانے جاسکتے ہیں۔کبھی وہ بستی بستی بستر اُٹھائے قافلوں کی صورت میں چلتے پھرتے نظر آئیں گے یا پھر جمعہ شریف کے دن اہل سنت کی مساجد کے سوا دیگر کسی مسجد کے دروازے پر

Marfat.com

کھڑے ہو جائیں تو وہ علامتیں جو آقا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائیں ہیں، ملاقات ہو جائے گی یہ وہ ہی لوگ ہوں گے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل وخصائص کے منکر ہوں گے۔ ان کے دل ادب واحترام اور محبت رسول ﷺ سے خالی ہوں گے۔

منافقین کا طریقہ واردات:

اللہ وحدہٗ لاشریک نے قرآن پاک میں منافقین کے طریقہ واردات کو بھی بیان کر دیا تا کہ سیدھے سادھے مسلمان اپنا ایمان بچا سکیں اور ان کے شر سے خود کو محفوظ بنا سکیں۔ چنانچہ قرآن پاک کے الفاظ ہیں۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۔ بعض لوگ اقرار کریں گے کہ ہم اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں لیکن درحقیقت وہ ایمان والے نہیں ہیں یعنی مسلمانوں کو دھوکا دینے پر یقین رکھتے ہیں مگر ان کے دل ایمان سے خالی ہیں کیونکہ ایمان تو حضور نبی اکرم نور مجسم ﷺ کی محبت کا نام ہے۔ ان کے فضائل وخصائص کو ماننے کا نام ہے اور یہ وہ حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ مومن اور منافق کے درمیان فرق صرف یہی ہوتا ہے کہ منافق اللہ پر، قیامت پر، فرشتوں، جنت، دوزخ سب پر ایمان لانے کا اقرار کرتا ہے اور تمام مذہبی رسومات کا پابند ہوتا ہے۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، داڑھی وغیرہ پر سختی سے عمل پیرا ہوتا ہے۔ جیسا کہ آپ حدیث میں پڑھ چکے ہیں اور یہ پابندی فقط دھوکا دینے کیلئے ہے مگر حقیقت یہ ہے اگر وہ قرآن پڑھیں تو حلق سے نیچے نہیں اترتا، نمازی اتنے پکے ہوں گے کہ غلامان رسول ﷺ یہ گمان کریں گے کہ یہ تو بہت دیندار لوگ ہیں مگر قرآن کہتا ہے کہ اس کے باوجود وہ ایمان والے نہیں کیونکہ ان کا عقیدہ اصحاب رسول ﷺ والا نہیں ہے۔ ان کے دل میں نہ تو صحابہ کرام والا ادب واحترام ہوتا ہے اور نہ ہی آپ ﷺ کے متعلق وہ عقیدہ رکھتے ہیں جو صحابہ کرام کا تھا یعنی فضائل وخصائص جو اللہ نے آپ ﷺ کو عطا فرمائے ہیں سب کے منکر ہیں۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ نے انہیں فرمایا ہے کہ اے منافقین کے گروہ بظاہر تو تم مسلمان ہونے کا اقرار کرتے ہو مگر میرے پیارے حبیب پاک حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے فضائل وخصائص کا انکار کرتے ہو بلکہ تنہائی میں کفار کی طرح توہین کرتے ہو۔ فرق صرف اتنا ہے کہ کافر فضائل وخصائص دیکھ کر اسے جادو قرار دیتے تھے اور منافق اپنی منافقت چھپانے کیلئے کفر وشرک قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ کفار کے پاس جادو قرار دینے اور منافقین کے پاس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل وخصائص پر ایمان لانے کو توحید کے خلاف قرار دینے سے بڑھ کر کوئی اور بہتر طریقہ نہیں ہے مگر کام دونوں کا ایک ہے کہ ایمان والوں کے دلوں سے ادب واحترام اور عشق ومحبت مصطفیٰ ﷺ کو ختم کرنا اور آپ ﷺ کو ایک عام آدمی اپنے جیسا ثابت

Marfat.com

کرنا ہے۔ (معاذ اللہ) اس لئے اللہ جل جلالہٗ اور رسول مقبول ﷺ نے ایمان والوں کو خبردار کیا ہے کہ کہیں منافقین کے دھوکے میں آکر اپنا ایمان ضائع نہ کر بیٹھیں کیونکہ منافقین کی واردات کا طریقہ کفار کے مقابلے میں زیادہ خطرناک ہے کیونکہ وہ اللہ کے نام پر توحید خداوندی کی آڑ میں دھوکا دیتے ہیں، یہی وجہ ہے کچھ لوگ اہل ایمان ان منافقین کے جال میں پھنس جاتے ہیں اور اپنی دنیا و آخرت ہمیشہ ہمیشہ کیلئے تباہ و برباد کر کے گمراہی کی موت مرتے ہیں مگر اللہ وحدہٗ لاشریک نے فرمایا اے منافقین کے گروہ اگر تم مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہو تو پھر عقیدہ بھی صحابہ کرام جیسا رکھو، قرآن پاک کے الفاظ ہیں۔

وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا یَعْلَمُوْنَ

(ترجمہ) اور جب انہیں کہا جائے (یعنی منافقین سے) کہ ایمان لاؤ جیسے دیگر لوگ (یعنی اصحاب کرام) ایمان لائے ہیں تو کہتے ہیں ہم (ان) بے وقوفوں کی طرح ایمان لائیں، خبردار وہ خود بے وقوف ہیں مگر جانتے نہیں۔ اللہ وحدہٗ لاشریک نے منافقین کو فرمایا کہ صرف نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ دیگر اعمال صالحہ کرنے سے کام نہیں چلے گا اور نہ ہی تمہارا کلمہ پڑھنا قبول ہوگا جب تک تمہارا عقیدہ صدیق و فاروق عثمان و علی یا دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسا نہیں ہوگا کیونکہ بخشش کیلئے صرف کلمہ اور مسلمانوں کی طرح عبادت کرنا یا ان میں شامل ہونا کافی نہیں ہے۔ نجات اس شخص کی ہوگی جس کا عقیدہ صحابہ کرام جیسا ہوگا کیونکہ صحابہ کرام کا عقیدہ وہ ہے جو نبی کریم ﷺ نے سکھایا ہے جو ہر برائی کفر و شرک اور منافقت سے پاک ہے اور یہی نجات ہے۔

نبی کریم ﷺ کی زبان پاک سے وضاحت:

اور حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَصْحَابِیْ كَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّهِمُ اقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ۔ میرے (سب) صحابہ کرام ہدایت کے ستارے ہیں ان میں جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

حضور نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان بہت بڑی گواہی ہے کہ عقیدہ اسی کا صحیح ہے جس کا عقیدہ اصحاب رسول ﷺ سے ملتا ہوگا اور ہم اہل سنت و جماعت کا یہ دعویٰ ہے کہ کسی گروہ کا عقیدہ اصحاب رسول ﷺ والا نہیں ہے صرف اور صرف اہل سنت و جماعت ہیں جن کا عقیدہ اصحاب رسول ﷺ والا ہے۔ یہی اہل سنت و جماعت کی صداقت کی دلیل ہے بلکہ دیگر گروہوں کا عقیدہ نہ تو قرآن سے اور نہ ہی حدیث سے ثابت ہوتا ہے اور نہ صحابہ کرام سے ثابت ہوتا ہے۔

Marfat.com

سبب تالیف

قارئین حضرات اگرچہ یہ کام انتہائی مشکل تھا اور پھر کم علمی کا احساس بھی یقینی بات تھی۔ اگر اللہ اور اسکے رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا فضل وکرم نہ ہوتا تو بندہ ناچیز یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ مگر اس امید پر قلم اُٹھایا کہ اللہ جل جلالہٗ نیکی میں مدد فرماتا ہے۔ لہٰذا یقیناً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے میری مدد ہوگی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خوش ہوں گے اور دین ودنیا بہتر ہوگی اور یہ تصنیف قبر وحشر میں ہر عذاب اور پریشانی سے نجات کا سبب ہوگی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت نصیب ہوگی چنانچہ ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ نَضَّرَ اللّٰہُ امْرَاءً سَمِعَ مِنَّا شَیْاءً فَبَلَّغَہٗ کَمَا سَمِعَہٗ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰی لَہٗ مِنْ سَامِعٍ۔ (مشکوٰۃ)

حضرت عبداللہ بن مسعود روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس (شخص) کو خوش وخرم رکھے جس نے مجھ سے حدیث سن کر اس کو من وعن نقل کیا اور بعض سننے والے سنانے والے سے زیادہ یادداشت رکھتے ہیں۔

دوسرا ارشاد مبارک :

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھَلْ تَدْرُوْنَ مَنْ اَجْوَدُ جُوْدًا قَالُوا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ اللّٰہُ اَجْوَدُ جُوْدًا ثُمَّ اَنَا اَجْوَدُ بَنِیْ اٰدَمَ وَاَجْوَدُھُمْ مِنْ بَعْدِیْ رَجُلٌ عَلِمَ عِلْمًا فَنَشَرَہٗ یَاْتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَمِیْرًا وَّحْدَہٗ اَوْقَالَ اُمَّةً وَّاحِدَةً۔ (مشکوٰۃ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جانتے ہو سب سے زیادہ سخی کون ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سب سے زیادہ جاننے والے ہیں (آپ صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا سب سے بڑا سخی اللہ رب العالمین اور بنی آدم میں سب سے زیادہ بڑا سخی میں ہوں۔ میرے علاوہ وہ بھی سخی ہے جو علم حاصل کر کے اس کی اشاعت کرے وہ قیامت کے دن اکیلا امیر یا اکیلا امتی بن کر اُٹھے گا چنانچہ ارشادات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے یہ جسارت کرنے کی ہمت پیدا ہوئی۔

دوسری وجہ : اور اس خیال سے بھی اس تصنیف کو ضروری سمجھا کہ نوجوان نسل کے دلوں میں عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا

Marfat.com

ہو جائے تا کہ گستاخ رسول گروہوں کے جال میں پھنس کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل وخصائص کے منکر نہ ہو جائیں کیونکہ بد باطن گروہوں کا سب کچھ تباہ و برباد ہو جاتا ہے، دنیا و آخرت خراب ہو جاتی ہے۔ لہٰذا ایک ایسی تصنیف ہونی چاہئے جس کے پڑھنے سے ایمان مضبوط ہو اور دلوں میں ادب واحترام رسول ﷺ پیدا ہو اور اگر کوئی گمراہ کمالات مصطفےٰ، فضائل وخصائص مصطفےٰ ﷺ کا انکار کرے تو کم از کم اس نوجوان مسلمان میں ناموس رسالت کا دفاع کرنے کی صلاحیت پیدا ہو۔ اس لئے ہم نے حدیث کی سند بھی ساتھ نقل کی ہے تا کہ کوئی اعتراض باقی نہ رہے۔ بندہ انشاء اللہ بفضل خدا اور رسول یہ امید رکھتا ہے کہ یہ تصنیف ہدایت کا مینارہ نور ثابت ہوگی اور قارئین میں خود اعتمادی پیدا ہوگی اور ایمان مضبوط کرے گی اور سید المرسلین کے فضائل وخصائص کے منکرین اور بدعقیدہ لوگوں کیلئے رہنما اور اہل ایمان کیلئے ایمان کو تقویت دینے والی ثابت ہوگی۔ اللہ کریم کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ اللہ کریم اپنے حبیب کریم ﷺ کے طفیل اس سعی کو قبول فرمائے اور میرے لئے نجات کا سبب بنائے۔ آمین ثم آمین

Marfat.com

اسلام کی بنیاد

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ ابْنُ مُوسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ ابْنُ اَبِي سُفْيَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ ۔ (بخاری کتاب الایمان، حدیث نمبر ۷)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ کا ادا کرنا حج کرنا اور ماہ رمضان کے روزے رکھنا۔

تشریح: (۱) فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب ہے کہ جو شخص سچے دل سے ایمان لائے، اس کیلئے ضروری ہے کہ سب سے پہلے توحید پر ایمان رکھے، یہ کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، پرستش کے لائق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے کیونکہ اللہ قادر مطلق ہے سب کا خالق مالک رازق ہے۔ باقی پوری کائنات اس کی مخلوق ہے اور اللہ کی محتاج ہے۔ اللہ کسی کا محتاج نہیں، عبادت بھی اسکی کی جائے جو پیدا ہونے میں یا دیگر معاملات میں کسی کا محتاج نہ ہو، اسلئے جو اللہ کے سوا کسی اور کو عبادت کے لائق جانے وہ کافر ہے۔ اگر کوئی کسی پیر فقیر یا کسی پیر فقیر کی قبر کو تعظیماً سجدہ کرتا ہے، الٰہ نہیں جانتا تو ایسا شخص حرام کا مرتکب ہے۔ جس پر توبہ لازم ہے۔ اگر توبہ نہیں کرتا اور حرج بھی نہیں جانتا تو ایسا شخص امامت کے لائق نہیں اور جاہل مطلق ہے اگر توبہ کے بغیر موت آ گئی تو اس کی طرف سے سخت سزا کی امید رکھے۔ قرآن وحدیث کا یہی فیصلہ ہے مگر اللہ چاہے تو معاف کر سکتا ہے، صحیح العقیدہ مسلمان وہی ہوگا جو تعظیماً بھی کسی کو سجدہ نہ کرے۔ یہی اہل سنت کا عقیدہ ہے کیونکہ سجدہ صرف اللہ کیلئے ہے اور صرف سجدہ تک بات نہ ہو اللہ تعالیٰ پر یقین رکھنے کا مطلب ہے کہ اس کی ہر صفت پر ایمان لائے۔ اگر کوئی اللہ کی کسی صفت کا انکار کرتا ہے تو وہ بھی کافر ہے۔

(۲) پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسالت پر بھی پختہ یقین رکھے یہ ایمان ہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کے سچے رسول

Marfat.com

ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر صفت جو اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائی ہے اس پر یقین رکھے۔ علم غیب، اختیارات، نورانیت و دیگر فضائل وخصائص جو قرآن وحدیث سے ثابت ہیں۔ اگر کوئی شخص فضائل وخصائص کا انکار کرے گا تو ایسا شخص بد بخت منافق ہے، صحیح العقیدہ نہیں کیونکہ صرف کلمہ پڑھنا مسلمان ہونے کی دلیل نہیں، کلمہ تو بظاہر منافقین بھی پڑھتے تھے اور تمام مذہبی رسومات بھی ادا کرتے تھے مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور منافقین میں فرق صرف یہ تھا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم واختیارات، نورانیت و دیگر فضائل وخصائص پر ایمان رکھتے تھے اور منافقین انکار کرتے تھے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے کا مطلب ہے کہ ان کے تمام فضائل کو بھی مانے یعنی عقیدہ وہ ہونا چاہئے جو حضور ﷺ کے صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم) کا تھا تو صحیح العقیدہ وہی مسلمان ہوگا جس کا عقیدہ صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم) جیسا ہوگا۔ ایک دوسری حدیث پاک میں ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میری امت بنی اسرائیل کی طرح فرقوں میں بٹے گی اور تہتر فرقے بنیں گے جو سوائے ایک کے سب کے سب جہنمی ہوں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں عرض کیا گیا وہ کونسا فرقہ ہے جو جنتی ہے؟ تو جواب میں فرمایا... قَالَ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ۔ (ترمذی شریف) سرکار ﷺ نے فرمایا جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔ کیونکہ صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم) کے عقائد وہ تھے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سکھائے تھے، صحابہ نے اپنائے تھے۔ آج جتنے فرقے ہیں سب کی طرف بنظر انصاف دیکھو گے تو فیصلہ اہل سنت کے حق میں ہوگا۔ قرآن وحدیث پر غور کرنے سے واضح ہوتا ہے یہی وہ صراط مستقیم ہے جس پر نجات ہے۔ اگر کسی کو شک ہو تو تمام بدعقیدہ کی وہ عبارتیں پڑھ لے جن میں ان لوگوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل وخصائص کا انکار کیا ہے اور پھر ان کے عقائد دیکھیں جن میں وہ لوگ توہین رسول ﷺ کرتے ہیں تو مسئلہ حل ہو جائے گا۔

(۳) اعمال سے پہلے عقائد کا ذکر ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ پہلے عقیدے کا درست ہونا ضروری ہے۔ اگر اللہ کریم یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق عقیدہ صحیح نہ ہوا تو نیک اعمال کچھ فائدہ نہ دیں گے کیونکہ اعمال کی ثانوی حیثیت ہے نماز روزہ، حج، زکوٰۃ اس کا قبول ہوگا جس کا عقیدہ درست ہوگا۔ اللہ وحدہٗ لاشریک کے ماننے میں فرق ہو یا اللہ کی کسی صفت کا منکر ہوگا تو نیکی کرنا کچھ فائدہ نہیں دے گی۔ اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے میں ذرا بھر فرق ہوا یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی صفت یا خصائص کا انکار کرنا اپنا سب کچھ تباہ و برباد کرنا ہے، نیکیاں ضائع ہو جائیں گی اور اس کا شمار منافقین میں ہوگا۔

Marfat.com

(۴) عقائد کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اقامت نماز کا ذکر فرمایا کہ مسلمان پر نماز فرض کی گئی ہے۔ نماز دین کا ستون ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ جس نے کلمہ پڑھ لیا ہے، مسلمان ہیں یہی کافی ہے۔ جیسے آجکل کچھ نااہل قسم کے ملنگ ٹائپ پیر کہلانے والے لوگ مریدوں کو کہتے ہیں کہ جاؤ نماز دل کی ہوتی ہے۔ (معاذ اللہ) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا نماز پڑھنا ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے بلکہ مومن اور کافر میں فرق نماز کا ہے۔ اس طرح رمضان المبارک کے روزے، مال ہو تو زکوٰۃ دینا اور اگر اتنا مال آجائے کہ جس پر حج فرض ہو جائے ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے اور ان کا انکار کفر ہے۔ اللہ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ کریم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صدقہ خاتمہ ایمان پر فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

Marfat.com

بہتر مسلمان

حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدِ الْاُمَوِیُّ الْقُرَشِیُّ قَالَ ثَنَا اَبِیْ قَالَ ثَنَا اَبُوْبُرْدَۃَ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ ابْنِ اَبِیْ بُرْدَۃَ عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ ۔ (کتاب الایمان، حدیث نمبر۱)

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا گیا کہ (کس کا) اسلام بہتر ہے تو (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے) فرمایا..... جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

تشریح: قارئین کرام...... اگر اس حدیث رسول ﷺ پر غور کیا جائے اور پھر ہم لوگ عمل کریں تو ایسا صاف ستھرا معاشرہ اور ماحول قائم ہو جائے کہ جس کی مثال دینا مشکل ہو جائے۔ فرمان رسول ﷺ ہے کہ بہتر مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرا مسلمان محفوظ رہے۔ اب غور فرمائیں کہ کیا اس حدیث پر عمل کرنے سے کوئی اختلاف رہ سکتا ہے یا کوئی اختلاف ہو سکتا ہے؟ بالکل نہیں کیوں کہ جتنے اختلافات اور فساد جنم لیتے ہیں۔ خواہ خاندانوں میں پائے جائیں یا دیگر رشتہ داروں میں یا دوسرے لوگوں میں وہ سب ہاتھ اور زبان کے غلط استعمال کی وجہ سے پائے جاتے ہیں۔ غنڈہ گردی، بدمعاشی یا گھروں میں بھائیوں وغیرہ میں جھگڑے ان سب برائیوں کا سبب ہاتھ اور زبان ہیں۔ تو حدیث رسول اللہ ﷺ سے واضح ہوا چغلخور کسی کی توہین وتذلیل کرنے والا اعزیز واقارب کے متعلق پڑوسیوں، رشتہ داروں دیگر مسلمانوں کے متعلق زبان اور ہاتھ کا غلط استعمال کرنے والا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بہتر مسلمان نہیں ہے۔ اچھا مسلمان اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک وہ ہے جس کا اخلاق اچھا ہے اس کی زبان اور ہاتھ سے کسی مسلمان کو تکلیف نہ ہو۔ لہٰذا ہر مسلمان کو ہر لمحہ اس حدیث کو یاد رکھنا چاہئے اور مسلمان کا انداز گفتگو ایسا ہونا چاہئے جس سے دوسرے مسلمان بھائی کو شرمندگی نہ ہو یا وہ اپنی توہین وتذلیل سمجھے اور جو شخص ہاتھ اور زبان کا غلط استعمال کرتا ہے وہ شخص کبھی فاسق، فاجر ہوتا ہے کبھی منافق ہوتا ہے اور کبھی کافر ہوتا ہے۔ اگر عام مسلمانوں یا عزیز واقارب رشتہ داروں کے خلاف ہاتھ اور زبان کا غلط استعمال کرے گا تو ایسا شخص فاسق فاجر ہے چغلخور کہلوائے گا وہ دنیا میں

Marfat.com

ذلیل ہوتا ہے اور قبر حشر میں بھی ذلیل ہوگا۔ جیسے حدیث بتاتی ہے کہ چغلخور کو عذاب قبر کا ہونا اور اگر ہاتھ کا غلط استعمال کرے گا تو ظالم بھی ہوگا اور ایسا شخص سخت عذاب کا مستحق ہوگا۔ اگر کوئی بدبخت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہاتھ اور زبان کا غلط استعمال کرے گا تو کافر ہوگا۔ مطلب ہے کہ تحریراً و تقریراً اللہ جل جلالہٗ کے متعلق یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ایسی گفتگو کرے، اللہ کا انکار کرے یا اس کی صفتوں کا انکار کرے تو کافر ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق زبان غلط استعمال کرے، تقریروں میں عظمت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرے، فضائل و خصائص کا انکار کرے۔ ان خوبیوں کا انکار کرے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائیں ہیں یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین و تذلیل کرے۔ (معاذ اللہ) تو ایسا شخص کافر ہے۔ جو دوزخ کا ایندھن بنے گا اور دنیا و آخرت میں رسوا ہوگا یا آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم و اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم و ازواج رسول و اولادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و تذلیل کرتا ہو ایسا شخص منافق مُلحد ملعون ہے۔ دنیا اور قبر و حشر میں ذلیل ہوگا اور لعنت کے سوا اسے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ بندے کو چاہئے کہ گروہ بندی کا شکار نہ بنے، کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ گروہ بندی کا شکار ہو کر ایمان ضائع کر بیٹھے، ایسے فرقوں سے دور رہے۔ جن کی تقریروں اور تحریروں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و خصائص کا انکار ہو یا جن کی تحریروں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین و تذلیل پائی جاتی ہو۔ کیونکہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ جس کا ساتھی دنیا میں نیک ہوگا قیامت کے دن انہیں لوگوں کے ساتھ اٹھایا جائیگا۔ لہٰذا ہر مسلمان کو اس بات کا خیال رکھنا انتہائی ضروری ہے کہ کہیں اس فرقہ سے میرا تعلق تو نہیں، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و خصائص کا انکار کرنے والا ہے یا توہین و تذلیل کرنے والا ہو کیونکہ برائی کا ساتھ دینا برائی ہے کفر کا ساتھی بننا کفر ہے۔ اگر کوئی شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گستاخوں میں شامل ہو گیا یا آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم، ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اولاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخوں میں شامل ہو گیا تو وہ شخص جان لے کہ وہ گمراہی کے گڑھے میں گر گیا ہے اور دنیا و آخرت تباہ کر چکا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے موقع دیا ہے تو زندگی میں فوراً توبہ کرے۔ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے معافی مانگے، دنیا سے باایمان جائے گا، یہی مسلمان کی کامیابی ہے کہ جب قیامت کے روز اُٹھے تو نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں علماء، صلحاء کے ساتھ اُٹھے گا۔ اللہ کریم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صدقہ خاتمہ ایمان پر فرمائے۔ آمین ثم آمین

Marfat.com

کامل مومن کی پہچان

حَدَّثَنَا اَبُوالْیَمَانِ قَالَ ثَنَا شُعَیْبٌ قَالَ ثَنَا اَبُوالزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ ؎ (بخاری کتاب الایمان، حدیث نمبر ۱۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ (قدرت) میں میری جان ہے تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اسے (اس کے) والدین (اس کی) اولاد سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔

تشریح: (۱) فرمان رسول ﷺ سے ثابت ہوا کہ ایمان محبت رسول ﷺ کا نام ہے اگر کوئی شخص اپنے ایمان کی کیفیت کو جاننا چاہے کہ کس قدر ہے اور کیسا ہے تو وہ خود پر غور کرے اور دیکھے کہ کیا وہ وقت آنے پر عظمت مصطفےٰ ﷺ ناموس رسالت کے تحفظ کی بات ہو تو اس کی کیا حالت ہوگی یا کیا کردار پیش کرسکتا ہے؟ تو بندہ کو خود بخود معلوم ہوجائے گا کہ میرے ایمان کی کیفیت کیا ہے۔ اگر سب کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر قربان کرنے کو جی چاہے جیسے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کرتے تھے تو اسے یقین ہونا چاہئے کہ میرا ایمان مضبوط ہے جیسے جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا کردار تھا۔ مال کی ضرورت پڑنے پر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا تو سب کچھ لا کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں رکھ دیا سوئی تک گھر میں نہیں رکھی۔ جان کی پرواہ نہیں کی پورے عرب سے ٹکر لے لی اور سب کچھ چھوڑ کر ہجرت کے موقعہ پر محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہو لئے۔ اگر اولاد کی باری آئی تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بیٹے کو فرمایا کہ جس وقت تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخالف تھا اگر اس وقت تو میری تلوار کی زد میں آجاتا تو تیرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں پر قربان کردیتا۔ اس لئے وحدہٗ لاشریک نے فرمایا ہے کہ اگر ماننا ہے تو میرے رسول ﷺ کو اس طرح مانو جیسے میرے محبوب ﷺ کے صحابہ نے مانا ہے کیونکہ ایمان مضبوط اسی کا ہوگا جس کا عقیدہ صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم) جیسا ہوگا وہی جماعت صراط مستقیم پر ہوگی۔

(۲) اس ارشاد رسول ﷺ سے یہ ظاہر ہوا کہ مومن صحیح وہ ہے یا مضبوط ایمان اس شخص کا ہے جو فضائل وخصائص کا انکار نہ

Marfat.com

کرتا ہو کیونکہ جس سے محبت ہو اسے دنیا سے افضل اور اعلیٰ جانا جاتا ہے اور ہر پہلو میں اعلیٰ و افضل جانا جاتا ہے۔ حسن و جمال و فضیلت و عظمت، علم و اختیار و نورانیت فضائل و خصائص معجزات و کمالات ہر معاملہ میں پوری کائنات سے جس میں ولی، نبی، رسول سب شامل ہیں بلکہ ایمان والوں کا عقیدہ ہوگا کہ جتنی خوبیاں اللہ نے نبیوں رسولوں، اولیاء عظام یا دیگر مخلوق کو دیں ہیں۔ ان سب کو ملا دیا جائے تو کمالات و معجزات مصطفےٰ ﷺ کی زکوٰۃ بھی نہیں بنتی اور جس کو جو ملا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں ملا ہے بلکہ قرآن سے ثابت ہے نبیوں و رسولوں کو رسالت و نبوت بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے میں ملی ہے اور پوری کائنات کے معرض وجود میں آنے کا سبب بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں مگر یہ عقیدہ ہونا چاہئے کہ سب کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کریم نے عطا فرمایا ہے۔ یہی اہل ایمان کا عقیدہ ہے اور یہی صراط مستقیم ہے۔

(۳) اور پھر اس حدیث رسول ﷺ سے ثابت ہوا کہ مومن اور منافق میں فرق یہ ہوتا ہے کہ مومن کے دل میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوتی ہے اور احترام رسول ﷺ ہوتا ہے۔ منافق کا دل محبت اور احترام رسول ﷺ سے خالی ہوتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک عام آدمی کی طرح اپنے جیسا ایک بشر مانتا ہے یہی منافقت ہے اور عام آدمی کو واقعتہً یہ علم نہیں کہ کل کیا ہوگا یا بارش کب ہوگی اور نہ ہی عام آدمی کو کوئی اختیار ہے کہ وہ حرام کو کسی کیلئے حلال کر دے یا حلال کو کسی کیلئے حرام کر دے وغیرہ وغیرہ۔ تو جب کوئی بد بخت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے جیسا ایک بشر مانے گا تو اصل میں وہ در پردہ ان سب فضائل و خصائص کا انکار کر رہا ہے جو اللہ کریم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائے ہیں کیونکہ عام آدمی کو وہ فضیلتیں حاصل نہیں ہیں جو اللہ وحدہٗ لاشریک نے اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائی ہیں۔ اس لئے مومن کو چاہئے کہ ہوشیار رہے اپنے ایمان کا تحفظ کرے اور دل میں محبت رسول ﷺ پیدا کرے اور احترام رسول ﷺ کا خیال رکھے۔ ہر اس عقیدے سے دور رہے جس میں احترام رسول یا محبت رسول ﷺ نہ ہو کیونکہ اصل ایمان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت اور احترام کا نام ہے اور تعظیم رسول ﷺ کرنا محبت رسول ﷺ کی دلیل ہے۔ منافقین محبت رسول کا اقرار تو کرتے تھے مگر دل میں احترام رسول ﷺ نہیں تھا۔ اس لئے کوئی جاننا چاہے کہ محبت رسول ﷺ کس گروہ میں ہے تو اس کا واحد ذریعہ یہ ہے کہ چند علامتیں ہیں جس سے آسانی سے معلوم ہو جاتا ہے کہ ان میں محبت اور احترام رسول ﷺ پایا جاتا ہے یا نہیں؟

محبت کی چند علامتیں: (۱) محبت کا یہ خاصہ ہے کہ جس سے ہو اس جیسا کوئی دوسرا نہیں ہوتا۔ (۲) جس سے محبت ہو اس کے فضائل و خصائص سن کر دل خوش ہونا۔ (۳) محبوب کا ذکر دل کو تسکین دیتا ہے۔ (۴) اس کے نام سے پیار کرتا ہے،

Marfat.com

محبوب کا نام مٹایا نہیں جاتا بلکہ اس کے نام کا ورد کیا جاتا ہے۔ (۵) جن کا تعلق محبت سے ہو یا جس چیز کا تعلق محبوب سے ہو اس سے پیار کیا جاتا ہے۔ محب اپنے محبوب کے فضائل و خصائص بیان کرتا ہے۔ اس کے حسن و جمال، کمالات و معجزات دیگر خوبیوں کا ذکر کرتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اب ہر منصف مزاج کو چاہئے کہ انتہائی سنجیدگی سے غور وفکر کرے اور خود فیصلہ کرے وہ کون لوگ ہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت کرنے والے ہیں۔ یقیناً وہ اہل سنت و جماعت ہیں جو اس معیار پر پورے اُترتے ہیں اور یہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور یہ کفر و شرک نہیں بلکہ یہ وہ انداز محبت ہے جو اللہ اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کرتا ہے۔

(۱) اللہ کے نزدیک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑھ کر کوئی نہیں اگر چہ سب نبی نفس نبوت میں برابر ہیں مگر اللہ وحدہٗ لاشریک قرآن پاک میں واضح فرماتا ہے کہ میرے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم درجات میں سب نبیوں سے بڑھ کر ہیں۔

(۲) قرآن پاک میں اللہ وحدہٗ لاشریک فرماتا ہے کہ ہم نے بعض رسولوں کو بعض پر فضیلت دی ہے اور ان میں سے کسی سے اللہ نے کلام فرمایا.... وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ۔ اور کوئی وہ ہے کہ جسے سب پر بلند درجہ کیا۔ اس بات پر سب مفسرین کا اتفاق ہے... بَعْضَهُمْ سے مراد حضور نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہے جن کو سب نبیوں رسولوں پر فضیلت حاصل ہے اور قرآن وحدیث میں بے پناہ دلائل ہیں۔ شب معراج انبیاء کی امامت فرمانا، رحمۃ للعالمین ہونا، پھر عالم ارواح میں نبیوں سے وعدہ لینا اور سینکڑوں دلائل صحیحہ موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسا اللہ کریم کی بارگاہ میں کسی کا مقام نہیں اور سب سے اعلیٰ وافضل ہیں۔

(۳) پھر اللہ وحدہٗ لاشریک قرآن پاک میں جو فضائل وخصائص بیان کئے ہیں وہ کسی اور نبی یا رسول کے نہیں کئے۔

(۴) پھر اللہ کریم نے قرآن پاک میں جابجا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ فرمایا اور اہل ایمان کو حکم دیا۔ یَاۤ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ کہ ایمان والو میرے حبیب پاک پہ صلوٰۃ وسلام پڑھو۔ مطلب کہ اللہ ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کرتا ہے اور اہل ایمان کو حکم دیتا ہے۔ پھر محب اپنے محبوب کے نام کو مٹاتا نہیں بلکہ بلند کرتا ہے۔

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۔ کہ ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا ہے۔ پھر حسن وجمال کا تذکرہ فرمایا۔ وَالضُّحٰی وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی اور پھر فرمایا۔ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ۔ پھر فرمایا ... وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا۔ مختصراً کہ جابجا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسن وجمال کا ذکر فرمایا کہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا چہرہ والضحیٰ ہے، زلف واللیل ہے۔ آپ نور ہیں اور آپ چمکا دینے والے آفتاب ہیں اور بہت سی آیات ہیں جو طوالت کے خوف سے درج نہیں کی جارہی، اور پھر محب ہر اس چیز سے پیار کرتا

Marfat.com

ہے جس کی نسبت محبوب سے ہو تو قرآن پاک کے الفاظ ہیں ۔لَآ اُقۡسِمُ بِھٰذَا الۡبَلَدِ۔ وَاَنۡتَ حِلٌّ بِھٰذَا الۡبَلَدِ۔ مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ۔ اور تمہارے والد کی قسم اور اس کی اولاد کی کہ تم ہو اور پھر صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم) کے متعلق فرمایا۔ فَلَآ اُقۡسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوۡمِ ۔ستاروں سے مراد صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم) ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث ہے کہ میرے صحابہ کرام ستاروں کی طرح ہیں تو اللہ کریم فرماتا ہے مجھے قسم ہے ان جگہوں کی جہاں تارے ڈوبتے ہیں۔ مطلب کہ مجھے تیرے غلاموں کی قبروں کی قسم۔ پھر آگے فرمایا۔ انہ لقسم لو تعلمون عظیم ......اور تم سمجھو تو یہ (بہت) بڑی قسم ہے۔ مختصراً یہ کہ یہ انداز محبت اللہ کریم کا ہے اور اہل سنت بھی ہر اس انسان سے پیار کرتے ہیں۔ جن کا تعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے۔ آل رسول ﷺ، اصحاب رسول ﷺ، ازواج رسول ﷺ اولاد رسول ﷺ ہوں یا دیگر چیزیں موئے مبارک ہوں یا لباس مبارک کا ٹکڑا.... مطلب یہ کہ جس کی نسبت حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہو، احترام کرتے ہیں بلکہ فرض جانتے ہیں، ان کی توہین کرنا گمراہی، بے دینی، ذلالت اور کفر جانتے ہیں اور یہی اہل سنت کی پہچان ہے۔

Marfat.com

ایمان کا لطف

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِیُّ قَالَ ثَنَا اَیُّوْبُ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثٌ مَّنْ كُنَّ فِیْهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْاِیْمَانِ اَنْ یَّكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَاَنْ یُّحِبَّ الْمَرْءَ لَا یُحِبُّهٗ اِلَّا لِلّٰهِ وَ اَنْ یَّكْرَهَ اَنْ یَّعُوْدَ فِی الْكُفْرِ كَمَا یَكْرَهُ اَنْ یُّقْذَفَ فِی النَّارِ (بخاری، کتاب الایمان حدیث نمبر ۱۵)

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی میں تین باتیں ہوں گی وہ ایمان کی لذت سے لطف اندوز ہوگا پہلی یہ کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اسے سب سے زیادہ محبوب ہوں دوسری (یہ کہ اگر) کسی کو دوست رکھے تو محض اللہ کیلئے، تیسری اسے کافر ہونا اس قدر نا گوار ہو جیسے آگ میں جانا، نا گوار ہوتا ہے۔

تشریح: (۱) اس حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا کہ مسلمان ہونے کا صحیح مزہ وہ لیتا ہے جس کا عقیدہ درست ہو اور پختہ مسلمان ہو، جس کا عقیدہ درست نہیں وہ ایمان کی لذت سے محروم رہتا ہے۔ معلوم ہوا کہ جو لوگ دنیاوی مفادات کی خاطر عقائد کو اہمیت نہیں دیتے ان لوگوں کا نفس ان پر غالب ہے اور ایمان انتہائی درجہ کا کمزور ہے ایسے لوگ بعض اوقات اپنا سب کچھ تباہ و برباد کر لیتے ہیں نہ دین رہتا ہے نہ ہی دنیا۔ تو حدیث پاک میں پہلی بات یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب جانے۔

(۲) اللہ کو سب سے زیادہ محبوب جاننے.... کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کو اس طرح مانے جس طرح حضور نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور مانا ہے کہ اللہ ہی سب کا خالق مالک رازق ہے مالک یوم الدین ہے قادر مطلق سب اسی کے محتاج ہیں۔ اللہ کسی کا محتاج نہیں جس کے پاس جو کچھ ہے خواہ وہ نبی ہو، ولی ہو، محدث ہو، قطب ہو، غوث ہو، ابدال ہو یا دیگر کائنات میں جو خوبیاں ہیں سب اللہ کی دی ہوئی ہیں۔ جس کو اللہ کچھ نہ دے اس کے پاس کچھ نہیں ہوتا۔ جس کو اللہ مارنا چاہے اسے کوئی بچا نہیں سکتا۔ جس کو اللہ زندہ رکھنا چاہے اسے کوئی مار نہیں سکتا۔ وہ وحدہ لاشریک ہے وہ اولاد و والدین کھانے پینے سونے بیمار ہونے سے پاک ہے، ہر عیب سے پاک ہے ہر کمزوری سے پاک ہے، وغیرہ وغیرہ مختصراً کہ جو قرآن و حدیث میں بیان کیا

Marfat.com

گیا ہے اس پر یقین رکھے، اللہ کی کسی صفت کا انکار نہ کرے اسی کو عبادت کے لائق جانے اور اللہ کے سوا کسی کی عبادت کرنے والوں کو کافر جانے اور اللہ کی ہر صفت پر ایمان رکھے۔ اگر کسی صفت کا انکار کرے گا تو کافر ہوگا۔

(۳) اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم جانے، اس کا محبوب جانے اور ہر صفت وخوبی جو اللہ کریم نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی۔ اس پر یقین رکھے۔ اگر انکار کرے گا تو منافق ہے۔ بے ایمان اور گمراہ ہے کیونکہ جس طرح اللہ کی صفت کا انکار کفر ہے اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل وخصائص اور خوبیوں کا انکار بھی کفر ہے اور منافق کا طریقہ ہے جو قرآن سے ثابت ہے۔ جس طرح مسجد ضرار والے منافقین تھے۔ بظاہر کلمہ پڑھتے تھے، مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل وخصائص کے منکر تھے مگر آج کل بعض جاہلوں نے بھی وہ طریقہ اپنا رکھا ہے بظاہر تو محبت کے دعویدار ہیں مگر فضائل وخصائص مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں خود گمراہ اور دوسرے لوگوں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ یہ علم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم، نورانیت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اختیارات مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں اور اس کو توحید کی مخالفت جانتے ہیں جو سراسر جہالت، گمراہی ہے۔

اگر فضائل وخصائص رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کا سبب عداوت رسول ہو تو کفر ہے اور ایسے لوگ منافق ہیں مگر یاد رہنا چاہئے کہ اہل سنت وجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر خوبی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہے ذاتی نہیں۔ اللہ کی ہر خوبی ذاتی ہے۔ یہ عقیدہ شرک نہیں ہوسکتا۔ اس عقیدہ کو شرک جاننا جہالت ہے اور قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔ مثلاً اللہ مردے کو زندہ کرتا ہے اللہ کے سوا کوئی مردہ زندہ نہیں کرسکتا۔ مگر جس کو اللہ یہ اختیار عطا فرمائے وہ زندہ کرسکتا ہے۔ جس طرح حدیث سے ثابت ہے کہ قرب قیامت دجال ظاہر ہوگا اور وہ دعویٰ کرے گا کہ میں رب ہوں میری پوجا کرو مگر ایمان والے اس کی مخالفت کریں گے اور اسے کافر جانیں گے اور دجال کو کہیں گے کہ اللہ وہ ہے جو زندہ کو مردہ کرسکتا ہے اور مردہ کو زندہ کرسکتا ہے، تو دجال کہے گا کہ یہ کام تو میں بھی کرسکتا ہوں چنانچہ وہ ایک آدمی کو قتل کرے گا اور پھر اسے زندہ کرے گا تو وہ شخص جس کو زندہ کرے گا وہ کہے گا کہ اب تو مجھے یقین ہوگیا ہے کہ تو ہی دجال کافر ہے اور لوگوں کو کہے گا کہ اب یہ دجال نہ تو کسی کو قتل کرسکے گا اور نہ ہی زندہ کرسکے گا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ کانا دجال ظاہر ہوگا اور وہ ایسا ایسا کرے گا۔ اب یہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا چنانچہ دجال اسے دوبارہ قتل کرنا چاہے گا مگر ایسا نہ کرسکے گا (مشکوٰۃ بحوالہ کتاب الفتن/مسلم شریف)

اب غور فرمایئے کہ اللہ کے سوا کوئی مردہ کو زندہ کرسکتا ہے؟ نہیں بالکل نہیں۔ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ کے اختیار دیئے بغیر دجال مردہ زندہ کرسکتا ہے وہ کافر ہے اور ادھر حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ کانا دجال مردہ

Marfat.com

کرے گا پھر اس کو زندہ کرے گا۔ اب انکار حدیث بھی کفر ہے تو واضح ہوا کہ کانے دجال کو جو کافر ہے اس کو یہ اختیار اللہ کریم نے دیا ہے کہ وہ ایک آدمی کو قتل کرے گا پھر اسے زندہ کرے گا ایک سے زیادہ بار نہیں کر سکے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر یہ عقیدہ ہو کہ اللہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ اختیار دیا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جابر رضی اللہ عنہ کے بیٹوں کو زندہ کیا اور پھر جابر رضی اللہ عنہ کی بکری کو زندہ کیا تو یہ عقیدہ شرک یا کفر نہیں بلکہ قرآن و حدیث کے عین مطابق ہے بلکہ اس کا انکار جہالت اور گمراہی ہے۔

﴿❖﴾ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب خصائص الکبریٰ میں یہ حدیث بیان کی اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوۃ میں بیان کیا ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ فرمان رسول پر یقین رکھے۔ جماعتوں کے بت نہ پوجے کیونکہ نجات قرآن وحدیث پر یقین رکھنے سے ہوگی۔ اسی طرح علم غیب بھی اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمایا بلکہ ہر صفت اور کمال جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ہے اللہ کی عطا کردہ ہیں اور علم غیب ہو یا اختیارات ہوں یا نورانیت دیگر فضائل سب کے سب اس کے عطا کردہ ہیں اور قرآن پاک گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ کمال عطا فرمایا تھا کہ وہ مردوں کو زندہ کرتے، غیب جانتے، بیماروں کو شفا دیتے اور اندھوں کو آنکھیں عطا فرماتے تھے۔ تو اب کیا یہ عقیدہ رکھنا شرک یا کفر ہے نہیں بالکل نہیں بلکہ جو قرآن پر ایمان رکھنے کو کفر و شرک قرار دے گا وہ خود کافر ہوگا۔ ایمان والا وہ ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ان کمالات پر ایمان رکھے مگر عقیدہ یہ ہو کہ حضرت کو سب کمالات اللہ نے عطا فرمائے ہیں۔ ان کے ذاتی نہیں اللہ کے عطا کردہ ہیں اور یہی عقیدہ حضور علیہ السلام کے متعلق رکھنا چاہیے کہ سب کمالات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے ہیں۔ اس عقیدے کو کفر و شرک کہنا قرآن وحدیث کی مخالفت ہے ایسے لوگ جو کمالات مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہوں منافقین کی صف میں کھڑے ہوں گے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل و خصائص کو ماننا صحابہ کرام والا عقیدہ ہے اور اس کو برا جاننا گمراہی و جہالت اور کفار کا طریقہ ہے جس طرح اللہ کی صفات پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اسی طرح حضور علیہ السلام کے ہر کمال کو ماننا ضروری ہے۔

(۴) اور پھر فرمایا کہ ایمان کی لذت سے لطف اندوز وہی ہوگا جو کسی مسلمان سے دوستی کرے تو اللہ کی رضا کیلئے کرے، دنیاوی مطلب وغرض وغایت کیلئے نہ کرے۔ اس سے ظاہر ہوا دوستی صرف مسلمانوں سے ہونی چاہئے نہ کہ بدمذہبوں سے اور یہ خیال رکھنا بھی ضروری ہے کہ دوستی اور چیز ہے دنیاوی معاملات اور چیز ہیں۔ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ جب دو بندے آپس میں صرف اللہ کیلئے دوستی کرتے ہیں تو پھر تیسرا ان سے اللہ پیار کرتا ہے جیسے علماء حق کے ساتھ پیار کرنا اولیاء عظام کے ساتھ پیار کرتا ہے تو ایسے لوگوں سے اللہ بھی پیار کرتا ہے اور یہ بہت بڑی بات ہے کہ کسی بندے سے اللہ بھی پیار

Marfat.com

کرے۔ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کیلئے علماء حق اہل سنت و جماعت اور بزرگوں سے پیار کرے اور مسلمان بھائیوں سے محبت رکھے۔ اگر ہر مسلمان اس حدیث پر عمل پیرا ہو جائے تو ہمارا معاشرہ ایک مثالی معاشرہ بن جائے اور گھر اور بیرون گھروں کے جتنے اختلافات ہیں سب کے سب ختم ہو جائیں۔

(۵) اور پھر آگے فرمایا کہ کفر سے نفرت اس قدر ہو جیسے کوئی شخص آگ میں جانے کو تیار نہیں ہوتا اسی طرح کفر کو قبول کرنے کو تیار نہیں ہوتا تو اس سے ظاہر ہوا کہ اصل ایمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے کیونکہ جس سے محبت ہو اس کی مخالف چیز کو پسند نہیں کیا جاتا۔ محبت کرنے والے ہر اس چیز سے پیار کرتے ہیں۔ جس کی نسبت محبوب سے ہو اور اس چیز کو نفرت سے دیکھتے ہیں جس کو محبوب پسند نہ کرتا ہو اور یہی انداز محبت اللہ وحدہٗ لاشریک کا ہے کہ جن لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار کیا اور غلامی اختیار کی ان کے فضائل قرآن میں بیان کرتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آل، اصحاب ازواج و اولاد کا ذکر اور فضائل قرآن نے جا بجا بیان فرمائے ہیں اور جن لوگوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے غلامی کا رشتہ نہیں جوڑا ان کی مذمت بھی بیان فرمائی ہے اور ان کو دوزخ کی خوشخبری دی ہے۔ اَلَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ وَیَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۔ (سورۃ بقرہ آیت ۲۷)

ترجمہ : وہ جو اللہ کے عہد کو توڑ دیتے ہیں پکا ہونے کے بعد اور کاٹتے ہیں اس چیز کو جس کے جوڑنے کا خدا نے حکم دیا ہے اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں اور وہی لوگ خسارے والے ہیں۔

اللہ وحدہ لاشریک فرماتا ہے مجھ سے وعدہ تو تم نے یہ کیا تھا کہ محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے غلامی کا رشتہ مضبوط بنائیں گے مگر اے یہود و نصاریٰ تم نے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے غلامی کا رشتہ توڑ دیا جب کہ میرا حکم تھا کہ میرے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی کرنا۔ فرمایا تم بہت بڑے فسادی ہو اور تم نے زمین پر بہت بڑا فتنہ پیدا کر دیا ہے۔ مگر یاد رکھو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی کرنے کا انکار کر کے تم نے بہت بڑا نقصان کیا ہے اور خسارے میں گئے ہو فائدہ اسی کو حاصل ہوگا جو محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے گا بلکہ یوں سمجھو کہ تم نے آگ کو پسند کیا ہے کیونکہ کفر کرنا آگ کو پسند کرنا ہے اور در مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی نار جہنم سے بچنے کی دلیل ہے کیونکہ کفر کیلئے آگ اور ایمان والے لئے جنت ہے۔ تو ایمان کا مزہ اسے آئے گا جس کے دل میں محبت رسول ہوگی بصورت دیگر صرف کلمہ پڑھ لیا جس طرح مسجد ضرار والوں نے پڑھا تھا تو پھر ایمان کی لذت سے محروم رہیں گے۔

Marfat.com

مومن کی مانند درخت

حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا وَإِنَّهَا مَثَلُ الْمُسْلِمِ حَدِّثُوْنِيْ مَا هِيَ قَالَ فَوَقَعَ النَّاسُ فِيْ شَجَرِ الْبَوَادِيْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَوَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ أَنَّهَا النَّخْلَةُ فَاسْتَحْيَيْتُ ثُمَّ قَالُوْا حَدِّثْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا هِيَ قَالَ هِيَ النَّخْلَةُ

(بخاری شریف کتاب العلم حدیث نمبر ۶۰)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درختوں میں ایک ایسا درخت ہے جس پر پت جھڑ نہیں آتا وہ (درخت) مسلمان کی مثل ہے مجھے بتاؤ وہ کون سا درخت ہے (ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں) لوگوں کا دھیان جنگلی درخت کی طرف چلا گیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میرے ذہن میں آ گیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے۔ مگر (بزرگ صحابہ کی) حیاء (کی وجہ سے میں نہ بولا) آخر کار صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ہی بتلایئے وہ کون سا درخت ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کھجور......

تشریح: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوال کرنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ مسلمان کی تعریف کیا ہے اور آنے والی نسلوں کو واضح کرنا تھا کہ صحیح العقیدہ مسلمان اور منافق میں فرق کیا ہوتا ہے کیونکہ منافق بھی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا ہے اور اسلام کی آڑ میں ہی وہ لوگوں کو گمراہی کی طرف بلاتا ہے اور کفر کی ہمیشہ سے چال رہی ہے۔ اس فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر غور کیا جائے تو مسلمان اور منافق میں فرق کرنا مشکل مسئلہ نہیں ہے۔ بہت آسانی کیساتھ منافق اور مسلمان کی پہچان ہو جاتی ہے۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا وہ کون سا درخت ہے جو مسلمان کی مثل ہے؟ جس پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہی وضاحت فرما دیجئے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کھجور کا درخت ہے۔ تو کھجور مسلمان کی مثل کیسے ہے وہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود ہی وضاحت فرما دی۔ فرمایا! کہ اس پر پت جھڑ نہیں آتا۔ تو اس سے یہ معلوم ہوا کہ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام بتانا چاہتے تھے کہ مسلمان کی ایک علامت یہ ہوتی ہے کہ وہ دامن مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی نہیں چھوڑتا کیونکہ کھجور کا درخت ایک ایسا درخت

Marfat.com

ہے جس کا پتہ تنے کا ساتھ نہیں چھوڑتا، خزاں ہو یا بہار ژالہ باری ہو یا طوفان اٹھیں، آندھیاں چلیں وہ کبھی بھی اپنے تنے سے علیحدہ نہیں ہوتا تو فرمایا مسلمان کی تعریف بھی یہی ہے کہ حالات کیسے ہوں وہ مال جان اولاد جانے کی پراوہ نہیں کرتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر ہر چیز قربان کرنے کو تیار ہوتا ہے مگر دامن مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑنے کو تیار نہیں ہوتا۔ جس سے ظاہر ہوا اصل ایمان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے غلامی کا رشتہ پکا ہونا ہے۔ جیسے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کردار ادا کیا۔ رشتہ داری، برادری والدین، عزیز و اقارب اولاد بیوی کسی کو خاطر میں نہیں لائے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ساتھ دیا بلکہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعلان نبوت فرمایا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے وہ کردار ادا کیا کہ ایک طرف سارا عرب یہ سرداران قریش میں ایک طرف صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات بابرکات ہے مگر ساری دنیا کو ٹھوکر ماردی اور دنیاوی مفادات کی پرواہ تک نہیں کی اور پورے عرب کے سامنے اعلان فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے وہی عبادت کے لائق ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں اور میں ایمان لاتا ہوں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ساتھ دوں گا جو لوگ دنیاوی غرض و غایت کیلئے مفادات کیلئے عقائد بدل لیتے ہیں وہ صحیح العقیدہ اور پختہ ایمان والے مسلمان نہیں ہیں مضبوط ایمان والے وہ لوگ ہیں جو کسی چیز کی پرواہ نہ کریں ہر نفع نقصان کو سوچے بغیر دامن مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مضبوط پکڑے رہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر شخص کے باپ کے بارے میں جانتے ہیں

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَشْيَاءَ كَرِهَهَا فَلَمَّا أُكْثِرَ عَلَيْهِ غَضِبَ ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ سَلُونِي عَمَّا شِئْتُمْ فَقَالَ رَجُلٌ مَنْ أَبِي قَالَ أَبُوكَ حُذَافَةُ فَقَامَ آخَرُ فَقَالَ مَنْ أَبِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ أَبُوكَ سَالِمٌ مَوْلَى شَيْبَةَ فَلَمَّا رَأَى عُمَرُ مَا فِي وَجْهِهِ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا نَتُوبُ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ٭

(بخاری کتاب العلم حدیث نمبر ۹۲)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چند باتیں پوچھی گئیں (جن کا پوچھا جانا) مزاج اقدس کے خلاف تھا جب پوچھنے پر اصرار کیا گیا تو (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) غضبناک ہو گئے اور آپ نے لوگوں کو فرمایا۔ اب جو چاہتے ہو پوچھتے جاؤ۔ ایک شخص بولا میرا باپ کون ہے؟ (تو آپ نے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے۔ دوسرا آدمی کھڑا ہوا اس نے پوچھا میرا باپ کون ہے؟ فرمایا سالم ہے شیبہ کا غلام۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر جلال کے آثار دیکھے تو عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم اللہ تعالیٰ (کے حضور) توبہ کرتے ہیں۔

تشریح: اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ اللہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہر چیز کا علم عطا فرمایا اور ہر غیب کا علم عطا فرمایا تھا۔ چنانچہ ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض گزار ہوا کہ میرا باپ کون ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا سالم جو شیبہ کا غلام ہے۔ اب دو ہی صورتیں ہیں یا تو یہ عقیدہ رکھنا ہوگا کہ اللہ وحدہٗ لاشریک نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ما فی الارحام ہی نہیں ہر قسم کا علم غیب عطا فرمایا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو فرمایا وہ سچ ہے اور یقیناً سچ ہے۔ یا پھر (معاذ اللہ نقل کفر، کفر نہ باشد) یہ کہنا ہوگا کہ بس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسے ہی فرمایا کہ تیرا باپ فلاں ہے حقیقت یہ نہیں تھی۔ جو شخص فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو غلط کہے گا وہ کافر ہو جائے گا ایمان اسی میں ہے کہ اس فرمان پر یقین رکھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہر فرمان سچ ہے کیونکہ قرآن پاک کے الفاظ ہیں۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کوئی بات بھی فرمائیں تو اپنی خواہشات کے مطابق نہیں فرماتے وہ تو وہی

Marfat.com

فرماتے ہیں جو انہیں وحی فرمائی جاتی ہے۔ جس کے فرمان کے صحیح ہونے کی سند اللہ کریم عطا فرمائے اس میں غلطی کا امکان ممکن ہی نہیں تو اب ہر مسلمان کا عقیدہ یہ ہوگا کہ فرمان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو بھی ہو وہ صحیح ہوگا اسے غلط قرار دینے والا کافر ہوگا تو پھر مسئلہ واضح ہوا کہ مومن وہ ہے جو یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ کریم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب عطا فرمایا ہے اور حضور مافی الارحام کا علم جانتے ہیں جیسا کہ حدیث پاک سے ثابت ہو رہا ہے۔ اب بنظر انصاف غور کیا جائے یا فیصلہ کیا جائے تو یہ بات کوئی ڈھکی چھپی نہیں رہتی کہ مسلک اہل سنت یہی وہ مسلک حقہ ہے جو قرآن وحدیث کے مطابق ہے اور پھر اس سے بڑھ کر علم غیب کیا ہوگا کہ کب سائل کی والدہ سے غلطی ہوئی ہوگی اور کب نطفہ ٹھہرا ہوگا مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آج سوال کرنے پر بتا رہے ہیں کہ تیرا باپ شیبہ کا غلام ہے۔ اب بھی اگر کوئی یہ کہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کل کا علم نہیں کہ کیا ہوا تھا یا نبی کو مافی الارحام کا علم نہیں تو ایسے آدمی کا عقیدہ قرآن وحدیث کے مخالف ہے۔ جو عقیدہ قرآن وحدیث کے خلاف ہو وہ صراط مستقیم نہیں ہوتا بلکہ گمراہی و بے دینی ہے۔ لہٰذا بندہ کو جماعتوں کے بت نہیں پوجنے چاہئیں حق کو قبول کرنا ایمان کی دلیل ہے۔ میں سمجھتا ہوں جو یہ جانتے ہوئے بھی کہ اللہ کریم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خاص فضیلتیں عطا فرمائیں ہیں اگر انکار کرتا ہے تو یہ عداوت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم دلیل ہے اور فرقہ پرستی کی انتہا ہے۔ ایسا آدمی ایمان والا نہیں ہو سکتا ایمان اسی آدمی کا صحیح ہوگا جو فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے فرقوں کے بت پاش پاش کر کے حق کو قبول کرے اور فضائل وخصائص مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر یقین رکھے۔

فضیلت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ ثَنَا اِبْرَاهِيمُ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ ابْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيَّ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُوْنَ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ مِّنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ وَمِنْهَا مَادُوْنَ ذٰلِكَ وَعُرِضَ عَلَى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيْصٌ يَجُرُّهٗ قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ الدِّيْنَ ۞ (بخاری، کتاب الایمان حدیث نمبر ۲۲)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں سو رہا تھا اور اسی حالت میں خواب دیکھا کہ لوگوں کو میرے سامنے لایا جاتا ہے۔ انہوں نے کُرتے پہن رکھے ہیں بعض کے کُرتے سینے تک اور بعض کے ذرا نیچے ہیں۔ اسی اثناء میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میرے سامنے پیش کیے گئے۔ ان کا کرتہ اس قدر نیچے تھا کہ وہ اسے گھسیٹ رہے ہیں۔ صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) عرض گذار ہوئے کہ (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے اس کی تعبیر کیا لی ہے؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا.....دین۔

تشریح: اس حدیث پاک سے ظاہر ہوا کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مضبوط ایمان والے تھے۔ جو لوگ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ایمان کے متعلق غلیظ گفتگو کرتے ہیں وہ ایمان والے نہیں ہیں۔ دراصل وہ لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گواہی کو نہیں مانتے تو جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی کو رد کرتا ہے۔ وہ بد بخت خود ایمان والا نہیں رہتا کیونکہ کوئی مسلمان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گواہی کو رد نہیں کر سکتا۔ اس سے ثابت ہوا اہل ایمان کا عقیدہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے متعلق وہی ہو گا جو حدیث رسول ہے کہ جناب سیدنا فاروق اعظم مضبوط ایمان رکھنے والے مسلمان تھے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی تھے اور جو شخص حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے ایمان پر شک کرے یا توہین، تذلیل کرے فرمان رسول ﷺ کے مطابق وہ ملعون ہے (انشاء اللہ بفضل خدا آگے حدیث رسول درج کی جائے گی)۔ جن کے ایمان کی گواہی اللہ کے پیارے رسول ﷺ دیں ان کے متعلق کوئی ایمان والا غلط نظریات نہیں رکھ سکتا اور فرمان خداوندی ہے۔ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ .... الی آخر

Marfat.com

کہ اے محبوب کریم ﷺ تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہیں ہوں گے جب تک تمہیں اپنا حاکم نہ مانیں گے۔ آپس میں اپنے سب جھگڑوں میں پھر جو تم حکم فرماؤ اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جو تم حکم سناؤ اسے جی سے مان لیں۔ گویا کہ نتیجہ یہ نکلا اللہ وحدہٗ لاشریک فرماتا ہے کہ اے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم جو تیری زبان پاک سے نکلے جب تک اس پر عمل نہ کریں اور دل سے اسے مان نہ لیں ایمان والے نہیں ہوں گے۔

قارئین کرام ....قرآن پاک سے واضح ہوا کہ مسلمان وہ ہے جو فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سرتسلیم خم کرے اور ہر چیز کو چھوڑ کر فرمان رسول ﷺ پر عمل کرے اور اسی پر یقین رکھے۔ تو فرمان رسول ﷺ سے واضح ہے کہ جناب سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حضور کے صحابی تھے، سچے پکے مسلمان تھے بلکہ مضبوط ایمان والے تھے۔ دیگر لوگوں سے ان کا ایمان زیادہ مضبوط تھا دینداری میں سب سے آگے تھے۔ جو لوگ جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ایمان میں معاذ اللہ شک کرتے ہیں اور دینداری میں شک کرتے ہیں وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فیصلے کو نہیں مانتے تو قرآن کا واضح اعلان ہے جو حضور کا فیصلہ نہیں مانتا وہ مسلمان نہیں ہے۔ لہٰذا مسلمان کہلوانے والوں کو چاہئے کہ دھڑے بندی کی بھینٹ نہ چڑھیں۔ فرمان رسول ﷺ پر عمل کریں۔ سیدنا عمر فاروق اعظم اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقیدت مند بنیں اور اپنے آپ کو گمراہی سے بچائیں بصورت دیگر دین و دنیا میں رسوائی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا اور کسی کے توہین کرنے سے اصحاب رسول ﷺ کی عظمت و شان میں فرق نہیں آئے گا مگر توہین کرنے والا ایمان سے خالی ہو جائے گا۔

Marfat.com

منافق کی علامتیں

حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَّمَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا اِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَاِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ تَابَعَهُ شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ ۞

(بخاری شریف، کتاب الایمان، حدیث نمبر ۳۲)

حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس میں یہ چار باتیں ہوں گی۔ وہ پکا منافق ہے جس میں سے کوئی ایک ہوگی تو اس میں نفاق کی علامت ہوگی۔ جب تک اسے ترک نہ کرے جب امین بنایا جائے تو خیانت کرے۔ جب بات کرے تو جھوٹی کرے جب وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے اور جب جھگڑا کرے گالیاں دے۔

تشریح: قارئین حضرات....... حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منافقوں کی علامتیں بیان فرمائی ہیں تا کہ مسلمانوں کو منافقین کی پہچان ہو جائے یا ہر مسلمان منافقت سے بچ سکے۔ منافق کی ایک علامت یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ اگر اسے امین بنا دیا جائے تو وہ خائن ثابت ہو۔ اس میں بد دیانتی کرے۔ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے خواہ وہ کسی سرکاری عہدہ پر ہو یا غیر سرکاری یا مسلمان کوئی اور ذمہ داری اس پر ڈالیں تو وہ دیانت داری کا مظاہرہ کرے بد دیانتی سے بچے۔ کیونکہ بد دیانتی سخت جرم ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ ایک آدمی کا انتقال ہوا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم فرمایا کہ تم اس کا جنازہ پڑھو اور خود آپ نے جنازہ میں شرکت نہیں فرمائی تھی۔ تو صحابہ فرماتے ہیں جب اس کے سامان کی تلاشی لی گئی تو اس کے سامان سے ایک چادر نکلی جو بیت المال سے چورائی گئی تھی۔ منافقت کی دوسری نشانی یہ بیان فرمائی گئی کہ جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے جھوٹ ایمان کی قینچی ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ اس عظیم گناہ سے اپنے آپ کو محفوظ رکھے۔ جب کہ آج ہمارے معاشرے میں یہ ایک عام بات بن گئی ہے بلکہ معاذ اللہ جھوٹ کو چالاکی و ہوشیاری تصور کیا جاتا ہے جو سراسر غلط اور برائی ہے۔ یہ تو عام معاملات کی بات ہے جو شخص دین میں جھوٹ بولے وہ تو انتہائی نامراد اور گمراہ ہے جیسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل وخصائص کا انکار کرنا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم،

Marfat.com

آل رسول ﷺ، ازواج رسول ﷺ کے فضائل کا انکار کرنا اولاد رسول ﷺ کا انکار کرنا جو قرآن وحدیث سے ثابت ہیں۔ لوگوں کے سامنے تحریراً تقریراً انکار کرنا بہت بڑا جھوٹ، گمراہی اور منافقت کی عظیم دلیل ہے اور ایسا شخص ان منافقین میں شامل ہوگا جن کی سزا دوزخ کے سواء کچھ نہیں مثلاً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اختیارات کا انکار علم غیب کا انکار و نورانیت کا انکار یا دیگر فضائل کا انکار کرنا جھوٹ ہے۔ اسی طرح صحابہ کرام کے ایمان کا انکار کرنا ان کے فضائل کا انکار کرنا ان کو غاصب قرار دینا حق چھیننے والے جاننا یہ جھوٹ ہیں جس کا عقیدہ قرآن وحدیث پر ہوگا وہ کبھی بھی آل رسول ﷺ، اصحاب رسول ﷺ، ازواج رسول ﷺ، اولاد رسول ﷺ کا نہ تو انکار کرے گا اور نہ ہی ان کی توہین وتذلیل کرے گا اور نہ ہی ان کے فضائل کا انکار کرے گا بلکہ ان سے محبت ایمان جانے گا اور اگر دل میں ان کی عداوت ہے تو یقیناً ایسا شخص گمراہ اور منافق ہے کیوں کہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ اگر کوئی صحابہ سے محبت کریگا تو وہ بھی میری وجہ سے اگر عداوت کرے گا تو وہ بھی میری وجہ سے مطلب جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھے گا وہی حضور کی آل، اصحاب، ازواج اور اولاد سے محبت کرے گا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عداوت رکھے گا یا بغض رکھے گا وہ حضور کی آل، اصحاب، ازواج اور اولاد سے بھی بغض رکھے گا۔ الحمد للہ اہل سنت سب کے ماننے والے ہیں اور ہر اس چیز سے پیار کرتے ہیں جس کی نسبت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہوتی ہے۔ باقی جتنے گروہ ہیں کوئی آل رسول کا منکر ہے اور کوئی اصحاب، ازواج اور اولاد رسول ﷺ کا منکر ہے۔ منافقوں کی تیسری علامت بیان فرمائی گئی کہ جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرتا ہے۔ لہٰذا مسلمان کو چاہئے کہ وعدہ خلافی سے پرہیز کرے اور منافق کی چوتھی علامت یہ ہے کہ وہ جھگڑنے میں گالی گلوچ کرتا ہے۔ ایک دوسری حدیث پاک میں ہے کہ مومن کو گالی دینا فسق ہے تو اگر عام آدمی کو جو ایمان والا ہو اس کو گالی دینا فسق ہے تو جن کا ایمان اور تقویٰ قرآن بیان کرے ان کو گالی دینا کتنا بڑا جرم ہوگا۔ مثلاً اصحاب رسول ﷺ کو گالی دینا یا اولاد رسول ﷺ کو کہنا کہ یہ رسول کی بیٹیاں ہی نہیں ہیں (معاذ اللہ) یا ازواج رسول کو گالی دینا یا آل رسول ﷺ کی توہین تذلیل کرنا تو ایسا شخص مسلمان نہیں ہے بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اگر تم دیکھو کہ کوئی شخص میرے صحابہ کو گالیاں بکتا ہے۔ توہین وتذلیل کرتا ہے تو اسے کہو کہ لعنت ہو تیرے بُرے فعل پر اور یقین جانیئے ایسا شخص جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکے گا وہ ملعون ہے۔ منافق ہے نامراد ہے اور ایسا شخص کبھی عزت کی موت نہیں مرتا۔ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ اپنے آپ کو اور اپنے بچوں واہل خانہ کو اور دیگر دوست احباب کو اس لعنت سے محفوظ رکھے اور اور اس سے دور رہنے کی کوشش کرے۔ اصل ایمان یہی ہے کہ ہر اس شخص سے محبت کرے اور اسے احترام کی نگاہ سے دیکھے جس کی نسبت حضور ﷺ سے ہو جائے مخالفت کرنا نفاق کی علامت ہے۔ اللہ کریم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صدقہ ہر فتنے سے محفوظ رکھے اور خاتمہ ایمان پر فرمائے۔ آمین ثم آمین

Marfat.com

علمِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ

حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ عُفَیْرٍ قَالَ حَدَّثَنِی اللَّیْثُ قَالَ حَدَّثَنِیْ عُقَیْلٌ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ عَنْ حَمْزَۃَ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ اُتِیْتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ حَتّٰی اِنِّیْ لَاَرَی الرِّیَّ یَخْرُجُ فِیْ اَظْفَارِیْ ثُمَّ اَعْطَیْتُ فَضْلِیْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالُوْا وَمَا اَوَّلْتَہٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ الْعِلْمَ

(بخاری، کتاب العلم، حدیث نمبر ۸۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا۔ کہ میں سو رہا تھا مجھے دودھ کا پیالہ پیش کیا گیا۔ میں نے (اسے) نوش فرمایا۔ (مجھے یوں محسوس) ہوا کہ اس کی طراوت میرے ناخنوں سے نکل رہی ہے (پھر) میں نے بچا ہوا دودھ عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) کو عطا فرما دیا۔ صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم) عرض گذار ہوئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکی تعبیر کیا ہے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم۔

تشریح: اس حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہر ہوا کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے علم عطا فرمایا ہے۔ اور اس علم کا انکار دین نہیں گمراہی ہے۔ کیونکہ جو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے علم کا انکار کرے گا وہ اصل میں حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرے گا تو جو حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر ہوگا وہ ایمان والا نہیں ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان پر لازم ہوا کہ وہ چند چیزوں پر ایمان رکھے۔

(۱) کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وصال کے بعد بھی نفع دیتے ہیں اور اپنے غلاموں کی مدد فرماتے ہیں۔ یہی اہل سنت کا عقیدہ ہے اور یہ عقیدہ قرآن وحدیث کے عین مطابق ہے۔ اس حدیث پاک سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک خاص تعلق فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ظاہر ہو رہا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کس قدر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے محبت تھی کہ حضور نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو علم سے نوازا اور یاد ہونا چاہیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب عام آدمیوں کے خواب کی طرح نہیں ہوتا بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب وحی الٰہی ہوتی ہے اور بالکل درست ہوتا ہے، حقیقت ہوتا ہے۔ لہٰذا جو لوگ حضرت فاروق

Marfat.com

اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق غلط گمان کرتے ہیں یا ان کے متعلق عقیدہ درست نہیں رکھتے انہیں توبہ کرنی چاہیے بصورت دیگر ایمان پر خاتمہ ہونا مشکل ہے۔

(۲) پھر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے مانگ کر لیا تھا۔ تو اس طرح فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مراد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں۔ جن کے متعلق غیر مسلم بھی اعتراف کرتے ہیں کہ اگر ایک عمر اور ہوتا تو دنیا میں اسلام کے سوا کوئی مذہب نہ ہوتا یعنی سب لوگ مسلمان ہوتے۔

Marfat.com

بچوں کا شفاعت کرنا

حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِی ابْنُ الْاَصْبَهَانِیِّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا صَالِحٍ ذَکْوَانَ یُحَدِّثُ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ النِّسَآءُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ غَلَبَنَا عَلَیْكَ الرِّجَالُ فَاجْعَلْ لَنَا یَوْمًا مِّنْ نَفْسِكَ فَوَعَدَهُنَّ یَوْمًا لَقِیَهُنَّ فِیْهِ فَوَعَظَهُنَّ وَ اَمَرَهُنَّ فَکَانَ فِیْمَا قَالَ لَهُنَّ مَا مِنْکُنَّ امْرَاَةٌ تُقَدِّمُ ثَلٰثَةً مِّنْ وَّلَدِهَا اِلَّا کَانَ لَهَا حِجَابًا مِّنَ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَاَةٌ وَّاثْنَیْنِ فَقَالَ وَاثْنَیْنِ ؁ (بخاری، کتاب العلم حدیث ۱۰۱)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عورتوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں عرض کیا کہ حضور مرد ہم سے بازی لے گئے۔ ہمارے لئے بھی کوئی خاص دن مقرر فرمادیں (تاکہ ہم بھی احکام شرعیہ جان سکیں) آپ نے ان سے ایک دن کا وعدہ فرمالیا اس دن آپ انہیں ملے انہیں نصیحت فرمائی اور انہیں احکام شرعیہ بتلائے منجملہ باتوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے یہ بھی فرمایا تم میں سے جو عورتیں اپنے تین بچے آگے بھیجے (یعنی جس کے تین بچے فوت ہوجائیں) تو وہ اس کیلئے دوزخ سے آڑ بن جائیں گے ایک عورت بولی (کہ حضور اگر کوئی عورت) دو بچے آگے بھیج چکی ہو تو آپ نے فرمایا ہاں دو بھی۔

تشریح: (۱) اس حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا دن مقرر کرنا جائز اور درست ہے جو لوگ دن مقرر کرنے کو خلاف اسلام جانتے ہیں وہ قرآن وحدیث کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں اور جو عقیدہ قرآن و حدیث کے خلاف ہو وہ گمراہی اور ذلالت ہے دین نہیں ہے۔

(۲) اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ عورتوں کو دین حاصل کرنے کیلئے جانا درست ہے جائز ہے بلکہ ثواب ہے۔ بعض لوگ اپنی جہالت کی وجہ سے کہتے ہیں کہ عورت کو گھر سے باہر جانے کی اجازت نہیں۔ یہ بالکل غلط ہے عورت ضروری معاملات میں اور دین حاصل کرنے کیلئے اور جمعہ مسجد میں ادا کرنے کیلئے جاسکتی ہے۔ بلکہ اس دور میں ضروری ہے کہ عورت دین پڑھے اور پڑھائے تاکہ اس آوارگی کا مقابلہ کیا جاسکے جو موجودہ دور میں روشن خیالی کے نام پر پھیلائی جارہی ہے۔

(۳) پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے تین بچے نابالغ فوت ہوجائیں اور وہ عورت صبر کا مظاہرہ کرے۔

Marfat.com

صبر سے مراد واویلا، بین وغیرہ نہ کرے جہالت کے بول منہ سے نہ بولے، آنسو کا نکلنا فطرتی معاملہ ہے اس پر قرآن وحدیث میں کوئی گرفت نہیں ہے۔ البتہ واویلا کرنا پیٹنا بین کرنا جہالت کے بول بولنا سخت منع ہیں اور حرام ہیں ایسا کرنے والے کے متعلق فرمان رسول ﷺ ہے کہ اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تو جو صابرہ ہوگی، صبر کا مظاہرہ کرے گی اس کے تینوں بچے اسے دوزخ میں نہیں جانے دیں گے وہ اللہ کی بارگاہ میں اپنے والدین کی سفارش کریں گے اور اللہ ان کی سفارش کو قبول کرے گا اور بچوں کے والدین کو بخش دے گا۔ تو ایک دوسری عورت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں عرض گذار ہوئی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم جس کے دو بچے نابالغ فوت ہو چکے ہوں تو کیا وہ بھی والدین کو بخشوائیں گے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہاں وہ دو بھی سفارش کریں گے اور اللہ ان کی سفارش کو رد نہیں کرے گا۔ بلکہ قبول کرے گا اور ان کے والدین کو ان کی سفارش کی وجہ سے بخش دے گا تو اس حدیث رسول ﷺ سے ثابت ہوا اللہ کریم نابالغ بچوں کی شفاعت کو قبول کرے گا۔ اس طرح ایک دوسری حدیث پاک میں ہے کہ حافظ قرآن اپنے والدین اور دیگر خاندان والوں کو بخشوائے گا اور پھر حدیث رسول ﷺ ہے کہ انبیاء علماء اور صلحاء سفارش کریں گے اور اللہ کریم ان کی شفاعت کی وجہ سے گنہ گاروں کو جنت عطا فرمائے گا۔ تو پھر یہ ثابت ہوا کہ قیامت کے دن بچے مدد کریں گے انبیاء، علماء صلحاء مدد کریں گے اور حفاظ کرام مدد کریں گے اور سب شفاعت کریں گے تو جن لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ کوئی کسی کی مدد نہیں کرے گا ان کا عقیدہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے اور پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ کوئی نفع نہیں دے سکیں گے اور نہ دے سکتے ہیں اور نہ کوئی کسی کی مدد کر سکتے ہیں اور نہ کر سکیں گے۔ تو یہ کھلی گمراہی اور قرآن وحدیث کی مخالفت ہے۔ اور قرآن وحدیث کی مخالفت گمراہی ذلالت اور منافقت ہے۔ ایسا آدمی صحیح العقیدہ مسلمان نہیں ہوتا۔ لہٰذا آدمی کو فرقوں کے بتوں کی پوجا نہیں کرنی چاہیے۔ قرآن وحدیث پر عمل کرنا چاہیے یہی ایمان ہے اور حق ہے۔ اسی میں نجات ہے اور ویسے بھی ایک دانش مند آدمی کو چاہیے کہ سنجیدگی سے سوچے کہ اگر بچے والدین کو نفع دے سکتے ہیں اگر ان کی سفارش پر والدین جنتی ہو سکتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت فرمانے سے کیا بندہ جنتی نہیں ہوگا۔ یقیناً ہوگا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے غلاموں کی مدد فرمائیں گے اور اللہ کریم کا وعدہ ہے کہ اے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم .... وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ۔ تیرا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں اس وقت تک میں راضی نہیں ہوں گا جب تک میں اپنے ہر غلام کو نہ بخشوا لوں گا۔

(۴) اور قارئین کرام اس بات پر بھی غور فرمائیں اگر عام مسلمانوں کے بچے اپنے والدین کو بخشوا لیں گے مگر جس کو حضور

Marfat.com

علیہ الصلوٰۃ والسلام بخشوانا چاہیں کیا وہ نہ بخشا جائے گا؟ یقیناً وہ ضرور بخشا جائے گا۔ تو جس کا بچہ حافظ قرآن وہ اپنے والدین کو بخشوالے گا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کے متعلق کہنا وہ ایمان والے نہیں تھے یا وہ جنت میں نہیں جائیں گے (معاذ اللہ ہزار بار استغفر اللہ) تو ایسے لوگ کیسے مسلمان ہیں کہ ایک حافظ قرآن کے متعلق تو یہ عقیدہ رکھیں کہ وہ خاندان کو بخشوائے گا مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق کہیں کہ وہ والدین کو یا دیگر عزیز و اقارب اور غلاموں کو کچھ نفع نہ دے سکیں گے (معاذ اللہ) ایسے لوگ گمراہ بے دین ہیں۔ اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین مسلمان ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر نسبت کا قدر کیا جائے گا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نسبت رکھنے والوں کو اعلیٰ مقام عطا فرمائے جائیں گے بلکہ حدیث سے ثابت ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بعض غلاموں کو اپنی زندگی میں ہی جنت کی بشارتیں دے دیں تھیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ وہ ہے جو قرآن و حدیث کے مطابق ہے اور صحیح العقیدہ وہی ہے جو قرآن و حدیث کے مطابق ہو اس کے علاوہ سب گمراہی اور بے دینی ہے۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے حافظہ کا ملنا (قوی ہونا)

حَدَّثَنَا اَبُوْمُصْعَبٍ اَحْمَدُ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ دِیْنَارٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِیْدِنِ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اَسْمَعُ مِنْکَ حَدِیْثًا کَثِیْرًا اَنْسَاهُ قَالَ ابْسُطْ رِدَآءَكَ فَبَسَطْتُهٗ فَغَرَفَ بِیَدَیْهِ ثُمَّ قَالَ ضُمَّ فَضَمَمْتُهٗ فَمَا نَسِیْتُ شَیْئًا حَدَّثَنَآ اِبْرَاهِیْمُ ابْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ فُدَیْكٍ بِهٰذَا اَوْقَالَ فَغَرَفَ بِیَدِهٖ فِیْهِ ٭

(بخاری، کتاب العلم، حدیث ۱۱۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا (کہ حضور) میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی باتیں سنتا ہوں مگر بھول جاتا ہوں۔ (تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے) فرمایا اپنی چادر پھیلاؤ میں نے (حضور کے سامنے) چادر بچھادی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں کی لپ بنائی اور اسے اس چادر میں ڈال دیا اور حکم دیا لپیٹ لو۔ میں نے چادر لپیٹ لی۔ اس کے بعد میں کوئی بات نہیں بھولتا۔

تشریح: قارئین حضرات..... اس حدیث پاک پر غور فرمائیں کہ اہل سنت کی حقانیت کیسے چھلکتی نظر آ رہی ہے اور پھر دیکھیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اگر کسی اپنے غلام پر مہربان ہو جائیں تو کیا کچھ دے سکتے ہیں۔ علم حاصل کرنے کیلئے اس دور میں بھی کتنے سال لگتے ہیں پھر کہیں جا کر عالم بنتا ہے مگر فیضان رسول صلی اللہ علیہ وسلم دیکھئے کہ اگر حضور جوش میں آئیں تو ایک لمحے میں عالم بنا دیں اور کوئی چیز بھولنے نہ پائے اور صحابی اقرار کرتے ہیں کہ جب سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کرم فرمایا ہے مجھے کوئی فرمان بھولا ہی نہیں۔ اور پھر انداز عنایت پر بھی غور فرمائیں کہ درس دیا جا رہا ہے لوگو در مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے جھولی پھیلا کر مانگو جو چاہو مانگو جتنا جی چاہے مانگو عطا کیا جائے گا۔ جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کچھ نہیں دے سکتے اور نبی سے مانگنے والا معاذ اللہ مشرک ہے۔ ان لوگوں کو فوراً توبہ کرنی چاہئے کیونکہ یہ عقیدہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے اگر مانگنا شرک ہوتا تو صحابہ کرام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نہ مانگتے۔ اگر صحابہ مانگ بھی لیتے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام منع کر دیتے کہ ایسا نہ کیا کرو کیونکہ مجھ سے مانگنا شرک ہے (معاذ اللہ) مگر حضور

Marfat.com

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی کو منع نہیں کیا بلکہ جس نے مانگا اس کو خالی نہیں لوٹایا بلکہ عطا کر کے اس کے عقیدے کو مضبوط بنایا ہے کہ نبیوں سے مانگنے والوں کو عطا کیا جاتا ہے محروم نہیں رکھا جاتا۔ تو فرمان رسول ﷺ کو سامنے رکھتے ہوئے یہ فیصلہ درست ہوگا کہ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ وہ ہے جو قرآن وحدیث کے مطابق ہے۔ اس کے سوا سب باطل ہیں جس کا قرآن وحدیث سے دور کا واسطہ نہیں ہے صراط مستقیم وہی ہے جس پر اہل سنت ہیں۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے پانی کا چشمہ

حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ اِسْحٰقَ ابْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِىْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَانَ صَلٰوةُ الْعَصْرِ فَالْتَمَسَ النَّاسُ الْوَضُوْءَ فَلَمْ يَجِدُوْهُ فَاُتِىَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَضُوْءٍ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ ذٰلِكَ الْاِنَاءِ يَدَهٗ وَاَمَرَ النَّاسَ اَنْ يَّتَوَضَّاُوْا مِنْهُ قَالَ فَرَاَيْتُ الْمَآءَ يَنْبَعُ مِنْ تَحْتِ اَصَابِعِهٖ حَتّٰى تَوَضَّاُوْا مِنْ عِنْدِ اٰخِرِهِمْ (بخاری کتاب الوضو حدیث ۱۶۸)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ نماز عصر کا وقت ہو گیا صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے پانی تلاش کیا مگر نہ ملا تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (بہت تھوڑا سا) وضو کا پانی لایا گیا۔ اس برتن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ رکھ دیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ وضو شروع کرو حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ پانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے نیچے سے اُبل رہا تھا یہاں تک کہ آخری آدمی تک سب لوگوں نے وضو کیا۔

تشریح: (۱) اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا معمول تھا کہ جب کوئی ضرورت ہوتی یا مشکل وقت آتا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض و معروض کرتے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کی مشکلات کو دور فرماتے اور ضروریات کا حل فرماتے۔ یہی اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ جو حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عین مطابق ہے۔ صحابہ کا عقیدہ ہے جیسا کہ اس حدیث سے واضح ہو رہا ہے تو جو عقیدہ قرآن و حدیث کے مطابق ہو وہ مشرکانہ نہیں مومنانہ ہوتا ہے۔ باطل عقیدہ وہ ہے جو قرآن و حدیث سے ٹکرائے جیسے آجکل بعض فرقوں کے لوگ تحریروں اور تقریروں میں چیخ چیخ کر لوگوں کو کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کچھ نفع و نقصان نہیں دیتا اور نہ ہی اس سے کچھ مانگنا چاہئے اور جو مانگے گا وہ (معاذ اللہ) مشرک ہو گا۔ اصل میں ایسے گروہ جماعتی بت پوجتے ہیں حالانکہ ایمان والے کو چاہئے کہ گروہ بندی کا شکار نہ ہو جائے، قرآن و حدیث پہ ایمان رکھے کیونکہ نجات اسی عقیدہ رکھنے والوں کی

Marfat.com

ہوگی جن کا عقیدہ قرآن وحدیث کے مطابق ہوگا اور صحابہ والا عقیدہ ہوگا۔

(۲) اور پھر انگلیوں سے چشمے پھوٹنا فضیلت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے جب پانی مانگا تو قرآن گواہ ہے کہ اللہ نے حکم فرمایا کہ اے میرے کلیم (علیہ السلام) اس پتھر پر اپنا عصاء مارو۔ تو جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پتھر پر عصا مارا تو بارہ چشمے پھوٹ پڑے۔ مگر پتھر سے چشمے پھوٹنے سے یہ زیادہ فضیلت والی بات ہے کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے چشمے پھوٹے اور یہ فضیلت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت بڑی دلیل ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سب سے اعلیٰ اور افضل ہیں، یہی اہل ایمان کا عقیدہ ہے۔

Marfat.com

موئے مبارک کی فضیلت

حَدَّثَنَا مَالِكُ ابْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ ثَنَا اِسْرَائِيْلُ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ قُلْتُ لِعُبَيْدَةَ عِنْدَنَا مِنْ شَعْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصَبْنَاهُ مِنْ قِبَلِ اَنَسٍ اَوْمِنْ قِبَلِ اَهْلِ اَنَسٍ فَقَالَ لَاَنْ تَكُوْنَ عِنْدِيْ شَعْرَةٌ مِّنْهُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا ؁

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ قَالَ ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ ثَنَا عَبَّادٌ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا حَلَقَ رَاْسَهٗ كَانَ اَبُوْطَلْحَةَ اَوَّلَ مَنْ اَخَذَ مِنْ شَعْرِهٖ ؁ (بخاری، کتاب الوضوء حدیث ۱۶۹ - ۱۷۰)

❖ ابن سرین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عبیدہ سے کہا کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ موئے مبارک ہیں ہم نے انہیں انس رضی اللہ عنہ کے پاس سے یا گھر والوں سے حاصل کیا ہے۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر ان بالوں میں سے مجھے ایک بال بھی مل جائے تو وہ مجھے دنیا و مافیہا سے پیارا ہوگا۔

❖ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنا سر مبارک منڈوایا تو سب سے پہلے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے موئے مبارک لئے تھے۔

تشریح: (۱) اس حدیث پاک سے واضح ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہ عقیدہ تھا کہ ہر وہ چیز جس کی نسبت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہو ایمان والوں کیلئے محترم اور مقدس ہے اور ایمان والوں کے نزدیک وہ چیز پوری کائنات سے افضل اعلیٰ ہے یہ عمل ثابت کرتا ہے۔ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بے مثل اور بے مثال تھے۔ جیسے ہم بشر ہیں ویسے رسول یہ عقیدہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا نہیں تھا۔ اگر یہ عقیدہ صحابہ کا ہوتا تو آپ کے بالوں کے متعلق اس عقیدے کا اظہار نہ کرتے کہ ہمیں پوری کائنات سے زیادہ پیارے ہیں یعنی یوں سمجھئے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عقیدہ تھا کہ ایک طرف ساری کائنات ہو اور ایک طرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موئے مبارک تو ساری کائنات بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موئے مبارک کے برابر نہیں۔ یہ وہ عقیدت اور محبت ہے جس کا نام ایمان ہے یہی اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے اور یہ عقیدہ کفر و شرک نہیں

Marfat.com

بلکہ عین ایمان ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عقیدہ ہے جو لوگ اس کے مخالف عقیدہ رکھتے ہیں انہیں گروہ بندی کے چنگل سے نکلنا چاہئے۔ کیونکہ نجات صحیح العقیدہ ہونے سے ہوگی اور صحیح عقیدہ وہی ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سکھانے پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنایا ہے۔

(۲) اور پھر ان دونوں روایتوں سے ثابت ہوتا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عقیدہ تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موئے مبارک سے برکات حاصل ہوتی ہیں نفع حاصل ہوتا ہے۔ بلکہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنی ٹوپی میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موئے مبارک سلوار کھے تھے۔ اور ایک دفعہ جنگ زوروں پہ تھی اور حضرت خالد بن ولید کی ٹوپی گر پڑی تو حضرت خالد بن ولید پریشان ہو گئے اور ٹوپی اُٹھانے کی کوشش کرتے رہے اور اس سلسلہ میں چند صحابہ کو جام شہادت بھی نوش کرنا پڑا مگر آپ نے ٹوپی حاصل کرلی۔ جنگ ختم ہونے پر صحابہ نے عرض کیا کہ جناب ٹوپی کو اتنی اہمیت دینے کی کیا وجہ ہے؟ تو جناب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے غلامان مصطفےٰ ﷺ ٹوپی کی اپنی کوئی اہمیت نہ تھی۔ مگر میں ٹوپی کو اس لئے اہمیت دی ہے اس میں میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موئے مبارک سلوار کھے ہیں اسلئے میں نے ٹوپی کو اہمیت دی اور اسکے علاوہ دو وجہیں اور تھیں۔ ایک تو یہ تھی کہ کہیں یہ ٹوپی کفار کے ہاتھ نہ لگ جائے کہ اس کی توہین وتذلیل نہ ہو اور دوسری وجہ یہ تھی کہ میں ان موئے مبارک کی برکات سے محروم نہ ہو جاؤں۔ تو قارئین..... حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے اس عمل سے ظاہر ہوا کہ ان کا عقیدہ تھا اس سے جنگوں میں فتح کا حاصل ہونا اور دیگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موئے مبارک کی برکات کا صدقہ ہیں اور یہی عقیدہ اہل سنت کا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موئے مبارک بھی نفع دیتے ہیں۔ ان کی برکات ہوتیں ہیں۔ تو جن کے بالوں سے نفع ملتا ہے کیا وہ رسول نفع نہیں دے سکتے؟ یقیناً نفع دیتے ہیں اور قبر وحشر میں بھی نفع دیں گے، مدد فرمائیں گے۔

معلوم ہوا کہ یہ عقیدہ غلط اور مشرکانہ نہیں بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کا عقیدہ ہے اور جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عقیدہ ہے وہی اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے بلکہ عقیدہ وہ غلط ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کے خلاف ہو اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عقیدہ وہ تھا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سکھایا ہے اور قرآن وحدیث کے مطابق ہے۔ اللہ کریم ہمیں ہر باطل عقیدہ سے دور رکھے اور صراط مستقیم پر چلائے۔ آمین ثم آمین

••••••••••••••••••••

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مستعمل پانی باعث برکت ہے

حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ ثَنَا الْحَكَمُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا جُحَيْفَةَ يَقُوْلُ خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْهَاجِرَةِ فَاُتِيَ بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّاَ فَجَعَلَ النَّاسُ يَاْخُذُوْنَ مِنْ فَضْلِ وَضُوْئِهٖ فَيَتَمَسَّحُوْنَ بِهٖ فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ وَقَالَ اَبُوْمُوْسٰى دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحٍ فِيْهِ مَاءٌ فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهٗ فِيْهِ وَمَجَّ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ لَهُمَا اشْرَبَا مِنْهُ وَاَفْرِغَا عَلٰى وُجُوْهِكُمَا وَنُحُوْرِكُمَا ۞ (بخاری، کتاب الوضوء حدیث ۱۸۵)

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس دوپہر کے وقت تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وضو کیلئے پانی پیش کیا گیا۔ اور آپ نے وضو فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا بچا ہوا پانی لیکر لوگوں نے اپنے چہروں اور آنکھوں پر ملنا شروع کر دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ظہر کی دو رکعتیں اور عصر کی دو رکعتیں پڑھیں اور آپ کے سامنے عنزہ (نیزہ) تھا ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیالہ منگوایا جس میں پانی تھا پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دونوں ہاتھ اور اپنا چہرہ مبارک اس سے دھویا اور اسی میں کلی کی اور پھر ان دونوں (ابوموسیٰ اور بلال) سے فرمایا اس میں سے کچھ پی لو اور کچھ اپنے چہروں اور سینوں پہ ڈال لو۔

تشریح: (۱) اس حدیث پاک سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت اور عقیدت ثابت ہوتی ہے جو لوگ اس پانی کو جس کی نسبت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو جائے اس کو اپنے چہروں اور آنکھوں پر متبرک جان کر لگائیں ان کے متعلق اگر یہ کہا جائے کہ وہ دل سے ٹھیک نہیں تھے۔ معاذ اللہ! تو یہ انتہا درجے کی گمراہی ہے اور فرقہ واریت ہے ایسا گروہ ایمان والا نہیں ہو سکتا ایسے لوگوں کو فوراً توبہ کرنی چاہئے اگر توبہ کئے بغیر موت آ گئی تو ان کا شمار ایمان والوں میں نہیں ہوگا۔

(۲) یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عقیدہ تھا کہ جس چیز کی نسبت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہو جائے ان کے نزدیک انتہائی محترم ہوتی تھی۔ تو جو لوگ اس پانی کو مقدس جانیں جس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو جائے۔ ان عشاق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ پراپیگنڈہ کرنا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آل و اولاد کو وہ اچھا نہیں

Marfat.com

جانتے تھے یا ان کے مخالف تھے تو یہ بہت بڑا جھوٹ ہے ایسے لوگ اعلیٰ درجے کے کذاب ہیں اور اسلام میں فتنہ پروری کے مرتکب ہیں بلکہ یہ عمل اسلام سے بہت بڑی دشمنی کی دلیل ہے اور مسلمانوں کو کمزور کرنے کے مترادف ہے اور غیر مسلم قوتوں کو خوش کرنے والی بات ہے بلکہ مسلمان قوم کے مخالف جتنی قوتیں ہیں ان سے معاونت کی دلیل ہے۔

(۳) پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنے مستعمل پانی میں کلی فرما کر اپنے غلاموں، صحابہ کو حکم دینا کہ اس پانی کو پیو اور کچھ اپنے چہروں اور سینوں پر ڈال لو۔ اس بات کی دلیل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلاموں کو بتانا چاہتے تھے کہ اے مسلمانوں میری نسبت والی ہر چیز کو متبرک جانو اور اس کا احترام تم پر لازم ہے اور یہ عقیدہ رکھو کہ میری جس سے نسبت ہو جائے وہ تمہارے لئے نفع بخش ہے۔ اب اس حدیث پر بنظر انصاف غور کیا جائے تو اہل سنت کی حقانیت روز روشن کی طرح نظر آتی ہے۔ یہی عقیدہ اہل سنت ہے کہ ہم ہر اس شخص کا احترام کرتے ہیں جس کا تعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہوتا ہے۔ آل رسول ﷺ اصحاب رسول ﷺ ازواج رسول ﷺ اولاد رسول (ﷺ) کا احترام کرتے ہیں اور ان کی غلامی کو ذریعہ نجات جانتے ہیں اور سادات کرام کا احترام کرتے ہیں کیونکہ وہ خون رسول ﷺ ہیں مگر یاد رہے جو نسلی سید ہو فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہو دوسرا کوئی سید نہیں ہے اور اصلی سید کیلئے دو چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔ ایک نسلی سید ہو دوسرا عقیدہ وہ رکھتا ہو جو رسول اللہ ﷺ نے سکھایا ہو اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنایا اور جو بد عقیدہ ہو جائے اسکی حالت حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے جیسی ہو گی وہ قابل احترام نہیں ہو گا تو جو صحیح العقیدہ سید ہو اس کا نسبت رسول ﷺ کی وجہ سے احترام کرنا نجات کا سبب ہو گا۔

(۴) اور پھر یہ بھی ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہماری مثل نہیں ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنے مستعمل پانی میں کلی فرما کر سینوں اور چہروں پر ملنے اور ڈالنے کا حکم دینا اس بات کی سب سے بڑی دلیل ہے کیونکہ عام آدمی کا مستعمل پانی استعمال کرنا جائز نہیں ہے اور خاص بات کہ کلی کا پانی صرف استعمال کرنے کا حکم دینا اور یہ بتانا مقصود تھا کہ اس میں تمہارے لئے برکات ہیں اور اس پانی سے تمہارا باطن مزید روشن اور بہتر ہو جائے گا اور آنے والی نسلوں کو بتانا مقصود تھا کہ نبی کے متعلق یہ عقیدہ رکھو کہ اس کی نسبت والے پانی میں شفا اور برکات ہوتی ہیں۔ یہی اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے۔ جو قرآن وحدیث سے ثابت ہے جو لوگ اس کو کفر و شرک قرار دیتے ہیں تو وہ جاہل ہیں، قرآن وحدیث سے ناواقف ہیں یا منافق ہیں۔ جن کے سینے محبت و عقیدت رسول ﷺ سے خالی ہیں مگر صحیح العقیدہ وہ لوگ ہیں جن کا عقیدہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے مطابقت رکھتا ہو گا۔ باقی سب باطل ہیں۔ لہٰذ بندہ کو چاہئے کہ فرقوں کے بت نہ پوجے حق کو قبول کرے جو دنیا و آخرت میں فائدہ دے اور حق وہ ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سکھایا اور صحابہ کرام نے اپنایا ہے۔

••••••••••••••••••••••

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض و معروض کرنا

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ عَنِ الْجَعْدِ قَالَ سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ يَقُولُ ذَهَبَتْ بِي خَالَتِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ ابْنَ أُخْتِي وَجِعٌ فَمَسَحَ رَأْسِي وَدَعَا لِي بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ تَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوئِهِ ثُمَّ قُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَنَظَرْتُ إِلَى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ ۞ (بخاری، کتاب الوضوء حدیث ۱۸۷)

سائب بن یزید (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میری خالہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لیکر حاضر ہوئیں (اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں) عرض گزار ہوئیں کہ یارسول اللہ میرا بھانجا بیمار ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر پر (یداللہ) کا ہاتھ پھیرا اور میرے لئے برکت کی دعا فرمائی پھر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے وضو فرمایا اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا استعمال شدہ پانی پی لیا بعد ازاں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑا ہو گیا تو میں نے مہر نبوت کی زیارت کی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں کندھوں (شانوں) کے درمیان تھی جیسے چھپر گھٹ کی گھنڈی۔

تشریح: اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عقیدہ تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شفا بخشنے والے ہیں اگر صحابہ کرام کا یہ عقیدہ نہ ہوتا تو وہ بیماری کی حالت میں اپنے بچوں کو لیکر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں نہ لے جاتے پھر یہ عقیدہ غلط ہوتا یا معاذ اللہ مشرکانہ ہوتا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سب کو روک دیتے کہ یہ عقیدہ نہ رکھو اور اپنے بیماروں کو میرے پاس نہ لایا کرو میں کچھ نہیں کر سکتا یا میں بیماروں کو شفا نہیں دے سکتا یا میں آپ کو کوئی فائدہ نہیں دے سکتا مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی کو روکا بھی نہیں بلکہ آنے والوں کے عقیدہ کو اپنے وضو کا بچا ہوا یا استعمال شدہ پانی پلا کر صحت مند بنا کر پختہ فرماتے رہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ عمل اپنے غلاموں کو تعلیم دینا تھا کہ لوگو انبیاء کے متعلق یہ عقیدہ رکھو کہ ان کی نسبت والی چیز بھی دین و دنیا میں تمہیں نفع دے گی اور اہل اسلام کا یہی عقیدہ ہے اور قرآن وحدیث سے ثابت ہے مگر جو لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کچھ نفع نہیں دے سکتے اور نہ ہی شفا دے سکتے ہیں۔ معاذ اللہ یا وہ یہ نہیں کر سکتے وہ نہیں کر سکتے وغیرہ وغیرہ۔ ان کا عقیدہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے تو جو عقیدہ قرآن وحدیث کے خلاف ہو وہ ہدایت کی راہ نہیں گمراہی ہے اور پھر میں سمجھتا ہوں ایسے لوگ عیسائیت کے ایجنٹ ہیں۔ ان لوگوں نے صرف انگریز سے مال بٹورنے کیلئے ایسے عقائد گھڑے ہیں

Marfat.com

اور عیسائیت نے اس لئے ان رگوں کو خریدا تا کہ عیسائیت کو فروغ ہو۔ کیونکہ ایک پڑھا لکھا نوجوان یا کوئی بھی غور وفکر کرنے والا مسلمان جب قرآن میں پڑھے کہ عیسیٰ علیہ السلام بیماروں کو شفا بخشتے تھے اور پھر اس کے بعد کسی ایسے نام نہاد مبلغ کی تقریر سنے یا کسی گمراہ مصنف کی تحریر پڑھے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نہ نفع دے سکتے ہیں نہ کسی کو شفا دے سکتے ہیں بلکہ معاذ اللہ وہ کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ وہ مسلمان کیا سوچے گا کہ عیسیٰ علیہ السلام تو بیماروں کو شفا دیتے تھے بلکہ مردوں کو زندہ کر دیتے ہیں اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ بھی نہیں کر سکتے نہ نفع دے سکتے ہیں اور نہ ہی نقصان بلکہ معاذ اللہ کچھ بھی نہیں کر سکتے تو پھر افضلیت کس کو حاصل ہوگی؟ اللہ کی بارگاہ میں فضیلت والا کون ہوا؟ ظاہر ہے اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلے میں فضیلت عیسیٰ علیہ السلام کو حاصل ہو تو پھر تقویت عیسائیت کو حاصل ہوگی اور ان نظریات کا فائدہ انگریز حکومت کو حاصل ہو سکتا تھا تا کہ وہ لوگوں کو عیسائیت کی طرف راغب کرنے کیلئے ٹھوس دلیل پیش کرے اور پھر سب سے زیادہ ظلم یہ کہ خود کو مسلمان کہلوانے والے اور دین کے علمبردار کہلوانے والے عیسائیت اور انگریز حکومت کی جڑوں کو مضبوط کرتے رہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جو فضائل وخصائص قرآن وحدیث سے ثابت ہیں ان کو پس پشت ڈال کر مسلمانوں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں کو مشرک اور کافر قرار دیتے رہے اور صرف اس وجہ سے کہ ان کا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے غلاموں پر کرم فرماتے ہیں۔ اس جہاں اور قبر وحشر میں بھی مدد فرماتے ہیں۔ وہ شفاعت فرمائیں گے وہ اپنے غلاموں کو نفع دینے والے ہیں بلکہ ان کے وضو کا بچا ہوا پانی بیماروں کیلئے شفا ہے اور وہ پانی پینے سے آنکھوں اور سینے پر ملنے سے شفا ہوتی ہے برکات حاصل ہوتیں ہیں دل میں نور ایمان پیدا ہوتا ہے، روحانی جسمانی بیماریاں دور ہوتی ہیں۔ آدمی کو نفع حاصل ہوتا ہے جیسا کہ حدیث رسول سے ظاہر ہو رہا ہے تو یہ فیصلہ قارئین پر چھوڑتے ہیں کہ وہ خود فیصلہ کریں کہ حق کیا ہے اور سوچیں کہ کس کا عقیدہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہے اور کس کا فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے اور پھر یہ بھی فیصلہ کریں کہ کون عیسائیت کی مدد کر رہا ہے اور کون اسلام کی مدد کر رہا ہے۔ اور یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ کون سا گروہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل کا انکار اور فضیلت عیسیٰ کا اقرار کرتا ہے اور کون لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل وخصائص کا اقرار کرتے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب نبیوں رسولوں سے افضل واعلیٰ مانتے ہیں۔ اگر فیصلہ منصفانہ ہوا تو فیصلہ اہل سنت کے حق میں ہوگا کیونکہ اہل سنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ سب نبی محترم ہیں مگر حضور امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام سب سے افضل واعلیٰ ہیں بلکہ یوں کہہ لیجئے کہ سب نبیوں رسولوں اور دیگر ساری کائنات کے فضائل وخصائص اکٹھے کئے جائیں تو ہمارے آقا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل وخصائص کی زکوٰۃ بھی نہیں بنتے بلکہ اس سے بھی آگے سب کو جو ملا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے میں ملا کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کے محبوب ہیں اور سب کائنات حضور کے صدقے میں بنائی گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم باعث تخلیق کائنات ہیں۔

Marfat.com

حضور ﷺ کا مستعمل پانی باعثِ شفاء ہے

حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُوْلُ جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ وَاَنَا مَرِيْضٌ لَّا اَعْقِلُ فَتَوَضَّاَ وَصَبَّ عَلَيَّ مِنْ وَّضُوْئِهٖ فَعَقَلْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَنِ الْمِيْرَاثُ اِنَّمَا يَرِثُنِيْ كَلَالَةٌ فَنَزَلَتْ اٰيَةُ الْفَرَآئِضِ ؕ

(بخاری، کتاب الوضوء حدیث ۱۹۱)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (میرے گھر) میری عیادت کیلئے تشریف لائے اور میں (اس قدر) بیمار تھا (کہ کوئی بات) سمجھ ہی نہیں پاتا تھا تو آپ ﷺ نے اپنے وضو کا بچا ہوا پانی مجھ پر چھڑکا تو مجھے ہوش آگئی، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (میری) وراثت کس کیلئے ہے میرا وارث تو صرف کلالہ ہی ہے (تو میرے سوال کرنے پر) فرائض کی آیات نازل ہوئیں۔

تشریح: (۱) اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ بیماروں کی عیادت کو جانا سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور بہت زیادہ ثواب ہے۔ بلکہ نجات ہے اور اسکے بہت زیادہ فائدے بھی ہیں۔ اگر آدمی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت سمجھ کر یہ عمل کرے تو ثواب اور نجات کے ساتھ ساتھ سینکڑوں ایسی غلط فہمیاں دور ہو جاتیں ہیں جن کی وجہ سے ہمارے خاندانوں میں رشتہ داروں اور محلہ داروں میں اختلاف کی بنیاد بنتی ہیں اور کئی ناراضگیاں دور ہو جاتی ہیں اور ایک صاف ستھرا معاشرہ قائم ہو سکتا ہے۔ جس سے ثابت ہوا کہ اگر آدمی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرے تو ایک اچھا شہری بننے کے ساتھ ایک باعزت اور باوقار ہر دلعزیز انسان بھی بن سکتا ہے۔ اللہ اپنے محبوب ﷺ کا صدقہ ہم سب کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

(۲) اور دوسرا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وضو کا بچا ہوا پانی شفا دے سکتا ہے تو یہ عقیدہ بالکل غلط ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی کو کچھ نفع نہیں دے سکتے۔ جن کی نسبت والا پانی جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم اطہر سے مس کر جائے وہ شفا بخش رہا ہے جیسا کہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو رہا ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات گرامی کا تشریف لانا ہی انسانیت کے نفع کیلئے تھا۔ لہٰذا جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی کو

Marfat.com

کچھ نفع نہیں دے سکتے انہیں اس باطل عقیدے سے فوراً توبہ کرنی چاہئے ورنہ بصورت دیگر دنیا اور آخرت کی بربادی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوگا، نجات اسی عقیدے پر ہوگی جو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عقیدہ ہے۔ مخلص مومن کو ضد دھڑے بندی سے گریز کرنا چاہئے جماعت کے پوجنے کی بجائے قرآن و حدیث پر ایمان رکھنا چاہئے اسی میں نجات ہے۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے اندر بھی دیکھ سکتے ہیں

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ ثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَائِطٍ مِّنْ حِيْطَانِ الْمَدِيْنَةِ اَوْ مَكَّةَ فَسَمِعَ صَوْتَ اِنْسَانَيْنِ يُعَذَّبَانِ فِيْ قُبُوْرِهِمَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ ثُمَّ قَالَ بَلٰى كَانَ اَحَدُهُمَا لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهٖ وَكَانَ الْاٰخَرُ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ ثُمَّ دَعَا بِجَرِيْدَةٍ فَكَسَرَهَا كِسْرَتَيْنِ فَوَضَعَ عَلٰى كُلِّ قَبْرٍ مِّنْهُمَا كِسْرَةً فَقِيْلَ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا قَالَ لَعَلَّهٗ اَنْ يُّخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ تَيْبَسَا ۞ (بخاری، کتاب الوضوء حدیث ۲۱۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ یا مکہ کے باغات سے گزر رہے تھے تو (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے دو انسانوں کی آوازیں سنی جن کو قبر میں عذاب ہو رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو عذاب ہو رہا ہے لیکن کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں۔ فرمایا ان میں سے ایک تو پیشاب کے چھینٹوں سے پرہیز نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغلخور تھا۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک (ہری) شاخ منگوائی اس کے دو ٹکڑے کئے اور ایک ایک ٹکڑا دونوں قبروں پر رکھ دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کرنے کی وجہ کیا ہے؟ تو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جب تک (یہ شاخیں) سرسبز رہیں گی عذاب میں تخفیف ہوتی رہے گی۔

تشریح: (۱) اس حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے چند مسائل ثابت ہوئے۔ جن کا انکار کرنا مسلمان کیلئے ناممکن ہے کیونکہ حدیث کا انکار مسلمان کر ہی نہیں سکتا۔ حدیث کا انکار کرنے والا یا کافر ہوگا یا منافق ہوگا کیونکہ جو حدیث کا منکر ہوگا اس کا اللہ کو ماننا، قرآن کو ماننا، قیامت، جنت، دوزخ، فرشتوں کو ماننا یا عرش، کرسی، لوح وقلم کو ماننا وغیرہ جتنے بھی غیب ہیں ان پر ایمان رکھنا معتبر نہ ہوگا کیونکہ یہ سب فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں دوسری کوئی دلیل ہے ہی نہیں۔ قرآن کو ماننا کہ اللہ کا کلام ہے اگر حدیث کا منکر ہوگا تو وہ منافق ہوگا۔ اللہ کریم اور دیگر تمام غیب پر ایمان ہو نہیں سکتا۔ صحیح مسلمان وہی ہے جو زبان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتبار کرے اور یقین رکھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جو فرمائیں وہ حق ہے اگر کہے کہ یہ قرآن سے ثابت ہے تو یہ قرآن کو اس کا کلام ماننا بھی حدیث پاک پر عمل ہے۔ اسلئے حدیث کا منکر

Marfat.com

ایمان والا نہیں ہوتا کیوں کہ جو حدیث کا منکر ہے وہ نہ تو اللہ کو مان سکتا ہے اور نہ ہی قرآن پر اور دیگر تمام چیزوں پر ایمان لانے والا ہو سکتا ہے تو ایسا شخص ایمان سے خالی ہے چاہے وہ خود کو جتنا بھی پکا مسلمان ظاہر کرے ایمان والا نہیں ہے۔ جس طرح کہ عذاب قبر صحابہ کرام نے تو وہ آوازیں نہیں سنیں تھیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے صحابہ نے فرمان رسول ﷺ کو مانا کہ یہ حق ہے واقعۃً عذاب ہو رہا ہے۔

(۲) پھر حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتا رہی ہے کہ جن کو عذاب قبر ہو رہا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آوازیں سنی جبکہ صحابہ کرام وہ آوازیں نہیں سن سکے تو اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلا کی سماعت اور ہماری سماعت میں بہت بڑا فرق ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک سے ثابت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام تشریف لے جا رہے تھے اور آپ علیہ السلام کے ساتھ آپ کا لشکر بھی تھا تو ایک چیونٹی جو چیونٹیوں کی سردار تھی جس کا نام فنورہ یا طاخیہ تھا اپنی چیونٹیوں کو کہنے لگی کہ اے چیونٹیوں اپنے بلوں میں گھس جاؤ حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر آ رہا ہے کہیں بے خبری میں تم کچلی نہ جاؤ۔ تو جب وہ چیونٹیوں کی سردار یہ کہہ رہی تھی تو حضرت سلیمان علیہ السلام اس وقت تین میل کے فاصلے پر تھے تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے چیونٹی کی آواز کو سن لیا اور مسکرائے تو ظاہر ہوا کہ عام آدمی اور نبی کی سماعت میں بڑا فرق ہوتا ہے اور پھر سب نبیوں سے اعلیٰ اور افضل ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو آپ ﷺ کی سماعت کا کیا عالم ہوگا۔ تو یقیناً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سماعت تو یہاں تک ہے کہ اپنے غلام کی پکار کو سنتے ہیں بلکہ حدیث ہے کہ جب کوئی پیار سے مجھ پر درود پڑھتا ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میں اپنے کانوں سے سنتا ہوں۔

(۳) اور پھر تیسرا مسئلہ یہ ثابت ہوا جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ قبروں میں کچھ بھی نہیں۔ ان کا عقیدہ حدیث کے خلاف ہے کیونکہ اگر قبر میں کچھ بھی نہیں تو عذاب قبر کس کو ہو رہا ہے اور اگر قبروں میں کچھ بھی نہ ہو تو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْر کس کو کہا جاتا ہے۔ لہٰذا مسلمان کو دھڑے بندی نہیں کرنی چاہئے فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھنا چاہئے اسی میں نجات ہے۔

(۴) اور پھر یہ بھی ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم تھا کہ ان کو عذاب ہونے کی وجہ کیا ہے ایک چغلخور تھا اور دوسرا پیشاب کی چھینٹوں سے پرہیز نہیں کرتا تھا۔ آج لوگ ان برائیوں کو برائی ہی نہیں جانتے۔ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ اپنے آپ کو گناہوں سے بچانے کی کوشش کرے گناہ چھوٹا جان کر مت کرو اور نیکی چھوٹی جان کر مت چھوڑو۔ چغلخوری اور پلیدی دونوں تباہی ہیں۔ عقلمند وہ ہے جو پہلے گناہوں سے توبہ کرے اور آئندہ نہ کرنے کا فیصلہ کرے اللہ بہت مہربان ہے حضور

Marfat.com

کے صدقے اپنا فضل فرمائے گا۔ یقین جانئے چغلخور ذلیل ہوتا ہے اور وہ جس کی تذلیل کرنا چاہتا ہے اسے نفع حاصل ہوتا ہے اور عزت پاتا ہے۔

(۵) پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سبز شاخ کو رکھ کر فرمانا کہ جب تک یہ شاخیں سرسبز رہیں گی عذاب قبر میں تخفیف ہوتی رہے گی اس بات کی دلیل ہے کہ قبر پر قرآن پڑھنے یا ذکر اذکار کرنے سے صاحب قبر کو نفع حاصل ہوتا ہے۔ اس لئے قبروں پر قرآن پڑھتے ہیں اور مرنے والوں کو ایصال ثواب کرتے ہیں جو لوگ اس کو ناجائز جانتے ہیں ان کا عقیدہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صریحاً خلاف ہے کیونکہ قرآن وحدیث میں کہیں بھی منع نہیں کیا گیا یا اسے ناجائز وحرام نہیں کہا گیا اور نہ ہی کوئی یہ ثابت کرسکتا ہے۔ لہٰذا مسلمان کو چاہئے کہ فرقوں کے بت نہ پوجے۔ قرآن وحدیث پر ایمان رکھے اور اپنے والدین عزیز واقارب اور عام مسلمان کیلئے تلاوت کرے، ذکر اذکار کرے اور ان کو ایصال ثواب کرے اس عمل سے مردوں اور زندوں دونوں کو فائدہ حاصل ہوتا ہے اور سرسبز شاخ رکھنے کی وجہ بھی یہی تھی وہ ذکر خدا کرتیں ہیں۔ جس سے مرنے والے کو فائدہ ہوتا ہے اور عذاب کم ہوتے ہوتے ختم ہو جاتا ہے۔

(۶) اس بات پہ غور کرنا چاہئے مردہ کو جب دفن کیا جاتا ہے پھر اس پر مٹی ڈال دی جاتی ہے تو مردہ کے دفن کی جگہ سے لیکر قبر تک یعنی جتنی اونچی قبر ہوتی ہے اس کا فاصلہ کم از کم پانچ چھ فٹ کا ہوتا ہے مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ان قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے کوئی دیوار حائل نہیں ہوسکتی یعنی حجاب نہیں بن سکتی۔ حضور ﷺ ہر چیز کو دیکھتے ہیں کوئی پردہ نہیں ہے تو جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ نبی ﷺ کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں ان کا عقیدہ حدیث رسول ﷺ کے خلاف ہے تو جو عقیدہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہو وہ ایمان والا نہیں ہوتا بلکہ گمراہی اور ذلالت ہے جیسا کہ حدیث رسول ﷺ سے ثابت ہو رہا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا اور فرمایا کہ ان قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے مگر جاہل لوگ حدیث کا انکار کر دیتے ہیں اور فرقوں کے بت توڑنے کیلئے تیار نہیں مگر یاد رکھیں یہ طریقہ کفار اور یہود ونصاریٰ کا ہے ایمان والا وہ ہے جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے سامنے کسی جماعت یا گروہ بندی کو خاطر میں نہ لائے فوراً حق قبول کرے۔ اور الحمدللہ اہل سنت وجماعت کا عقیدہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عین مطابق ہے کہ حضور کے سامنے دیوار کیا پہاڑ بھی پردہ یا حجاب نہیں ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب چاہیں ہر چیز کو ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

(۷) اس حدیث پاک سے قبروں پر پھول ڈالنے کا جواز بھی ثابت ہے کہ اگر سبز شاخ نفع دے سکتی ہے تو پھول بھی اسی کا ذکر واذکار کرتے ہیں بلکہ ہر چیز اللہ کا ذکر کرتی ہے۔ جس سے قبر والے کو نفع حاصل ہوتا ہے۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم دل کے خیالوں کو جانتے ہیں

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ھَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِیْ ھٰھُنَا فَوَاللّٰہِ مَا یَخْفٰی عَلَیَّ خُشُوْعُکُمْ وَلَا رُکُوْعُکُمْ اِنِّیْ لَاَرَاکُمْ مِنْ وَّرَآءِ ظَھْرِیْ ۞ (بخاری، کتاب الصلوٰۃ حدیث ۴۰۴)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دیکھتے ہو کہ میرا چہرہ (مبارک) قبلہ کی طرف ہے جبکہ خدا کی قسم تمہارا خشوع اور رکوع ہرگز مجھ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔

تشریح: (۱) اس حدیث پاک سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ فضائل وخصائص ثابت ہیں جن کا انکار کوئی صاحب ایمان نہیں کرسکتا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قسم اٹھا کر فرمارہے ہیں کہ ایمان والو یہ عقیدہ رکھو کہ تمہارا خشوع مجھ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ خشوع دل کی کیفیت کا نام ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تمہارے دل کی کیفیت بھی مجھ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ تمہارے دلوں کے خیالات اور اس کی بدلتی ہوئی کیفیات کو میں جانتا ہوں کہ فلاں کے دل میں اس وقت کیا ہے فلاں کے دل میں اس وقت کیا نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہر چیز کا علم دیا گیا ہے کہ کون منافق ہے اور کون مومن ہے اور یہ بھی یاد ہونا چاہئے کہ کیفیت یا خیالات کا کوئی جسم نہیں ہوتا مگر حاملہ کے پیٹ میں جو بچہ ہوتا ہے یا وہ خون کا لوتھڑا کی صورت میں ہو یا اس سے پہلے جب نطفہ میں منتقل ہوتا تو اس کا بھی جسم ہوتا ہے تو جس محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خیالات پوشیدہ نہیں۔ اس محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ کہنا کہ وہ مافی الارحام کا علم نہیں جانتا صریحا حدیث کی مخالفت نہیں تو اور کیا ہے؟ جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں اور نبی نہیں جانتا کہ حاملہ کے پیٹ میں کیا ہے؟ بچی ہے یا بچہ تو ایسا شخص جاہل ہے یا منافق جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل وخصائص کا منکر اور آپ کے فضائل وخصائص کا انکار گمراہی اور ذلالت ہے۔ ایمان والا نہیں ہوسکتا۔ اسلئے ایمان والا وہ شخص ہوگا جس کا عقیدہ قرآن وحدیث کے مطابق ہوگا۔ اہل سنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ کریم نے ہمارے آقائے دوجہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب عطا فرمایا ہے وہ جانتے ہیں کہ حاملہ کے پیٹ میں کیا ہے بلکہ وہ کوئی چیز ہے ہی نہیں جس کا علم اللہ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا نہیں فرمایا۔

Marfat.com

(۲) اور پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تمہارا رکوع بھی مجھ سے پوشیدہ نہیں ہے تو ان الفاظ سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے ظاہری اعمال کو بھی جانتے ہیں اور نقل وحرکت کو بھی جانتے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمانا اگرچہ میرا رخ انور تو قبلہ کی طرف ہوتا ہے مگر یاد رکھو کہ جیسے میں سامنے دیکھتا ہوں اور کوئی چیز مجھ سے پوشیدہ نہیں اس طرح چاہے وہ میری پشت کے پیچھے ہو یا کہیں بھی ہو وہ مجھ سے پوشیدہ نہیں ہوتی۔ تو اس سے ثابت ہوا کہ پوری کائنات میں سے جو کچھ بھی ہے میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوشیدہ نہیں ہے۔ یہی عقیدہ اہل سنت و جماعت کا ہے جو حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عین مطابق ہے اور حق وہی ہوگا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کے مطابق ہوگا اور اس کا غیر باطل ہوگا گمراہی ہوگی اور اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ تمام فضائل وخصائص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ کریم نے عطا فرمائے ہیں۔ اس عقیدہ کو مشرکانہ یا کافرانہ قرار دینے والے خود ایمان سے خالی ہیں انہیں فوراً توبہ کرنی چاہئے اگر دھڑے بندی کا شکار ہو کر انکار کریں گے تو دوزخ کا ایندھن بنیں گے اور گمراہی کی موت مریں گے۔

(۳) اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جو لوگ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم خصوصاً خلفاء رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان پر شک کرتے ہیں۔ وہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کے منکر ہیں پھر جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے فضیلت کے بھی منکر ہیں کیونکہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہے کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی کرم اللہ وجہہ الکریم اس کے دروازے ہیں تو جب معاذ اللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم نہ ہوا تو علی کے علم کی بھی نفی ہوگئی۔ جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے علم کا قائل تو وہی ہوگا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کا اقرار کرے گا۔ لہٰذا صحیح العقیدہ وہی ہوگا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب پر ایمان رکھے گا اور صحابہ کے ایمان پر شک نہیں کرے گا اگر صحابہ کے ایمان میں معاذ اللہ نقص ہوتا تو نہ ہی حضور علیہ السلام صدیق اکبر کو مصلے عطا فرماتے نہ ہی عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے فضائل بیان فرماتے اور نہ ہی علی شیر خدا رضی اللہ عنہ ان کی معاونت فرماتے اور نہ ہی ان کے پیچھے نمازیں پڑھتے، جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا خلفاء رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دینا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ سچے پکے مسلمان تھے جو ان کے ایمان میں شک کرتا ہے وہ ایمان والا نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم واضح ہے کہ جدھر علی ہوگا حق ادھر ہوگا تو جناب حیدر کرار نے خلفاء رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پوری زندگی ساتھ دیا اور معاونت کی۔ لہٰذا ایسے لوگ ایمان والے نہیں ہیں جو صحابہ کرام کو گالیاں دیتے ہیں توہین وتذلیل کرتے ہیں اور طرح طرح کے الزام لگاتے ہیں صحیح العقیدہ مسلمان وہ ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل وخصائص کو مانے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آل، اصحاب، ازواج، اولاد کی عزت کرتا ہے، مانتا ہے اور سب کی غلامی کو ذریعہ نجات سمجھتا ہے۔ الحمد للہ قرآن و حدیث کے مطابق عقیدہ صرف اہل سنت و جماعت کا ہے جس پر نجات ہے۔

Marfat.com

ناموس رسالت کا تحفظ کرنے والے کی مدد جبرئیل امین کرتے ہیں

حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ الْحَکَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّهٗ سَمِعَ حَسَّانَ ابْنَ ثَابِتِ الْاَنْصَارِیَّ یَسْتَشْهِدُ اَبَا هُرَیْرَةَ اَنْشُدُكَ اللّٰهَ هَلْ سَمِعْتَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یَا حَسَّانُ اَجِبْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اَیِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ قَالَ اَبُوْهُرَیْرَةَ نَعَمْ ۞ (کتاب الصلوٰة حدیث ۴۳۳)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں انہوں نے (حضرت) حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ (حضرت) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو قسم دے کر فرما رہے تھے کہ تمہیں خدا کی قسم (بتاؤ) کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (نہیں) سنا ہے کہ (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے مجھے حکم دیا تھا کہ اے حسان اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے (مشرکوں کو) جواب دو (اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے تھے) اے اللہ حسان کی روح القدس سے مدد فرما۔ تو ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا ہاں۔ (یعنی میں نے سنا ہے)

تشریح: (۱) قارئین کرام جب کفار اور منافقین کی طرف سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تنقید کی گئی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل وخصائص کا انکار کیا گیا تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اے حسان کھڑے ہو جاؤ اور میرے ناموس کا تحفظ کرو اور میرے فضائل وخصائص بیان کرو تا کہ اہل کفر کو اور دیگر لوگوں کو میری عظمت وشان کا علم ہو اور کفار کے اعتراضات کا ردّ ہو چنانچہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کیلئے ممبر سجایا گیا اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ ممبر پر بیٹھ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل وخصائص اشعار میں بیان کئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسن وجمال بیان کئے کہ ہمارے آقا علیہ السلام حسن وجمال میں فضائل و خصائص میں پوری کائنات سے اعلیٰ اور افضل ہیں آپ جیسا کسی ماں نے پیدا ہی نہیں کیا علم واختیار و دیگر خوبیوں اور فضیلتوں میں آپ بے مثل و بے مثال ہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت حسان رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمائی کہ یا اللہ روح القدس سے حسان کی مدد فرما (یعنی جبرئیل آمین علیہ السلام کو حسان کا مددگار فرما) تو اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ علماء حق اہل سنت و جماعت کی بہت بڑی فضیلت ہے جو ناموس رسالت کا تحفظ کرتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل و خصائص بیان کرتے ہیں تا کہ لوگوں کے دلوں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت، الفت اور عقیدت پیدا ہو

Marfat.com

اور لوگوں کے ایمان مضبوط ہوں۔

(۲) یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ عمل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بہت پسند ہے جو لوگ ممبروں پر کھڑے ہو کر یا تحریراً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل وخصائص کا انکار کرتے ہیں یعنی علم واختیارات، نورانیت کا رد کرتے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی مثل جانتے ہیں وہ لوگ کفار اور منافقین کے پیروکار ہیں۔ امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام وہ ہیں، جو حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کمالات ومعجزات بیان کرتے ہیں اور انہی خوش نصیب کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دعا فرماتے ہیں اور وہی لوگ اللہ جل جلالہ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں مقبول ہیں اور انکی اللہ اور رسول ﷺ اور فرشتے مدد فرماتے ہیں۔ انہی کیلئے فرمان رسول ﷺ ہے کہ علماء حق کی زیارت نبی کی زیارت ہے اور دوسری جگہ فرمایا میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں اور عالم کو ہزار عابد پر فضیلت حاصل ہے۔ مگر غلط فہمی کا ازالہ کرتا جاؤں ہر مولوی کے متعلق یہ ارشادات نہیں یہ فضیلتیں انہیں حاصل ہیں جو لوگوں کے دلوں میں عشق مصطفےٰ ﷺ پیدا کرتے ہیں۔ حضور ﷺ کی محبت پیدا کرتے ہیں اور لوگوں کو درِ مصطفےٰ (ﷺ) کا غلام بناتے ہیں۔ علم کا معنی ہے جاننا کیا عربی جانے یا فارسی جانے صرف ونحو منطق وغیرہ جانے؟ نہیں عالم اسے کہا جائے گا یا مانا جائے گا جو بارگاہِ نبوی ﷺ کے آداب جانے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت وشان جانے فضائل وخصائص کو جانے۔ اگر وہ عربی فارسی منطق فلسفہ جانتا ہو اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل وخصائص کا منکر ہو تو ایسا آدمی جاہل ہے جیسے لڑائی کا فن جاننے والا اگر کفر کی حمایت کرتا ہو باطل کی طرف سے حق کی مخالفت کرتا ہو تو وہ مجاہد اسلام نہیں ہو سکتا اسی طرح گستاخ رسول آپ ﷺ کے فضائل کا منکر عالم نہیں ہو سکتا۔ وہ جاہل ہے جیسے مکہ کا ابوجہل عرب کا بہت بڑا ادیب ہو کر بھی جاہل تھا مگر بلال پاک رضی اللہ عنہ عالم تھے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل وخصائص پر ایمان لائے۔ اسلئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ علماء حق کی محبت اختیار کرے ان کے بیانات سنے اور ایمان کو مضبوط کرے کیونکہ ایمان محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا نام ہے۔

Marfat.com

مسجد نبوی کا احترام

حَدَّثَنَا عَلِیُّ ابْنُ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ جَعْفَرِ بْنِ نَجِیحِ الْمَدِیْنِیِّ قَالَ نَا یَحْیٰی ابْنُ سَعِیْدِ الْقَطَّانُ قَالَ نَا الْجُعَیْدُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِیْ یَزِیْدُ ابْنُ خُصَیْفَۃَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ کُنْتُ قَائِمًا فِی الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِیْ رَجُلٌ فَنَظَرْتُ اِلَیْہِ فَاِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ اذْھَبْ فَاْتِنِیْ بِھٰذَیْنِ فَجِئْتُہٗ بِھِمَا فَقَالَ مِمَّنْ اَنْتُمَا اَوْ مِنْ اَیْنَ اَنْتُمَا قَالَا مِنْ اَھْلِ الطَّائِفِ قَالَ لَوْ کُنْتُمَا مِنْ اَھْلِ الْبَلَدِ لَاَوْجَعْتُکُمَا تَرْفَعَانِ اَصْوَاتَکُمَا فِیْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۞ (بخاری، کتاب الصلوٰۃ حدیث ۴۵۳)

سائب بن یزید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں میں مسجد (نبوی) میں کھڑا تھا کسی نے مجھے کنکری ماری۔ میں نے ادھر دیکھا تو وہ (حضرت) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے (تو فرمانے لگے) جاؤ ان دونوں کو میرے پاس لاؤ چنانچہ میں ان دونوں کے پاس گیا اور ان سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ کہاں سے آئے ہو؟ وہ بولے ہم طائف کے رہنے والے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تم اس شہر کے رہنے والے ہوتے تو تمہیں سزا دیتا (کیونکہ) تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں آواز بلند کرتے ہو۔

تشریح: اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ جو لوگ احترام رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہ کریں وہ سخت مجرم ہیں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فرمانا کہ اگر تم اس شہر کے باسی ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا اس بات کی بہت بڑی دلیل ہے کیونکہ کسی بادشاہ کے دربار میں چلا کر بولنا بے باقی سے بولنا ادب کے خلاف ہے۔ ہمارے آقا حضور نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی خدائی کے بادشاہ ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں چلا کر اونچی آواز سے گفتگو کرنا تو اعمال کو ضائع کر دیتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور آپ کی حاکمیت کو ماننا مسلمان پر فرض ہے اگر کوئی حاکمیت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرے گا تو وہ قرآن کی نص کا منکر ہوگا قرآن کے الفاظ ہیں "فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ"۔ اللہ وحدہ لاشریک قسم اٹھا کر اعلان فرما رہا ہے کہ اے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تیرے رب کی قسم اس وقت تک کوئی شخص بھی ایمان والا نہیں ہو سکتا جب تک تجھے اپنا حاکم نہ مانے اور تیرے حکم کے سامنے سر تسلیم خم نہ کر دے۔ پھر دوسری جگہ قرآن کے الفاظ ہیں لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا۔ کہ اے ایمان والو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

Marfat.com

بارگاہ میں عرض ومعروض کرو ان الفاظ کا انتخاب کرو جن میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت ظاہر ہو ایسے الفاظ سے گریز کرو جن کی آڑ میں کسی منافق کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین کرنے کا موقع میسر ہو تو مختصراً یہ ثابت ہوا کہ دانستہ توہین رسول ﷺ کرنے والا کافر ہے، ہر مسلمان کو چاہئے کہ ایسے لوگوں سے دور رہیں جن کے عقائد میں توہین رسول صلی اللہ علیہ وسلم پائی جائے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل وخصائص علم واختیار، نورانیت یا دیگر کمالات ومعجزات کا انکار عداوت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت بڑی دلیل ہے۔ اور انکے اکابر کی تحریریں اگر پڑھی جائیں تو ان سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دشمنی جھلکتی نظر آتی ہے پڑھئے...... کتاب دیوبندی مذہب (مصنف علامہ غلام مہر علی چشتی گولڑوی) نے تمام تحریریں اس میں درج کردیں ہیں۔ جس کے پڑھنے سے یہ فیصلہ کرنا کوئی مشکل مسئلہ نہیں رہتا کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے۔ مگر حق وہی ہے جس میں احترام رسول ﷺ ہو، عشق رسول ﷺ ہو۔ جو لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی مثل بشر جان کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل وخصائص کا انکار کریں، احترام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو شرک جانیں وہ صحیح العقیدہ مسلمان نہیں ہیں ان کے عقائد مسجد ضرار کے منافقین جیسے ہیں اور حق والے لوگ وہ ہیں جن کے عقائد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسے ہوں وہ اہل سنت وجماعت ہیں، در مصطفےٰ ﷺ کی غلامی ایمان جانتے ہیں۔ ہر منصف مزاج آدمی کو چاہئے کہ سوچے دھڑے بندی سے مکمل پرہیز کرے۔ تا کہ آخرت خراب نہ ہو جائے۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے دعا کرنا جائز ہے

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ قُتَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَتَمَثَّلُ بِشِعْرِ اَبِيْ طَالِبٍ ؎

وَاَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِلْاَرَامِلِ

وَقَالَ عُمَرُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا سَالِمٌ عَنْ اَبِيْهِ وَرُبَّمَا ذَكَرْتُ قَوْلَ الشَّاعِرِ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلٰى وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَسْقِىْ فَمَا يَنْزِلُ حَتّٰى يَجِيْشَ كُلُّ مِيْزَابٍ ؎

وَاَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِلْاَرَامِلِ

(بخاری، باب الاستسقاء، حدیث نمبر ٩٥٢)

حضرت عبداللہ بن دینار روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو (حضرت) ابوطالب کا یہ شعر پڑھتے سنا۔

وَاَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِلْاَرَامِلِ

(اے اللہ) گوری رنگت والے چہرے کے صدقے تیری بارگاہ میں بارش کی دعا کی جاتی ہے۔ وہ (جو) یتیموں اور بیواؤں کے حامی ومددگار ہیں۔

عمر بن حمزہ کہتے ہیں مجھے سالم نے اپنے والد ابن عمر (رضی اللہ عنہما) کے حوالہ سے بتایا کہ کبھی تو میں ذہن میں یہ شعر لاتا اور کبھی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے انور کو دیکھتا (جب) آپ بارش کیلئے دعا کرتے تھے اور حضور (علیہ السلام) منبر پاک سے اتر بھی نہ پاتے تھے کہ ندیاں نالے بہہ نکلتے تھے اور یہ شعر حضرت ابوطالب کا ہے۔

تشریح: (ا) اس حدیث پاک سے ثابت ہوا مشکل وقت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں عرض و معروض کرنا جائز اور درست ہے اور یہ معمول صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تھا اور ان کا عقیدہ تھا کہ یہ عمل کفر وشرک نہیں ہے اور یہ عمل کفر وشرک ہوتا یا ناجائز ہی ہوتا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کبھی نہ کرتے اور اگر سہواً ہو بھی جاتا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام انہیں فوراً روک دیتے منع کر دیتے مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو منع نہیں کیا بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کے عرض کرنے پر دعا فرما کر ان کے عقیدے کو تقویت دی

Marfat.com

کہ تمہارا یہ عمل مشکل کے وقت میری بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنی مشکل کو پیش کرنا درست اور جائز ہے یا یوں کہہ لیجئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی امت کو اس طرف راغب فرمایا کہ مشکل کے وقت نبیوں کی بارگاہ میں اپنی مشکلوں کو پیش کیا کرو اور تمہاری مشکلات دور ہو جائیں گی۔ یہی عقیدہ اہل سنت کا ہے جو حدیث سے ثابت ہو رہا ہے اور صحابہ کا اس پر عمل تھا۔ لہٰذا اس عقیدے کو مشرکانہ عقیدہ قرار دینا حدیث اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقیدے کی صریح مخالفت ہے تو جو شخص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقیدے کو مشرکانہ جانے وہ ایمان والا نہیں ہو سکتا ہے۔

(۲) یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ کے پیاروں سے دعا کروانا کوئی گناہ نہیں بلکہ صحابہ کی سنت ہے اور اس کی مخالفت جہالت ہے۔ اگر اس مخالفت کی وجہ عداوت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و خصائص کا انکار ہو تو پھر حرام کفر اور منافقت ہے۔

(۳) اور پھر اس حدیث پاک سے یہ بھی ثابت ہوا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے اور وسیلے سے مانگنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت ہے جو جائز اور درست ہے۔ جن لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ انبیاء، اولیاء کے صدقے اور وسیلے سے نہیں مانگنا چاہئے یا جو اس عمل کو حرام اور ناجائز کہتے ہیں ان کا عقیدہ حدیث کے خلاف ہے تو جو عقیدہ حدیث کے مخالف ہو وہ صراط مستقیم نہیں ہو سکتا اور معلوم ہوا کہ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ حدیث پاک کے عین مطابق ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین والا عقیدہ ہے۔ اس عقیدے کو غلط کہنا یا جاننا جہالت اور گمراہی ہے۔ لہٰذا جو لوگ گروہ بندی کا شکار ہو کر اس کو غلط قرار دیتے ہیں انہیں فوراً توبہ کرنی چاہئے کیونکہ حدیث کی مخالفت کرنے سے آخرت برباد ہو جاتی ہے۔

(۴) پھر اس حدیث پاک سے اس بات کی تصدیق ہو رہی ہے کہ حضرت ابو طالب کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وہ محبت تھی جس کو ایمان کہا جا سکتا ہے اور حضرت ابو طالب دل سے محبت کرتے تھے اور سب کائنات سے زیادہ محبوب جانتے تھے بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فتح مکہ کے موقعہ پر فرمانا کہ کاش آج میرے چچا ہوتے تو مجھے فاتح دیکھ کر خوش ہوتے اور حضرت ابو طالب کا پورے عرب سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وجہ سے ٹکرانا اور مخالفت مول لینا اس بات کی عظیم دلیل ہے کہ جو لوگ حضرت ابو طالب کے ایمان میں شک کرتے ہیں انہیں چاہئے کہ اگر وہ ایمان ابو طالب پہ یقین نہیں رکھتے تو کم از کم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت کرنے اور حضور کی وجہ سے کفار سے ٹکرانے اور آپ کا ساتھ دینے کا کچھ تو صلہ دیں آپ کو کافر کہنے سے گریز کریں بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ حضرت ابو طالب کو کافر کہنا حد سے تجاوز کرنا ہے کیونکہ بعض روایات سے حضرت ابو طالب کا ایمان ثابت ہے جو اپنے موقعہ پر بیان کر دی جائیں گی۔

Marfat.com

حضور ﷺ کی بارگاہ میں استغاثہ پیش کرنا

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ الْاَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ اَصَابَتِ النَّاسَ سَنَةٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَامَ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكَ الْمَالُ وَجَآءَ الْعِيَالُ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا اَنْ يَّسْقِيَنَا قَالَ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ وَمَا فِي السَّمَآءِ قَزَعَةٌ قَالَ فَثَارَ سَحَابٌ اَمْثَالَ الْجِبَالِ ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِهٖ حَتّٰى رَاَيْتُ الْمَطَرَ يَتَحَادَرُ عَلٰى لِحْيَتِهٖ قَالَ فَمُطِرْنَا يَوْمَنَا ذٰلِكَ وَمِنَ الْغَدِ وَمِنْ بَعْدِ الْغَدِ وَالَّذِيْ يَلِيْهِ اِلَى الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى فَقَامَ ذٰلِكَ الْاَعْرَابِيُّ اَوْ رَجُلٌ غَيْرُهٗ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَهَدَّمَ الْبِنَآءُ وَغَرِقَ الْمَالُ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا قَالَ فَمَا جَعَلَ يُشِيْرُ بِيَدَيْهِ اِلٰى نَاحِيَةٍ مِّنَ السَّمَآءِ اِلَّا تَفَرَّجَتْ حَتّٰى صَارَتِ الْمَدِيْنَةُ فِيْ مِثْلِ الْجَوْبَةِ حَتّٰى سَالَ الْوَادِيْ وَادِيْ قَنَاةَ شَهْرًا قَالَ فَلَمْ يَجِيْ اَحَدٌ مِّنْ نَّاحِيَةٍ اِلَّا حَدَّثَ بِالْجَوْدِ ٭ (بخاری، ابواب الاستسقاء، حدیث ۹۶۲)

حضرت انس بن مالک روایت کرتے ہیں دور رسالت میں ایک سال لوگ قحط کی زد میں آ گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جمعہ کے دن ممبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک دیہاتی کھڑا ہو کر عرض گزار ہوا یا رسول اللہ ﷺ (ہمارا) مال تباہ ہو گیا اور بچے بھوک سے (تڑپ) رہے ہیں آپ ہمارے لئے اللہ سے بارش کی دعا کریں۔ انس فرماتے ہیں رسول اللہ (ﷺ) نے اپنے دونوں ہاتھ (دعا کیلئے) اٹھا دیئے۔ اس وقت آسمان پر بادل کا ایک ٹکڑا بھی نہ تھا انس فرماتے ہیں (دیکھا کہ) بادل پہاڑوں کی طرف سے آ گیا ابھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ممبر پاک سے اترے بھی نہیں تھے کہ بارش کے قطرے آپ کی ریش مبارک پر گر رہے ہیں۔ حضرت انس فرماتے ہیں اس دن خوب بارش ہوتی رہی اس کے بعد دوسرے تیسرے دن بھی (بارش ہوتی رہی) حتیٰ کہ دوسرے جمعہ شریف تک بارش ہوتی رہی۔ (جب دوسرا جمعہ آ گیا تو) وہ دیہاتی کھڑا ہو گیا یا اس کے علاوہ کوئی اور آدمی تھا عرض گذار ہوا یا رسول اللہ (ﷺ) مکانات گر رہے ہیں مویشی غرق ہو رہے ہیں آپ اللہ سے ہمارے لئے دعا کریں (کہ بارش رُک

Marfat.com

جائے) چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور (اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا) اے میرے اللہ ہمارے اردگرد بارش برسا ہمارے اوپر نہ برسا، حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آسمان کی جس طرف اپنے ہاتھوں سے اشارہ فرماتے اس طرف کے بادل ہٹ جاتے یہاں تک کہ مدینہ شریف ایک کٹورے کی مانند ہوگیا اور نالوں کا پانی ایک ماہ تک بہتا رہا اور جو شخص بھی باہر سے آیا (اس نے) بارش کی افادیت کا تذکرہ کیا۔

تشریح: اس حدیث پاک سے چند مسائل ظاہر ہوئے جن پر ایمان لانا اس پہ یقین رکھنا عین حق ہے اور اس کے مخالف عقیدہ رکھنا اسلام سے بغاوت اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عداوت ہے۔

(۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ تھا اور خشک سالی اس قدر تھی کہ ہر چیز کا قحط پڑ گیا نہ خوراک تھی کہ لوگ کھانا کھا کر پیٹ بھر لیں اور نہ فصل تھی کہ مال مویشی وغیرہ پیٹ بھر سکیں۔ گھاس تک خشک سالی کی وجہ سے ختم ہوگیا اور مویشیوں کا دودھ بھی خشک ہوگیا اور بھوک سے مرنے لگے تو جمعہ کے دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خطبہ ارشاد فرمانے کیلئے ممبر پر تشریف فرما تھے کہ ایک اعرابی کھڑا ہو کر عرض کرنے لگا کہ یارسول اللہ ﷺ ہماری حالت تو یہ ہے ہوگئی ہے کہ سخت پریشان ہیں اور مشکل میں مبتلا ہوگئے ہیں۔ لہٰذا حضور ہم پر کرم فرمایئے ہمارے لئے دعا فرمادیں۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا فرمائی اور بارش شروع ہوگئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ مشکل کے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنی مشکلات پیش کرنا صحابہ کا معمول تھا اور پھر وہ مشکلیں حل ہوتیں تھیں۔ جو ظاہر کرتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مشکل کشا ماننا ناجائز یا کفر و شرک نہیں ہے بلکہ یہ عقیدہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تھا۔

(۲) پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ان کیلئے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا مشکل وقت میں ان کی مدد کرنا اور بارش کا ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک اور صحابہ کرام کے نزدیک یہ عقیدہ کفر و شرک نہ تھا۔ اگر کفر و شرک ہوتا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کو منع فرمادیتے۔

(۳) پھر بارش کا جمعہ شریف سے دوسرے جمعہ شریف تک ہونا اور پھر صحابی کا کھڑے ہو کر عرض کرنا اور بارش کا تھم جانا صحابہ کے عقیدے کو مضبوط کرنا تھا کہ لوگوں کو علم ہوجائے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ سے کوئی مایوس یا خالی نہیں لوٹتا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مشکل کشا اور مدد فرمانے والے ہیں کہ اگر مال جان تباہ ہو رہے ہوں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں عرض کرنے سے مال و جان محفوظ ہوجاتے ہیں۔

(۴) پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہم پر نہ برس اردگرد برس تو جیسے ہی سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا ویسے ہی ہوا۔

Marfat.com

(۵) جب بارش کو رُکنے کا فرمایا تو بارش رُک گئی۔ معلوم ہوا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان پاک سے نکلے وہ ہو جاتا ہے۔

(۶) پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بادل کو جس طرف اشارہ فرماتے بادل اُدھر ہٹ جاتا یعنی تعمیل حکم کرتا کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا کی خدائی کے بادشاہ ہیں اور ہر مخلوق آپ کی رعایا ہے اور دوسری جگہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ سوا سرکش انسان اور سرکش جن کے سب مخلوق جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوں یعنی میری بادشاہی کو تسلیم کرتے ہیں۔ اگر سنجیدگی سے اس حدیث پر غور کیا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ سچا ہے اور صحابہ کرام والا ہے اور ہر مسلمان کو گروہ بندی کی لعنت سے ہٹ کر سوچنا چاہئے کہ کیا صراط مستقیم پر عقیدہ ہمارا ہے یا ان لوگوں کا ہے۔ جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو کچھ نفع نہیں دے سکتے یا اُن کو مشکل کشا ماننا کفر و شرک ہے۔ (معاذ اللہ) یا ان کو مددگار ماننے والا مسلمان نہیں یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے یا چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا یا آپ کی حکومت کا انکار کرتے ہیں۔ یقیناً یہ لوگ باطل پر ڈٹے ہوئے ہیں اور دھڑے بندی کے بت پوجتے ہیں جو ان کو تباہی اور بربادی کے سوا کچھ نہیں دے گا اور جو لوگ حدیث پاک پر عمل کرتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق وہ عقیدہ رکھتے ہیں جو حدیث سے ثابت ہو رہا ہے اور آپ کے فضائل و خصائص پر ایمان رکھتے ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل و خصائص مانتے ہیں وہی حق پر ہیں اور یہی نجات دہندہ جماعت ہے جسکا عقیدہ حدیث کے مطابق ہے وہ اہل سنت ہیں جو آج بھی ان سب چیزوں پر ایمان رکھتے ہیں اور مشکل وقت میں حضور کو پکارتے ہیں مگر یہ بھی اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ سب فضیلتیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ وحدہٗ لاشریک نے عطا فرمائی ہیں یعنی اللہ کی عطا کردہ ہیں اللہ کی ہر فضیلت ذاتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عطائی ہے۔

Marfat.com

جنت اور دوزخ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوشیدہ نہیں

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَۃَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ انْخَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰی عَھْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَامَ قِیَامًا طَوِیْلًا نَحْوًا مِّنْ قِرَاءَۃِ سُوْرَۃِ الْبَقَرَۃِ ثُمَّ رَکَعَ رُکُوْعًا طَوِیْلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِیَامًا طَوِیْلًا وَّھُوَ دُوْنَ الْقِیَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَکَعَ رُکُوْعًا طَوِیْلًا وَّھُوَ دُوْنَ الرُّکُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ قِیَامًا طَوِیْلًا وَّھُوَ دُوْنَ الْقِیَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَکَعَ رُکُوْعًا طَوِیْلًا وَّھُوَ دُوْنَ الرُّکُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِیَامًا طَوِیْلًا وَّھُوَ دُوْنَ الْقِیَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَکَعَ رُکُوْعًا طَوِیْلًا وَّھُوَ دُوْنَ الرُّکُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَقَالَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰیَتَانِ مِنْ اٰیَاتِ اللّٰہِ لَا یَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَیٰوتِہٖ فَاِذَا رَاَیْتُمْ ذٰلِكَ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ رَاَیْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَیْئًا فِیْ مَقَامِكَ ثُمَّ رَاَیْنَاكَ تَکَعْکَعْتَ فَقَالَ اِنِّیْ رَاَیْتُ الْجَنَّۃَ وَتَنَاوَلْتُ عُنْقُوْدًا وَّلَوْ اَصَبْتُہٗ لَاَکَلْتُمْ مِنْہُ مَا بَقِیَتِ الدُّنْیَا وَاُرِیْتُ النَّارَ فَلَمْ اَرَ مَنْظَرًا کَالْیَوْمِ قَطُّ اَفْظَعَ وَرَاَیْتُ اَکْثَرَ اَھْلِھَا النِّسَاءَ قَالُوْا بِمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ بِکُفْرِھِنَّ قِیْلَ اَیَکْفُرْنَ بِاللّٰہِ قَالَ یَکْفُرْنَ الْعَشِیْرَ وَیَکْفُرْنَ الْاِحْسَانَ لَوْ اَحْسَنْتَ اِلٰی اِحْدٰھُنَّ الدَّھْرَ کُلَّہٗ ثُمَّ رَاَتْ مِنْكَ شَیْئًا قَالَتْ مَا رَاَیْتُ مِنْكَ خَیْرًا قَطُّ۔ (بخاری، ابواب الکسوف حدیث ۹۹۰)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں سورج کو گرہن لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی سورۃ بقرہ کی قرأت کے لگ بھگ قیام فرمایا پھر لمبا رکوع کر کے سر انور اُٹھایا اور کافی دیر تک کھڑے رہے جو پہلے سے نسبتاً کم تھا پھر لمبا رکوع کیا جو پہلے سے کم تھا پھر سجدہ کیا اور قیام فرمایا اور دیر تک قیام میں رہے لیکن پہلے سے کم تھا پھر طویل رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم تھا پھر سر انور اٹھایا اور دیر تک کھڑے رہے لیکن پہلے قیام سے کم تھا پھر طویل رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم تھا پھر سجدہ کیا جب نماز سے فارغ ہوئے تو سورج کھل چکا تھا (یعنی سورج گرہن ختم ہو چکا تھا) آپ نے فرمایا سورج اور چاند دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں کسی کی موت و حیات کی وجہ سے ان کو گرہن نہیں لگتا جب تم (انہیں گرہن شدہ) دیکھو تو اللہ تعالیٰ کو یاد کرو۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے آپ کو دیکھا (دوران نماز) آپ کوئی چیز لے رہے تھے پھر آپ کو

Marfat.com

پیچھے ہٹتے ہوئے دیکھا۔آپ نے فرمایا میں نے جنت دیکھی اس میں سے ایک خوشہ توڑ لینا چاہا اگر میں توڑ لیتا تو تم رہتی دنیا تک کھاتے رہتے اور میں نے دوزخ دیکھی کہ آج کی طرح کا (ہولناک) منظر کبھی نہیں دیکھا اور اس میں زیادہ تر عورتوں کو دیکھا۔لوگ عرض گذار ہوئے یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کا سبب کیا تھا۔فرمایا ان کا کفر،عرض کیا گیا (حضور کیا) وہ خدا کے ساتھ کفر کرتیں ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ وہ اپنے شوہروں کے ساتھ کفر کرتیں ہیں اور احسان فراموشی کرتی ہیں (یعنی ناشکری کرتی ہیں) اگر تم ان کے ساتھ زندگی بھر احسان کرتے رہو اور وہ تم سے کوئی چیز دیکھ لیں (یعنی غلطی ہو جائے یا جوان کے مزاج کے خلاف ہو تو) فوراً کہہ دیتیں ہیں میں نے تم سے (کبھی بھی) کوئی خیر نہیں پائی (یعنی سکھ نہیں پایا)

تشریح: اس حدیث پاک سے ظاہر ہوا کہ جب کہیں سورج گرہن یا چاند گرہن لگے تو من گھڑت باتوں سے گریز کرنا چاہئے بلکہ اس قسم کے معاملات ہوں لوگوں کی اکثر عادت ہوتی ہے عجیب قسم کی باتیں بناتے ہیں اور اس کے سبب بیان کرتے ہیں مگر یہ سب اللہ کی قدرت ہوتی ہے۔ایسے موقعوں پر اللہ کو یاد کرنا چاہئے اور اللہ کا فضل مانگنا چاہئے اور گناہوں سے توبہ کرنی چاہئے اور اللہ کا ذکر واذکار کثرت سے کرنا چاہئے، جہالت کی گفتگو سے مکمل پرہیز کرنا ضروری ہے۔

(۲) پھر حدیث بتا رہی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دوران نماز اپنا قدم مبارک بڑھایا اور اپنا ہاتھ مبارک اوپر اٹھایا اور پھر ہاتھ مبارک نیچے کر لیا اور پیچھے تشریف لے آئے تو صحابہ کرام عرض گذار ہوئے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر نظر کرم فرمایئے یہ عمل آپ کا خلاف معمول ہے اس کی وجہ بیان فرما دیجئے تاکہ ہم بھی جان سکیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواباً فرمایا میں نے دیکھا کہ جنت میں ایک انگور کا خوشہ لٹک رہا تھا جس کو میں نے توڑنا چاہا اگر میں وہ انگور کا خوشہ توڑ لیتا تو ہم قیامت تک اسے کھا کر سیر ہوتے رہتے اور وہ ختم نہ ہوتا اور نہ توڑنے کا سبب بیان فرماتے ہوئے فرمایا اچانک میری نظر جہنم پر پڑی تو میں نے ایسا ہولناک منظر دیکھا کہ میں پیچھے ہٹ گیا میری توجہ انگور کے خوشے سے ہٹ گئی اور خوف کی وجہ سے پیچھے ہو گیا اور جہنم میں میں نے دیکھا کہ زیادہ عورتیں ہیں اور اس کا سبب بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ عورتوں کا جہنم میں زیادہ ہونے کی وجہ اپنے شوہروں کی نافرمانی اور احسان فراموشی اور ناشکری کرنا ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے تمام فاصلے ختم کر دیئے گئے ہیں۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کوئی چیز دور نہیں ہے۔یہ فاصلے ہمارے لئے ہیں کوئی ملک کوئی غلام کوئی علاقہ ہو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب ہیں جیسا کہ دوسری حدیث موجود ہے

Marfat.com

کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے لئے کائنات کو سمیٹ دیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پوری کائنات میں حاضر و ناظر ہیں۔ آپ کیلئے سب فاصلے سمیٹ دیئے گئے ہیں یا یوں کہہ لیجئے جیسے پلیٹ میں کوئی چیز رکھ دی جائے تو اس کا کچھ بھی نظروں سے اوجھل نہیں رہتا اور آدمی جو بھی اس میں ہو اس کو دیکھ بھی سکتا ہے اور ان کیلئے موجود بھی ہوتا ہے۔ اسی طرح پوری کائنات کی حیثیت میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے ہے اور آپ اپنے مزار پُر انوار میں تشریف فرما ہیں اور جب چاہیں جس کے متعلق چاہیں آپ جان سکتے ہیں اور دیکھ سکتے ہیں صرف آپ کو توجہ دینی پڑتی ہے جیسے آدمی کتب خانے میں ہو تو وہ وہاں حاضر اور ناظر بھی ہوتا ہے اگر کسی کتاب کو تلاش کرنا ہو تو اس طرف توجہ کا کرنا ضروری ہے پوری کائنات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے کوئی پردہ حائل نہیں چاہے وہ پہاڑ ہوں یا کوئی اور بستیاں وغیرہ بلکہ چاہے وہ چیز زمین کی تہہ میں ہو یا آسمان کی بلندیوں پر یا اس سے بھی اوپر ہو جیسا کہ جنت سے انگور کے گچھے کو توڑنا چاہا اور جنت سدرۃ المنتہیٰ سے آگے ہے اور پھر دوزخ کا ملاحظہ فرمانا اور عورتوں کو عذاب میں مبتلا دیکھنا اور دوزخ تحت الثریٰ سے نیچے ہے تو آپ دونوں کو دیکھ رہے ہیں اور کوئی چیز بھی آپ کے سامنے پردہ یا حجاب نہیں بن سکتی یہ سب حجابات ہمارے لئے ہیں اور جو لوگ ذکر و اذکار کی وجہ سے یہ حجابات دور کر لیتے ہیں جیسے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ممبر پر بیٹھے خطبہ دیتے ہوئے حضرت ساریہ کو فرمایا کہ ساریہ پہاڑ کی طرف دیکھ دشمن پہاڑ کی دوسری طرف سے تم پر حملہ کرنے والا ہے تو ان کیلئے بھی کوئی حجاب نہیں رہتا۔ مگر افسوس اس بات پر ہے کہ بعض لوگ قرآن ،حدیث کے مقابلے میں گروہ بندی کو اہمیت دیتے ہیں۔ قرآن و حدیث پر یقین نہیں رکھتے۔ اگر دل سے قرآن و حدیث کو مان لیتے تو حاضر و ناظر کا مسئلہ کوئی باعث نزع نہیں تھا مگر ضد اور دھڑے بندی کا ستیاناس جس کی وجہ سے ان لوگوں نے قرآن و حدیث کا انکار کر کے گمراہی اور بربادی قبول کر لی مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل و خصائص جو اللہ نے عطا فرمائے ہیں قبول نہ کیئے یا ایمان نہ لائے جب کہ نجات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل و خصائص پر ایمان لانے میں ہے۔

(۳) پھر ایک اصول ہے جہاں تک بندہ ناظر ہوگا وہاں تک اسے حاضر جانا جائے گا جیسا کہ کہیں جھگڑا ہو جائے اور بندہ قتل ہو جائے تو جو موقعہ کا گواہ ہو وہ گواہی دیتا ہوا بیان کرے کہ میں بیس گز کے فاصلے پر دیکھ رہا تھا کہ فلاں نے وار کیا فلاں نے پکڑا ہوا تھا فلاں نے ایسا کیا۔ تو جب وکلاء کی بحث ہو تو مجھ سے پندرہ گز کے فاصلے پر میرے بیٹے کو کھڑا کر دیا جائے اور کہا جائے کہ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ وہ کون آدمی ہے تو میں اسے پہچان نہ سکوں گا کہ وہ میرا ہی بیٹا ہے تو میری گواہی درست نہ ہوگی کیونکہ جب میں پندرہ گز کے فاصلہ پر سے بیٹے کو نہیں پہچان سکا تو بیس گز کے فاصلہ پر سے میں کیسے پہچان سکتا ہوں کہ فلاں کون آدمی ہے میری گواہی اس وقت مضبوط ہوگی اور قابل قبول ہوگی جہاں میں حاضر و ناظر ہوں گا یعنی ہر شخص کو

Marfat.com

جانتا پہچانتا ہوں گا جیسا کہ دیگر حدیث مبارکہ پڑھ چکے ہیں اور پڑھیں گے بھی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے کوئی پردہ حائل نہیں ہے اور حضور جانتے بھی ہیں اور پہچانتے بھی ہیں اور اس حدیث سے ثابت ہو رہا ہے کہ آپ نے انگور کے گچھے کو پہچانا کہ یہ گچھا انگور کا ہے اور دوزخ میں بھی دیکھا کہ کثرت سے عورتیں ہیں اور اس وجہ سے انہیں عذاب ہو رہا ہے تو حضور کا جاننا پہچاننا ثابت ہوا اور یہی مسئلہ حاضر وناظر کا ہے جو حدیث سے ثابت ہو رہا ہے اور اسی پر اہل اسلام کا ایمان اور عقیدہ ہے جو ثابت ہو رہا ہے۔ جو لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حاضر وناظر ہونے سے انکار کرتے ہیں یا اس کو مشرکانہ عقیدہ قرار دیتے ہیں یا تو اس کی وجہ جہالت ہے کہ وہ قرآن وحدیث جانتے ہی نہیں یا پھر عداوت رسول ﷺ ہے اگر عداوت رسول اللہ ﷺ ہو تو پھر یہ کفر ہے۔

اگر جہالت کی بنا پر انکار کرتا ہو تو اسے چاہیے کہ فوراً توبہ کرے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حاضر وناظر ہونے کا اقرار کرے اور عقیدہ رکھے کہ اللہ کریم نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ تمام فضیلتیں دی ہیں اور صحیح العقیدہ مسلمان ہو کر زندگی بسر کرے اور جو لوگ گروہ بندی کا شکار ہو کر انکار کرتے ہیں وہ توبہ کریں بصورت دیگر خاتمہ ایمان پر نہیں ہوگا کیونکہ حق جان کر بھی اگر قبول نہ کرے تو یہ طریقہ یہود ونصاریٰ کا ہے مومنانہ نہیں ہے۔

(۴) اس حدیث پاک سے یہ بھی ثابت ہوا کہ عورت کو چاہیے اپنے شوہر کی احسان فراموشی نہ کرے بلکہ اسے خوش رکھے فرمان رسول ﷺ ہے کہ عورت کی جنت شوہر کے قدموں میں ہے اور اولاد کی جنت والدین کے قدموں میں ہے اور مرد کو چاہیے کہ اپنے اہل وعیال کو خوش رکھے کیونکہ اس پر بھی فرمان رسول ﷺ ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنے اہل وعیال کیلئے بہتر ہو مطلب کہ عورت کے حقوق شوہر پر ہیں شوہر وہ پورے کرے اور مرد کے حقوق عورت پر ہیں عورت ان کو پورا کرے۔ بصورت دیگر عذاب کے مستحق ہوں گے اور عورت کو چاہیے کہ مرد کی نافرمانی نہ کرے اور اگر کوئی تحفہ لا کر دے یا اپنی توفیق کے مطابق زندگی میں اہل خانہ، بیوی، بچوں کو سہولتیں دے تو اہل خانہ کو چاہیے اس کا شکر ادا کریں۔ ایسا کرنے سے ثواب بھی ہوگا اور شوہر بھی خوش ہوگا اور دونوں کے درمیان محبت میں اضافہ ہوگا گھر کا ماحول بہتر ہوگا تفصیل کیلئے ہماری کتاب "سفیر امن" پڑھیں..... انشاء اللہ بفضل خدا جس گھر میں پڑھی جائے گی وہ گھر اختلاف سے محفوظ ہو جائے گا۔ انشاء اللہ، بفضل خدا۔

Marfat.com

شفاعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ اَبِیْ حَیَّانَ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِبِلَالٍ عِنْدَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ یَا بِلَالُ حَدِّثْنِیْ بِاَرْجٰی عَمَلٍ عَمِلْتَهٗ فِی الْاِسْلَامِ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَیْكَ بَیْنَ یَدَیَّ فِی الْجَنَّةِ قَالَ مَا عَمِلْتُ عَمَلًا اَرْجٰی عِنْدِیْ اَنِّیْ لَمْ اَتَطَهَّرْ طُهُوْرًا فِیْ سَاعَةِ لَیْلٍ اَوْ نَهَارٍ اِلَّا صَلَّیْتُ بِذٰلِكَ الطُّهُوْرِ مَا كُتِبَ لِیْ اَنْ اُصَلِّیَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ دَفَّ نَعْلَیْكَ یَعْنِیْ تَحْرِیْكٌ ؕ (بخاری، ابواب التہجد، حدیث ۱۰۸۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال (رضی اللہ عنہ) سے نماز فجر کے وقت فرمایا، بلال مجھے بتاؤ زمانہ اسلام میں تم نے سب سے زیادہ پسندیدگی کے ساتھ کونسا عمل کیا ہے؟ کیونکہ تمہارے جوتوں کی آواز میں نے جنت میں سنی ہے۔ (حضرت) بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں نے (اپنی) پسند کا یہ کام کیا کہ دن اور رات میں جب وضو کیا ہو تو اس وضو سے جتنی میرے مقدر میں تھیں نمازیں پڑھیں ابو عبداللہ (امام بخاری) فرماتے ہیں دف نعلیك سے مراد (جوتوں کی) حرکت ہے۔

تشریح: اس حدیث پاک سے ظاہر ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوت سماعت ہماری طرح نہیں جیسے عام آدمی کی ہوتی ہے اور جو لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوت سماعت کے منکر ہیں وہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں۔ اور ان لوگوں نے جو عقائد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق اپنائے ہیں وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی مثل بشر جان کر اپنائے ہیں اور عام آدمی کی سماعت یہ بنا یہ نہیں ہو سکتی کہ وہ کسی جنتی کے جوتوں کی حرکت ہونے سے جو آواز پیدا ہوتی ہے سن سکے۔ مگر اہل اسلام کو عقیدہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق امام الانبیاء اور اللہ کے محبوب اور پسندیدہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جان کر رکھنا چاہئے کیونکہ اگر اپنی مثل بشر جان کر مانے گا پھر وہی کچھ مانے گا جو ایک عام آدمی میں خوبیاں ہو سکتیں ہیں تو جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ کا پسندیدہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جان کر مانے گا تو پھر ان کے تمام فضائل و خصائص پر یقین رکھے گا جو اللہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائے ہیں جیسا کہ اس حدیث پاک سے ثابت ہو رہا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے بلال (رضی اللہ عنہ) تو کونسا عمل کرتا ہے کہ تجھے یہ مقام حاصل ہوا کہ تو جنت کی سیر کرتا ہے تو بلال رضی اللہ عنہ عرض گذار ہوئے حضور میں ہر وقت وضو سے رہتا ہوں اور جب وضو کرتا ہوں نفل ادا

Marfat.com

کرتا ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا بلال جب تو جنت میں چل رہا تھا تو میں نے چلنے سے جو تیرے جوتوں سے آواز پیدا ہوتی تھی وہ بھی سن رہا تھا تو اس سے معلوم ہوا اللہ کریم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وہ قوت سماعت عطا فرمائی ہے کہ کوئی غلام کہیں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پکارے تو آپ اس کی پکار سن سکتے ہیں کیونکہ جنت سدرۃ المنتہیٰ سے آگے ہے جس کے فاصلہ کا کوئی اندازہ بھی نہیں کرسکتا۔ تو جو رسول اللہ ﷺ اتنے طویل فاصلہ سے بلال کے جوتوں سے پیدا ہونے والی آواز سن سکتے ہیں وہ اپنے غلام کی پکار کو اور سلام کو بھی سن سکتے ہیں، یہی اہل اسلام کا عقیدہ ہے جو حدیث سے ثابت ہو رہا ہے۔ جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ تو اپنے غلاموں کی پکار سنتے ہیں اور نہ ہی درود پاک، تو ایسے لوگوں کو چاہئے کہ عقیدہ وہ رکھیں جو قرآن وحدیث سے ثابت ہو بصورت دیگر حضور ﷺ کے فضائل وخصائص کے منکروں میں شمار ہوگا۔ جو قیامت کے دن خسارے والوں میں ہوں گے اور اپنی بدعقیدگی پر پچھتائیں گے مگر اس وقت پچھتانا کسی کام نہ آئے گا نجات اسی میں ہے منکرین میں نہیں غلاموں میں شامل ہوکر دنیا سے جائیں۔

(۲) یہ بھی ثابت ہوا کہ باوضو رہنا بہت بڑا عمل ہے اور اس میں بہت زیادہ برکات ہیں اور اس کا صلہ جنت ہے اور بندہ شیطان سے محفوظ ہو جاتا ہے اور پھر حدیث پاک میں ہے کہ جو شخص باوضو سوجائے جب اٹھے جو دعا کرے گا اس کی دعا قبول ہوگی۔

(۳) پھر حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک دف نعلیك سے مراد حرکت ہے تو امام بخاری علیہ الرحمۃ کے نزدیک دیکھ رہے تھے تو جب کوئی دیکھ سکتا ہے تو قرب ثابت ہوا تو جو قریب ہو اس کا سننا اور دیکھنا دونوں ہی ثابت ہوگئے مگر کتنے متعصب ہیں وہ لوگ جو حدیث کو پس پشت ڈال دیتے ہیں اور پھر خود کو قرآن وحدیث ماننے والے بھی کہلاتے ہیں حقیقت یہ ہے حق پر وہی ہے جو عظمت وشان مصطفےٰ علیہ السلام پر ایمان رکھے جیسا کہ حدیث سے ثابت ہو رہا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

نماز میں تعظیم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جائز ہے

حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ يُوْنُسُ قَالَ الزُّهْرِيُّ اَخْبَرَنِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ الْمُسْلِمِيْنَ بَيْنَا هُمْ فِي الْفَجْرِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَاَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُصَلِّيْ بِهِمْ فَفَجَاءَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَشَفَ سِتْرَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَنَظَرَ اِلَيْهِمْ وَهُمْ صُفُوْفٌ فَتَبَسَّمَ يَضْحَكُ فَنَكَصَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَظَنَّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ اَنْ يَّخْرُجَ اِلَى الصَّلٰوةِ وَهَمَّ الْمُسْلِمُوْنَ اَنْ يَّفْتَتِنُوْا فِيْ صَلَاتِهِمْ فَرَحًا بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ رَاَوْهُ فَاَشَارَ بِيَدِهٖ اَنْ اَتِمُّوْا ثُمَّ دَخَلَ الْحُجْرَةَ وَاَرْخَى السِّتْرَ وَتُوُفِّيَ ذٰلِكَ الْيَوْمَ ٭

(بخاری، ابواب التہجد، حدیث نمبر ۱۱۲۷)

حضرت انس بن مالک روایت کرتے ہیں پیر کی صبح کے وقت مسلمان نماز پڑھ رہے تھے اور (حضرت) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) امامت کرا رہے تھے یکایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سامنے آگئے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کا پردہ اٹھا کر انہیں دیکھا کہ لوگ صف بستہ ہیں اور حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے تبسم فرمایا (جب حضرت) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (نے آپ کو دیکھا تو) اپنی ایڑیوں کے بل پیچھے ہٹ گئے اور سمجھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کیلئے تشریف لانا چاہتے ہیں مسلمانوں نے سوچا کہ نماز توڑ دیں جب لوگوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا تو بہت خوش ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے نماز مکمل کرنے کو کہا اور حجرہ (شریف) میں چلے گئے اور پردہ گرا دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی دن انتقال فرمایا۔

تشریح: اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ درست اور صحیح ہے اور صحابہ کرام والا عقیدہ ہے۔ یہی وہ عقیدہ ہے جس پر نجات ہے سوائے اہل سنت کے سب باطل ہیں اور گمراہی کے گڑھے میں گرے ہوئے ہیں۔

(۱) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا امامت کرانا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ سب صحابہ کرام سے افضل ہیں کیوں کہ امامت کے متعلق یہی حکم ہے کہ امامت وہ کرائے جو سب سے افضل ہو اور پھر صحابہ کا امامت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر اکٹھے ہونا

Marfat.com

فضیلت صدیق اکبر پر سب سے بڑی دلیل ہے اور سب سے بڑی بات پھر یہ کہ جس کو مسلمانوں کی امامت کیلئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام منتخب فرمائیں تو ایسے شخص کے ایمان میں شک کرنا اس کے تقویٰ اور پرہیزگاری میں شک کرنا کہ وہ غاصب تھا حق چھیننے والا تھا یہ سب گمراہ اور باطل ہونے کی دلیل ہے۔ قرآن پاک کے الفاظ ہیں۔ فلا وربك لایؤمنون حتیٰ یحکموك ۔ اللہ قسم اٹھا کر فرما رہا ہے کہ اے محبوب کریم تیرے رب کی قسم وہ آدمی مسلمان نہیں ہو سکتا جو تیرے حکم کی تعمیل نہ کرے تجھے اپنا حاکم نہ مانے ۔ قرآن پاک کے ان الفاظ سے واضح ہوا کہ امامت صدیق اکبر کا منکر دراصل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فیصلے کو نہیں مانتا تو جو شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فیصلہ کو ماننے سے انکار کرے گا اللہ وحدہٗ لاشریک فرما رہا ہے کہ وہ ایمان والا نہیں ہے تو بات واضح ہو گئی کہ جو لوگ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صحابیت یا امامت یا دیگر فضائل جو زبان مصطفےٰ ﷺ سے ثابت ہیں ان کا منکر ہو ایمان والا نہیں۔

(۲) پھر حدیث کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اچانک ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارکہ کا پردہ اٹھایا تو دیکھا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ امامت فرما رہے ہیں اور سب صحابہ آپ کی امامت میں نماز پڑھ رہے ہیں تو دیکھ کر امام الانبیاء بہت زیادہ خوش ہوئے ۔ اس سے معلوم ہوا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بیماری کے باوجود پردہ اٹھا کر دیکھنا اس وجہ سے تھا کہ دیکھوں بھلا کوئی امامت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مخالف تو نہیں؟ تو جب دیکھا کہ سب صحابہ نے میرے فیصلے کو تسلیم کر لیا ہے ۔ کوئی بھی اختلاف نہیں کر رہا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوشی کی انتہا نہ رہی لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے اس بات پر عمل کرے جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوشی ہو۔ اگر کوئی اختلاف کرتا ہے تو ایسا بدبخت اپنے اللہ و رسول ﷺ کو ناراض کرتا ہے اور اپنا دین و دنیا سب کچھ تباہ و برباد کر رہا ہے اور خود کو دوزخ کا ایندھن بنا رہا ہے ۔ صحیح العقیدہ وہ ہے جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی امامت و خلافت دیگر فضائل پر ایمان لا کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خوش کر رہا ہے ۔ کیونکہ حدیث رسول ﷺ ہے اگر کوئی میرے صحابہ کی مخالفت کرتا ہے تو وہ بھی میری وجہ سے کرتا ہے اگر کوئی محبت کرتا تو اس کی وجہ بھی میں ہی ہوں ۔ مطلب یہ ہے کہ صحابہ کی دشمنی رسول ﷺ سے دشمنی، صحابہ سے محبت رسول ﷺ سے محبت ہے ۔

(۳) یہ بھی معلوم ہوا کہ مولوی اسماعیل دہلوی کا عقیدہ جس کو یہ لوگ شہید کہتے ہیں حدیث پاک صحابہ کرام کے عقیدہ کے صریح خلاف ہے جیسا کہ وہ اپنی تصنیف صراط مستقیم میں لکھتا ہے ۔ زنا کے وسوس سے اپنی بی بی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے ۔ شیخ یا اس جیسے بزرگ کا خیال خواہ رسالت مآب ہی ہو اپنی ہمت کو لگا دینا بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے

Marfat.com

سے زیادہ بُرا ہے (معاذ اللہ) مولوی اسماعیل دہلوی علیہ ماعلیہ کے عقیدہ کے مطابق حضور کے خیال سے نماز ٹوٹ جاتی ہے یا نقص واقع ہو جاتا ہے مگر صحابہ کرام نے تو پوری توجہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کر دی ہے تو کیا معاذ اللہ صحابہ کرام کی نماز میں نقص واقعہ ہوا تھا؟ انہیں بالکل معلوم نہیں۔ پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اور دیگر صحابہ کرام نے دوران نماز تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی کی اور تعمیل حکم رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی کی۔ تو کیا ہے کوئی مفتی جو صدیق اکبر اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کی نماز کو باطل جانے؟ نہیں کائنات میں کوئی ایمان والا صحابہ کی نماز کو باطل نہیں جانے گا۔ تو معلوم ہوا ایسے عقائد رکھنے والے لوگ صحیح العقیدہ مسلمان نہیں ہیں۔ صحیح العقیدہ وہی لوگ ہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت میں گم ہوتے ہیں کیونکہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر کوئی عبادت قبول نہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے حدیث اور قرآن کے خلاف اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے عقائد کے خلاف عقیدہ رکھنے والے کی کوئی عبادت قبول نہیں اور وہ گمراہ ہے۔

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ سے کوئی عمل پوشیدہ نہیں

حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْحَكَمِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ اشْتَكَى ابْنٌ لِأَبِي طَلْحَةَ قَالَ فَمَاتَ وَأَبُو طَلْحَةَ خَارِجٌ فَلَمَّا رَأَتِ امْرَأَتُهُ أَنَّهُ قَدْ مَاتَ هَيَّأَتْ شَيْئًا وَنَحَّتْهُ فِي جَانِبِ الْبَيْتِ فَلَمَّا جَاءَ أَبُو طَلْحَةَ قَالَ كَيْفَ الْغُلَامُ قَالَتْ قَدْ هَدَأَتْ نَفْسُهُ وَأَرْجُو أَنْ يَكُونَ قَدِ اسْتَرَاحَ وَظَنَّ أَبُو طَلْحَةَ أَنَّهَا صَادِقَةٌ قَالَ فَبَاتَ فَلَمَّا أَصْبَحَ اغْتَسَلَ فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ أَعْلَمَتْهُ أَنَّهُ قَدْ مَاتَ فَصَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَخْبَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا كَانَ مِنْهُمَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُبَارِكَ لَكُمَا فِي لَيْلَتِكُمَا قَالَ سُفْيَانُ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَرَأَيْتُ لَهُمَا تِسْعَةَ أَوْلَادٍ كُلُّهُمْ قَدْ قَرَأَ الْقُرْآنَ ۞ (بخاری، کتاب الجنائز، حدیث ۱۲۱۷)

حضرت انس بن مالک روایت کرتے ہیں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک بچہ بیماری میں فوت ہو گیا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کہیں باہر گئے ہوئے تھے جب ان کی بیوی نے دیکھا کہ بچہ فوت ہو گیا ہے تو کچھ کھانے پینے کا سامان تیار کیا اور (پھر) بچے کو کفن پہنا کر ایک کونے میں رکھ دیا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے بچے کے بارے میں پوچھا (تو) بیوی نے کہا آرام سے ہے امید ہے وہ سکون میں ہے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے (بیوی) کو سچا جانا (اور خاموش ہو رہے) چنانچہ انہوں نے رات بسر کی (جب) صبح ہوئی اور غسل کر کے باہر جانے کا ارادہ کیا تو بیوی نے بتایا کہ بچہ فوت ہو گیا ہے۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے (معمول کے مطابق) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی اور طلحہ رضی اللہ عنہ نے (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں) وہ واقعہ بیان کیا جو ان کو پیش آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امید ہے اللہ تعالیٰ تم دونوں کو تمہاری رات میں برکت عطا فرمائے گا۔ سفیان کہتے ہیں ایک انصاری شخص نے کہا کہ میں نے ان کے نو لڑکے دیکھے جو سب کے سب قاری تھے۔

تشریح: اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے غلاموں کے ہر فعل کا علم ہے اور ما فی الارحام کا بھی علم ہے جیسا کہ حدیث سے ثابت ہو رہا ہے۔

Marfat.com

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کسی کام یا تجارت یا دیگر معاملات کیلئے گھر سے باہر گئے ہوئے تھے واپسی پر ان کا بیٹا اچانک فوت ہوگیا اور بیوی کو علم تھا کہ ابوطلحہ کچھ دیر بعد یا شام تک گھر پہنچنے والے ہیں تو اس نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ آتے ہی انہیں اس غمناک خبر سے آگاہ کروں یا ایسا ماحول بناؤں جس سے اُن کو آتے ہی پریشانی کا سامنا کرنا پڑے۔ لہٰذا بیوی نے سوچا کہ جب ابوطلحہ رضی اللہ عنہ آئیں گے تو ذرا توقف سے یہ خبر بتائیں گی۔ چنانچہ اس نے بچے کو کفن دے کر گھر کے ایک کونے میں رکھ دیا تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ خوشی خوشی گھر پہنچے سب کو ملے تو بچے کے متعلق پوچھا تو بیوی نے عرض کیا آرام میں ہے۔ مطلب یہ کہ سویا ہوا ہے۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ سو گیا ہوگا رات بسر کی جب صبح کی نماز کیلئے اُٹھے تو غسل جنابت کر کے نماز کیلئے جانے لگے تو بیوی نے عرض کیا کہ سرتاج من آپ کا بچہ فوت ہو چکا ہے اور جلدی سے اطلاع اس لئے نہیں دی کہ آتے ہی میں غمناک خبر دوں، خیال تھا کہ موقعہ ملنے پر عرض کردوں گی مگر وقت نہ ملا اس لئے اب عرض کر رہی ہوں تاکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں عرض کرسکیں۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو افسوس ہونا تو ایک فطرتی عمل ہے تو ادھر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امامت میں نماز ادا کی اور نماز سے فارغ ہونے پر آپ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کردیا کہ حضور میرا بیٹا فوت ہوگیا۔ تو امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی گفتگو سن کر فرمایا اے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اللہ کریم سے میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تم دونوں کی رات میں برکت عطا فرمائے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان الفاظ میں تسلی اور تشفی کے علاوہ اس طرف اشارہ بھی ہے کہ اے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ صبر کرو رات تمہاری بیوی حاملہ ہو چکی ہے اس سے تمہیں لڑکا دے گا۔ برکت کے الفاظ میں اشارہ ہے کہ تمہیں ایک سے زیادہ بچے ملیں گے اور پھر ایسے ہی ہوا۔ چنانچہ سفیان کہتے ہیں کہ ایک انصاری شخص نے بتایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کا یہ اثر ہوا کہ اللہ کریم نے ان کو نو (۹) لڑکے دیئے جن کو میں نے دیکھا ہوا ہے اور وہ سب کے سب قرآن کے قاری تھے۔ لہٰذا یہ بات واضح ہوئی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان پاک سے جو بات نکلتی ہے وہ پوری ہو کر رہتی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کرم اور دعا دینے سے اللہ کریم نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو نو لڑکے عطا فرمائے اور اس سے ما فی الارحام کا علم ظاہر ہوا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ غلاموں کے ہر عمل سے آپ واقف ہیں آپ ﷺ کو علم ہوتا ہے۔ یہی اہل اسلام کا عقیدہ ہے جو حدیث پاک سے ثابت ہو رہا ہے جو لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان فضائل کے منکر ہیں۔ اصل میں وہ حدیث کے منکر ہیں اور حدیث کا انکار کرنے والا صراط مستقیم پر نہیں ہوتا گمراہی ہے اور گمراہوں پر اللہ کا غضب ہوگا، نجات قرآن و حدیث پر ایمان رکھنے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل و خصائص پر ایمان رکھنے میں ہے۔

Marfat.com

میت کی پکار

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ حَدَّثَنَا سَعِیْدٌ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّہٗ سَمِعَ اَبَا سَعِیْدِ الْخُدْرِیَّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ، کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَۃُ فَاحْتَمَلَھَا الرِّجَالُ عَلٰی اَعْنَاقِھِمْ فَاِنْ کَانَتْ صَالِحَۃً قَالَتْ قَدِّمُوْنِیْ وَاِنْ کَانَتْ غَیْرَ صَالِحَۃٍ قَالَتْ لِاَھْلِھَا یَا وَیْلَھَا اَیْنَ تَذْھَبُوْنَ بِھَا یَسْمَعُ صَوْتَھَا کُلُّ شَیْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَ الْاِنْسَانُ لَصَعِقَ ؕ

(بخاری، کتاب الجنائز، حدیث نمبر ۱۳۱۲)

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب جنازہ تیار ہو جاتا ہے اور لوگ اسے اپنے کندھوں پر (قبرستان لیجانے کیلئے) اُٹھاتے ہیں اگر وہ اچھا ہوتا ہے تو کہتا ہے مجھے جلدی سے لے چلو اگر وہ بُرا ہوتا ہے تو اپنے ورثا کو کہتا ہے ہائے مجھے تم کہاں لے جا رہے ہو (اور مردے کی آواز کو) انسانوں کے سوا ہر ایک چیز سنتی ہے اگر انسان اس (آواز) کو سن لے تو بے ہوش ہو جائے۔

تشریح: (۱) اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ مردہ کلام کرتا ہے جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ مردے بولتے نہیں ان کا عقیدہ حدیث کے خلاف ہے۔ جب کہ حدیث سے ثابت ہو رہا ہے کہ مردہ کلام کرتا ہے۔ اگر عام آدمی مرنے کے بعد کلام کرتا ہے تو پھر اللہ کے خاص بندے انبیاء، علماء، صلحاء، شہداء کے متعلق یہ کہنا کہ وہ کلام نہیں کر سکتے ان سے عداوت کی دلیل ہے یا جاہل ہونے کی دلیل ہے۔ اگر انکار بوجہ عداوت ہو تو بہت بڑی گمراہی ہے کیونکہ انبیاء کی عداوت کفر ہے اگر انکار بوجہ جہالت ہو تو اسے فوراً توبہ کرنی چاہئے تا کہ آخرت خراب نہ ہو۔ مسلمان کو چاہئے کہ وہ گروہ بندی کو چھوڑ کر قرآن و حدیث کے مطابق عقیدہ رکھے بصورت دیگر گمراہی کی موت مرے گا۔

(۲) پھر حدیث بتا رہی ہے کہ جب مردہ گفتگو کرتا ہے تو اگر انسان سن لے تو خوف سے بے ہوش ہو جائے یعنی جو بدعقیدہ لوگ مرتے ہیں کافر، مشرک یا منافق جو بھی اللہ کے سوا پوجا کرنے والے ہوتے ہیں خواہ وہ ہندو ہوں یا دیگر بت پرست یا پھر اللہ کی کسی صفت کا انکار کرنے والے ہوں یا پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رسول ہونے کے منکر ہوں یا آپکے فضائل و خصائص کے منکر ہوں یا وہ نبیوں رسولوں ان کی آل، اصحاب، ازواج، اولاد کے منکر ہوں توہین و تذلیل کرنے والے ہوں تو اس قدر چیختے چلاتے ہیں کہ اگر انسان ان کی چیخ و پکار سن لیں تو بے ہوش ہو جائیں کیونکہ انہیں فرشتے اس عذاب کی خبر

Marfat.com

دیتے ہیں جو قرآن وحدیث میں موجود ہے اور انہیں بتا دیا جاتا ہے کہ تیری قبر جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ جس پر وہ بدعقیدہ آہ وزاری کرتے ہیں اگر انسان سن لے تو ہوش وحواس کھو بیٹھے۔ اسلئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ ہر اس عمل اور عقیدہ سے بچے جس کی وجہ سے قبر وحشر تباہ و برباد ہو اور ذلت ورسوائی حاصل ہو۔ عقیدہ اور عمل ایسے ہونے چاہئیں جن کی وجہ سے قبر وحشر میں پریشانی نہ ہو اور وہ عقیدہ صرف اور صرف اہل سنت وجماعت کا ہے جو اللہ کی توحید اور اس کی تمام صفتوں کو مانتے ہیں اور پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضور کے تمام فضائل وخصائص کو مانتے ہیں مثلاً علم واختیارات، نورانیت اور دیگر تمام اوصاف حمیدہ پر پختہ یقین رکھتے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آل، اصحاب، ازواج، اولاد کا ادب واحترام کرتے ہیں اور عقیدت رکھتے ہیں ان کی توہین وتذلیل کو گمراہی اور بے دینی تصور کرتے ہیں بلکہ یوں کہہ لیجئے کہ قرآن و حدیث پر مکمل یقین رکھتے ہیں اور اس کا انکار کفر اور گمراہی جانتے ہیں۔

(۳) حدیث کے الفاظ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جو صحیح العقیدہ مردہ ہوتا ہے وہ اپنی چارپائی اٹھانے والوں اور ورثاء کو کہتا ہے کہ جلدی کرو دیر نہ کرو مجھے جلد میری قبر تک پہنچاؤ کیونکہ اس کا دل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کیلئے تڑپ رہا ہوتا ہے اسلئے کہ مسلمان کے نزدیک اس سے بڑھ کر کوئی اور انعام نہیں سعادت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہو جائے۔ اسلئے وہ کہتا ہے کہ جلدی کرو اور پھر اس کی قبر جنت کے محلوں میں سے ایک محل ہوتی ہے کہ دوسری حدیث سے ثابت ہے کہ اور مردے کو کہا جاتا ہے کہ سو جا جیسے پہلی رات کی دلہن سوتی ہے۔ اور قبر میں صرف عقائد کے متعلق سوال کئے جائیں گے اعمال کے بارے میں نہیں تو جو شخص صحیح العقیدہ ہو اس کی قبر جنت کا محل بن جائے گی۔ اس لئے عقیدہ کا صحیح ہونا بہت ضروری ہے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ چھوڑ جی عقائد کی بات نہ کرو وہ یا تو جاہل ہوتے ہیں یا پھر ان کے دل میں ایمان نہیں منافقت ہوتی ہے۔ جس کو وہ چھپانا چاہتے ہیں کیونکہ ایمان صحیح العقیدہ ہونے کا نام ہے۔

(۴) اس حدیث پاک سے یہ ثابت ہوا کہ مردہ بولتا ہے مگر اس کی گفتگو کو ورثاء اور دیگر لوگ نہیں سنتے۔ اب سوچنے کی بات ہے کہ کتنے جاہل ہیں وہ لوگ جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں اور گلے پھاڑ پھاڑ کر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نہ سننا مردہ ہونے کی دلیل ہے جبکہ اس ظاہری زندگی میں ہزاروں لوگ مل جائیں گے جو بہرے ہیں وہ سن نہیں سکتے تو کیا ان کو مردہ کہا جائے گا؟ نہیں بالکل نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ ایسے لوگ بھولے بھالے مسلمانوں کو الفاظ کی ہیرا پھیری میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دیگر بزرگوں کے فضائل وخصائص کے منکر بنا کر صراط مستقیم سے دور گمراہی کے گڑھے میں پھینکنا چاہتے ہیں اور قوم کو تباہ و برباد کر کے غیر مسلم قوموں کو خوش کرنا چاہتے ہیں حالانکہ کتنی فضول بات ہے۔

Marfat.com

مردہ قبر میں جوتوں کی آواز بھی سنتا ہے

حَدَّثَنَا عَیَّاشٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰی حَدَّثَنَا سَعِیْدٌ قَالَ وَقَالَ لِیْ خَلِیْفَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ زُرَیْعٍ حَدَّثَنَا سَعِیْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَبْدُ اِذَا وُضِعَ فِیْ قَبْرِهٖ وَتُوُلِّیَ وَذَهَبَ اَصْحَابُهٗ حَتّٰی اِنَّهٗ لَیَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ اَتَاهُ مَلَكَانِ فَاَقْعَدَاهُ فَیَقُوْلَانِ لَهٗ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنَّهٗ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ فَیُقَالُ اُنْظُرْ اِلٰی مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ اَبْدَلَكَ اللّٰهُ بِهٖ مَقْعَدًا مِّنَ الْجَنَّةِ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیَرَاهُمَا جَمِیْعًا وَّاَمَّا الْكَافِرُ اَوِ الْمُنَافِقُ فَیَقُوْلُ لَا اَدْرِیْ كُنْتُ اَقُوْلُ مَا یَقُوْلُ النَّاسُ فَیُقَالُ لَا دَرَیْتَ وَلَا تَلَیْتَ ثُمَّ یُضْرَبُ بِمِطْرَقَةٍ مِّنْ حَدِیْدٍ ضَرْبَةً بَیْنَ اُذُنَیْهِ فَیَصِیْحُ صَیْحَةً یَّسْمَعُهَا مَنْ یَّلِیْهِ اِلَّا الثَّقَلَیْنِ ٭

(بخاری، کتاب الجنائز، حدیث نمبر ۱۲۵۱)

حضرت انس روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انسان جب قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے اور لوگ (دفن کرنے کے بعد) واپس آتے ہیں تو مردہ (واپس جانے والوں کے) جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اسے بٹھا کر اس سے کہتے ہیں۔ اس شخص (حضرت) محمد ﷺ کے بارے میں تیرے کیا خیالات ہیں۔ وہ (مسلمان) کہتا ہے گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے بندے اور رسول ہیں اسے کہا جاتا ہے دوزخ میں اپنی جگہ دیکھ لے۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے اس کے بدلے میں جنت عطا فرما دی ہے، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں وہ یہ دونوں ٹھکانے دیکھتا ہے اور کافر یا منافق کہتا ہے مجھے علم نہیں، میں تو وہی کہتا ہوں جو لوگ کہتے تھے، اسے کہا جائے گا تو نے نہ جانا اور نہ سمجھا پھر لوہے کے ہتھوڑے اس کے کانوں کے درمیان مارے جاتے ہیں اور وہ چیختا ہے اس کی چیخ کو انسانوں اور جنوں کے علاوہ آس پاس کی تمام چیزیں سنتی ہیں۔

تشریح: (۱) اس حدیث پاک سے ثابت ہوا مرنے کے بعد خواہ کوئی آدمی ہو وہ سنتا ہے تو پھر علماء، صلحاء اور خصوصاً نبی اکرم نور مجسم ﷺ کیوں نہیں سن سکتے۔ وہ یقیناً سنتے ہیں بلکہ جواب بھی دیتے ہیں جب کہ

Marfat.com

ایک دوسری حدیث میں ارشاد رسول ﷺ ہے کہ جب تم مسلمانوں کے قبرستان کے قریب سے گذرو تو کہا کرو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ۔ کیونکہ وہ سنتے بھی ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں تو جو لوگ یہ واویلا کرتے ہیں کہ نبی بزرگ، علماء صلحاء قبروں میں نہیں سنتے، ان لوگوں کا عقیدہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے اور قرآن وحدیث کے خلاف عقیدہ باطل ہوتا ہے، گمراہی ہے اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے غلاموں کی عرض ومعروض کو سنتے ہیں اور ان پر کرم بھی فرماتے ہیں دیگر بزرگان دین ہوں یا عام مسلمان وہ قبروں میں سنتے ہیں جیسا کہ حدیث بتا رہی ہے کہ فرشتے سوال کرتے ہیں اور مردہ سنتا بھی اور جواب بھی دیتا ہے۔ لہٰذا یہ عقیدہ رکھنا کہ مردہ سنتا نہیں یا بولتا نہیں حدیث کے صریحاً خلاف ہے۔

(۲) اس حدیث پاک سے یہ بھی واضح ہوا کہ قبور میں صرف عقائد کے متعلق سوال کئے جاتے ہیں۔ فرشتوں کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق سوال کرنا کہ تیرے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق کیا عقائد ہیں۔ اس بات کی عظیم دلیل ہے اور ظاہر کرتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل وخصائص پر ایمان لانا ضروری ہے۔ جو لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل وخصائص کی بات کرنے پر یہ کہتے ہیں کہ چھوڑو جی اختلافی مسائل نہ کرو تو انہیں چاہئے کہ قرآن وحدیث پر غور کریں اور پھر بعض لوگ جن کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق عقائد درست نہیں اس بات کا پراپیگنڈہ کرتے ہیں کہ صرف نماز روزے کی بات کرو عمل کی بات کرو ان میں کچھ لوگ تو سادگی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور کچھ اپنی بدعقیدگی کو چھپانے کیلئے کہتے ہیں جب کہ قرآن وحدیث سے واضح ہو رہا ہے کہ نیک اعمال اسی کو فائدہ دیں گے جن کے عقائد درست ہوں گے۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق عقیدہ درست نہ ہوا تو کوئی نیکی قبول نہیں کی جائے گی اور نہ ہی فائدہ دے گی۔ قرآن کے الفاظ ہیں ھباء منثورا کہ اس کے نیک اعمال بکھیر دیئے جائیں۔ کسی کام نہیں آئیں گے کیونکہ نیک اعمال کا فائدہ اسی شخص کو ملے گا جس کا عقیدہ صحیح ہوگا کیونکہ ایمان عقیدے کی درستگی کا نام ہے۔ جس سے معلوم ہوا کامیاب مسلمان وہ ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق عقیدہ درست رکھے۔ آپ کے تمام فضائل وخصائص پر ایمان لائے بصورت دیگر خسارے والوں میں ہوگا کیونکہ قرآن وحدیث میں واضح ہے کہ بدعقیدگی کی معافی نہیں ہوگی اگر اعمال میں کوتاہی ہوئی تو معافی ممکن ہے۔

(۳) پھر فی ھذا کے الفاظ بتا رہے ہیں قبر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہوگی کیونکہ فِیْ ھٰذَا الرَّجُلِ کا اشارہ اسم قریب کیلئے ہوتا ہے۔ جو ظاہر کرتا ہے جب مردے پر سوال ہوگا کہ بول اس ذات بابرکات کے متعلق تیرے کیا عقائد

Marfat.com

تھے تو اس وقت مردے کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہو رہی ہوگی چاہے ایک لاکھ آدمی ایک وقت میں دفن ہوں اور ایک ہی وقت پر ان پر سوال ہوگا ہر قبر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہوگی جس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ وحدہٗ لاشریک نے یہ فضیلت دی ہے ایک وقت میں کروڑوں جگہ آپ زیارت کروا سکتے ہیں کیونکہ پوری کائنات آپ کیلئے سمیٹ دی گئی ہے اور آپ کیلئے کوئی فاصلہ نہیں ہے بس حجاب اُٹھا دیا جاتا ہے اور آپ کی زیارت ہو جاتی ہے چاہے یہ عمل مرنے کے بعد ہو یا ظاہری زندگی میں ہو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے تو پوری کائنات اس طرح ہے جیسے ہاتھ کی ہتھیلی بلکہ اس سے بھی کم اور یہ حدیث بخاری شریف کی ہے جو آپ پڑھیں گے اور یہی مسئلہ حاضر و ناظر کا ہے۔

اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی قبر پاک میں تشریف فرما ہیں اور پوری کائنات آپ کے سامنے ہے اور آپ ﷺ حاضر و ناظر ہیں مثلاً جیسے ایک آدمی کسی چھوٹے سے کمرے میں حاضر بھی ہوتا ہے اور ناظر بھی۔ (تفصیل کیلئے ہماری کتاب مسئلہ حاضر و ناظر قرآن و حدیث کی روشنی میں) پڑھیں انشاء اللہ بفضل خدا ایمان مضبوط ہوگا اور تسلی ہوگی۔

جبکہ حاضر و ناظر ہونا کوئی مسئلہ نہیں مگر جماعت پرستی کی وجہ سے اسے مسئلہ بنا دیا گیا ہے۔ ورنہ نکیرین اگر لاکھوں قبروں میں ایک ہی وقت حاضر ہو سکتے ہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیوں نہیں ہو سکتے اور پھر نکیرین کے متعلق یہ عقیدہ کفر و شرک نہیں تو آپ ﷺ کے متعلق بھی یہ عقیدہ کفر و شرک نہیں ہو سکتا۔

Marfat.com

حضور ﷺ کو زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا ہونا

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلٰوتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ فَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ وَإِنِّي وَاللّٰهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ وَإِنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ وَإِنِّي وَاللّٰهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي وَلٰكِنْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا: (بخاری، کتاب الجنائز، حدیث نمبر ۱۲۵۷)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ ایک دن احد والوں کیلئے نکلے تو (شہداء) پر نماز پڑھی جس طرح مردوں پر پڑھی جاتی ہے (یعنی نماز جنازہ) پھر ممبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا میں تمہارا پیش رو ہوں میں تم پر گواہ ہوں میں اپنے حوض کو اس وقت دیکھ رہا ہوں مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کردی گئیں ہیں یا یہ فرمایا کہ مجھے زمین کی کنجیاں عطا کردی گئیں۔ (اور پھر آپ ﷺ نے فرمایا) اللہ کی قسم مجھے یہ خوف نہیں کہ تم شرک کرو گے لیکن مجھے ڈر ہے کہ تم فسق میں مبتلا ہو جاؤ گے۔

تشریح: (۱) اس حدیث پاک سے بعض لوگ غائبانہ نماز جنازہ جائز ہونے کی دلیل پکڑتے ہیں اور اس کے ساتھ اور احادیث بھی ملاتے ہیں کہ ایک مرد یا عورت مسجد میں جو جھاڑو دیا کرتی تھی اور پھر نجاشی کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز جنازہ پڑھائی یا دیگر احادیث پیش کر کے غائبانہ جنازہ کو درست قرار دیتے ہیں جبکہ ان احادیث سے غائبانہ جنازہ کو صحیح قرار دینا جائز نہیں بلکہ ایسے لوگ منکر حدیث ہیں کیونکہ در پردہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل وخصائص کا انکار کرتے ہیں جو سراسر گمراہی ہے غائبانہ نماز جنازہ کا اطلاق اس پر ہوگا جو مردہ امام سے غائب ہوگا مقتدی کیلئے میت کو دیکھنا ضروری نہیں۔ مگر امام کا میت کو دیکھنا ضروری ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کوئی مردہ غائب ہی نہیں ہے بلکہ کوئی چیز غائب نہیں ہے۔ اس پر حدیث موجود ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کوئی مردہ غائب نہیں ہے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت امام بخاری علیہ الرحمۃ نے کتاب الوضوء بخاری شریف میں درج فرمائی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں پر سے گذرے اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور یہ عذاب ان کو

Marfat.com

اس لئے ہورہا ہے کہ ایک تو پیشاب کی چھینٹوں سے پرہیز نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا تو آپ ﷺ نے ہری شاخ منگوائی اس کے دو ٹکڑے کر کے ایک ایک ٹکڑا دونوں کی قبروں پر رکھ دیا اور صحابہ کرام کے پوچھنے پر فرمایا کہ جب تک ٹکڑے سرسبز رہیں گے ان کے عذاب میں کمی ہوتی رہے گی۔ تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے تو کوئی مردہ غائب ہی نہیں تو جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کوئی مردہ غائب ہی نہیں تو پھر وہ غائبانہ نماز جنازہ نہ ہوئی۔ غائبانہ جنازہ اسے کہا جائے گا جو مردہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے غائب ہوگا اور یہی وجہ تھی کہ صحابہ کرام نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد کبھی بھی غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ کیونکہ صحابہ کا عقیدہ تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کوئی چیز یا مردہ غائب نہیں ہے یا پھر ان کو یہ ثابت کرنا ہوگا کہ ہم سے بھی کوئی مردہ غائب نہیں۔ مگر یہ لوگ کبھی بھی ثابت نہیں کرسکیں گے۔ لہٰذا یہ معلوم ہوا کہ قرآن وحدیث سے غائبانہ نماز جنازہ کا قطعاً کوئی جواز نہیں ہے نہ ہی جائز ہے یہ صرف اور صرف شہید کی غائبانہ نماز جنازہ کے نام پر لوگوں کو اکٹھا کر کے کمپنی کی مشہوری اور چندہ بٹورنے کا ایک طریقہ اور ذریعہ بنایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے صرف اور صرف رواج ہے جسے ان لوگوں نے اپنا رکھا ہے۔

(۲) پھر آگے فرمایا کہ میں تمہارا پیش رو ہوں اور تم پر گواہ بھی ہوں۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے آقا و مولا ﷺ ہونے کے ساتھ سب لوگوں پر گواہ بھی ہیں اور گواہ صحیح وہ ہوتا ہے جو حاضر بھی ہو اور ناظر بھی یعنی وہ موجود بھی ہو اور دیکھ بھی رہا ہو۔ دیکھ نہیں سکتا تو پھر بھی گواہی درست نہیں ہوسکتی مثلاً ایک شخص کو قتل کے مقدمہ میں گواہ بنایا جائے اور وہ عدالت میں گواہی دے کہ میں دیکھ رہا تھا کہ فلاں کو قتل کیا تھا اور میں اس وقت بیس گز کے فاصلہ پر موجود تھا اور دس گز کے فاصلہ پر اس کے بیٹے کو کھڑا کر دیا جائے اور جج کہے کہ پہچانو کون آدمی ہے؟ اور گواہ اپنے ہی بیٹے کو نہ پہچان سکے تو گواہی مسترد کر دی جائے گی اور جھوٹی تصور کی جائے گی۔ گواہی صحیح اسی کی مانی جائے گی جو قاتل کو پہچانتا ہوگا اور اسکے ہر فعل کو دیکھ رہا ہوگا۔ تو اس سے معلوم ہوا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سب کے افعال و کردار سے واقف ہیں خواہ وہ کافر ہو یا مسلمان اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سب پر گواہ ہیں جیسا کہ حدیث پاک سے ثابت ہو رہا ہے اور قرآن میں بھی اللہ وحدہٗ لاشریک نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا کہ اے میرے محبوب کریم ﷺ تمہیں شاہد یعنی گواہ بنا کر بھیجا ہے۔ اسی لئے اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر و ناظر ہیں اور یہ عقیدہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ جو لوگ اس عقیدہ کو کافرانہ یا مشرکانہ جانتے ہیں (معاذ اللہ) وہ قرآن وحدیث کے منکر ہیں اور فرقوں کے بت پوجتے ہیں جو کھلی گمراہی میں ہیں اور قرآن وحدیث کا انکار کرتے ہیں۔ لہٰذا مسلمان کو چاہیئے کہ عقیدہ وہ رکھے جو قرآن وحدیث سے ثابت ہو

Marfat.com

کیونکہ نجات عقیدہ صحیح ہونے پر ہوگی، بدعقیدگی اپنانا اپنی قبر وحشر کو خراب کرنا ایسی ضد نہیں کرنی چاہئے جس سے آدمی جہنم کا ایندھن بن جائے۔

(۳) پھر امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں اپنے حوض (یعنی حوض کوثر) کو اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں۔ اس بات کی دلیل ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کوئی چیز بھی چھپی ہوئی نہیں ہے اور یہ فرمانے کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ کوئی بدعقیدہ یہ نہ کہہ سکے کہ حضور کیسے ہر جگہ حاضر وناظر ہو سکتے ہیں ہم تو اتنی دور رہتے ہیں اور اتنے طویل فاصلے پر دیکھنا محال ہے۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرما کر میں اب بھی اپنے حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں تمام اعتراضات کو مسترد کر دیا کہ میرے لئے یہ محال یا ناممکن نہیں اللہ نے مجھے یہ کمال عطا فرمایا ہے کہ میرے سامنے نہ تو فاصلہ کی کوئی حیثیت ہے اور نہ ہی میرے لئے کوئی پردہ ہے۔ ساری کائنات میرے سامنے ہے اور میں اسے دیکھ رہا ہوں کیونکہ حوض کوثر جنت میں ہے اور جنت سدرۃ المنتہیٰ سے آگے ہے اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے حوض کو دیکھ رہے ہیں تو دوسری کائنات کی تو کوئی حیثیت ہی نہیں وہ تو حوض کے مقابلے میں بہت قریب ہے اور جہاں تک آدمی صحیح ناظر ہوتا ہے وہاں تک اس کی موجودگی کو تسلیم کیا جائے گا جیسے کہ شاہد اور گواہ کے الفاظ سے ظاہر ہو رہا ہے اور اس کا انکار صریحاً گمراہی ہے کیونکہ قرآن وحدیث سے تو یہ ثابت ہوا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر وناظر ماننا اہل اسلام کا عقیدہ ہے کیونکہ مسلمان قرآن وحدیث کے خلاف عقیدہ نہیں رکھ سکتا۔ مسلمان صحیح معنوں میں وہی ہے جو قرآن وحدیث کے مطابق عقیدہ رکھے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل وخصائص پر ایمان رکھے۔

(۴) پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کر دی گئیں ہیں یعنی خزائن الارض میری ملکیت میں ہیں مجھے عطا کر دیئے گئے ہیں میں جیسے چاہوں ان میں تصرف فرما سکتا ہوں۔ کیونکہ جو چیز کسی کو دی جاتی ہے اس کی دو صورتیں ہوتی ہیں یا وہ بطور امانت دی جاتی ہے یا بطور ہبہ دی جاتی ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ بطور امانت دیئے گئے ہیں یہ صریحاً گمراہی ہوگی۔ لہٰذا ماننا ہوگا کہ آپ کی ملکیت ہیں آپ ﷺ ان خزانوں کے مالک ومختار ہیں بلکہ دوسری حدیث میں ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِیْ۔ بے شک میں تقسیم کرتا ہوں اور (جو مجھے) اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کے خزانوں کو تقسیم کرتے ہیں اور مانگا اس سے جاتا ہے جو تقسیم کرنے والا ہو۔ لہٰذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مانگنا کفر وشرک نہیں حدیث پر عمل ہے۔ یہی اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ اللہ کے دیئے ہوئے کو حضور ﷺ تقسیم فرماتے ہیں اور ہر وہ چیز حضور عطا فرما سکتے ہیں جو اللہ کے

Marfat.com

خزانوں میں ہے اور اللہ کے خزانوں میں ہر چیز ہے۔ لہٰذا ہر چیز مانگنا جائز اور درست ہے مگر یہ عقیدہ ہونا چاہئے کہ سب کچھ اللہ کی عطا سے ہے ذاتی نہیں۔ یہ عقیدہ قرآن وحدیث کے مطابق ہے۔ اس کی مخالفت قرآن وحدیث کی مخالفت ہے۔ جو قرآن وحدیث کی مخالفت کرے گا وہ مسلمان نہیں ہوگا۔ لہٰذا جو لوگ اس عقیدہ کو کفر وشرک قرار دیتے ہیں وہ اپنی جان پر ظلم کرنے والے ہیں۔ انکو چاہئے کہ فوراً توبہ کریں اور گروہ بندی کے چنگل سے نکلیں اور اللہ ورسول ﷺ کے فرمان کے مطابق عقیدہ اپنائیں تا کہ قبر وحشر میں پریشانی نہ ہو۔

(۵) پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ کی قسم مجھے اس بات کا خوف نہیں کہ تم میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے۔ خوف اس بات کا ہے کہ تم فسق میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت شرک سے پاک ہوگی۔ کس قدر حد سے تجاوز کرنے والے ہیں وہ لوگ جو مسلمانوں کو مشرک اور کافر کہتے ہیں بلکہ یوں کہہ لیجئے کہ انہوں نے کفر وشرک کی مشینیں چلا رکھی ہیں جو بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل وخصائص پر ایمان رکھنے والے ہیں۔ ان پر کفر وشرک کے فتوے داغ رہے ہیں۔

مگر اصل وجہ یہ ہے کہ ان کے دلوں میں منافقت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل وخصائص کے منکر ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین والا عقیدہ نہیں رکھتے جب انہیں کہا جائے کہ منافقین والا عقیدہ نہ رکھو۔ حضور ﷺ کے فضائل وخصائص کا انکار نہ کرو آپ کے علم واختیار، نورانیت اور دیگر فضائل کو مانو جیسے صحابہ کرام مانتے تھے اور قرآن وحدیث پر عمل کرو تو اس کے جواب میں وہ اہل اسلام کو کفر وشرک کے فتوؤں سے نوازتے ہیں جبکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے غلاموں کے شرک سے پاک ہونے کا سرٹیفکیٹ دیا ہے۔ اب اگر کوئی غلامان مصطفےٰ ﷺ کو کافر یا مشرک کہے گا تو حدیث رسول ﷺ ہے کہ وہ خود مشرک ہو جائے گا کیونکہ شرک لوٹ کر آتا ہے۔

(۶) حدیث کے آخر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ڈر ہے اس بات کا کہ تم فسق میں مبتلا ہو جاؤ گے اور آج دیکھ لیں کہ مسلمانوں کی حالت ہے دین سے دوری، مذہب برائے نام، دنیا کا غلبہ، روشن خیالی کے نام پر آوارگی، والدین کی نافرمانی، حقوق اللہ اور حقوق العباد سے لاپرواہی، حصول دولت کے معاملہ میں جائز اور ناجائز کی قطعاً کوئی پرواہ نہ کرنا، عزیز واقارب، پڑوسیوں کے حقوق غصب کرنا۔ اپنے فرائض سے غفلت، ناانصافی، بے حیائی، گانا بجانا دیگر قباحتیں جو ہم میں پیدا ہوگئیں ہیں یہ سب فسق میں مبتلا ہونا ہے اور ہمارے نبی غیب دان ﷺ نے آج سے ساڑھے چودہ سو سال پہلے بتا دیا کہ مجھے ڈر ہے تم فسق میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ لہٰذا ان تمام کوتاہیوں کو دور کریں اور توبہ کریں اور اپنے اللہ سے بوسیلہ سرکار ﷺ دعا کریں کہ گناہ معاف فرمادے اور آئندہ نیکی کرنے کا عہد کریں۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوْشَبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَرَّمَ اللّٰهُ مَكَّةَ فَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَلَا لِأَحَدٍ بَعْدِي أُحِلَّتْ لِي سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ لَا يُخْتَلَى خَلَاهَا وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا تُلْتَقَطُ لُقَطَتُهَا إِلَّا لِمُعَرِّفٍ فَقَالَ الْعَبَّاسُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلَّا الْإِذْخِرَ لِصَاغَتِنَا وَقُبُورِنَا فَقَالَ إِلَّا الْإِذْخِرَ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقُبُورِنَا وَبُيُوتِنَا. وَقَالَ أَبَانُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لِقَيْنِهِمْ وَبُيُوتِهِمْ

(بخاری، کتاب الجنائز، حدیث نمبر ۱۲۶۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مکہ حرام قرار دیا ہے نہ مجھ سے پہلے اور نہ میرے بعد کسی کیلئے حلال ہوگا میرے لئے (ہی) دن کے تھوڑے سے حصے میں حلال کیا گیا نہ اس کی گھاس کاٹی جائے گی نہ اس کے درخت اور نہ شکار کھیلا جائے گا اور نہ یہاں سے گری پڑی چیز اٹھائی جائے گی مگر اعلان کرنے کیلئے اٹھانا جائز ہے، عباس رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے (حضور) اذخر (گھاس) کو ہمارے سناروں اور قبروں (کیلئے) جائز قرار دے دیجئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذخر کے سوا، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے فرمایا ہماری قبروں اور گھروں کیلئے، ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں لوہاروں اور گھروں کیلئے جائز قرار دینے کو عرض کیا گیا۔

تشریح: اس حدیث پاک سے ثابت ہو رہا ہے کہ اللہ وحدہٗ لاشریک نے حضور امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مختار کل بنا کر بھیجا ہے۔ حضور چاہیں تو کوئی چیز جو اللہ نے حرام کی ہو کسی کیلئے حلال فرمادیں اگر چاہیں تو جو چیز اللہ نے حرام نہ کی ہو وہ کسی کیلئے حرام قرار دے دیں جیسا کہ حدیث پاک سے ظاہر ہو رہا ہے کہ اللہ جل جلالہٗ نے مکہ مکرمہ کو حرام قرار دیا نہ تو مجھ سے پہلے اور نہ ہی مجھ سے بعد کسی کے لئے جائز ہے کہ اس کی گھاس کاٹی جائے اس کی حدود میں شکار کھیلا جائے اور نہ ہی اس میں سے درخت کاٹا جائے اور نہ گری چیز کو اٹھایا جائے مگر جس نے اس چیز کو اٹھا کر منادی

Marfat.com

کرنی ہو کہ میرے پاس فلاں چیز ہے جو کسی کی گری ہوئی ملی ہے جس کی ہو وہ لے جا سکتا ہے یعنی وہ چیز اس کے مالک تک پہنچانے کی نیت سے اٹھانا جائز ہے تو حضرت عباس عرض گذار ہوئے یا رسول اللہ ﷺ اذخر گھاس ہماری ضرورت کی چیز ہے یہ گھروں میں استعمال ہوتی ہے اور سنارے بھی استعمال کرتے ہیں پھر ابن عباس کے مطابق لوہاروں کو بھی ضرورت ہے اور حضرت ابو ہریرہ کے مطابق قبروں میں اس کی ضرورت ہوتی ہے۔ لہٰذا اس کو ہمارے لئے حلال فرمادیں تا کہ ہم استعمال کرسکیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اذخر گھاس کو مستثنیٰ قرار دے دیا، لوگوں کو اس کا استعمال کرنا جائز قرار دیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اذخر گھاس کے استعمال کی اجازت دینا اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مختار کل بنایا ہے۔ اگر کوئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مختار کل ہونے کا انکار کرے گا تو پھر وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مجرم قرار دیتا ہے اور معاذ اللہ ثم معاذ اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اس کے فتوے کی زد سے محفوظ نہ رہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حرام کا مرتکب جانتا ہے اور فعل حرام کی ساری ذمہ داری حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ڈال رہا ہے تو ایسا آدمی خود مسلمان نہیں رہے گا۔ لہٰذا معلوم ہوا ایمان والا وہی شخص ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مختار کل مانتا ہے اور صحابہ کرام کا اذخر گھاس کو استعمال کرنا جائز مانتا ہو تو حدیث کی روشنی میں واضح ہوا کہ اللہ کریم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اختیارات دیئے ہیں کہ چاہیں تو کوئی چیز جو حلال ہو کسی کیلئے حرام فرمادیں یا حرام ہو تو کسی کیلئے حلال فرمادیں جیسے سونا حضرت سراقہ کیلئے پہننا حلال فرمادیا۔ تفصیل کیلئے ہماری کتاب ....(اختیارات مصطفیٰ قرآن وحدیث کی روشنی میں) پڑھیں، انشاء اللہ بفضل خدا تسلی ہوگی اور ایمان مضبوط ہوگا۔

Marfat.com

صالحین کی میت سلامت رہتی ہے

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا حَضَرَ أُحُدٌ دَعَانِي أَبِي مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ مَا أُرَانِي إِلَّا مَقْتُولًا فِي أَوَّلِ مَنْ يُقْتَلُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنِّي لَا أَتْرُكُ بَعْدِي أَعَزَّ عَلَيَّ مِنْكَ غَيْرَ نَفْسِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ عَلَيَّ دَيْنًا فَاقْضِ وَاسْتَوْصِ بِأَخَوَاتِكَ خَيْرًا فَأَصْبَحْنَا فَكَانَ أَوَّلَ قَتِيلٍ وَدُفِنَ مَعَهُ آخَرُ فِي قَبْرٍ ثُمَّ لَمْ تَطِبْ نَفْسِي أَنْ أَتْرُكَهُ مَعَ الْآخَرِ فَاسْتَخْرَجْتُهُ بَعْدَ سِتَّةِ أَشْهُرٍ فَإِذَا هُوَ كَيَوْمِ وَضَعْتُهُ هُنَيَّةً غَيْرَ أُذُنِهِ ٭

(بخاری، کتاب الجنائز، حدیث نمبر ۱۲۶۳)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں جب (جنگ) احد کا وقت قریب آیا تو رات کو میرے والد گرامی نے مجھے بلایا اور کہنے لگے میں خود کو اصحاب رسول (ﷺ) میں سب سے پہلے شہید ہونے والا دیکھتا ہوں اور میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کے سواء سب سے زیادہ عزیز سمجھتا ہوں۔ (تمہیں وصیت کرتا ہوں) مجھ پر قرض ہے اسے ادا کرنا اپنی بہنوں سے بہتر سلوک کرنا صبح کو دیکھا ہم نے کہ وہ سب سے پہلے شہید ہوئے اور اُن کی قبر میں ان کے ساتھ دوسرا آدمی دفن کیا گیا اور مجھ کو پسند نہ آیا کہ میں انہیں دوسرے آدمی کے ساتھ رکھوں۔ چھ ماہ بعد میں نے انہیں نکالا تو وہ اسی طرح تھے جس طرح میں نے انہیں دفن کیا تھا سواء کان کے (یعنی داغ سا تھا)۔

تشریح: (۱) اس حدیث پاک سے ظاہر ہوا کہ بعض اللہ کے مقبول بندوں کو اللہ کریم علم عطا فرماتا ہے کہ جانتے ہوتے ہیں میرا انتقال کا وقت قریب آ گیا ہے جیسا کہ صحابی کے فرمان سے ظاہر ہو رہا ہے پھر باقاعدہ وصیت فرمانا کہ اتنا قرض ہے وہ بھی ادا کرنا اور اپنی بہنوں سے حسن سلوک کرنا بھی اس بات کی بہت بڑی دلیل ہے۔

(۲) پھر صحابی کا یہ فرمانا کہ میں تمہیں سب سے زیادہ عزیز سمجھتا ہوں مگر سواء رسول اللہ ﷺ کے۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ والا عقیدہ اس شخص کا ہے جو اپنے بچوں کو اس بات کا درس دے کہ حضور ﷺ ساری کائنات سے زیادہ محبوب ہیں اور اسی کا نام ایمان ہے جو لوگ حضور ﷺ کو عام آدمی کی طرح جانتے ہیں اور وہ غلطی پہ ہیں کیونکہ عام آدمی کیلئے وہ کچھ نہیں کیا جا سکتا جو رسول اللہ ﷺ کیلئے کیا جا سکتا ہے اور حدیث پاک بھی ہے کہ جب تک اولاد والدین اور کائنات سے بڑھ کر حضور

Marfat.com

علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت نہیں کرو گے ایمان والے نہیں بن سکو گے۔ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ اپنے بچوں کو سمجھائے اور باقاعدہ ان کا ذہن تیار کرے کہ اگر ناموس رسالت کا مسئلہ ہو یا دیگر معاملات تو سب کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قربان کر دینا ایمان ہے اور یہی خوش بختی ہے۔ اگر آج بھی ہم اپنے گھروں میں یہ ماحول بنالیں اور اپنی اولاد کو ایک سچا دیندار اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غلام بنا دیں تو ہمارے گھر جنت بن جائیں اور ہزاروں قباحتوں سے محفوظ ہو جائیں مگر افسوس کہ ہم دین سے دور ہو رہے ہیں اور بچوں کو مضبوط دیندار بنانے کیلئے ضروری ہے کہ ان کے دلوں میں عشق مصطفیٰ ﷺ پیدا کر دیا جائے۔ اس کا واحد طریقہ یہ ہے کہ اولاد کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل و خصائص سنائے جائیں، علماء حق کی صحبت میں بٹھایا جائے اور انہیں ان کتابوں کا مطالعہ کرایا جائے جن کے پڑھنے سے ایمان مضبوط ہو اور دل میں عشق رسول ﷺ پیدا ہو۔

(۳) پھر جب صحابی شہید ہوئے تو دو صحابہ کو اکٹھا دفن کر دیا گیا جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو گوارہ نہ تھا وہ چاہتے تھے کہ میرے والد علیحدہ اور اکیلے دفن ہوں۔ چنانچہ انہوں نے چھ ماہ بعد قبر کو کھولا اور باہر نکالا تو وہ اسی حالت میں تھے جیسا کہ ان کو دفن کیا گیا تھا، بالکل صحیح سلامت تھے۔ مٹی نے ان کے جسم اطہر کو نقصان نہیں پہنچایا صرف کان پر کوئی داغ سا نظر آیا، ہو سکتا ہے کہ زندگی میں کبھی زخم ہوا ہو جس کے درست ہونے پر نشان ہو یا کسی اور وجہ سے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سب قبروں والے مر کر مٹی میں مل جاتے ہیں، کا عقیدہ رکھنے والے قرآن و حدیث کے مخالف ہیں اور پھر اگر کوئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ عقیدہ رکھے گا تو وہ ایمان والا نہیں۔ ایمان والا وہ شخص ہے جو یہ عقیدہ رکھے کہ ہمارے آقا سرور کون و مکاں ﷺ آج بھی اپنی قبر انور میں صحیح سلامت تشریف فرما ہیں اور ان کے ساتھ شیخین بھی جناب صدیق اکبر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما آپ کی خدمت میں حاضر ہیں اور ہر غلام پر کرم فرماتے ہیں چاہے وہ دربار دُربار پر حاضر ہو کر عرض کرے یا کہیں بھی ہو آپ ﷺ کی بارگاہ میں عرض و معروض کرے۔ آپ ﷺ اپنے غلاموں کی فریاد سنتے ہیں اور ان پر کرم بھی فرماتے ہیں۔ یہی عقیدہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دیگر اہل اسلام کا ہے اور قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ اس کے سواء گمراہی ہے قرآن و حدیث کی مخالفت ہے۔

فوت شدگان کی طرف سے صدقہ جائز ہے

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُمِّي افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَأَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ فَهَلْ لَهَا أَجْرٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ

(بخاری، کتاب الجنائز، حدیث نمبر ۱۲۹۸)

سیدہ عائشہ (صدیقہ ام المؤمنین) رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ کسی نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ میری والدہ اچانک فوت ہوگئی ہے۔ مجھے یقین ہے اگر وہ کلام کرتی تو صدقہ (کا حکم) کرتی اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اسے اَجر ملے گا۔ (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے) فرمایا ہاں۔

تشریح: اس سے معلوم ہوا کہ کسی کے نام پر دینا جائز اور درست ہے اور جس کے نام پر دیا جائے اسے نفع حاصل ہوتا ہے۔ جو لوگ اس کو حرام جانتے ہیں وہ قرآن وحدیث کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں۔ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ عقیدہ وہ رکھے جو حدیث سے ثابت ہو اگر کسی کے نام کا دینا ناجائز یا غیر شرعی عمل ہوتا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سوال کرنے والے کو منع کر دیتے کہ ایسا نہ کرنا مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اپنی والدہ کے نام صدقہ کرو اور اسے اس عمل سے نفع ملے گا۔ جس سے معلوم ہوا کہ والدین کے نام مسجد بنانا، طلباء جو علم دین حاصل کرتے ہیں ان کو کھانا کھلانا ان کو کتب لیکر دینا، دین پر خرچ کرنا، یتیموں، غریبوں اور بیواؤں کو اپنے مرنے والوں کے نام پر دینا یا ان کے نام کی قربانی دینا سب جائز اور نفع بخش ہے اور اس عمل کو حرام جاننا سراسر گمراہی اور جہالت ہے جیسے آج کل کچھ گروہ واویلا کر کے لوگوں کو نیکی سے دور کر رہے ہیں۔

Marfat.com

سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اپنی قبر میں صحیح سلامت ہیں

حَدَّثَنَا فَرْوَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ لَمَّا سَقَطَ عَلَيْهِمُ الْحَائِطُ فِي زَمَانِ وَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ أَخَذُوا فِي بِنَائِهِ فَبَدَتْ لَهُمْ قَدَمٌ فَفَزِعُوا وَظَنُّوا أَنَّهَا قَدَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا وَجَدُوا أَحَدًا يَعْلَمُ ذَلِكَ حَتَّى قَالَ لَهُمْ عُرْوَةُ لَا وَاللَّهِ مَا هِيَ قَدَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هِيَ إِلَّا قَدَمُ عُمَرَ وَعَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا أَوْصَتْ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ لَا تَدْفِنِّي مَعَهُمْ وَادْفِنِّي مَعَ صَوَاحِبِي بِالْبَقِيعِ لَا أُزَكَّى بِهِ أَبَدًا

(بخاری، جلد اول، کتاب الجنائز، حدیث نمبر ۱۳۰۲)

ہشام ابن عروہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں جب ولید بن عبدالمالک کے زمانہ میں (ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ کے حجرہ کی) دیوار گری تو لوگ اسے بنانے لگے۔ تو ایک پاؤں نظر آیا لوگ ڈر گئے، سمجھے کہ رسول اللہ ﷺ کا قدم مبارک ہے۔ کوئی شخص نہ ملا اس کو پہچان سکتا ہو۔ حتیٰ کہ ان لوگوں سے عروہ نے کہا کہ خدا کی قسم (یہ قدم مبارک) رسول اللہ ﷺ کا نہیں ہے بلکہ (یہ قدم) حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کا ہے، ہشام اپنے والد گرامی کے حوالے سے (ام المومنین) سیدہ عائشہ صدیقہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے عبداللہ بن زبیر کو وصیت فرمائی مجھے ان کے ساتھ دفن نہ کرنا بلکہ مجھے سوکنوں کے ساتھ بقیع میں دفن کرنا میں آپ کے ساتھ دفن ہونے سے پاک نہیں ہو جاؤں گی۔

تشریح: اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے مزار پُر انوار میں صحیح سلامت ہیں پاؤں مبارک کا ظاہر ہونا اور پھر اس کا صحیح سلامت ہونا اس بات کی عظیم دلیل ہے کہ اگر اتنے طویل عرصہ کے بعد مٹی حضرت فاروق اعظم کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی تو پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام کا کون اندازہ کر سکتا ہے جب کہ فرمان رسول اللہ ﷺ موجود ہے کہ انبیاء کرام کے جسموں کو مٹی پر حرام کر دیا گیا ہے۔ پھر مٹی کی کیا مجال کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم اطہر کو نقصان پہنچائے مگر کتنے بد بخت اور نامراد ہیں وہ لوگ جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ نبی بھی مر کر مٹی میں مل چکے ہیں۔ العیاذ باللہ تعالیٰ...... حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ایسے غلط عقائد رکھنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے خواہ وہ خود کو مسلمان یا عالم کہلوائے مگر حقیقت میں وہ مردود ہے۔ اہل ایمان وہ ہے جو

Marfat.com

یہ عقیدہ رکھے کہ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور وہ زیارت کو آنے والوں کو فیوض و برکات عطا فرماتے ہیں۔

ملحدانہ اعتراض اور اس کا جواب : بعض گمراہ لوگ حضرت ام المؤمنین پر اس حدیث سے اعتراض کرتے ہیں کہ ام المؤمنین کا حضرت عبداللہ بن زبیر کو وصیت فرمانا کہ مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ دفن نہ کرنا مجھے جنت البقیع میں دیگر ازواج رسول ﷺ کے ساتھ دفن کرنا کیونکہ یہاں دفن ہونے سے میں پاک نہیں ہو جاؤں گی۔ اس بات کی دلیل ہے کہ (معاذ اللہ) ان کے ایمان کا مسئلہ گڑ بڑ تھا (استغفر اللہ) تو ایسے لوگ کافر ہیں جو ام المؤمنین کے ایمان کے منکر ہیں ایسے لوگوں سے ملنا برتنا رشتہ ناطہ جوڑنا منع ہے جائز نہیں اور پھر مذہبی بے غیرتی ہے ایسے ملحد لوگوں سے نفرت مضبوط ایمان کی دلیل ہے۔

جواب : (۱) اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے وصیت فرمانے کا مطلب تھا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ نجات ایمان پر ہوگی۔ جس میں ایمان نہ ہو اس کی نجات نہیں ہو سکتی۔ جس کا عقیدہ درست نہ ہو چاہے وہ حضور کا یا کسی نبی کا رشتہ داری کے لحاظ سے کتنا ہی قریبی ہو اسے فائدہ نہیں ہو سکتا جب تک اس میں ایمان نہیں ہوگا نبیوں، ولیوں، صدیقوں، شہیدوں یا دیگر بزرگوں کے قریبی رشتہ دار یا اولاد ہونے سے نجات نہیں ہوگی نجات کیلئے ایمان کا ہونا عقیدہ کا درست ہونا ضروری ہے۔ اگر کفر و شرک اور بدعقیدگی کی غلاظت کے ساتھ موت آئی ہو تو کسی پاک جگہ دفن ہونے یا پاک آدمی کے قریب دفن ہونے سے پاک نہیں ہو جاتا۔ اس میں بدعقیدگی کفر و شرک قائم رہتا ہے اور اس پر سینکڑوں مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں مثلاً نوح علیہ السلام کا بیٹا کیا بیٹے ہونے کی وجہ سے پاک ہو جائے گا؟ نہیں بالکل نہیں کیونکہ وہ کفر و شرک اور بدعقیدگی کی غلاظت میں مرا ہے۔ کیا اسے بیٹا ہونے کا فائدہ ملے گا؟ نہیں تو اس طرح اور بھی مثالیں ہیں پھر جیسے سید ہو اور بدعقیدہ ہو جائے کفر و شرک میں مبتلا ہو جائے تو کیا اسے خون رسول ﷺ ہونے کا فائدہ ہوگا یا کسی ولی کا بیٹا ہو اور بدعقیدہ ہو جائے تو کیا اسے ایک ولی اللہ کا بیٹا ہونے سے کچھ نفع ملے گا؟ بالکل نہیں۔

جواب (۲) : پھر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا فرمانا کہ میں حضور کے قریب دفن ہونے سے پاک نہیں ہو جاؤں گی کا مطلب یہ ہے کہ میں اس وجہ سے پاک نہیں ہو جاؤں گی مجھے تو اللہ تعالیٰ نے پہلے سے پاک کیا ہے اور اللہ نے واضح اعلان کیا ہے۔ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۔ گندیاں گندوں کیلئے اور گندے گندیوں کیلئے اور پاک عورتیں پاک مردوں کیلئے اور پاک مرد پاک عورتوں کیلئے۔ تو قرآن پاک

Marfat.com

کے ان لفاظ نے تو مسئلہ بالکل واضح کر دیا ہے کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے فرمانے کا مطلب تھا کہ میں دفن ہونے سے پاک نہیں ہو جاؤں گی بلکہ اللہ نے مجھے پہلے ہی پاک بنا کر بھیجا ہے۔ مجھے حضور ﷺ کی زوجیت کیلئے پیدا کیا گیا ہے پس میری پاکیزگی کی بہت بڑی دلیل ہے۔ لہٰذا دفن ہونے پر میری پاکیزگی موقوف نہیں۔ اس سے معلوم ہوا ام المومنین رضی اللہ عنہا پر ایسا اعتراض کرنے والا ان کی پاکیزگی میں یعنی ایمان میں شک کرنا کفر کی علامت ہے کیونکہ ملعون صرف ام المؤمنین رضی اللہ عنہا پر ہی نہیں بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاکیزگی پر بھی شک کر رہا ہے تو جوان پر شک کرتا ہے۔ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ پھر دوسری حدیث میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا عائشہ میری دنیا و آخرت کی بیوی ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ ایسے گمراہ فرقوں سے خود کو بچائے بصورت دیگر کفر کی موت مرے گا۔ اہل اسلام وہ ہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام ازواج، آل، اصحاب، اولاد کا احترام کرتے ہیں اور یہی ایمان ہے۔ قرآن وحدیث کی مخالفت کرنے والا اہل ایمان نہیں ہو سکتا۔

جواب (۳) : عمر بن میمون اودی روایت کرتے ہیں میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے دیکھا (اپنے بیٹے کو فرمایا) اے عبداللہ تم ام المؤمنین (حضرت) عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرو عمر بن خطاب سلام کہتے ہیں (پھر میرے لئے) اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن کئے جانے کی اجازت مانگو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ جگہ میں نے اپنے لئے رکھی ہوئی تھی لیکن آج میں عمر کو اپنے اوپر ترجیح دیتی ہوں۔ جب وہ (یعنی عبداللہ) واپس آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا خبر لائے ہو؟ تو بولے امیر المؤمنین انہوں نے آپ کو اجازت دے دی ہے (تو حضرت عمر نے) فرمایا آج میرے نزدیک اس آرام گاہ سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے جب میں انتقال کر جاؤں مجھے لیکر جانا (اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں) سلام کہنا اور پھر عرض کرنا کہ عمر بن خطاب (ساتھ دفن ہونے کی) اجازت چاہتے ہیں اگر آپ اجازت دے دیں تو دفن کر دینا ورنہ مجھے مسلمانوں کے قبرستان (یعنی بقیع) میں دفن کر دینا (الی آخر) اس حدیث نے مسئلہ واضح کر دیا کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے وصال کے قریب سیدہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں پیغام بھیجا کہ اگر آپ مہربانی فرمائیں کہ اپنے حجرہ مبارک میں دفن ہونے کیلئے جو جگہ اپنے لئے رکھی ہے اگر مجھے عطا فرمائیں تو بہت بڑی نوازش ہوگی۔ جس پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو دفن ہونے کی اجازت دے دی۔ جس سے ایک گمراہ فرقے کے گمراہ کن پراپیگنڈا کا رد ہوتا ہے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ چونکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حکومت تھی۔ لہٰذا آپ نے جبراً ایسا کیا اور معاذ اللہ غصباً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ دفن ہوئے۔ بالکل غلط ہے اور یہ الزام لگانا

Marfat.com

بہت بڑا کذب اور منافقت ہے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی دشمنی کی علامت ہے۔ جو صریحاً گمراہی اور سیدہ ام المؤمنین کا فرمانا اس لئے کہ آپ مومنانہ فراست سے دیکھ رہیں تھیں کہ کچھ گمراہ لوگ یہ پراپیگنڈ ہ کریں گے کہ عمر رضی اللہ عنہ غاصب تھے کہ طاقت کے بل بوتے پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ دفن ہوئے یا پھر میرے متعلق غلط پراپیگنڈا کریں گے کہ ام المؤمنین کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یا حضور کو اتنا پیار تھا کہ ان کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ دفن ہونا چاہئے تھا کہ حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے یہ بیان فرما کر گمراہوں کے تمام پراپیگنڈہ کا رد کر دیا کہ نہ تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ غاصب تھے اور نہ ہی میرے ساتھ دفن ہونے پر میری پاکیزگی موقوف ہے بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نکاح میرے پاک ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے اور جو سیدہ ام المؤمنین کی پاکیزگی پر شک کرتا ہے اصل میں وہ قرآن کا منکر ہوگا تو جو قرآن کا منکر ہوگا وہ ایمان والا نہیں ہوسکتا خواہ وہ بظاہر کلمہ پڑھتا ہو اور خود کو مسلمان ظاہر کرتا ہو۔ اہل اسلام اسے ایمان والا نہیں جانتے، ایمان والے وہ لوگ ہیں جو ازواج رسول ﷺ آل رسول ﷺ اصحاب رسول ﷺ اولاد رسول ﷺ کا احترام کرتے ہوں بلکہ ان کی غلامی ایمان کی سند جانتے ہوں۔ دلائل اور بھی موجود ہیں جو طوالت کے خوف سے درج کرنے سے گریز کر رہا ہوں۔ مگر سیدہ ام المؤمنین کا فرمانا کہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاں دفن ہونے سے پاک نہیں ہو جاؤں گی کا مطلب یہ تھا کہ امام الانبیاء ﷺ نے مجھے جنت کی بشارت دے دی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا میری دنیا اور جنت کی بیوی ہے۔ پھر اللہ کے حکم سے نکاح کا ہونا سیدہ عائشہ کو فرشتے کا دیکھنا ظاہر زندگی میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رفاقت کا ملنا وغیرہ وغیرہ یہ آپ کی پاکیزگی کی دلیل ہیں اور سیدہ ام المؤمنین کا فرمانا مومنانہ فراست تھی تا کہ منافقوں کی گندی سوچ اور فکر کا ردّ ہو جائے۔

Marfat.com

مردوں کو بُرا بھلا کہنے کی ممانعت

حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا الْاَمْوَاتَ فَاِنَّهُمْ قَدْ اَفْضَوْا اِلٰى مَا قَدَّمُوْا تَابَعَهٗ عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ وَابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ وَرَوَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْقُدُّوْسِ عَنِ الْاَعْمَشِ وَمُحَمَّدُ بْنُ اَنَسٍ عَنِ الْاَعْمَشِ ۔ (بخاری، جلد اول، کتاب الجنائز، حدیث نمبر ۱۳۰۴)

حضرت عائشہ (صدیقہ) رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مردوں کو بُرا بھلا نہ کہو کیونکہ وہ اپنے کئے کا بدلہ پا چکے ہیں۔

تشریح: اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ مُردوں کو بُرا کہنا حدیث رسول ﷺ کے خلاف ہے جو عمل حدیث کے خلاف ہو وہ دین نہیں ہو سکتا۔ بلکہ سخت جرم ہے جس سے ہر آدمی کو سخت احتیاط کی ضرورت ہے جیسے آجکل ہمارے معاشرے میں یہ برائی عام پائی جاتی ہے۔ جب کہ اس سے مکمل اجتناب ہونا چاہئے پھر جس کی بُرائی کی جاتی ہے۔ یہ اس سے بیزاری یا عداوت اور نفرت کی دلیل ہوتی ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تیرے ساتھ کسی نے اچھا برتاؤ نہیں کیا یا زیادتی کی ہے تو اب تجھے خاموش ہو جانا چاہئے کیونکہ وہ انتقال کر چکا ہے۔ اب یہ معاملہ اللہ پر چھوڑ دو۔ جب معاملہ اتنی بڑی عدالت میں چلا جائے تو حاکم کا تقدس یہ ہے کہ اس پر اعتماد کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ یقیناً فیصلہ درست فرماتا ہے مگر یہ ضرور ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کا وہ گناہ یا زیادتی اللہ کیلئے معاف کر دیتا ہے تو اللہ خوش ہو جاتا ہے اور معاف کرنے والے کو کئی گنا زیادہ ثواب عطا فرما دیتا ہے جو معاف کرنے والے کیلئے بخشش کا سبب بن جاتا ہے اور عقلمند اور اچھے لوگ یقیناً معاف کر کے اپنے اللہ اور رسول ﷺ کو راضی کر لیتے ہیں اور پھر سب سے خطرناک بات یہ ہے کہ جو مرنے والے کی بُرائی بیان کرتا ہے وہ خود ایک عظیم گناہ کر رہا ہے۔ اگر زندہ ہو تو معافی لینے والا ممکن ہے اگر مردہ ہو تو پھر اس کی معافی بھی بظاہر ممکن نہیں ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے اس عظیم گناہ سے بچے کیونکہ معافی دینے والا اس دنیا میں ہی نہیں۔ یہ ایک عام آدمی کی بات ہوئی جو لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گستاخی کرتے ہیں آپ ﷺ کے فضائل و خصائص کا انکار کرتے ہیں یا جیسے بعض لوگوں نے تحریراً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گستاخیاں کیں ہیں یا تقریراً آپ کے متعلق

Marfat.com

ایسے الفاظ بدلتے ہیں جس میں توہین وتذلیل پائی جاتی ہے یا بعض گروہ اصحاب رسول ﷺ یا آل رسول ﷺ یا ازواج رسول ﷺ اور اولادرسول ﷺ کے متعلق بکواسات کرتے ہیں دنیا کے عظیم ترین نامراداور گمراہ ہیں کیونکہ اگر عام آدمی کی برائی کرنا جرم ہے تو انبیاء، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کی برائی کرنا تو سراسر گمراہی اور بے دینی بلکہ کفر ہے۔اس لئے جو لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین کے مرتکب ہوتے ہیں یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج، اولاد، اصحاب اور آل کی توہین کے مرتکب ہوتے ہیں۔ان کو فوراً توبہ کرنی چاہئے بصورت دیگر گمراہی کی موت مرے گا۔لہٰذا ہر عقلمند کو چاہئے کہ فرقوں کے بت نہ پوجے اپنی آخرت سنوارنے کیلئے اس ظلم عظیم سے باز رہے ورنہ جہنم کا ایندھن بن جائے گا اور کوئی گروہ اس میں مدد نہیں کر سکے گا۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب

حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ عَبَّاسٍ السَّاعِدِيِّ عَنْ
أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ تَبُوكَ فَلَمَّا جَاءَ
وَادِيَ الْقُرَى إِذَا امْرَأَةٌ فِي حَدِيقَةٍ لَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ اخْرُصُوا
وَخَرَصَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةَ أَوْسُقٍ فَقَالَ لَهَا أَحْصِي مَا يَخْرُجُ مِنْهَا فَلَمَّا
أَتَيْنَا تَبُوكَ قَالَ أَمَا إِنَّهُ سَتَهُبُّ اللَّيْلَةَ رِيحٌ شَدِيدَةٌ فَلَا يَقُومَنَّ أَحَدٌ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ بَعِيرٌ
فَلْيَعْقِلْهُ فَعَقَلْنَاهَا وَهَبَّتْ رِيحٌ شَدِيدَةٌ فَقَامَ رَجُلٌ فَأَلْقَتْهُ بِجَبَلِ طَيِّئٍ وَأَهْدَى مَلِكُ أَيْلَةَ
لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَغْلَةً بَيْضَاءَ وَكَسَاهُ بُرْدًا وَكَتَبَ لَهُ بِبَحْرِهِمْ فَلَمَّا أَتَى بِوَادِي الْقُرَى
قَالَ لِلْمَرْأَةِ كَمْ جَاءَتْ حَدِيقَتُكِ قَالَتْ عَشَرَةَ أَوْسُقٍ خَرْصَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي مُتَعَجِّلٌ إِلَى الْمَدِينَةِ فَمَنْ أَرَادَ مِنْكُمْ أَنْ يَتَعَجَّلَ مَعِي
فَلْيَتَعَجَّلْ فَلَمَّا قَالَ ابْنُ بَكَّارٍ كَلِمَةً مَعْنَاهُ أَشْرَفَ عَلَى الْمَدِينَةِ قَالَ هٰذِهِ طَابَةُ فَلَمَّا رَأَى
أُحُدًا قَالَ هٰذَا جُبَيْلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ دُورِ الْأَنْصَارِ قَالُوا بَلَى قَالَ دُورُ بَنِي
النَّجَّارِ ثُمَّ دُورُ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ ثُمَّ دُورُ بَنِي سَاعِدَةَ أَوْ دُورُ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ وَفِي
كُلِّ دُورِ الْأَنْصَارِ يَعْنِي خَيْرًا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ كُلُّ بُسْتَانٍ عَلَيْهِ حَائِطٌ فَهُوَ حَدِيقَةٌ وَمَا لَمْ يَكُنْ
عَلَيْهِ حَائِطٌ لَا يُقَالُ حَدِيقَةٌ وَقَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنِي عَمْرٌو ثُمَّ دَارُ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ
الْخَزْرَجِ ثُمَّ بَنِي سَاعِدَةَ وَقَالَ سُلَيْمَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ
عَبَّاسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُحُدٌ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ ؛

باب خرص التمر صفحہ ۲۰۰ - ۲۰۱ (بخاری، جلد اول، کتاب الزکوٰۃ، حدیث نمبر ۱۳۸۸)

حضرت ابوحمید ساعدی روایت کرتے ہیں غزوہ تبوک میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے جب آپ وادی القریٰ میں پہنچے ایک عورت اپنے باغ میں نظر آئی۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ اندازہ لگاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس وسق کھجوروں کا اندازہ لگایا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عورت سے فرمایا اس میں سے جتنی کھجور

Marfat.com

نکلیں یاد رکھنا۔ جب ہم تبوک پہنچے تو آپ نے فرمایا آج رات زور سے آندھی چلے گی۔ کوئی بھی شخص کھڑا نہ رہے جس کے پاس اونٹ ہو باندھ دے۔ رات کو زبردست آندھی آئی ایک کھڑے ہوئے شخص کو آندھی نے اڑا کر پہاڑوں میں جا پھینکا اور ایلہ کے بادشاہ نے رسول اللہ ﷺ کو ایک سفید خچر اور ایک چادر تحفے کے طور پر بھیجی آپ نے اس کی مملکت سے تعرض نہ کیا پھر جب آپ وادی القریٰ میں پہنچے تو اس عورت سے پوچھا کہ تیرے باغ سے کتنی کھجوریں اتریں۔ بولی دس وسق جو رسول اللہ ﷺ کا اندازہ تھا۔ (پورا ہوا) پھر آپ ﷺ نے فرمایا میں مدینہ جلدی سے پہنچنا چاہتا ہوں جو آدمی میرے ساتھ چلنا چاہتا ہے چلے۔ ابن بکار نے ایک لفظ کہا جس کے معنی تھے کہ مدینہ نظر آیا تو فرمایا طابہ ہے جب احد کو دیکھا تو فرمایا یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں کیا میں تمہیں انصار کے گھروں میں بہتر گھرانہ بتاؤں؟ صحابہ نے عرض کیا حضور ﷺ فرمایئے۔ تو آپ نے فرمایا بنی نجار کے گھر پھر بنی عبدالاشہل کے گھر پھر بنی ساعدہ کے گھر یا بنی حارث بن خزرج کے گھر اور انصار کے ہر گھر میں بھلائی ہے۔ ابو عبداللہ (امام بخاری) کہتے ہیں ہر باغ جو دیوار میں گھیرا ہو حدیقہ ہے اور جن کی دیوار نہ ہو وہ حدیقہ نہیں ہے۔ سلمان بن بلال عمر کے حوالے سے کہتے ہیں پھر بنی حارث بن خزرج کا گھر پھر بنی ساعدہ کا گھر۔ عباس رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔

تشریح: اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ اللہ وحدہٗ لاشریک نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب عطا فرمایا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمانا کہ اے میرے صحابہ اندازہ لگاؤ کہ اس باغ سے کتنا پھل یعنی کتنی کھجوریں اتریں گی۔ تو صحابہ نے معمول کے مطابق عرض کیا کہ اللہ جانے اور اللہ کا رسول ﷺ جانے۔ تو حضور امام الانبیاء نے فرمایا کہ دس وسق تو جب اس عورت سے دوبارہ مل کر پوچھا بتا کتنا پھل اترا تو عورت عرض گزار ہوئی کہ دس وسق یعنی جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا وہ پورا ہوا۔ یہ سب کچھ کرنے کا مطلب تھا کہ لوگوں کا ایمان مضبوط ہو کہ اللہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب عطا فرمایا ہے کیونکہ نبی کا معنی ہی غیب کی خبریں بتانے والا ہوتا ہے جو لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کے منکر ہیں وہ اصل میں حضور کی نبوت میں شک کرتے ہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت میں شک کرتے ہوں وہ دائرہ اسلام سے خارج ہوں گے مگر بعض لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت میں شک نہیں کرتے مگر علم غیب کے منکر ہیں تو ایسے لوگ یا تو منافق ہوں گے یا منافقین کے پراپیگنڈہ سے متاثر ہو کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

Marfat.com

کے علم غیب شریف کا انکار کر کے منافقین کا ساتھ دینے والے ہوں گے اور ان میں کوئی صورت بھی ہو گمراہی اور ذلت ہے اور قرآن وحدیث کی مخالفت ہے۔

(۲) پھر جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تبوک پہنچے تو آپ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کر کے فرمایا آج رات طوفان آئے گا (یعنی زور کی آندھی چلے گی) تم میں سے کوئی بھی کھڑا نہ رہے اور اپنی سواریوں کو باندھ دو اور اپنی آرام گاہوں میں بیٹھ جاؤ یا لیٹ جاؤ تاکہ تم اس طوفان سے جو آنے والا ہے محفوظ ہو جاؤ۔ چنانچہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق آندھی آئی اور ایک آدمی جو کھڑا تھا اسے اُٹھا کر پہاڑوں میں پھینک دیا تو جس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا اسی طرح ہوا تو حدیث کے یہ الفاظ اس بات کی دلیل ہیں کہ اللہ وحدہٗ لاشریک نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب عطا فرمایا ہے کہ جو ہونے والا ہے یا جو ہو چکا ہے یا جو ہو رہا ہے۔ سب کا علم بتا دیا ہے یعنی اللہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم ما کان وما یکون بلکہ اس سے بھی آگے کا علم عطا فرمایا ہے یہی اہل اسلام کا عقیدہ ہے۔ مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کی حد ہے۔ اللہ کے علم کی کوئی حد نہیں اور جو بھی فضائل وخصائص علم واختیارات، نورانیت یا دیگر کمالات ہیں سب کے سب اللہ کے عطا کردہ ہیں اور ان کا انکار کرنا کافروں اور منافقوں کا عمل ہے اگر کلمہ نہیں پڑھتا مسلمان ہونے کا اقرار نہیں کرتا تو کافر ہے اگر کلمہ پڑھتا ہو اور پھر فضائل مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرے تو پھر منافق، جیسے مسجد ضرار والے تھے یعنی مدینہ کے منافقوں کا یہی طریقہ تھا بظاہر کلمہ بھی پڑھتے اور فضائل مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر بھی تھے اور پھر منافق کی سب سے پہلے نشانی یہ ہوتی ہے کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب شریف کا منکر ہوگا کیونکہ اگر وہ یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ نبی دل کے خیالات کو جانتا ہے تو کبھی منافقت نہ کرے۔ منافق کا عقیدہ ہوتا ہے کہ نبی کو علم غیب نہیں ہوتا معاذ اللہ اور وہ دل کے خیالات سے واقف نہیں ہوتا تو جس سے یہ بات واضح ہوئی کہ صحیح مومن وہ ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب شریف پر ایمان رکھتا ہو یہی صحابہ کرام کا عقیدہ تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہماری کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے حتیٰ کہ دلوں کے خیالات اور کیفیت کو بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جانتے ہیں جیسے دوسری حدیث پاک میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے واضح فرما دیا کہ تمہارا رکوع اور خشوع دونوں مجھ سے پوشیدہ نہیں ہیں اور خشوع دل کی کیفیت کا نام ہے۔ یہاں یہ بات جاننا ضروری ہے کہ کیفیت کا کوئی جسم نہیں ہوتا مگر بچے کا ماں کے پیٹ میں جسم ہوتا ہے تو جس نبی سے دل کی کیفیت پوشیدہ نہیں اس کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا وہ یہ علم نہیں رکھتا کہ مادہ یعنی حاملہ کے پیٹ میں کیا ہے۔ یہ بغض رسول نہیں تو اور کیا ہے؟ بلکہ ایمان قرآن وحدیث پر یقین رکھنے کا نام ہے یہی اہل اسلام کا عقیدہ ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ گروہ بندی اور فرقہ واریت کی بھینٹ نہ چڑھے، عقیدہ وہ اپنائے جس پر

Marfat.com

نجات ہے اور وہ عقیدہ صرف اور صرف وہ ہے جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عقیدہ تھا جو آج اہل سنت کا عقیدہ ہے اور اسی پر نجات ہے کیونکہ نجات عقیدہ پر ہوگی اعمال کی ثانوی حیثیت ہے اگر عقیدہ خراب ہوا تو نیک عمل کسی کام نہیں آئیں گے۔

(۳) پھر امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور میں احد سے پیار کرتا ہوں۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دندان مبارک زخمی ہوئے تو احد پہاڑ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے دامن میں تشریف لایئے چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے گئے تو وہاں سے پتھر موم ہو گیا یعنی نرم ہو گیا جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہوئے وہاں بیٹھنے کے نشان موجود ہیں پھر پہاڑ کا ایک حصہ جھکا چونکہ نرم ہو چکا تھا اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سر انور کو دبایا ❁ سفر حرمین کے موقع پر فقیر نے اور میرے ساتھ علامہ محمد سعید احمد مجددی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے ہم وہاں بیٹھے اور دعا کی بلکہ مجھے مجددی صاحب ہی وہاں لیکر گئے تھے۔ یہ احد شریف کی طرف جاتے ہوئے جو چند مکان آتے ہیں ان سے گزر کر جب احد شریف شروع ہوتا ہے تو دائیں ہاتھ جگہ ہے۔ اب سعودی حکومت نے وہاں اینٹیں چنوا دیں ہیں مگر نشان اب بھی موجود ہے بلکہ بندہ کافی دیر سے جلدی بیماری میں مبتلا تھا، اٹھارہ سال کا عرصہ بندہ نے صابن نہیں استعمال کیا تھا اگر میں صابن استعمال کرتا تو داڑھی اور سر میں خارش شروع ہو جاتی اور پھر زخم بن جاتے۔ چنانچہ جرمن کا بنا ہوا ایک صابن جو اسی بیماری کیلئے بنایا گیا تھا وہ استعمال کرتا تھا مگر جب میری مدینہ منورہ حاضری ہوئی اور پھر مجددی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اس جگہ حاضر ہوئے اور پھر بندہ نے اپنا سر اسی جگہ پر لگایا جہاں پتھر موم ہونے کی وجہ سے نشان تھا اور اللہ کی بارگاہ میں عرض کی کہ یا رب العالمین یہاں تیرے نبی کا سر انور لگا ہے میں اس جگہ اور تیرے رسول ﷺ کے وسیلہ سے تیری بارگاہ میں عرض کرتا ہوں مجھے اس بیماری سے شفاء عطا فرما.......تو قارئین اس دن سے بلکہ اسی وقت سے لیکر آج تک مجھے اس تکلیف کا احساس تک نہیں ہوا اور یہاں تک کہ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی یہ بیماری تھی ہی نہیں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

(۴) پھر امام الانبیاء ﷺ نے اپنے جانثاروں کا یعنی قبائل کا ذکر فرما کر بتایا کہ آنے والی نسلوں کو معلوم ہو جائے کہ جو لوگ مجھ سے وفا کرتے ہیں میں ان سے پیار کرتا ہوں اور وہ بھلائی والے لوگ ہیں۔ لہٰذا میرے ہر امتی کو چاہئے کہ جن سے میں پیار کرتا ہوں ان سے میرے امتی بھی پیار کریں خواہ وہ بنی نجار ہوں یا بنی عبد الاشہل کے گھر ہوں یا بنی ساعد یا بنی حارث بن خزرج مہاجر ہوں یا انصار ہوں جو ایمان لائے مجھ سے محبت کرتے رہے ہر مسلمان پر ان کا احترام کرنا ضروری ہے کیونکہ فرمان رسول ﷺ ہے جو صحابہ سے محبت کرتا ہے وہ بھی میری وجہ سے جو میرے صحابہ کو برا جانتا ہے وہ بھی میری وجہ سے تو اس

Marfat.com

حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ صحابہ سے محبت کرنا محبت رسول ﷺ کی دلیل ہے اور صحابہ سے عداوت رکھنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عداوت کی دلیل ہے اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ میرے صحابہ کو بُرا نہ کہو تو قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ بات کوئی پوشیدہ نہیں کہ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کو بُرا جانے پھر خصوصاً خلفاء رسول ﷺ کو وہ اللہ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں بدترین آدمی ہے گمراہ ہے کیونکہ صحابہ کرام کی مخالفت کرنا کفار کا طریقہ ہے۔ یہود ونصاریٰ نے ان کو بُرا جانا کفار مکہ نے بُرا جانا اور صرف اس لئے کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام ہیں اور آپ پر ان لوگوں نے تن من دھن قربان کر کے ناموس رسالت کا تحفظ کیا اور اسلام کے فروغ کیلئے کام کیا۔ اس لئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ کفار اور یہود ونصاریٰ کی پیروی نہ کرے بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی کرے اور ان سب سے پیار کرے جن سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیار کیا۔

Marfat.com

آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر صدقہ حرام ہے

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ الْاَسَدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتٰى بِالتَّمْرِ عِنْدَ صِرَامِ النَّخْلِ فَيَجِيْءُ هٰذَا بِتَمْرِهٖ وَهٰذَا مِنْ تَمْرِهٖ حَتّٰى يَصِيْرَ عِنْدَهٗ كَوْمًا مِنْ تَمْرٍ فَجَعَلَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ يَلْعَبَانِ بِذٰلِكَ التَّمْرِ فَاَخَذَ اَحَدُهُمَا تَمْرَةً فَجَعَلَهٗ فِيْ فِيْهِ فَنَظَرَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْرَجَهَا مِنْ فِيْهَا فَقَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ اٰلَ مُحَمَّدٍ لَا يَاْكُلُوْنَ الصَّدَقَةَ

(بخاری، جلداول، کتاب الزکوۃ، حدیث نمبر ۱۳۹۱) باب اخذ صدقۃ التمر عند صرام النخل صفحہ ۲۰۱

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کھجور اترنے کے وقت اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا جاتا کبھی کوئی کھجور لے کر آتا کبھی کوئی، حتیٰ کہ کھجوروں کا ڈھیر لگ جاتا (حضرت امام) حسن اور (حضرت امام) حسین ان سے کھیلنے لگے ان میں سے ایک نے ایک کھجور لی اور اپنے منہ میں ڈال لی تو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو ان کے منہ سے نکال لی اور فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) صدقہ نہیں کھاتے۔

تشریح: اس حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا کہ آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خون ہونے کی وجہ سے ایک خاص فضیلت حاصل ہے جو دیگر لوگوں کو حاصل نہیں۔ خواہ وہ کون ہوں، ولی ہو، عالم ہو، خواہ وہ ولایت کے کتنے اعلیٰ درجے پر فائز ہو وہ آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم سادات کرام سے نسبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے افضل نہیں ہے بلکہ کوئی ہو اس کیلئے تعظیم سادات ضروری ہے اگر کوئی تعظیم سادات نہیں کرتا تو وہ صاحب حال بزرگ نہیں ہو سکتا اگر توہین سادات کرتا ہے تو یقیناً وہ گمراہی کی موت مرے گا اور قرآن پاک میں بھی واضح الفاظ ہیں۔ قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى۔ اے محبوب! تم (انہیں) فرماؤ میں تم سے اس پر اجرت نہیں مانگتا مگر (اپنی) قرابت کی محبت مانگتا ہوں مطلب کہ تمہیں جو کلمہ پڑھایا ایمان دار بنایا اور دوزخ سے بچایا گمراہی سے نکال کر صراط مستقیم پر چلایا ہے۔ اس کے بدلے میں تم سے کچھ نہیں چاہتا مگر حکم دیتا ہوں کہ میرے قریبوں سے محبت کرنا ان کا احترام کرنا ان کی اپنے دل میں عقیدت رکھنا میری نسبت کا احترام کرنا اور یہ حکم اللہ کی طرف سے تھا کہ اے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سب غلاموں کو حکم دے دو تو اس

Marfat.com

سے معلوم ہوا کہ اللہ بھی یہی چاہتا ہے کہ خون رسول ﷺ کا احترام ہو۔اب جو لوگ سادات کا احترام نہیں کرتے حقیقتاً وہ لوگ اللہ کے حکم کی قرآن کی نافرمانی کر رہے ہیں جو سخت جرم ہے جیسے دیگر احکام خداوندی سے لاپرواہی برتنا جرم ہے اسی طرح تعظیم سادات کا خیال نہ رکھنا بھی گناہ کبیرہ ہے اور جو شخص توہین سادات کرے گا وہ تو اگر کافر نہیں تو فسق و فجور کی آخری حد تک پہنچا ہوا ہے۔اگر معافی ناممکن نہیں تو بہت ہی مشکل ہے کیونکہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم سے کھلی بغاوت کر رہا ہے۔لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے اگر وہ لاعلمی کی وجہ سے اس جرم کا مرتکب ہوا ہے تو فوراً توبہ کرے اور جس سید زادے کی توہین کی ہے اس سے فوراً معافی مانگے بصورت دیگر معاملہ سخت خراب ہوگا قبر و حشر میں خسارے والوں میں اُٹھے گا مگر یہ بھی ضروری ہے کہ بدعقیدہ سید سادات سے خارج ہو جاتا ہے۔یعنی اگرچہ نسلی اور اصلی سید ہو جب بدعقیدہ ہو جائے گا تو اس کا نسلی سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے اور وہ تخم نوح علیہ السلام کی طرح ہے یعنی جیسے نوح علیہ السلام کے بیٹے کی تعظیم کرنا جرم ہے کیونکہ وہ بدعقیدہ ہو چکا تھا۔جب کوئی بدعقیدہ ہو جائے اس سے نفرت بوجہ بدعقیدگی ایمان کی دلیل ہے اور صحیح العقیدہ سید کی تعظیم کرنا بھی عشق رسول ﷺ اور ایمان کی دلیل ہے اور قرآن و حدیث پر عمل ہے اور نجات ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شہزادہ کے منہ سے صدقہ کی کھجور کو نکال کر پھینکنے کا مطلب تھا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے سادات عظمت والے لوگ ہیں کیونکہ صدقہ لوگوں کے مال کی میل کچیل ہے۔لہٰذا سادات کا میل کچیل کھانا ان کی عظمت کے خلاف ہے اور اپنی اس امت کو درس دینا مقصود تھا کہ اے ایمان والو! جب سادات کا معاملہ ہو تو ان کی فضیلت کا خیال رکھو یہ میل کچیل کھانے والے نہیں ان کی خدمت میں مؤدبانہ طریقہ سے نذرانہ پیش کرنا تاکہ ان کا وقار مجروح نہ ہو بلکہ اگر سید غریب ہو تو ہر مسلمان کے ذمہ ہے کہ ان کو نذرانہ پیش کرے اور اللہ و رسول ﷺ کی خوشنودی حاصل کرے کیونکہ خدمت سادات کرنے سے رسول اللہ ﷺ کی شفقت اور محبت حاصل ہوتی ہے اور یہ عمل ذریعہ نجات ہے یا یوں کہہ لیجئے کہ خدمت سادات سے سیدہ فاطمۃ الزہرا جناب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم اور امام حسن اور امام حسین (رضی اللہ عنہم) خصوصاً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خاص کرم ہوتا ہے اور قبر و حشر میں بہت فائدہ مند ہوگا کیونکہ اللہ اور اسکے رسول ﷺ کو یہ عمل بہت زیادہ پسند ہے۔

Marfat.com

دجّال کے اختیارات

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا طَوِيلًا عَنِ الدَّجَّالِ فَكَانَ فِيمَا حَدَّثَنَا بِهِ أَنْ قَالَ يَأْتِي الدَّجَّالُ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْهِ أَنْ يَدْخُلَ نِقَابَ الْمَدِينَةِ بَعْضَ السِّبَاخِ بِالْمَدِينَةِ فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ يَوْمَئِذٍ رَجُلٌ وَهُوَ خَيْرُ النَّاسِ أَوْ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ فَيَقُولُ أَشْهَدُ أَنَّكَ الدَّجَّالُ الَّذِي حَدَّثَنَا عَنْكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثَهُ فَيَقُولُ الدَّجَّالُ أَرَأَيْتَ إِنْ قَتَلْتُ هَذَا ثُمَّ أَحْيَيْتُهُ هَلْ تَشُكُّونَ فِي الْأَمْرِ فَيَقُولُونَ لَا فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يُحْيِيهِ فَيَقُولُ حِينَ يُحْيِيهِ وَاللَّهِ مَا كُنْتُ قَطُّ أَشَدَّ بَصِيرَةً مِنِّي الْيَوْمَ فَيَقُولُ الدَّجَّالُ أَقْتُلُهُ فَلَا يُسَلَّطُ عَلَيْهِ ۔

باب فضائل مدینۃ المنورہ ۲۵۴۲۵۴۲ (بخاری، ابواب العمرہ حدیث نمبر ۱۷۵۵)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کے متعلق طویل گفتگو فرمائی۔ اس میں بیان فرمایا۔ دجال مدینہ کی کھاری زمین میں اُترے گا اور اس پر مدینہ کے اندر داخل ہونا حرام کر دیا گیا ہے (یعنی مدینہ شریف میں داخل نہیں ہو سکے گا) دن کو اس کے پاس لوگوں میں سے بہترین آدمی آئے گا اور کہے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو وہی دجال ہے جس کے متعلق ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہوا ہے (دجال) کہے گا اگر میں اس کو قتل کر کے دوبارہ زندہ کر دوں (تو کیا میرے برحق ہونے میں تمہیں) کوئی شبہ ہوگا؟ لوگ کہیں گے نہیں چنانچہ اس شخص کو قتل کر کے دوبارہ زندہ کر دے گا۔ تب وہ (مقتول) شخص (زندہ ہونے کے بعد) کہے گا خدا کی قسم اس سے پہلے مجھے اس قدر علم نہ تھا تو وہی دجال ہے پھر دجال اسے دوبارہ قتل کرنے کا ارادہ کرے گا لیکن وہ اس پر قادر نہ ہو سکے گا۔

تشریح: اس حدیث پاک سے ثابت ہوا جس کو اللہ اختیار دے وہ مردہ زندہ کر سکتا ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دجال بے ایمان کے متعلق تفصیل سے بتایا کہ آخری زمانہ میں دجال ظاہر ہوگا جو رب ہونے کا دعویٰ کرے گا۔ خود کو الٰہ جانے گا اور کچھ لوگ اس کے الٰہ ہونے کا اقرار بھی کر لیں گے اور ستر ہزار یہودی بھی اس کے پیروکار ہو جائیں گے۔ تو جب کانا دجال کافر اپنے الٰہ ہونے کا اقرار لوگوں سے

Marfat.com

کروانے کیلئے مدینہ شریف میں داخل ہونے کی کوشش کرے گا مگر داخل نہیں ہو سکے گا فرشتے اسے مدینہ شریف میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ اس وقت ایک آدمی آئے گا جو اس کے خاص بندوں میں ہو گا مضبوط ایمان ہو گا قرآن و حدیث کو جاننے والا اور اس پر پختہ یقین رکھنے والا ہو گا وہ دجال کو مخاطب کر کے کہے گا کہ تو کذاب ہے دجال کافر ہے۔ ہمارے آقا امام الانبیاء نبی ﷺ نے ہمیں تیرے متعلق سب کچھ بتا دیا تھا۔ لہٰذا ہم تجھے کافر جانتے ہیں ہمارا رب اللہ ہے جو پوری کائنات کا رب ہے وہی سجدے کے لائق ہے اور عبادت کے لائق ہے۔ اس پر دجال زبردست تشدد کروائے گا مگر وہ مرد مومن حق پر ڈٹا رہے گا۔ اسکے پائے ثبات کو لغزش نہیں آئے گی۔ مرد مومن کو دیکھ کر لوگوں پر کافی اثر ہو گا اور دجال پریشان ہو جائے گا۔ تو دجال اس کی ثابت قدمی کے اثرات ضائع کرنے کیلئے لوگوں کو مخاطب کرے گا اور کہے گا اگر میں اس کو قتل کر کے دوبارہ زندہ کر دوں پھر تو تمہیں یقین ہونا چاہئے کہ میں ہی رب ہوں اور میرا دعویٰ برحق ہے اور میرے رب ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہونا چاہئے اس کے حواری بولیں گے کہ نہیں، چنانچہ دجال اسے قتل کر دے گا سر پر آرا چلوا کر اس مرد مومن کو دو حصوں میں تقسیم کر دے گا اور پھر اسے دوبارہ زندہ کر دے گا اور کہے گا اب بتاؤ کیا تم میرے رب ہونے میں اب بھی شک رکھتے ہو جب کہ میں نے اسے دوبارہ زندہ کر دیا ہے تو وہی مرد مومن پھر بولے گا اب تو مجھے یقین ہو گیا ہے پہلے سے میرا ایمان زیادہ مضبوط ہو گیا ہے کہ تو ہی کافر کذاب کانا دجال ہے جس کی خبر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی تھی کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں یہ بھی بتایا تھا کہ وہ ایسا کرے گا اور دجال صرف ایک مرتبہ کر سکے گا دوبارہ نہ قتل کر سکے گا اور نہ ہی زندہ کر سکے گا اور دجال اسے دوبارہ قتل کرنے کی کوشش کرے گا مگر نہیں کر سکے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس کو اللہ اختیار دے وہ مردوں کو زندہ کر سکتا ہے کیونکہ اگر اللہ اختیار نہ دیتا کہ دجال نہ ہی قتل کر سکتا تھا اور نہ ہی مردے کو زندہ کر سکتا تھا اور اس کا انکار کرنا بھی حدیث کا انکار کرنا ہے جو حدیث کا انکار کرے گا وہ کافر ہے مسلمان نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا یہ عقیدہ رکھنا ہو گا کہ اللہ نے ایک مرد کو مارنے اور زندہ کرنے کا اختیار دیا تھا۔ اگر یہ دجال کے متعلق بد عقیدہ رکھنے سے بندہ مشرک کافر نہیں ہوتا اور توحید کی مخالفت نہیں ہوتی تو اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ عقیدہ رکھا جائے کہ اللہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ شان و عظمت دی ہے یہ اختیار دیا ہے کہ آپ مردوں کو زندہ کر سکتے ہیں تو یہ شرک اور کفر کیسے ہو جائے گا جب کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جابر رضی اللہ عنہ کے بیٹوں کو زندہ کیا اور پھر حضرت جابر کی بکری کو زندہ کیا جیسے کہ خصائص الکبریٰ میں علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی لکھا ہے مگر افسوس ایسے مسلمانوں پر جو دجال کے مردہ زندہ کرنے کو تو جان لیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کو زندہ کرنے کا اقرار تو کر لیں مگر جب حضور سرور کائنات ﷺ کے متعلق کہا جائے تو وہ شور مچائیں کہ یہ شرک ہے کفر ہے توحید کی مخالفت ہے۔ اگر اس کو عداوت رسول ﷺ نہ کہا جائے تو اور کیا

Marfat.com

ہے؟ جب کہ کل نبیوں ولیوں دیگر لوگوں کے فضائل وکمالات اکٹھے کئے جائیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل و خصائص کی زکوٰۃ بھی نہیں بنتی پھر قرآن نے واضح بیان کیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ستر مردے زندہ ہوئے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے لوگوں کو سمجھایا کہ اللہ کے سوا کسی کی پوجا جائز نہیں۔ لہٰذا بچھڑے وغیرہ سب باطل ہیں عبادت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی کرو۔ اللہ کے سوا کسی کی عبادت کرنا حرام اور کفر ہے تو ان کی قوم نے کہا اے موسیٰ اللہ کے متعلق تو کہتا ہے کہ وہ تخیل تصور وہم اور گمان میں نہیں آتا اور وہ بے صورت لامکاں ہے فہم وادراک سے بالا ہے اور ہمیں تجھ پر یقین نہیں کہ معاذ اللہ تو سچی بات کر رہا ہے۔ لہٰذا ہم اس وقت تک نہیں مانیں گے جب تک تو ہمیں اعلانیہ یعنی ان ظاہری آنکھوں سے اللہ کا دیدار نہ کروائے گا۔

قرآن پاک نے اس واقعہ کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔ واذ قلتم یموسیٰ لن نومن لك حتیٰ نری اللّٰہ جھرۃ اور جب تم نے کہا (یعنی بنی اسرائیل نے) اے موسیٰ ہم ہرگز تجھ پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک اللہ کو اعلانیہ (یعنی ظاہری آنکھوں سے) نہ دیکھ لیں۔ فاخذ تکم الصعقۃ۔ تمہیں بجلی کی کڑک نے آلیا۔ وانتم تنظرون۔ اور تم دیکھ رہے تھے۔ اللہ وحدہٗ لاشریک فرما رہا ہے کہ جب تم نے میرے پیارے رسول موسیٰ علیہ السلام کی زبان پاک پر اعتماد نہ کر کے توہین رسول کی پھر تم پر میرا عذاب نازل ہوا بجلی کی کڑک کی صورت میں تو ستر آدمی جن کو موسیٰ علیہ السلام طور پر لے گئے تھے مر گئے۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں دعا کی کہ اے رب العالمین بنی اسرائیل کچھ باتیں بنائیں گے کہ موسیٰ علیہ السلام نے ہمارے بندوں سے اور ہم سے دھوکا کیا ہے (معاذ اللہ) اگر میں ان سے کہوں بھی کہ اللہ نے ان پر عذاب نازل کیا ہے میری گستاخی کے سبب تو وہ مجھ پر یقین نہیں کریں گے۔ لہٰذا اے میرے رب تو قادر مطلق ہے ان کو دوبارہ زندہ کر دے۔ قرآن پاک کے الفاظ ہیں۔ ثم بعثنکم من بعد موتکم لعلکم تشکرون۔ پھر ہم نے تمہیں زندہ کیا تمہارے مرنے کے بعد کہ کہیں تم (اللہ) کا شکر کرنے والے بنو۔ تو قرآن پاک کے ان الفاظ سے بھی واضح ہو رہا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ستر مردے زندہ ہوئے اور اس کا انکار کفر ہے اور اس پر یقین رکھنا ایمان ہے بلکہ اس کو کفر و شرک کہنے والا دائرہ ایمان سے خارج ہوگا۔ تعجب ہے ایسے لوگوں پر جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل و خصائص کا انکار کرتے ہیں اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق بیان کیا جائے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مردوں کو زندہ کر سکتے ہیں۔ اللہ نے انہیں یہ فضیلت دی ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے بیٹوں کو زندہ کیا جیسا کہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوۃ میں بیان کیا اور یہودی کی لڑکی کو زندہ کیا۔ پھر قاضی عیاض نے کتاب الشفاء میں حدیث نقل کی ہے اور امام حسن بصری سے مروی ہے کہ ایک شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار

Marfat.com

ہوا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے زمانہ جاہلیت میں اپنی بیٹی کو جنگل میں زندہ در گور کر دیا تھا۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے ساتھ تشریف لے گئے اس جگہ پر پہنچے جہاں اس نے اپنی لڑکی کو زندہ در گور کیا تھا۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لڑکی کا نام لیکر آواز دی وہ لڑکی لَبَّیْكَ وَسَعْدَیْكَ کہتی ہوئی گڑھے سے نکل کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوگئی اور آپ ﷺ نے فرمایا بیٹی تیرے والدین مسلمان ہو چکے ہیں اگر تو چاہے تو تجھے تیرے والدین کے پاس لوٹا دوں؟ تو لڑکی عرض گزار ہوئی کہ یا رسول اللہ ﷺ نہیں میں نے والدین سے اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ بہتر پایا ہے اور بھی سینکڑوں حوالہ جات ہیں کہ امام الانبیاء حضور سرور کائنات ﷺ نے مردوں کو زندہ کیا۔ حیرانگی ہے کہ جو لوگ خود کو مسلمان بھی کہلواتے ہیں مگر پھر بھی قرآن وحدیث کو پس پشت ڈال کر فرقوں کے بت پوجتے ہیں اور پھر دیگر نبیوں میں کوئی کمال ہو تو مان بھی جاتے ہیں کہ ہاں اللہ نے انہیں یہ کمال عطا فرمایا تھا مگر جب حضور نبی اکرم نور مجسم ﷺ کی بات ہوتی ہے تو انکار کر جاتے ہیں۔ جب کہ اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ اللہ وحدہٗ لاشریک نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ عظمت وشان عطا فرمائی ہے کہ مردوں کو زندہ کر سکتے ہیں۔ قارئین کرام یہ بات قابل غور ضرور ہے کہ دیگر نبیوں کے فضائل کو مان لیں مگر جب سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق کہا جائے کہ اللہ نے حضور ﷺ کو یہ کمال عطا فرمایا ہے تو انکار کیا جائے کیوں؟..... کیا اس کو عداوت رسول ﷺ کہو گے یا منافقت یا گروہ پرستی۔ یہ مسلمانوں پر فیصلہ ہے کہ وہ کیا سمجھتے ہیں.......................

(۲) اس حدیث سے دوسرا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ کسی غیر مسلم یا فاسق، فاجر یا بد عقیدہ یا شریعت کے باغی سے ایسے واقعات دیکھ کر اور ان واقعات کو ایک کرامت جان کر اس کا معتقد نہیں بن جانا چاہئے اور نہ ہی صرف کرامت ولی ہونے کی دلیل ہوتی ہے۔ لوگ جہالت کی وجہ سے اس قسم کے شعبدہ بازیاں دیکھ کر اور اسے ولی کی کرامت جان کر بیعت کرنی شروع کر دیتے ہیں اور وہ خود گمراہ ہوتا ہے اور اپنے مریدوں کو بھی گمراہ کر دیتا ہے جب کہ شرعی مسئلہ یہ ہے کہ ہر شخص کو ماننا مشروط ہے خواہ وہ خود کو کتنا بڑا غوث، قطب کہلواتا ہو مگر اللہ ورسول کو ماننا غیر مشروط ہے بلکہ اللہ اور رسول کے بعد قابل تعظیم والدین ہیں وہ بھی مشروط ہیں اگر کفر وشرک یا بد عقیدگی کا شکار ہو جائیں تو انہیں چھوڑنا ضروری ہے۔ ان کے غیر اسلامی حکم کو ماننا گناہ اور حرام ہے۔ بالکل نہیں ماننا چاہئے۔ اسلئے اگر کوئی پیر خواہ خود کو کتنا بڑا ولی ظاہر کیوں نہ کرے یا وہ قطبیت اور غوثیت کے درجے پر فائز ہونے کا دعویدار ہو اس کو چھوڑنا ضروری ہے۔ لہٰذا جو لوگ کہتے ہیں کہ پیر کی ہر بات ماننا ضروری ہے وہ سخت غلطی پر ہیں اور بعض اوقات ایسے لوگ گمراہی کے گھڑے میں گر کر اپنی قبر وحشر خراب کر لیتے ہیں۔ مختصراً یہ کہ قرآن وحدیث، خدا اور رسول ﷺ مقدم ہیں اسی میں نجات ہے۔ لہٰذا شعبدہ بازیوں کو دیکھ کر کسی کو اللہ کا ولی جاننا غلط ہے کیونکہ بے ادب غیر شرع اور جاہل لوگ ولی نہیں ہوتے۔

Marfat.com

اختیارِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ حُمَیْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَیْرَةَ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذْ جَآءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكْتُ قَالَ مَالَكَ قَالَ وَقَعْتُ عَلٰی امْرَاَتِیْ وَاَنَا صَآئِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً تُعْتِقُهَا قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِیْعُ اَنْ تَصُوْمَ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ قَالَ لَا فَقَالَ فَهَلْ تَجِدُ اِطْعَامَ سِتِّیْنَ مِسْكِیْنًا قَالَ لَا قَالَ فَمَكَثَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَبَیْنَا نَحْنُ عَلٰی ذٰلِكَ اُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِیْهَا تَمْرٌ وَالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ قَالَ اَیْنَ السَّآئِلُ فَقَالَ اَنَا قَالَ خُذْهَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ فَقَالَ الرَّجُلُ اَعَلٰی اَفْقَرَ مِنِّیْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَوَاللّٰهِ مَا بَیْنَ لَابَتَیْهَا یُرِیْدُ الْحَرَّتَیْنِ اَهْلُ بَیْتٍ اَفْقَرُ مِنْ اَهْلِ بَیْتِیْ فَضَحِكَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی بَدَتْ اَنْیَابُهٗ ثُمَّ قَالَ اَطْعِمْهُ اَهْلَكَ ؁

صفحہ-۲۵۹
(بخاری، کتاب الصوم، حدیث نمبر ۱۸۰۶) باب اذا جامع فی رمضان

حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے ایک شخص آیا اور عرض گزار ہوا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں ہلاک ہوگیا (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے) فرمایا کیا ہوا۔ عرض کی میں نے روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے جماع کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے پاس کوئی غلام ہے جسے تم آزاد کرسکو۔ عرض کیا نہیں۔ دو مہینے کے لگاتار روزے رکھ سکتے ہو۔ عرض کیا نہیں۔ فرمایا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہو۔ عرض کیا نہیں۔ (یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے کچھ دیر توقف فرمایا ہم بھی خاموش رہے۔ (اسی اثنا میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ٹوکرا کھجوروں کا لایا گیا جسے عرق کہتے ہیں فرمایا سائل کہاں ہے عرض کیا میں ہوں فرمایا اسے لے جاؤ اور بانٹ دو۔ (سائل نے) پوچھا کیا انہیں دوں جو مجھ سے زیادہ محتاج ہیں۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے دونوں سنگلاخ میدانوں کے درمیان میرے اہل وعیال سے بڑھ کر کوئی محتاج نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیئے۔ حتیٰ کہ سامنے کے دندان مبارک نظر آگئے (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے) فرمایا پھر جاؤ اپنے گھر والوں کو کھلا دو۔

تشریح: اس حدیث پاک سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مختار کل ہونا ثابت ہورہا ہے کہ اللہ کریم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ عظمت وشان عطا فرمائی ہے اگر چاہیں تو اللہ کے قانون میں کسی کیلئے ترمیم کرسکتے ہیں جیسا کہ حدیث پاک سے ثابت ہورہا ہے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں صحابی حاضر ہوکر عرض کررہا ہے کہ

Marfat.com

حضور مجھ سے یہ غلطی ہوگئی ہے کہ میں روزے کی حالت میں بیوی سے جماع کر بیٹھا ہوں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کیا تم غلام آزاد کر سکتے ہو تو اس نے انکار کیا پھر فرمایا کیا تم دو ماہ کے مسلسل روزے رکھ سکتے ہو تو وہ عرض گزار ہوا کہ یارسول اللہ ﷺ میں ایسا بھی نہیں کر سکتا۔ پھر امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کیا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے تو اس نے اس سے بھی انکار کیا کہ حضور میں غریب آدمی ہوں مجھ سے یہ بھی نہیں ہو سکے گا۔ اب قانون کے مطابق عمل کرنے سے سائل معذوری ظاہر کر رہا ہے۔ اس سے آگے جو بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے وہ اختیارات مصطفیٰ ﷺ ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔ سائل نے جب ہر معاملے میں معذوری ظاہر کی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کچھ خاموشی اختیار فرمائی اور ہم بھی خاموشی سے بیٹھے رہے۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد ایک آدمی کھجوروں کا ٹوکرا لیکر حاضر ہوا اور آپ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا تو حضور امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا وہ سائل کدھر ہے۔ تو سائل عرض گزار ہوا کہ یارسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہ کھجوروں کا ٹوکرا اُٹھاؤ اور اسے غریبوں مسکینوں میں تقسیم کر دو۔ سائل نے ٹوکرا سر پر اٹھایا اور عرض گزار ہوا کہ یارسول اللہ ﷺ کیا میں ان کھجوروں کو ان لوگوں میں تقسیم کروں جو مجھ سے زیادہ غریب ہیں۔ یہ عرض کرنے کا مطلب تھا یارسول اللہ ﷺ میں اتنا زیادہ غریب ہوں کہ مجھ سے بڑھ کر یہاں کوئی غریب نہیں ہے۔ میں سب سے زیادہ غریب ہوں۔ تو امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے ان الفاظ پر مسکرا دیئے اور دریائے رحمت جوش میں آیا اور فرمایا جاؤ پھر اپنے اہل وعیال کو کھلا دو اور خود کھاؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مختار کل بنا کر بھیجا ہے۔ جو لوگ واویلا کرتے ہیں کہ نبی کو معاذ اللہ کوئی اختیار نہیں ان کا عقیدہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔ بقول ان لوگوں کے اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مختار کل نہیں ہیں تو کیا کوئی ایسا مفتی یا قاضی ہے جو یہ کہے یا تحریر کر کے دے کہ صحابی کا کفارہ ادا نہیں ہوا۔ مگر یہ لوگ کبھی بھی نہیں کہہ سکتے اور نہ ہی تحریر کر کے دیں گے کہ اس صحابی کا کفارہ ادا نہیں ہوا تو پھر مسئلہ واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو اختیار دیا ہے جس کیلئے چاہیں قانون بدل دیں مگر لوگوں کیلئے ایسا کرنا جائز نہیں ہے تو یہ اختیارات مصطفیٰ ﷺ کی عظیم دلیل ہے۔ تو معلوم ہوا جو لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اختیارات کے منکر ہیں ان کے عقائد باطل ہیں۔ قرآن وحدیث کے مطابق نہیں۔ عقیدہ وہی صحیح اور درست ہے جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تھا۔ کہ کسی صحابی نے بھی اعتراض نہیں کیا کہ اس سائل کا کفارہ ادا نہیں ہوا کیونکہ صحابہ کرام کا عقیدہ تھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ نے اختیارات عطا فرمائے ہیں۔ لہٰذا صحابی کا کفارہ ادا ہو گیا ہے۔ یہ لوگ اگر جماعتی بت پرستی کو چھوڑ کر منصفانہ مزاج سے سوچیں تو یقیناً فیصلہ اہل اسلام کے حق میں ہوگا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ فضیلت عطا فرمائی ہے اور آپ ﷺ مختار کل ہیں۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل کوئی نہیں

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ قَالُوْا اِنَّکَ تُوَاصِلُ قَالَ اِنِّیْ لَسْتُ کَاَحَدٍ مِّثْلِکُمْ اُطْعَمُ وَاُسْقٰی ۔ بابُ الوصال ومن قال لیس فی اللیل صیام (بخاری۔ کتاب الصیام، حدیث نمبر ۱۸۳۹) صفحہ ۲۶۳ جلد اول

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متواتر روزے رکھنے سے منع فرمایا تو لوگوں نے عرض کیا (یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ایسا کرتے ہیں (آپ نے) فرمایا میں تمہاری مثل نہیں ہوں میں کھلایا پلایا جاتا ہوں۔

تشریح: اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ کوئی شخص بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثل نہیں ہے۔ جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جیسے ہم بشر ہیں ویسے ہی رسول (معاذ اللہ) ان کا عقیدہ قرآن وحدیث کے صریحاً خلاف ہے۔ جو عقیدہ قرآن وحدیث کے خلاف ہو وہ راہ حق نہیں ہوسکتا۔ وہ عقیدہ باطل اور گمراہی ہے۔ صراط مستقیم وہ ہے جو اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہماری مثل بشر نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں اور بشری لبادہ میں آئے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت بھی بے مثل ہے۔ ہماری مثل نہیں ہے کیونکہ دونوں چیزیں قرآن سے ثابت ہیں نور ہونا بھی اور بشریت بھی۔ نہ ہی نور کا انکار کرنے والا راہ حق پر ہے اور نہ ہی بشریت کا منکر راہ حق پر ہے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کے متعلق یہ کہنا یا یہ عقیدہ رکھنا ہماری مثل ہیں یہ گستاخ رسول ہونے اور گمراہ ہونے کی دلیل ہے کیونکہ امام الانبیاء علیہ السلام فرما رہے ہیں کہ کائنات میں کوئی بھی میری مثل نہیں، نہ تھا نہ ہے نہ ہوگا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھانے کے متعلق فرمایا یہ میرا اور میرے اللہ کا معاملہ ہے وہ مجھے کھلاتا بھی ہے اور پلاتا بھی ہے۔

Marfat.com

اعلیٰ ترین خوشبو، خوشبوئے رسول ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا عَنْ صِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا كُنْتُ أُحِبُّ أَنْ أَرَاهُ مِنَ الشَّهْرِ صَائِمًا إِلَّا رَأَيْتُهُ وَلَا مُفْطِرًا إِلَّا رَأَيْتُهُ وَلَا مِنَ اللَّيْلِ قَائِمًا إِلَّا رَأَيْتُهُ وَلَا نَائِمًا إِلَّا رَأَيْتُهُ وَلَا مَسِسْتُ خَزَّةً وَلَا حَرِيرَةً أَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا شَمِمْتُ مِسْكَةً وَلَا عَبِيرَةً أَطْيَبَ رَائِحَةً مِنْ رَائِحَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (بخاری، کتاب الصیام، حدیث ۱۸۴۲) ۵۰

حمید روایت کرتے ہیں میں نے انس سے رسول اللہ ﷺ کے روزوں کی بابت پوچھی انہوں نے کہا میں آپ (ﷺ) کو روزہ کی حالت میں کسی مہینے میں دیکھنا چاہتا تو دیکھ لیتا اور اگر افطار کی حالت میں دیکھنا چاہتا تو دیکھ لیتا۔ اگر رات کو سوتے جاگتے جس حالت میں چاہتا دیکھ لیتا تھا اور حریر و دیبا (کا ٹکڑا) رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی سے نرم اور کسی بھی مشک و عنبر کی خوشبو آپ کی خوشبو سے بڑھ کر نہ تھی۔ باب ما یذکر من صوم النبی صلی اللہ علیہ وسلم و افطارہ

تشریح: (۱) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہماری مثل نہ تھے۔ جیسا کہ صحابی فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہتھیلی مبارک حریر و دیبا (یہ دو کپڑوں کے نام ہیں جو انتہائی نرم اور ملائم ہونے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے) کی طرح نرم و نازک اور ملائم تھی یہ چیز ظاہر کرتی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حسن و جمال ایسا تھا کہ کائنات میں آپ کا کوئی ثانی نہ ہوا ہے نہ ہے نہ ہوگا۔ (جلد اول صفحہ ۲۶۴)

(۲) اور پھر آپ کے جسم اطہر سے ایسی خوشبو محسوس ہوتی تھی کہ مشک و عنبر بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ یہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بے مثل ہونے کی دلیل ہے بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پسینہ کے متعلق کتاب الشفاء میں حضرت قاضی عیاض روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے رخسار پر پھیرا۔ میں نے محسوس کر لیا کہ یہ آپ کا دست کرم ہے اس قدر خوشبودار تھا جیسے ابھی کسی عطار کی صندوقچی سے نکالا گیا ہے۔ اور ایک دوسرے صحابی فرماتے ہیں کوئی خوشبو نہ لگاتا لیکن رسول اللہ ﷺ سے صرف مصافحہ کر لیتا تو سارا دن وہ اپنے ہاتھوں میں خوشبو محسوس کرتا اور اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی بچے کے سر پر اپنا ید اللہ کا ہاتھ پھیر دیتے تو وہ بچہ خوشبو کے سبب دوسرے بچوں سے ممتاز ہو جاتا۔ (اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ)

Marfat.com

﴿﴾ ایک مرتبہ حضور نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس رضی اللہ عنہ کے گھر محو استراحت تھے تو آپ کو پسینہ آیا تو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ نے ایک شیشی لی اور آپ کا پسینہ مبارک اس میں جمع کر لیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اس کو کیا کرو گی تو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ عرض گزار ہوئیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے پسینہ کو دوسری خوشبو میں ملالوں گی کیونکہ آپ کے پسینہ کی خوشبو ہر خوشبو سے بہتر اور زیادہ معطر ہے اور پھر حضرت امام بخاری اپنی تصنیف ''تاریخ کبیر'' میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت اس طرح بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگر کسی راستے سے گزر جاتے تو آپ کی خوشبو کی وجہ سے لوگ جان جاتے کہ اس راستے سے حضرت امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم گذرے ہیں اور ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جو خوشبو آتی تھی وہ کوئی عطر وغیرہ استعمال کرنے کے سبب نہ تھی بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ خصوصیت عطا فرمائی گئی تھی کہ آپ کا جسم اطہر فضاؤں کو معطر کرتا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو ساری کائنات سے افضل و اعلیٰ بنایا تھا۔ کسی دوسرے کو یہ خصوصیت حاصل نہیں جو لوگ ممبروں پر کھڑے ہو کر شور مچاتے پھرتے ہیں کہ نبی بھی ہماری ہی طرح کا ایک بشر تھا (معاذ اللہ) کیا ان کو یہ فضیلتیں نہیں نظر آتیں۔ مگر یہ لوگ متعصبانہ مزاج کی وجہ سے حق پہچان ہی نہیں سکے اگر ان کا عقیدہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسا ہوتا تو کبھی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا نہ مانتے مگر اہل ایمان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بے مثل جانتے ہیں پوری کائنات سے افضل و اعلیٰ جانتے ہیں اسی میں نجات ہے۔

Marfat.com

حضور ﷺ کی دعا کا اثر

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنِي خَالِدٌ هُوَ ابْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أُمِّ سُلَيْمٍ فَأَتَتْهُ بِتَمْرٍ وَسَمْنٍ قَالَ أَعِيدُوا سَمْنَكُمْ فِي سِقَائِهِ وَتَمْرَكُمْ فِي وِعَائِهِ فَإِنِّي صَائِمٌ ثُمَّ قَامَ إِلَى نَاحِيَةٍ مِنَ الْبَيْتِ فَصَلَّى غَيْرَ الْمَكْتُوبَةِ فَدَعَا لِأُمِّ سُلَيْمٍ وَأَهْلِ بَيْتِهَا فَقَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ لِي خُوَيْصَّةً قَالَ مَا هِيَ قَالَتْ خَادِمُكَ أَنَسٌ فَمَا تَرَكَ خَيْرَ آخِرَةٍ وَلَا دُنْيَا إِلَّا دَعَا لِي بِهِ قَالَ اللَّهُمَّ ارْزُقْهُ مَالًا وَوَلَدًا وَبَارِكْ لَهُ فَإِنِّي لَمِنْ أَكْثَرِ الْأَنْصَارِ مَالًا وَحَدَّثَتْنِي ابْنَتِي أُمَيْنَةُ أَنَّهُ قَالَ دُفِنَ لِصُلْبِي مَقْدَمَ حَجَّاجٍ الْبَصْرَةَ بِضْعٌ وَعِشْرُونَ وَمِائَةٌ ٭ باب من زار قوما فلم يفطر (بخاری، کتاب الصیام، حدیث نمبر ۱۸۵۰) مترجم جلد اول صفحہ ۲۶۶

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے حضرت ام سلیم کے پاس تشریف لے گئے اور وہ آپ کے لئے کھجور اور گھی لیکر آئیں۔ فرمایا گھی اور کھجوریں برتن میں (ہی) رہنے دو میں روزے سے ہوں پھر گھر کے ایک کونے میں کھڑے ہو کر نفل (نماز) ادا کی۔ ام سلیم اور دیگر اہل خانہ کیلئے دعا فرمائی۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا عرض گذار ہوئیں یا رسول اللہ ﷺ صرف میرے ہی لئے دعا فرمائی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا اور کس کیلئے۔ انہوں نے عرض کیا (حضور ﷺ) اپنے خادم (انس) کیلئے بھی دعا فرما دیجئے چنانچہ آپ نے دنیا و آخرت کی تمام بھلائیوں کی دعا فرمائی۔ دعا کی اے اللہ اسے (انس کو) مال اور اولاد بخش دے اسے برکت عطا فرما۔ انس کہتے ہیں میں انصار میں سب سے زیادہ دولت مند ہوں اور مجھے میری بیٹی امینہ نے بیان کیا انہوں نے بتایا حجاج کے بصرہ آنے کے وقت تک میری نسل میں سے ایک سو بیس سے کچھ اوپر بچے دفن ہو چکے تھے۔

تشریح: (۱) اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان پاک سے نکلی ہوئی بات پوری ہوتی ہے۔ مال، اولاد یا کوئی اور چیز ہو جو بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما دیں مل جاتا ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک سے ثابت ہو رہا ہے۔ حضرت ام سلیم کے گھر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز ادا فرمائی یعنی نفل پڑھے اور دریائے رحمت جوش میں آ گیا اور ام سلیم رضی اللہ عنہا کیلئے دعا فرمائی۔ مگر حضرت ام سلیم نے عرض کیا کہ حضور اپنے خادم انس کیلئے بھی دعا فرما دیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے اللہ انس کو مالدار بنا اور اس کو اولاد عطا فرما اور پھر

Marfat.com

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کرم سے انصار میں سے سب سے زیادہ مالدار میں ہوں اور اللہ نے مجھے بہت زیادہ اولاد عطا فرمائی اور جب حجاج بصرہ میں آیا اس وقت تک ایک سو بیس افراد میری اولاد سے دفن ہو چکے تھے۔ باقی سب زندہ تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کا عقیدہ تھا کہ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان پاک سے جو بات نکلے وہ پوری ہوتی ہے۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیں وہ مل جاتا ہے۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا کا عرض کرنا اس بات کی عظیم دلیل ہے اگر یہ عقیدہ غلط ہوتا تو ام سلیم عرض نہ کرتیں اگر انہوں نے عرض کیا تھا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی فرما دیتے کہ ام سلیم میرے کہنے سے کیا ہوگا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرما کر اپنے غلاموں کو درس دیا ہے کہ مجھ سے مانگو عطا کیا جائے گا بلکہ اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ وہ عظیم بارگاہ ہے جس سے بن مانگے بھی ملتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرمانے والے ہیں بلکہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح فرمایا۔ اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِیْ۔ اللہ مجھے دیتا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ نے مجھے خزانوں کی چابیاں عطا فرما دیں ہیں۔ تو ظاہر ہے کہ اللہ کے خزانوں کو حضور تقسیم فرما رہے ہیں۔ اب ہر وہ چیز حضور کی بارگاہ سے مل سکتی ہے جو اللہ کے خزانوں میں ہے۔ اب قابل غور بات یہ ہے کہ اللہ کے خزانوں میں کیا نہیں۔ اللہ کے خزانوں میں ہر چیز ہے مال و دولت عزت اولاد زندگی وغیرہ ہر چیز ہے اور ہر وہ چیز جو اللہ کے خزانوں میں ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ سے مل سکتی ہے۔ یہی اہل اسلام کا عقیدہ ہے جو حدیث سے ثابت ہو رہا ہے۔ جن لوگوں کا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ نہیں دے سکتے یا تو وہ جاہل ہیں یا پھر منافق ہیں اور قرآن و حدیث کے منکر ہیں۔

(۲) پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ کا اعتراف کرنا کہ انصار میں سب سے زیادہ دولت مند میں ہوں اور میری نسل کا بڑھنا اور اولاد کے زیادہ ہونے کا سبب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے وہ الفاظ ہیں کہ یا اللہ انس کے مال اور اولاد میں برکت عطا فرما۔ حضرت انس کا اعتراف کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کا عقیدہ تھا ہمیں جو ملا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہ کرم سے ملا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اہل سنت کا عقیدہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین والا عقیدہ ہے۔ اس عقیدے کو مشرکانہ قرار دینا سراسر زیادتی اور قرآن و حدیث اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقیدے کی مخالفت ہے۔ لہٰذا ہر آدمی کو چاہئے کہ گروہ بندی کے چنگل سے نکل کر سوچے کہیں ایسا نہ ہو کہ فرقہ پرستی اور تعصب کی وجہ سے دین و دنیا، قبر و حشر برباد ہو جائے کیونکہ نجات اس کی ہوگی جو صحیح العقیدہ ہو کر دنیا سے جائے گا۔ اگر بدعقیدگی پر موت آئی تو کوئی نیک عمل بھی کام نہیں آئے گا، اعمال کی ثانوی حیثیت ہے۔ اصل ایمان صحیح العقیدہ ہونا ہے مگر یہ عقیدہ ہونا چاہئے کہ سب فضیلتیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہیں ذاتی نہیں اور یہ عقیدہ کفر و شرک سے پاک ہے یہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ ہے اسی پر نجات ہے۔

Marfat.com

نسبتِ رسول ﷺ فائدہ دیتی ہے

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ بِبُرْدَةٍ قَالَ أَتَدْرُونَ مَا الْبُرْدَةُ فَقِيلَ لَهُ نَعَمْ هِيَ الشَّمْلَةُ مَنْسُوجٌ فِي حَاشِيَتِهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي نَسَجْتُ هٰذِهِ بِيَدِي أَكْسُوكَهَا فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا فَخَرَجَ إِلَيْنَا وَإِنَّهَا إِزَارُهُ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اكْسُنِيهَا فَقَالَ نَعَمْ فَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَجْلِسِ ثُمَّ رَجَعَ فَطَوَاهَا ثُمَّ أَرْسَلَ بِهَا إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ مَا أَحْسَنْتَ سَأَلْتَهَا إِيَّاهُ لَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّهُ لَا يَرُدُّ سَائِلًا فَقَالَ الرَّجُلُ وَاللّٰهِ مَا سَأَلْتُهُ إِلَّا لِتَكُونَ كَفَنِي يَوْمَ أَمُوتُ قَالَ سَهْلٌ فَكَانَتْ كَفَنَهُ. بابُ النساج (بخاری، کتاب البیوع، حدیث ۱۹۵۳) صفحہ ۲۸۱

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ایک عورت (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں) بردہ لیکر حاضر ہوئی۔ سہل نے کہا (کیا) تم جانتے ہو کہ بردہ کیا ہے؟ پھر جواب دیا ایک چادر ہے۔ جس پر حاشیے بنے ہوتے ہیں۔ اس (عورت) نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اسے اپنے ہاتھ سے بنا ہے تاکہ آپ کو پہنا سکوں رسول اللہ ﷺ نے اسے قبول فرمالیا۔ اس وقت آپ کو اس کی ضرورت بھی تھی۔ لوگوں میں سے کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ (یہ چادر) مجھے دے دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اچھا رسول اللہ ﷺ تھوڑی دیر وہاں تشریف فرما رہے پھر اندر تشریف لے گئے اور وہ چادر تہہ کر کے بھجوادی صحابہ نے اسے کہا کہ تو نے اچھا نہیں کیا چادر مانگ کر۔ حالانکہ تمہیں معلوم ہے کہ آپ کسی سوالی کے سوال کو رد نہیں کرتے۔ اس نے کہا میرا مقصد صرف یہ تھا کہ جب میں مرجاؤں مجھے اس میں کفن دیا جائے۔ سہل بن سعد کہتے ہیں وہی چادر اس کا کفن بنی۔

تشریح: (۱) اس حدیث پاک سے معلوم ہوا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم اطہر کے ساتھ لگنے والی چادر یا کوئی کپڑا قبر وحشر میں نفع دیتا ہے اور اس کے سبب نجات ہو جاتی ہے اگر یہ عقیدہ غلط ہوتا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام انہیں منع کر دیتے اور پھر جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جب اسے کہا تو نے ایسا کیوں کیا جب کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی ایک چادر کی ضرورت تھی تو اس نے جواب دیا کہ میں نے کفن بنانے کیلئے حاصل کی ہے۔ تو صحابہ کرام نے بھی اسے نہیں کہا کہ یہ عقیدہ درست نہیں۔ اگر یہ عقیدہ غلط ہوتا یا

Marfat.com

مشرکانہ ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فوراً کہنا تھا کہ یہ عقیدہ نہ رکھو یہ درست نہیں یا معاذ اللہ یہ کفر و شرک ہے۔ مگر بالکل ایسا نہیں کہا بلکہ اس کی عقیدت اور محبت والا عقیدہ دیکھ کر خاموش رہے۔ تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ صحابہ کرام کا عقیدہ تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت ہو جانے سے خواہ وہ کپڑا ہو یا کوئی اور چیز مسلمان کو اللہ کے عذاب سے بچاتی ہے اور اللہ کے فضل کا سبب بنتی ہے چاہے یہ دنیا ہو یا قبر و حشر نفع حاصل ہوتا ہے جیسا کہ حدیث پاک سے ثابت ہو رہا ہے۔ مگر تعجب ایسے لوگوں پر ہے جو بظاہر اقرار کرتے ہیں کہ ہم قرآن و حدیث کو مانتے ہیں اور جب علماء حق ان صفتوں کو بیان کرتے ہیں جو اللہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائی ہیں تو گلے پھاڑ کر محرابوں اور منبروں پر شور مچاتے ہیں کہ نہیں معاذ اللہ نبی ﷺ کچھ نفع نہیں دے سکتا اور نہ نقصان جو یہ عقیدہ رکھے وہ کافر ہے مشرک ہے معاذ اللہ اور قوم کو گمراہ کرنا چاہتے ہیں اور ملک و قوم میں خواہ مخواہ ایک فتنہ پیدا کر دیا ہے اور قوم کو فرقہ واریت کی آگ میں جلا کر تباہ و برباد کر رہے ہیں اور ملک کا ناقابل تلافی نقصان کر رہے ہیں جو صریحاً ملک و قوم اور سیدھے سادھے مسلمانوں سے زیادتی ہے۔ جس کی سزا یہ ضرور پائیں گے۔ ان لوگوں کو چاہئے تو یہ تھا کہ لوگوں کے دلوں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل و خصائص بیان کر کے عشق اور محبت پیدا کرتے کیوں کہ فرمان رسول ﷺ ہے کہ ایمان میری محبت کا نام ہے اور حدیث کے الفاظ ہیں کہ جب تک تم اولاد والدین اور کائنات کی سب چیزوں سے بڑھ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت نہیں کرو گے ایمان والے نہیں ہو سکتے۔

(۲) پھر یہ بھی معلوم ہوا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہوں یا ازواج رسول ﷺ یا اولاد رسول ﷺ ان کی غلامی اور عقیدت رکھنے اور ان سے محبت کرنے سے مسلمان کو نفع حاصل ہوگا اور ہوتا ہے کیونکہ اگر جسم اطہر کے ساتھ لگنے سے چادر نفع دے سکتی ہے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جنہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے کندھوں پر بٹھا کر غار ثور شریف لے جا کر اپنی گود میں لٹایا اور پھر جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم جو حضور ﷺ کے کندھوں پر مہر نبوت پر بیٹھ کر کعبۃ اللہ سے بت گرائے یا ازواج رسول ﷺ یا دیگر صحابہ جنہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست اقدس پر بیعت کی سب کے سب امت مصطفےٰ ﷺ کیلئے نفع بخش ہیں ان کی عقیدت و محبت سے آدمی کی نجات ہوگی اور یہ عقیدہ قرآن و حدیث کے عین مطابق ہے بلکہ ہر وہ چیز جس کی نسبت حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہو جائے اس کی تعظیم ہر ایمان والے پر واجب ہے اور اس کی مخالفت کرنا گمراہی اور ذلالت کی دلیل ہے کیونکہ جس کی نسبت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہو جائے اس کا اللہ کی بارگاہ میں ایک مقام اور وقار ہے اور اسکی توہین و تذلیل کرنا قرآن و حدیث کی مخالفت ہے جیسے مدینہ

Marfat.com

شریف کی یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جبہ مبارک ہو یا کوئی چیز ہو یا آل رسول ﷺ ہو یعنی سادات کرام سب کی تعظیم ہر صاحب ایمان پر واجب ہے اور اس کا انکار منافقت کی علامت ہے۔

(۳) پھر یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی سائل کے سوال کو رد نہیں فرماتے۔ مطلب کہ سوالی کوئی ہو اس کو خالی نہیں لوٹاتے جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے چادر مانگنے والے کو کہا۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ حضو علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے غلام کو عطا فرمانے والے ہیں اور ارشاد رسول ﷺ بھی ہے کہ اللہ مجھے دیتا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں۔ دیا وہ جاتا ہے جو پاس ہو تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ نے مجھے اپنے خزانوں کی چابیاں عطا فرما دیں ہیں۔ جو چیز عطا کی جاتی ہے یا وہ بطور امانت دی جاتی ہے یا بطور ہبہ۔ امانت کچھ مدت کے بعد واپس لی جاتی ہے اور ہبہ اسے کہتے ہیں جو واپس لینے کیلئے نہیں دی جاتی بلکہ جس کو ہبہ کیا جائے وہ اس کا مالک و مختار ہوتا ہے وہ جیسا چاہے تصرف کرے تو امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میں اسے تقسیم کرتا ہوں۔ تو حدیث رسول ﷺ سے یہ بات واضح ہو ہوئی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عطا فرمانے والے ہیں اور پھر کیا کیا عطا فرماتے ہیں۔ وہی عطا فرما سکتے ہیں جو اللہ کے خزانوں میں سے ہے جو اللہ نے دیا ہے۔ تو اللہ کے خزانوں میں کوئی ایسی چیز یا نعمت نہیں جو نہ ہو، ہر چیز ہر نعمت ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ سے ہر چیز ملتی ہے اور آپ ﷺ کسی سوالی کو خالی نہیں لوٹاتے بلکہ عطا فرماتے ہیں۔ لہٰذا جو مسلمان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ آپ ﷺ کی بارگاہ سے ہر نعمت ملتی ہے اور آپ ﷺ عطا فرماتے ہیں اس کا عقیدہ قرآن و حدیث کے عین مطابق ہے اور جو شخص یہ عقیدہ رکھے نہ مانگنا چاہئے اور نہ ہی آپ عطا فرماتے ہیں وہ قرآن و حدیث کے مخالف عقیدہ رکھتا ہے اور وہ اپنی جان پر ظلم کرتا ہے کیونکہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تقسیم کرنے والا نہیں مانتا اور سخی ہونے کا انکار کرتا ہے اور ایسا شخص اہل اسلام کے نزدیک قرآن و حدیث کا انکار کرنے والا ہے جو صریحاً گمراہی ہے ایمان دار نہیں۔ ایمان فرمان رسول ﷺ پر یقین رکھنے کا نام ہے۔

جاہلانہ اعتراض : بعض لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں پر اعتراض کرتے ہیں کہ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام عطا فرمانے والے ہیں تو تمہیں یہ چیز کیوں نہ ملی یا فلاں وقت تمہیں فلاں چیز کی ضرورت تھی جو تمہیں مانگنے پر بھی نہ ملی تو اس سے ثابت ہوا کہ تمہارا عقیدہ غلط ہے، اگر دے سکتے ہوتے تو مل جاتی دیگر اس قسم کی باتیں کرتے ہیں۔

پہلا جواب : پہلی بات تو یہ ہے کہ اعتراض میں دو چیزیں پائی جاتی ہیں یا جہالت ہے یا منافقت۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ اگر اللہ سے کوئی دعا کرے کہ یا اللہ مجھے ارب پتی بنا دے یا اسی طرح کوئی اور دعا کرتا ہے جو بظاہر پوری نہ ہو تو کیا یہ

Marfat.com

عقیدہ رکھنا درست ہوگا کہ اللہ دے نہیں سکتا یا دیتا نہیں۔ نہیں بالکل نہیں ایسا کہنے والا یا عقیدہ رکھنے والا مسلمان نہیں رہے گا کیونکہ اللہ جانتا ہے کہ یہ چیز جو میرا بندہ مجھ سے مانگ رہا ہے اس کیلئے بہتر ہے یا نہیں۔ اس کو دی جائے تو پھر اس سے اس کی بہتری ہوگی یا خرابی تو اللہ کریم اس کو وہ چیز نہیں دیتا تو اس کے بدلے میں اور چیز عطا فرما دیتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس چیز میں اس کی خرابی ہو تو اللہ کریم اپنے بندوں کی بہتری چاہتا ہے خرابی نہیں۔ اس کو وہ چیز نہیں دیتا تو اس کے بدلے میں اس سے بہتر عطا فرما دیتا ہے یا اس کے بدلے میں کوئی بہت بڑی مصیبت ٹال دیتا ہے یا وہ آخرت میں اس دعا کے بدلے بخش دیتا ہے اللہ اپنے بندے کی دعا رد نہیں کرتا۔

دوسرا جواب: بعض اوقات بچے والدین سے کوئی چیز مانگتے ہیں کہ ہم نے یہ کھانا ہے ہمیں یہ لیکر دو مگر والدین نہیں لیکر دیتے۔ اسلئے کہ والدین جانتے ہیں کہ یہ چیز اس کی صحت کیلئے درست نہیں یا کوئی بچہ جلتے ہوئے کوئلہ کے رنگ روپ کو دیکھ کر اسے پکڑنا چاہتا ہے مگر والدین اسے اس کے قریب نہیں جانے دیتے کیونکہ والدین جانتے ہیں کہ یہ آگ ہے جو اسے جلا دے گی۔ اس لئے وہ بچے کو اس سے دور رکھتے ہیں مگر بچہ ناسمجھ ہونے کی وجہ سے چیختا ہے چلاتا ہے۔ کہ مجھے دو اور اس کو حاصل کرنے کیلئے اپنی تمام قوت صرف کرتا ہے تو کیا والدین کے متعلق یہ نظریہ رکھنا درست ہوگا کہ یہ بچے کو دے نہیں سکتے۔ یہ فیصلہ احمقانہ ہوگا۔ ایسا فیصلہ کرنے والا خود بے وقوف ہوگا یا بچے کو جلانا چاہتا ہے یا وہ بچے کو والدین سے دور کرنا چاہتا ہے کہ دیکھ کر اتنی خوبصورت چیز تھی مگر تمہیں نہیں دی گئی اور یہ سب باتیں بچے سے عداوت اور دشمنی کی دلیل ہے اور اس کے والدین سے دشمنی کی علامت ہیں۔ اسی طرح اللہ اور اس کا رسول ﷺ جانتے ہیں کہ اپنے اس بندے کیلئے یا اپنے غلام کیلئے کیا بہتر ہے اور کیا نہیں جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے غلام کی بہتری نہیں جانتے وہ نہیں عطا فرماتے اور اس کو بنیاد بنا کر بندے کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دور کرنا اس سے دشمنی ہے اور اس کا ایمان تباہ کرنا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عداوت اور بغاوت کی دلیل ہے۔ یہی عقیدہ مدینہ کے منافقین کا تھا اور صحابہ کرام کا عقیدہ یہ تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کے خزانوں کو تقسیم کرتے ہیں اور اپنے غلاموں کو عطا فرماتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ کوئی مانگ رہا ہے، کسی کو اولاد عطا فرمائی، کسی کو عمر کسی کو شفا، کسی کے مانگنے پر بارش کو حکم دیا اور وہ برسنا شروع ہوگئی جیسا کہ حدیث کے مطالعہ سے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ حضور سے ﷺ لوگ مانگتے رہے اور آپ ﷺ عطا فرماتے رہے۔

Marfat.com

محبت نیک و بد کا اثر

حَدَّثَنِیْ مُوْسَی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا اَبُوْ بُرْدَۃَ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا بُرْدَۃَ بْنَ اَبِیْ مُوْسٰی عَنْ اَبِیْہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْجَلِیْسِ الصَّالِحِ وَ الْجَلِیْسِ السَّوْءِ کَمَثَلِ صَاحِبِ الْمِسْکِ وَکِیْرِ الْحَدَّادِ لَا یَعْدِمُکَ مِنْ صَاحِبِ الْمِسْکِ اِمَّا تَشْتَرِیْہِ اَوْ تَجِدُ رِیْحَہٗ وَکِیْرُ الْحَدَّادِ یُحْرِقُ بَدَنَکَ اَوْ ثَوْبَکَ اَوْ تَجِدُ مِنْہُ رِیْحًا خَبِیْثَۃً ۔

باب فی العطار و بیع المسک ۔ صفحہ ۲۸۲ (بخاری، کتاب البیوع، حدیث ۱۹۶۱)

حضرت ابو بردہ ابو موسیٰ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھے اور بُرے دوست کی مثال ایسی ہے جیسے مشک والا اور لوہاروں کی بھٹی، مشک والے سے کوئی نہ کوئی فائدہ اٹھا کر ہی پلٹو گے یا تو (خوشبو) خریدو گے یا اسے سونگھ کر ہی آؤ گے اور لوہار کی بھٹی تجھے یا تیرے کپڑوں کو جلا دے گی اور تمہیں اس کی بدبو سونگھنی پڑے گی۔

تشریح: اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ انسان پر سوسائٹی کے بہت زیادہ اثرات ہوتے ہیں۔ لہٰذا ہر شخص کو اچھی سوسائٹی اختیار کرنا چاہئے۔ حضور امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اچھی سوسائٹی اور دوستوں کی مثال ایسی جیسے عطار کی دوکان ہوتی ہے۔ اگر بندہ عطار کی دوکان پر جائے اور کچھ بھی نہ خریدے تو کم از کم خوشبو ضرور حاصل کر لیتا ہے۔ اسی طرح اچھی صحبت اختیار کرنے والوں کو کچھ نہ کچھ اچھائیاں ضرور حاصل ہو جاتی ہیں مثلاً صوفیاء کی محفل ہو یا علماء حق کی محفل ہو ان میں بیٹھنے سے مسائل کا علم ہوگا تقویٰ و پرہیزگاری ملے گی، دل میں خوف خدا پیدا ہوگا اور پھر جن لوگوں سے دنیا میں تعلق ہوگا قیامت کے دن انہی لوگوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا یعنی اس کا حشر بھی انہی لوگوں کے ساتھ ہوگا۔ حضرت ابو قرحافہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو جس قوم سے محبت رکھے گا اللہ تعالیٰ انہی کی جماعت میں اس کا حشر فرمائے گا۔ (جامع الاحادیث بحوالہ المعجم الکبیر طبرانی) اب اس حدیث سے وضاحت ہو گئی کہ نیکوں کی صحبت بندے کو دنیا اور آخرت میں فائدہ دیتی ہے اگر آدمی دنیا میں علماء صلحاء سے محبت رکھتا ہوگا قیامت کے دن بھی انہیں کا ساتھ ہوگا اگر فاسق و فاجر یا کفار کے ساتھ محبت رکھتا ہو یا دوستی کرنے والا ہوگا تو انہیں کے ساتھ ہوگا۔ ناچنے گانے بجانے والوں کو پسند کرتا ہو یا ان کی محفلوں میں آنا جانا ہوگا تو حشر بھی انہی لوگوں کے ساتھ ہوگا۔ اب ہر مسلمان کو فیصلہ خود کرنا ہوگا کہ وہ اپنا حشر کن لوگوں کے ساتھ پسند کرتا ہے۔ یقیناً ہر عقلمند یہی فیصلہ کرے گا کہ میری قبر و حشر میں سنگت نیک

Marfat.com

لوگوں کے ساتھ ہو۔علماء صلحاء کے ساتھ ہوتا کہ آخرت کی پریشانیوں سے محفوظ رہ سکے اور جب آدمی اچھی صحبت اختیار کرے گا یقیناً اچھائی کی طرف راغب ہو گا نیکی اور تقویٰ اختیار کرے گا اگر کفر و شرک کرنے والوں یا فاسق فاجروں کے ساتھ یا کوئی اور بدعقیدہ ہو گا، گستاخ رسول ہو یا آل رسول، اصحاب رسول یا ازواج رسول، اور اولا درسول کے گستاخ اور منکر کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا رکھے گا تو انہیں میں شمار ہو گا اور اس کا حشر بھی انہیں لوگوں کے ساتھ ہو گا اور بدعقیدگی کی طرف راغب ہو گا جس سے اس کی تباہی و بربادی ہو گی اور ایسے آدمی کو ذلت کے سوا کچھ حاصل نہ ہو گا۔اسلئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بُرے دوست کی مثال لوہار کی دوکان جیسی ہے یا تو آگ کی چنگاری سے اس کے کپڑے جل جائیں گے یا وہ بدبو دار دھواں جو انسان کی صحت کیلئے انتہائی مضر ہے وہ سونگھنا پڑے گا۔اسی طرح اگر کفار سے دوستی ہو گی تو وہ چاہیں گے یہ آدمی کافر ہو جائے اگر اللہ کریم کسی کو محفوظ رکھے تو کم از کم اتنا نقصان تو ضرور ہوتا ہے کہ وہ پختہ ایمان نہیں رہتا اور یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ جو لوگ مرزائیوں کے قریب بیٹھنے والے ہیں ان کے دوست ہیں وہ مرزائی ہو جاتے ہیں یا پھر انتہائی بے دین اور برائے نام مسلمان رہ جاتے ہیں کیونکہ کفر سے نفرت کا نام ایمان ہے اور دیگر بدعقیدہ لوگوں کے ساتھ صحبت اختیار کرتا ہے تو وہ بدعقیدگی سے اگر محفوظ بھی رہے تو پھر بھی اس کے اثرات ضرور ظاہر ہوتے ہیں جو آخرت کیلئے تباہ کن ہیں۔لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیئے ایسی ہر مجلس میں نہ جائے اور ہر ایسے آدمی سے دوستی کرنے سے گریز کرے جو آخرت میں نقصان پہنچائے اور ہر اس محفل میں جائے اور ہر اس آدمی سے پیار اور دوستی کرے جو غلام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہو کیونکہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشاق میں بیٹھے گا تو اس کے دل میں عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہو گا اور عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نجات کا سامان ہے اور اسی سے ہی دنیا اور آخرت سنور جاتی ہے اور عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ایمان ہے۔اللہ کریم ہمیں بُری محفل بدعقیدہ کی دوستی سے بچائے اور اللہ کریم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صدقہ دنیا اور آخرت میں نیکوں کی سنگت عطا فرمائے۔نبیوں ،صدیقوں،شہیدوں اور صالحین کی سنگت نصیب فرمائے۔آمین ثم آمین۔

Marfat.com

حضور ﷺ کی کنیت رکھنے کی ممانعت

حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِیَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ حُمَیْدِ الطَّوِیْلِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی السُّوْقِ فَقَالَ رَجُلٌ یَا اَبَا الْقَاسِمِ فَالْتَفَتَ اِلَیْہِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّمَا دَعَوْتُ ھٰذَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَمُّوْا بِاسْمِیْ وَلَا تَکْنُوْا بِکُنْیَتِیْ ۔

(بخاری، کتاب البیوع، حدیث ۱۹۷۸)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ بازار میں تشریف لیجا رہے تھے کہ ایک شخص نے آواز دی (اے) ابوالقاسم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مڑ کر دیکھا تو وہ کہنے لگا (یارسول اللہ ﷺ) میں نے فلاں آدمی کو پکارا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے نام پر نام رکھ لیا کرو لیکن میری کنیت جیسی کنیت نہ رکھا کرو۔ باب ماذکر فی الاسواق صفحہ ۲۸۵

تشریح: اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ عمل یا عقیدہ بالکل پسند نہیں تھا کہ کوئی شخص آپ کی مثل کہلوائے یا بنے جیسا کہ حدیث سے ظاہر ہو رہا ہے کہ ایک شخص کی کنیت ابو القاسم تھی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے واضح فرمادیا بلکہ حکم فرمایا کہ اے مسلمانوں اس بات کا پرہیز کرو اپنی کنیت ابوالقاسم نہ رکھو۔ میری مثل نہ بنو۔ مگر میرے نام پر نام رکھ سکتے ہو۔ لہٰذا جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہماری ہی مثل بشر تھے جیسا کہ مولوی اسماعیل دہلوی لکھتا ہے کہ جیسے ہم بشر ہیں ویسے ہی رسول معاذ اللہ۔ تو ایسے لوگوں کا عقیدہ حدیث رسول ﷺ کے صریحاً خلاف ہے۔ جو عقیدہ قرآن وحدیث کے خلاف ہو وہ باطل ہوتا ہے اور جس کی موت باطل پر ہوگی وہ نامراد اور بد بخت ہوگا، صحیح العقیدہ خوش بخت وہی شخص ہوگا جو امام الانبیاء ﷺ کو بے مثل اور بے مثال مانتا ہو نہ کسی کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثل جانے اور نہ خود کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثل کہے مگر اس بات کی اجازت دی کہ میرے نام پر نام رکھ لو۔ بلکہ الحاوی للفتاوئی میں علامہ جلال الدین سیوطی حدیث نقل کرتے ہیں۔ حضرت امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہو اور وہ میری محبت (کی وجہ سے) اور میرے نام سے برکات (حاصل کرنے) کیلئے اس (لڑکے) کا نام محمد رکھے وہ (نام رکھنے والا) اور اس کا لڑکا دونوں جنت میں جائیں گے۔

Marfat.com

اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو اپنے نام پر نام رکھنے کی اجازت دی ہے اس میں راز یہ تھا کہ محمد نام رکھنے والا شخص اور نام رکھنے والا دونوں بخشے جائیں تا کہ میرے امتی کو فائدہ ہو اور اس سے یہ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بھی مشکل کشا اور نفع بخش ہے تو جس ذات بابرکات کا نام نفع دیتا ہے۔ اس ذات کے متعلق یہ کہنا کہ کسی کو نفع نہیں دے سکتے۔ ایسا شخص بد بخت ہونے کے ساتھ منافق بھی ہے یا پھر جاہل ہے یا دونوں صورتیں بھی ہو سکتی ہیں اور پھر جامع الاحادیث میں فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہے کہ حضرت نبیط بن شریط رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رب عزوجل نے مجھے فرمایا مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم (اے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم) جس کا نام تمہارے نام پر ہوگا اسے دوزخ کی آگ کا عذاب نہ دوں گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نامی اسم گرامی کی وجہ سے بھی اللہ اپنے گناہگار بندوں کو بخش دے گا۔ مگر یہ شرط ضرور ہے کہ وہ بدعقیدہ نہ ہو کیونکہ بخشش کیلئے عقیدہ کا درست ہونا ضروری ہے۔ اگر کسی کا نام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام پر ہو اور وہ مرزائی ہو یا پرویزی ہو جائے یا کفریہ عقائد رکھتا ہو اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل وخصائص کا منکر ہو تو ایسے شخص کو محمد یا احمد نام سے کوئی نفع نہیں ملے گا۔ جیسے مرزا کذاب کا نام تو احمد تھا مگر وہ کذاب دجال ہے یا اس کا ماننے والا ہو تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت کا منکر ہے یعنی ختم نبوت کا منکر ہونے کی وجہ سے اسے نفع حاصل نہیں ہوگا اسی طرح جو لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی صفت کے منکر ہوں گے وہ اللہ کی رحمت سے محروم ہوں گے۔ یہ فضل انہیں لوگوں پر ہوں گے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل وخصائص کمالات کو ماننے والے ہوں گے۔ اس لئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بھی صفت اور عظمت وشان کا انکار نہ کرے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل کا منکر ہونا اللہ کے فضل سے دوری اور غضب کو دعوت دینے کی دلیل ہے۔ اللہ کا فضل اسی پر ہوگا جس کے دل میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوگی۔

Marfat.com

توریت میں فضائلِ مصطفیٰ ﷺ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ حَدَّثَنَا هِلَالٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ لَقِيتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قُلْتُ أَخْبِرْنِي عَنْ صِفَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّوْرَاةِ قَالَ أَجَلْ وَاللَّهِ إِنَّهُ لَمَوْصُوفٌ فِي التَّوْرَاةِ بِبَعْضِ صِفَتِهِ فِي الْقُرْآنِ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَحِرْزًا لِلْأُمِّيِّينَ أَنْتَ عَبْدِي وَرَسُولِي سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ لَيْسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِيظٍ وَلَا سَخَّابٍ فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا يَدْفَعُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلَكِنْ يَعْفُو وَيَغْفِرُ وَلَنْ يَقْبِضَهُ اللَّهُ حَتَّى يُقِيمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ بِأَنْ يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَيَفْتَحُ بِهَا أَعْيُنًا عُمْيًا وَآذَانًا صُمًّا وَقُلُوبًا غُلْفًا تَابَعَهُ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ هِلَالٍ وَقَالَ سَعِيدٌ عَنْ هِلَالٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ سَلَامٍ غُلْفٌ كُلُّ شَيْءٍ فِي غِلَافٍ سَيْفٌ أَغْلَفُ وَقَوْسٌ غَلْفَاءُ وَرَجُلٌ أَغْلَفُ إِذَا لَمْ يَكُنْ مَخْتُونًا ﴿بخاری، کتاب البیوع حدیث ۱۹۸۲﴾

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں میں عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے ملا اوران سے کہا مجھے رسول اللہ ﷺ کے متعلق وہ کچھ بتایئے جوتورات میں ہے۔وہ بولے بہتر۔بخدا تورات میں آپ ﷺ کی وہ صفات بیان کی گئی ہیں جوقرآن مجید میں ہیں۔اے نبی ہم نے آپ کوگواہ خوشخبری دینے اورڈرسنانے والا بنا کر بھیجااوران پڑھ لوگوں کا محافظ بنا کر بھیجاتم میرے بندے اوررسول ﷺ ہوتمہارانام ہم نے متوکل رکھا ہے نہ تو ترش روح ہواور نہ سنگدل اور نہ بازار میں شور مچانے والے ہوتم برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے بلکہ معاف کر دیتے ہواور بخش دینے والے ہواوراسے (یعنی آپ ﷺ کو) اللہ تعالیٰ نہیں اُٹھائے گاجب تک ٹیڑھے لوگوں کواس کے ذریعے سیدھانہیں کردے گا کہ لوگ لاالہ الااللہ کہنے لگ جائیں اوراس کے سبب اندھی آنکھوں،بہرے کان اورڈھکے ہوئے دل کھول دے۔سعید نے بحوالہ بلا،عطا بن سلام نقل کیا ہے۔غلف ہراس چیز کو کہتے ہیں جو غلاف میں ہو۔سیف اغلف اورقوس غلفاء اس تلواراورکمان کو کہتے ہیں جوغلاف میں ہورجل اغلف اس آدمی کو کہتے ہیں جس کا ختنہ نہ ہواہو۔ باب کراھیۃ الصخب فی السوق) صفحہ ۲۸۵

تشریح: (۱) اس حدیث پاک سے ظاہر ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا معمول تھا کہ وہ ایک

Marfat.com

دوسرے کوطے کرنا پڑتا ہے کتنا ہی سفر کرنا پڑتا کہ آپ ہمیں فضائل مصطفےٰ ﷺ سنائیں اور وہ سناتے اور سننے والے اور سنانیوالے دونوں جھوم کر سنتے اور سناتے ، یہی وجہ تھی کہ اس وقت کے لوگوں کے ایمان مضبوط تھے بعد والے لوگ یعنی تابعین صحابہ کرام کی زبان سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل وخصائص سن کر جھومتے اور ان کے دلوں میں عظمت مصطفےٰ ﷺ پیدا ہوتی ۔ آج بھی اگر کوئی اپنے ایمان کو مضوط کرنا چاہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل وخصائص سنے اور پڑھے ۔اس سے دل میں عشق مصطفےٰ ﷺ پیدا ہوگا ، محبت اور عقیدت پیدا ہوگی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت اور عقیدت کا نام ہی ایمان ہے ۔ جو لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل وخصائص چھپاتے ہیں یا بیان کرنے میں بخل کرتے ہیں ۔ حقیقت میں وہ لوگوں کے دلوں سے ایمان نکالنا چاہتے ہیں اور لوگوں کو چاہئے کہ ان لوگوں سے گریز کریں جو عظمت وشان مصطفےٰ ﷺ کو بیان کرنا آپ کے علم واختیار یا نورانیت یا دیگر فضائل وکمالات کو بیان کرنا یا ماننا توحید خداوندی کے خلاف جانتے ہیں کیونکہ توحید کا منکر تو تب ہوگا جب اللہ کے سوا کسی کو الٰہ جانے گا یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی صفت کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتی صفت جانے گا ۔ اگر عقیدہ یہ ہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو بھی عظمت وشان ہے یا فضائل وخصائص ہیں سب کے سب اللہ کریم کے عطا کردہ ہیں تو یہ عقیدہ شرک یا کفر نہیں ہو سکتا بلکہ اس عقیدے کو کفرو شرک کہنے کی جاہل اور گمراہ کے سوا کوئی جرأت نہیں کرے گا ۔ کیونکہ یہ وہ حقیقت ہے جس کا انکار جاہل اور گمراہ کے سوا کوئی نہیں کرسکتا ۔ جس پر قرآن گواہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں جو خوبیاں تھیں سب اللہ کی دی ہوئی تھیں یا جس بھی نبی کو یا غیر نبی کے پاس جو ہے سب کا سب اللہ کا دیا ہوا ہے ۔ جس کو اللہ نہ دے اس کے پاس کچھ نہیں ہوتا مگر جس کو اللہ کوئی خوبی یا صفت یا فضائل وکمالات دے جیسے عیسیٰ علیہ السلام کو مردوں کو زندہ کرنے ، برص کے مریضوں کو ٹھیک کرنا ، اندھوں کو آنکھیں دینا ، غیب کا جاننا ، روح اللہ ہونا یا دیگر فضائل جو قرآن نے بیان کئے ہیں اگر ان کا انکار کرے گا تو کافر ہو جائے گا ۔ قرآن کا انکار ہوگا اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو اللہ نے کمالات ، فضائل وخصائص دیئے ہیں ۔ ان کا انکار کرنا بھی قرآن کا انکار ہوگا اور منافقت ہوگی جہالت اور گمراہی تصور ہوگی کیونکہ یہ انداز منافقین مدینہ کا ہے کہ کلمہ بھی پڑھتے تھے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل کا بھی انکار کرتے تھے ۔ مگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل وخصائص کو مانتے بھی تھے اور بیان بھی کرتے تھے ۔ جس سے معلوم ہوا صحابہ کرام والا عقیدہ ان لوگوں کا ہے جو فضائل مصطفےٰ ﷺ کو سن کر خوش ہوں اور دلوں کو راحت محسوس ہو اور اطمینان حاصل ہوتا ہو ۔ جس کا دل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت وشان فضائل وخصائص سن کر خوش نہ ہو اسے جان لینا چاہئے کہ میرے دل میں منافقت ہے ۔ جب تک یہ ختم نہ ہوگی ایمان والا نہیں ہوگا کیونکہ جس کی عظمت وشان سن کر دل بے قرار ہو جائے اور صفت وثنا سننا گوارہ نہ کرے یہ اس سے عداوت کی

Marfat.com

دلیل ہے۔ محبت کی نہیں تو اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل وکمالات سننے سے ایسا محسوس ہو تو فوراً توبہ کرنی چاہئے ورنہ بصورت دیگر خاتمہ ایمان پر نہیں ہوگا۔

(۲) پھر حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ انہوں نے مجھے فرمایا کہ جو قرآن نے بیان کیا ہے۔ تورات میں وہی فضائل بیان ہوئے جن سے چند آپ نے بیان کئے کہ اللہ کریم نے فرمایا کہ اے نبی ﷺ ہم نے تجھے شاہد یعنی گواہ بنا کر بھیجا ہے۔ خوشخبری دینے والا ڈر سنانے والا اوران پڑھوں کا محافظ بنا کر بھیجا ہے۔ اے محبوب ﷺ تم میرے بندے اور رسول ہو تم متوکل ہو تم بد اخلاق نہیں ہو اور نہ ہی سنگدل ہو اور نہ بازاروں میں شور مچانے والے ہو بلکہ بخشش فرمانے والے ہو اور پھر آگے فرمایا کہ تورات میں درج ہے کہ اللہ وحدہٗ لاشریک نے فرمایا اس وقت محبوب کریم ﷺ کا انتقال نہیں ہوگا جب تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلے سے گمراہوں کو ہدایت نہ مل جائے گی اور کفر وشرک کا خاتمہ نہیں ہو جائے گا اور صرف اللہ کی عبادت ہوگی، بت توڑ دیئے جائیں گے اور پھر آگے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق تورات میں درج ہے کہ ان کے صدقے اندھی آنکھیں بہرے کان اور ڈھکے ہوئے دل کھول دیئے جائیں گے۔

اس سے معلوم ہوا کہ پہلی کتابوں میں اللہ کریم نے یہ سب کچھ درج کر کے لوگوں کے دلوں میں یہ عقیدت ومحبت پیدا کردی تھی کہ جو محبوب تشریف لانے والے ہیں ان کی فضیلت یہ ہے کہ سب نبیوں سے اعلیٰ اور افضل ہیں اور سب خوبیاں بیان کر کے فرمایا کہ ایک خوبی یہ بھی ہے کہ ان کے صدقے لوگوں کو ہدایت ملے گی اور لوگ بت پرستی چھوڑ کر اللہ پر ایمان لائیں گے۔ اب اس پر غور فرمایا جائے کہ کیا یہ عقیدہ درست ہے کہ حضور کے صدقے کچھ نہیں ملتا یا حضور کچھ نفع نہیں دیتے، بالکل درست نہیں بلکہ یہ عقیدہ منافقین کا تھا تورات قرآن یا دیگر آسمانی کتب میں سب فضائل رسول درج تھے اور اللہ وحدہٗ لاشریک کا قرآن، تورات اور دیگر آسمانی کتب میں یہ عقیدہ بیان کرنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ لوگوں کو معلوم ہو کہ آخر الزمان رسول ﷺ ہم جیسا نہیں بلکہ وہ سب سے اعلیٰ اور افضل ہے اور ہمیں جو کچھ ملا ہے ان کا صدقہ ملا ہے ہدایت ملی ہے۔ حضور ﷺ کے صدقہ ایمان ملا...... مگر افسوس کہ کچھ لوگ مسلمان کہلوانے کے باوجود یہ کہتے ہیں ہیں کہ نبی نفع نہیں دیتا جب کہ حدیث بتا رہی ہے کہ ان کے سبب اندھی آنکھیں بہرے کان ڈھکے ہوئے دل کھول دیئے جائیں گے، کا مطلب ہے اللہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ کمال عطا فرمایا ہے..... ویز کیھم۔ حضور لوگوں کو پاک فرمانے والے ہیں۔ آپ ﷺ کی بارگاہ میں یہ کمال ہوگا کہ اگر اس اندھی آنکھ کی طرف اُٹھ گئی جس میں حق کو پہچاننے کی صلاحیت نہیں تو جب اس پر سرور کون و مکاں ﷺ کی نگاہ کرم ہوگی تو وہ حق کو پہچان جائے گی۔ اس میں حق اور باطل میں فرق نظر آجائے گا اور جن کانوں میں حق

Marfat.com

سننے کی صلاحیت نہیں جب ان پر محبوب خدا ﷺ کی نگاہ کرم ہوگی تو ان میں حق سننے کی صلاحیت حاصل ہو جائے گی اور دل ڈھکے ہوئے ہیں یعنی ان دلوں پہ کفر وشرک اور گمراہی کا زنگ چڑھا ہوا ہے اور ان کے دلوں میں کفر وشرک کی نفرت اسلام کی محبت پیدا ہو جائے گی۔تو حدیث کے ان الفاظ سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نفع دیتے ہیں اور اللہ وحدہٗ لا شریک نے اپنے بندوں کو نفع دینے والا محبوب دیا ہے اور بندوں پر جو عنایات کی ہیں سب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صدقہ ہیں نبیوں کو نبوت حضور کا صدقہ جیسے قرآن گواہ ہے ولیوں کو ولایت عالموں کو علم یا جس کے پاس جو ہے سب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صدقہ ہے۔یہی وہ حق ہے جو اللہ اپنے بندوں کو سمجھانا چاہتا ہے تا کہ لوگوں کے دلوں میں عظمت وشان مصطفےٰ ﷺ اور عقیدت واحترام مصطفےٰ ﷺ پیدا ہو۔جیسا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے دلوں میں محبت تھی آج بھی حق پہ وہی ہے جس کا عقیدہ صحابہ کرام جیسا ہوگا کیونکہ صحابہ کرام کا عقیدہ وہ تھا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سکھایا ہے جو گمراہی سے پاک ہے۔الحمدللہ وہ عقیدہ اہل سنت وجماعت کا ہے دیگر تمام فرقے دیکھ لیں ان کا عقیدہ صحابہ کرام سے بالکل نہیں ملتا۔بندے کو چاہئے کہ گروہ بندی کے چنگل سے نکل کر ایمان کی حفاظت کرے اور ایمان کی حفاظت صحابہ والے عقائد میں ہے جس میں عقیدت واحترام مصطفےٰ ﷺ ہے۔اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کا صدقہ خاتمہ ایمان پر فرمائے۔آمین ثم آمین

Marfat.com

قرآن کا ہدیہ لینا جائز ہے

حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا اَبُو عَوَانَةَ عَنْ اَبِي بِشْرٍ عَنْ اَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ اَبِي سَعِيدٍ قَالَ انْطَلَقَ نَفَرٌ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفْرَةٍ سَافَرُوهَا حَتّٰى نَزَلُوا عَلٰى حَيٍّ مِنْ اَحْيَاءِ الْعَرَبِ فَاسْتَضَافُوهُمْ فَاَبَوْا اَنْ يُضَيِّفُوهُمْ فَلُدِغَ سَيِّدُ ذٰلِكَ الْحَيِّ فَسَعَوْا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ لَا يَنْفَعُهُ شَيْءٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَوْ اَتَيْتُمْ هٰؤُلَاءِ الرَّهْطَ الَّذِيْنَ نَزَلُوا لَعَلَّهُ اَنْ يَكُوْنَ عِنْدَ هُمْ شَيْءٌ فَاَتَوْهُمْ فَقَالُوا يَا اَيُّهَا الرَّهْطُ اِنَّ سَيِّدَنَا لُدِغَ وَسَعَيْنَا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ لَا يَنْفَعُهُ فَهَلْ عِنْدَ اَحَدٍ مِنْكُمْ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ نَعَمْ وَاللّٰهِ اِنِّي لَاَرْقِي وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ لَقَدِ اسْتَضَفْنَاكُمْ فَلَمْ تُضَيِّفُوْنَا فَمَا اَنَا بِرَاقٍ لَكُمْ حَتّٰى تَجْعَلُوا لَنَا جُعْلًا فَصَالَحُوْهُمْ عَلٰى قَطِيْعٍ مِنَ الْغَنَمِ فَانْطَلَقَ يَتْفِلُ عَلَيْهِ وَيَقْرَاُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ فَكَاَنَّمَا نُشِطَ مِنْ عِقَالٍ فَانْطَلَقَ يَمْشِي وَمَا بِهٖ قَلَبَةٌ قَالَ فَاَوْفَوْهُمْ جُعْلَهُمُ الَّذِي صَالَحُوْهُمْ عَلَيْهِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اقْسِمُوا الَّذِي رَقٰى لَا تَفْعَلُوا حَتّٰى نَاْتِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَذْكُرَ لَهُ الَّذِي كَانَ فَنَنْظُرَ مَا يَاْمُرُنَا فَقَدِمُوا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوا اقْسِمُوا وَاضْرِبُوا وَمَا يُدْرِيْكَ اَنَّهَا رُقْيَةٌ ثُمَّ قَالَ قَدْ اَصَبْتُمْ اقْسِمُوا وَاضْرِبُوا لِي مَعَكُمْ سَهْمًا فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ شُعْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُو بِشْرٍ سَمِعْتُ اَبَا الْمُتَوَكِّلِ بِهٰذَا ؁

(بخاری، کتاب الاجارہ حدیث نمبر ۲۱۴۰)

باب هل يواجر الرجل نفسه صفحہ ۳۰۴

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں اصحاب رسول ﷺ کی ایک جماعت سفر پر روانہ ہوئی اور عرب کے ایک قبیلے کے ہاں اُتری اور انہیں توقع تھی کہ لوگ ان کے میزبان بنیں گے مگر انہوں نے مہمان نوازی کرنے سے انکار کر دیا (مگر اتفاق سے اسی دوران) اس قبیلے کے سردار کو بچھو نے ڈس لیا لوگوں نے بہت کوشش کی مگر کچھ بھی فائدہ نہ ہوا بعض نے مشورہ دیا اگر تم ان کے پاس جاؤ جو یہاں آئے ہوئے ہیں۔ شاید ان کے پاس کچھ نہ کچھ (طریقہ علاج) ہو چنانچہ وہ لوگ آئے اور بولے اے لوگو ہمارے سردار کو بچھو نے کاٹ لیا ہے ہم نے بہت کچھ کیا مگر فائدہ نہیں ہوا۔ کیا تم میں سے کسی کے پاس کوئی طریقہ علاج ہے۔ کسی نے کہا ہاں میں دم کرتا ہوں

Marfat.com

لیکن ہم نے تمہارا مہمان بننا چاہا مگر تم نے انکار کر دیا۔لہٰذا ہم اس وقت دم نہیں کریں گے جب تک اس کا معاوضہ نہیں دو گے، چنانچہ انہوں نے بکریوں کا ایک ریوڑ دینے کا معاہدہ کر لیا۔ایک صحابی نے سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کیا اور وہ (دم سے) فوراً اچھا ہو گیا جس طرح کوئی جانور کھول دیا جاتا ہے وہ اسی طرح چلنے لگا گویا اسے کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔اس (سردار) نے کہا انہیں معاوضہ دے دو جوان سے طے ہوا تھا (صحابہ کرام میں سے) بعض نے کہا یہ بکریاں تقسیم کر لو جنہوں نے دم کیا ہے لیکن وہ بولے ایسا نہ کرو جب تک رسول اللہ ﷺ کے پاس نہ پہنچ جائیں اور آپ ﷺ کی بارگاہ میں وہ واقعہ بیان کیا جائے جو ہوا ہے پھر دیکھو کہ آپ (ﷺ) کیا ارشاد فرماتے ہیں۔وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ بیان کیا۔آپ نے فرمایا تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ سورۃ فاتحہ ایک دم بھی ہے پھر فرمایا تم نے اچھا کیا تقسیم کر لو اور ہاں میرا حصہ بھی نکالو یہ فرما کر آپ ﷺ مسکرا دیئے۔

تشریح: (۱) اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ دم کرنا قرآن وحدیث کے خلاف نہیں جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ دم وغیرہ سے کچھ نہیں ہوتا۔وہ اس حدیث اور صحابہ کرام کے عمل کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں جو سراسر غلط ہے۔لہٰذا دم وغیرہ کرنا یا تعویذ وغیرہ کرنا جائز اور درست ہے اور ایک دوسری حدیث پاک سے تعویذ کا کرنا اور اس سے نفع حاصل ہونا بھی ثابت ہے بلکہ حضور امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تعویذ لکھ کر حضرت امام حسن (رضی اللہ عنہ) کے گلے میں ڈالا اور فرمایا کہ اس سے نفع حاصل ہو گا مگر یہاں چند چیزوں کا جاننا ضروری ہے وہ یہ ہے اس عمل میں کہیں بھی شریعت کی مخالفت نہ ہو کیونکہ آج کل یہ معاملہ اتنا خراب ہو چکا ہے کہ شریعت مصطفےٰ ﷺ کی دھجیاں بکھیری جا رہی ہیں اور اس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ تعویذ گنڈہ اور دم وغیرہ کرنے والوں میں اکثریت جاہلوں اور غیر شرعی لوگوں کی ہے بلکہ بعض غیر مسلم اور بدعقیدہ لوگ بھی یہ کام کرتے ہیں جس کی وجہ سے بہت سارے فتنے پیدا ہوتے ہیں اور جو غیر مسلم یا بدعقیدہ ہیں وہ ضعیف الاعتقاد لوگوں کو گمراہی کی راہ پر چلاتے ہیں اور شریعت وسنت کے خلاف عمل کرنے کو کہتے ہیں اور وہ جاہل عورتیں اور جاہل مرد دنیاوی نقصانات کے علاوہ ایمان ضائع کر بیٹھتے ہیں جیسا کہ بعض اوقات اخبارات اور ٹی وی پر بھی آپ لوگ دیکھتے ہیں کئی عورتیں عزت گنوا لیتی ہیں، بعض غیر مسلم لوگ قرآن کی بے حرمتی کرنے والے عمل بتاتے ہیں۔العیاذ باللہ تعالیٰ۔ایسے لوگ گمراہ بے دین ہوتے ہیں۔ان لوگوں سے گریز کرنا بہت ضروری ہے۔خصوصاً عورتوں کیلئے بالکل جائز نہیں کہ وہ تنہائی میں غیر محرم مرد کے پاس بیٹھیں خواہ وہ کتنا بڑا متقی پرہیزگار ہی کیوں نہ ہو عورتوں کیلئے بالکل یہ عمل ناجائز اور حرام ہے۔اگر کہیں کوئی ایسا متقی پرہیزگار آدمی ہو تو بہتر یہ ہے کہ مرد ہی جائے اور تعویذ

Marfat.com

لے آئے۔ اگر کوئی مریضہ ہو تو اس کے ساتھ اس کا کوئی محرم مرد ہو تو کسی حد تک برداشت کیا جا سکتا ہے یعنی جہاں تک شریعت اجازت دیتی ہے۔

(۲) یہ بھی معلوم ہوا کہ دم کرنے میں شفا ہوتی ہے جیسے سردار کو شفا حاصل ہوئی۔ مگر وہ دم جائز ہے جس کے الفاظ غیر شرعی نہ ہوں جیسے قرآن پاک کی آیات پڑھ کر دم کرنا یا کوئی حدیث کے الفاظ ہوں یا وہ الفاظ جو قرآن وحدیث کے مطابق ہوں یہ بات معلوم ہونی چاہئے جو الفاظ غیر شرعی ہوں قرآن وحدیث کے خلاف ہوں تو نہ ان میں شفا ہوتی ہے اور نہ ہی ان میں خیر ہے یہ خواہ وہ دم کرنے والا ہو یا کروانے والا ہو۔

(۳) اور اس حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ علماء کرام کیلئے وظیفہ لینا جائز اور درست ہے۔ بعض جاہل علماء کرام پر باتیں بناتے ہیں جو سراسر جہالت ہے اور اکثر لوگ فاسق وفاجر ہوتے ہیں کہ جی یہ نمازیں بیچتے ہیں یا دین بیچتے ہیں، تبلیغ بیچتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ایسے لوگوں کو توبہ کرنی چاہئے کیوں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ان بکریوں میں میرا حصہ بھی نکالنا اگر یہ عمل ناجائز ہوتا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ تو ان صحابہ کو بکریاں رکھنے کی اجازت دیتے اور نہ ہی اپنا حصہ نکالنے کا حکم فرماتے بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد فرمانا کہ اس میں میرا حصہ بھی نکالنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ عمل درست اور جائز ہے۔ لہٰذا علماء حق کے نذر قبول کرنے پر یا امامت خطابت یا دیگر امور میں جن میں مذہب ومسجد اور اسلام کی کی خدمت ہو وظیفہ لینا نذر ونیاز قبول کرنا نذرانہ وغیرہ لینے پر اعتراض کرنا غیر شرعی ہے اور علماء حق سے بغض وعداوت کی دلیل ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا علماء حق کی زیارت کرنا میری زیارت کرنا ہے۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دنیا پر لعنت ہے اور دنیا میں جو کچھ ہے سب پر لعنت ہے مگر اللہ تعالیٰ کا ذکر اور جسے اس علاقہ سے قرب ہے اور عالم یا طالب علم دین، اس سے معلوم ہوا مسجد خیر کی جگہ ہے وہاں ذکر خدا ہوتا ہے اور جہاں ذکر خدا ہو اور اس کے قریب کے لوگ جو ذکر میں شامل ہوں یا کہیں بھی ذکر خدا ہو مثلاً میلاد مصطفےٰ ﷺ کی محفلیں، ذکر وفکر کی محفلیں ہوں یا مدرسہ ہو جہاں قرآن وحدیث کی تعلیم ہو وہاں اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ اب غور فرمائیے کہ کیا کوئی ایسی محفل ہے جہاں علماء کرام نہ ہوں یقیناً ہوتے ہیں تو آپ نے علماء حق اور طلباء کے متعلق فرمایا جہاں یہ بندے ہوں وہاں لعنت نہیں ہوتی بلکہ رحمت ہوتی ہے کیونکہ وہ اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی عظمت وشان بیان کرنے والے ہوتے ہیں دین کے خادم ہوتے ہیں لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام بتانے والے ہوتے ہیں، گناہوں سے بچنے کی تلقین کرتے ہیں، نیکی کرنے کا درس دیتے ہیں۔ لہٰذا علماء حق کی خدمت کرنا باعث نجات اور ثواب ہے۔ علماء حق پر فضول

Marfat.com

اعتراض کرنا سخت جرم ہے۔ان کی بلاوجہ مخالفت شیطانیت ہے۔حقیر جاننا گمراہی اور بے دینی ہے اور دین سے دشمنی ہے۔
اور جہاں مدرسہ ہو یعنی طلباء علم دین حاصل کرتے ہوں وہاں اللہ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے اور ان طلباء کی بہت بڑی فضیلت ہے۔فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ جب طالب علم جو دین حاصل کرتا ہے فرشتے ان کے پاؤں کے نیچے پر بچھاتے ہیں خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو مدارس کی خدمت کرتے ہیں مگر یہ دیکھنا ضروری ہے کہ کیا اس مدرسہ میں حضور سے محبت کرنے والے لوگ ہیں یا بدعقیدہ ہیں اگر بدعقیدہ کے مدرسہ میں حصہ ڈالے گا تو اسے ثواب نہیں ہوگا اس کی مثال ایسی ہے جیسے جنگ میں کفر کو امداد دی جائے کیونکہ وہ اسلام کے مخالف ہیں اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں دیوانوں پروانوں جو دین کے سچے خادم ہیں تو جب تک وہ مبلغین دین کی تبلیغ کرتے ہیں ناموس رسالت کا تحفظ کرتے رہیں گے یا آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اولاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم، ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم و دیگر بزرگوں کے ناموس کا تحفظ کرتے رہیں گے ان سے تعاون کرنے والے کو ثواب ملتا رہے گا۔

علماء حق کی فضیلت : عن جابر بن عبد الله رضی الله عنهما قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یستخف بحقهم الا منافق بین النفاق ۔(کنز العمال جامع الاحادیث)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا علماء حق کو حقیر نہ جانے گا مگر کھلا منافق۔

اس پر غور کرنا ضروری ہے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو علماء حق (اہل سنت و جماعت) کو حقیر جانے گا وہ منافق ہوگا۔
آج جو لوگ علماء حق کو حقیر جانتے ہیں ان لوگوں کو فوراً توبہ کرنی چاہئے۔ورنہ بصورت دیگر موت منافقت پر ہوگی اور اور جس کی موت منافقت پر ہوگی وہی قبر و حشر میں خسارے والا ہوگا۔

اور دوسری حدیث میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔الفاظ ملاحظہ فرمائیں۔عن عبادة بن الصامت رضی الله عنه قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لیس من امتی من لم یعرف لعالمنا حقه ۔(جامع الاحادیث، مستدرک)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو (شخص) ہمارے عالم کا حق نہ پہچانے وہ میری امت سے نہیں۔

اور کافی تعداد میں احادیث ہیں جو طوالت کے خوف سے درج نہیں کی گئیں۔مگر ان دونوں حدیثوں سے بھی بات واضح

Marfat.com

ہو جاتی ہے۔لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ علماء حق اہل سنت و جماعت کا احترام کریں جو بہت ضروری ہے کیونکہ وہ دین کے خادم ہیں۔حق کو پہچاننا ہے تو ان کی عزت کی جائے ان سے،منافقت نہ کی جائے۔دین کے معاملات میں ان کی معاونت کی جائے اور وہ ماحول میں کسی سے کم نظر نہ آئیں ان کی ضروریات زندگی صحیح معنوں میں پوری ہونی چاہئیں۔گفتگو میں ان کا احترام نظر آئے وغیرہ۔جو شخص ان چیزوں کا خیال نہ رکھے گا وہ عالم دین کا حق نہیں پہچانتا۔مگر علماء کیلئے ضروری ہے کہ ہر اس عمل سے گریز کریں جو شریعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالف ہو اور ہر اس چیز سے یا معاملہ سے گریز کریں جس سے ان کے وقار میں کمی ہوتی ہو مگر جہاں شریعت کی بات ہو وہاں کسی چیز کی پرواہ نہ کرے یا اللہ کی عظمت وشان یا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان،آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم،اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم،اولاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم،ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس کا مسئلہ ہو تو اپنی عزت کی پراوہ نہ کرے کیونکہ ان پر سب کچھ قربان کرنا ایمان اور اصل میں عزت ہی وہ ہے جو اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہو۔

Marfat.com

کل کیا ہوگا؟ حضور ﷺ جانتے ہیں

وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ اَبُوْعَمْرٍو حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ
وَكَّلَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ زَكٰوةِ رَمَضَانَ فَاَتَانِيْ اٰتٍ فَجَعَلَ يَحْثُوْا مِنَ الطَّعَامِ
فَاَخَذْتُهٗ وَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّيْ مُحْتَاجٌ وَّعَلَيَّ
عِيَالٌ وَّلِيْ حَاجَةٌ شَدِيْدَةٌ قَالَ فَخَلَّيْتُ عَنْهُ فَاَصْبَحْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَا اَبَا هُرَيْرَةَ مَا فَعَلَ اَسِيْرُكَ الْبَارِحَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ شَكَا حَاجَةً شَدِيْدَةً وَّعِيَالًا
فَرَحِمْتُهٗ فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهٗ قَالَ اَمَا اِنَّهٗ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُوْدُ فَعَرَفْتُ اَنَّهٗ سَيَعُوْدُ لِقَوْلِ رَسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ سَيَعُوْدُ فَرَصَدْتُّهٗ فَجَآءَ يَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُهٗ فَقُلْتُ
لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعْنِيْ فَاِنِّيْ مُحْتَاجٌ وَّعَلَيَّ عِيَالٌ لَّا اَعُوْدُ
فَرَحِمْتُهٗ فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهٗ فَاَصْبَحْتُ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ
مَا فَعَلَ اَسِيْرُكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ شَكَا حَاجَةً شَدِيْدَةً وَّعِيَالًا فَرَحِمْتُهٗ فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهٗ
قَالَ اَمَا اِنَّهٗ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُوْدُ فَرَصَدْتُّهُ الثَّالِثَةَ فَجَآءَ يَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُهٗ فَقُلْتُ
لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهٰذَا اٰخِرُ ثَلٰثِ مَرَّاتٍ اَنَّكَ تَزْعَمُ لَا تَعُوْدُ ثُمَّ
تَعُوْدُ قَالَ دَعْنِيْ اُعَلِّمْكَ كَلِمٰتٍ يَنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهَا قُلْتُ مَا هُوَ قَالَ اِذَا اَوَيْتَ اِلٰى فِرَاشِكَ
فَاقْرَاْ اٰيَةَ الْكُرْسِيِّ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ تَخْتِمُ الْاٰيَةَ فَاِنَّكَ لَنْ يَّزَالَ عَلَيْكَ
مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ وَّلَا يَقْرَبَنَّكَ شَيْطَانٌ حَتّٰى تُصْبِحَ فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهٗ فَاَصْبَحْتُ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا فَعَلَ اَسِيْرُكَ الْبَارِحَةَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زَعَمَ اَنَّهٗ يُعَلِّمُنِيْ
كَلِمَاتٍ يَنْفَعُنِيَ اللّٰهُ بِهَا فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهٗ قَالَ مَا هِيَ قُلْتُ قَالَ لِيْ اِذَا اَوَيْتَ اِلٰى فِرَاشِكَ فَاقْرَاْ
اٰيَةَ الْكُرْسِيِّ مِنْ اَوَّلِهَا حَتّٰى تَخْتِمَ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَقَالَ لِيْ لَنْ يَّزَالَ عَلَيْكَ
مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ وَّلَا يَقْرَبُكَ شَيْطَانٌ حَتّٰى تُصْبِحَ وَكَانُوْٓا اَحْرَصَ شَيْءٍ عَلَى الْخَيْرِ فَقَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا اِنَّهٗ قَدْ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوْبٌ تَعْلَمُ مَنْ تُخَاطِبُ مُنْذُ ثَلٰثِ لَيَالٍ
يَا اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ لَا قَالَ ذَاكَ شَيْطَانٌ ۞ (بخاری، کتاب الوکالہ، حدیث نمبر ۲۱۴۹)

Marfat.com

عثمان بن ہیثم ابوعمرو بیان کرتے ہیں مجھے عوف اور انہوں نے محمد بن سیرین اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں (جمع شدہ اناج) کی حفاظت پر مامور فرمایا۔ ایک شخص میرے پاس آیا اور مٹھیاں بھر کر اناج لینے لگا میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ تجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جاؤں گا۔ وہ بولا میں ضرورت مند ہوں میرے ذمہ بیوی بچوں کی پرورش ہے مجھے اس کی سخت ضرورت ہے میں نے اسے رہا کر دیا، صبح ہوئی اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا (تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے فرمایا تمہارے رات کے قیدی کا کیا بنا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس نے اپنی ضرورت اور بیوی بچوں کا ذکر کیا تو مجھے ترس آ گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا وہ جھوٹا ہے وہ پھر آئے گا۔ آپ کے اس فرمان سے مجھے یقین ہو گیا کہ وہ ضرور آئے گا۔ میں فرمان رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے اس کا انتظار کرتا رہا وہ آیا (اور پھر) اناج لینے لگا میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا (آج) میں تجھے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں لیکر جاؤں گا۔ وہ بولا میں محتاج ہوں اور عیال دار ہوں۔ اس کے بعد نہیں آؤں گا۔ چنانچہ مجھے (پھر) رحم آ گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے قیدی کا کیا ہوا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس نے اپنی بیوی اور عیال داری کی شکایت کی تو مجھے اس پر رحم آ گیا اور میں نے اسے رہا کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یاد رکھو وہ جھوٹا ہے پھر آئے گا۔ میں پھر تیسری رات اس کا انتظار کرتا رہا وہ آیا اور اناج لینے لگا میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا میں تجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ضرور پیش کروں گا۔ یہ تیسری بار ہے تو ہر دفعہ یہی کہتا ہے کہ میں پھر نہیں آؤں گا لیکن تو پھر ہر بار آ جاتا ہے۔ وہ بولا تم مجھے جانے دو میں تمہیں ایسی بات سکھاؤں گا جس سے اللہ تعالیٰ تجھے فائدہ پہنچائے گا۔ میں نے پوچھا وہ کیا ہے۔ وہ بولا جب تم بستر پر جاؤ تو آیۃ الکرسی۔ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ..... آخر تک پڑھ لیا کرو۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک فرشتہ تمہاری نگرانی پر لگا دیا جائے گا اور صبح تک شیطان تمہارے قریب نہیں بھٹکے گا۔ چنانچہ میں نے اسے (پھر) چھوڑ دیا۔ جب صبح ہوئی اور (میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے رات کے قیدی کا کیا حال ہے؟ میں نے عرض یا رسول اللہ ﷺ (اس نے بولا) وہ مجھے ایسے کلمات سکھائے گا جس سے اللہ تعالیٰ مجھے فائدہ پہنچائے گا۔ اس وجہ سے میں نے اسے چھوڑ دیا حضور ﷺ نے فرمایا وہ کلمات کیا ہیں۔ میں نے عرض کیا اس نے مجھے بتایا جب سونے لگو تو آیۃ الکرسی شروع سے آخر تک پڑھو اور اس نے کہا اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارا ایک نگران ہوگا اور صبح تک تمہارے پاس شیطان نہیں آ سکے گا۔ صحابہ کرام بھلائی (حاصل کرنے میں) بہت حریص تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس نے صحیح کہا ہے لیکن وہ

Marfat.com

بہت جھوٹا ہے۔ (پھر آپ ﷺ نے فرمایا) ابو ہریرہ تمہیں معلوم ہے کہ تین راتیں کس سے گفتگو کرتے رہے ہو۔ ابو ہریرہ نے عرض کیا نہیں (یارسول اللہ ﷺ) فرمایا وہ شیطان تھا۔ باب اذا وکل رجلا فترک الوکیل

تشریح: اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو ہر چیز کا علم عطا فرمایا ہے جو ہو چکا ہے یا ہو رہا ہے یا ہونے والا ہے۔ سب کا علم ہے جیسا کہ حدیث سے ظاہر ہو رہا ہے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو غلہ کے ڈھیر کی نگرانی کا حکم دیا تو آپ بطور نگران غلہ کے ڈھیر کی نگرانی کر رہے تھے تو ایک چور آیا اور اس نے غلہ اٹھانا شروع کر دیا تو حضرت ابو ہریرہ نے اسے پکڑ لیا۔ اس نے منت سماجت کی اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا وعدہ کیا تو حضرت ابو ہریرہ نے اسے چھوڑ دیا مگر وہ پھر چوری کرنے آتا رہا اور تین بار ایسا ہوا اور ہر بار حضور نبی اکرم نور مجسم ﷺ فرماتے رہے کہ ابو ہریرہ کیا بنا تمہارے چور کا تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ عرض کرتے رہے۔ حضور اس نے مجبوری ظاہر کی اور مجھے اس کی حالت پر ترس آ گیا تھا۔ لہٰذا میں نے اسے چھوڑ دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے رہے وہ پھر آئے گا۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمانا کہ ابو ہریرہ تمہارے چور کا کیا ہوا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گذشتہ کا علم ہے حالانکہ اس چور اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے درمیان جو معاملا ہوا تھا اس وقت کوئی تیسرا شخص موجود نہ تھا مگر جب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ صبح کے وقت بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا بتاؤ چور اور تمہارے درمیان کیا ہوا۔ یہ جملے ظاہر کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کو علم تھا کہ جو چور آیا ہے اور ابو ہریرہ نے اسے چھوڑ دیا ہے پھر آگے فرمایا کہ (کل) پھر آئے گا۔ پھر تیسرے دن فرمایا کہ وہ آج بھی آئے گا۔ ہر بار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پوچھنا اس بات کی دلیل ہے کہ جو کچھ ہو چکا ہے جو کچھ ہو رہا ہے جو ہونے والا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہر چیز کا علم ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کچھ بھی چھپا ہوا نہیں ہے۔ یہی اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ جو حدیث سے ثابت ہو رہا ہے، جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ نہ تو نبی کریم ﷺ کو گذشتہ کا علم ہے اور نہ جو ہو رہا ہے اور نہ ہی جو ہونے والا ہے۔ ان کا عقیدہ حدیث کے خلاف ہے اور جو عقیدہ حدیث کے خلاف ہو وہ باطل ہوتا ہے، باطل عقائد پر مرنے والا نجات نہیں پائے گا۔ نجات اس کی ہوگی جس کا عقیدہ حدیث پاک کے مطابق ہوگا۔ کیونکہ نجات عقیدہ پر ہوگی۔ اگر عقیدہ قرآن وحدیث کے خلاف ہوا تو نیک اعمال فائدہ نہیں دیں گے جیسے منافقین کو ان کی نمازیں روزے حج زکوٰۃ یا دیگر نیک اعمال فائدہ نہیں دیں گے۔ نیک عمل فائدہ مند اس وقت ہوں گے جب عقیدہ درست ہوگا۔ لہٰذا ہر شخص کو اپنا عقیدہ قرآن وحدیث کے مطابق رکھنا چاہئے۔ فرقہ بندی کے بت کو توڑ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل وخصائص پر ایمان رکھنا چاہئے۔ مگر ساتھ

Marfat.com

عثمان بن ہیثم ابوعمرو بیان کرتے ہیں مجھے عوف اور انہوں نے محمد بن سیرین اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں (جمع شدہ اناج) کی حفاظت پر مامور فرمایا۔ ایک شخص میرے پاس آیا اور مٹھیاں بھر کر اناج لینے لگا میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ تجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جاؤں گا۔ وہ بولا میں ضرورت مند ہوں میرے ذمہ بیوی بچوں کی پرورش ہے مجھے اس کی سخت ضرورت ہے میں نے اسے رہا کر دیا، صبح ہوئی اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا (تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے فرمایا تمہارے رات کے قیدی کا کیا بنا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس نے اپنی ضرورت اور بیوی بچوں کا ذکر کیا تو مجھے ترس آ گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا وہ جھوٹا ہے وہ پھر آئے گا۔ آپ کے اس فرمان سے مجھے یقین ہو گیا کہ وہ ضرور آئے گا۔ میں فرمان رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے اس کا انتظار کرتا رہا اور وہ آیا (اور پھر) اناج لینے لگا میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا (آج) میں تجھے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں لیکر جاؤں گا۔ وہ بولا میں محتاج ہوں اور عیال دار ہوں۔ اس کے بعد نہیں آؤں گا۔ چنانچہ مجھے (پھر) رحم آ گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے قیدی کا کیا ہوا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس نے اپنی بیوی اور عیال داری کی شکایت کی تو مجھے اس پر رحم آ گیا اور میں نے اسے رہا کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یاد رکھو وہ جھوٹا ہے پھر آئے گا۔ میں پھر تیسری رات اس کا انتظار کرتا رہا وہ آیا اور اناج لینے لگا میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا میں تجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ضرور پیش کروں گا۔ یہ تیسری بار ہے تو ہر دفعہ یہی کہتا ہے کہ میں پھر نہیں آؤں گا لیکن تو پھر ہر بار آ جاتا ہے۔ وہ بولا تم مجھے جانے دو میں تمہیں ایسی بات سکھاؤں گا جس سے اللہ تعالیٰ تجھے فائدہ پہنچائے گا۔ میں نے پوچھا وہ کیا ہے۔ وہ بولا جب تم بستر پر جاؤ تو آیۃ الکرسی۔ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ..... آخر تک پڑھ لیا کرو۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک فرشتہ تمہاری نگرانی پر لگا دیا جائے گا اور صبح تک شیطان تمہارے قریب نہیں بھٹکے گا۔ چنانچہ میں نے اسے (پھر) چھوڑ دیا۔ جب صبح ہوئی اور (میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے رات کے قیدی کا کیا حال ہے؟ میں نے عرض یا رسول اللہ ﷺ (اس نے بولا) وہ مجھے ایسے کلمات سکھائے گا جس سے اللہ تعالیٰ مجھے فائدہ پہنچائے گا۔ اس وجہ سے میں نے اسے چھوڑ دیا حضور ﷺ نے فرمایا وہ کلمات کیا ہیں۔ میں نے عرض کیا اس نے مجھے بتایا جب سونے لگو تو آیۃ الکرسی شروع سے آخر تک پڑھو اور اس نے کہا اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارا ایک نگران ہوگا اور صبح تک تمہارے پاس شیطان نہیں آ سکے گا۔ صحابہ کرام بھلائی (حاصل کرنے میں) بہت حریص تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس نے صحیح کہا ہے لیکن وہ

Marfat.com

بہت جھوٹا ہے۔ (پھر آپ ﷺ نے فرمایا) ابوہریرہ تمہیں معلوم ہے کہ تین راتیں کس سے گفتگو کرتے رہے ہو۔ ابوہریرہ نے عرض کیا نہیں (یارسول اللہ ﷺ) فرمایا وہ شیطان تھا۔ باب اذا وکل رجلاً فترک الوکیل

تشریح: اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو ہر چیز کا علم عطا فرمایا ہے جو ہو چکا ہے یا ہو رہا ہے یا ہونے والا ہے۔ سب کا علم ہے جیسا کہ حدیث سے ظاہر ہو رہا ہے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو غلہ کے ڈھیر کی نگرانی کا حکم دیا تو آپ بطور نگران غلہ کے ڈھیر کی نگرانی کر رہے تھے تو ایک چور آیا اور اس نے غلہ اٹھانا شروع کر دیا تو حضرت ابوہریرہ نے اسے پکڑ لیا۔ اس نے منت سماجت کی اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا وعدہ کیا تو حضرت ابوہریرہ نے اسے چھوڑ دیا مگر وہ پھر چوری کرنے آتا رہا اور تین بار ایسا ہوا اور ہر بار حضور نبی اکرم نور مجسم ﷺ فرماتے رہے کہ ابوہریرہ کیا بنا تمہارے چور کا تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ عرض کرتے رہے۔ حضور اس نے مجبوری ظاہر کی اور مجھے اس کی حالت پر ترس آ گیا تھا۔ لہٰذا میں نے اسے چھوڑ دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے رہے وہ پھر آئے گا۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمانا کہ ابوہریرہ تمہارے چور کا کیا ہوا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گذشتہ کا علم ہے حالانکہ اس چور اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے درمیان جو معاملہ ہوا تھا اس وقت کوئی تیسرا شخص موجود نہ تھا مگر جب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ صبح کے وقت بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا بتاؤ چور اور تمہارے درمیان کیا ہوا۔ یہ جملے ظاہر کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کو علم تھا کہ جو چور آیا ہے اور ابوہریرہ نے اسے چھوڑ دیا ہے پھر آگے فرمایا کہ کل پھر آئے گا۔ پھر تیسرے دن فرمایا کہ وہ آج بھی آئے گا۔ ہر بار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پوچھنا اس بات کی دلیل ہے کہ جو کچھ ہو چکا ہے جو کچھ ہو رہا ہے جو ہونے والا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہر چیز کا علم ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کچھ بھی چھپا ہوا نہیں ہے۔ یہی اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ جو حدیث سے ثابت ہو رہا ہے، جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ نہ تو نبی کریم ﷺ کو گذشتہ کا علم ہے اور نہ جو ہو رہا ہے اور نہ ہی جو ہونے والا ہے۔ ان کا عقیدہ حدیث کے خلاف ہے اور جو عقیدہ حدیث کے خلاف ہو وہ باطل ہوتا ہے، باطل عقائد پر مرنے والا نجات نہیں پائے گا۔ نجات اس کی ہوگی جس کا عقیدہ حدیث پاک کے مطابق ہوگا۔ کیونکہ نجات عقیدہ پر ہوگی۔ اگر عقیدہ قرآن وحدیث کے خلاف ہوا تو نیک اعمال فائدہ نہیں دیں گے جیسے منافقین کو ان کی نمازیں روزے حج زکوٰۃ یا دیگر نیک اعمال فائدہ نہیں دیں گے۔ نیک عمل فائدہ مند اس وقت ہوں گے جب عقیدہ درست ہوگا۔ لہٰذا ہر شخص کو اپنا عقیدہ قرآن وحدیث کے مطابق رکھنا چاہئے۔ فرقہ بندی کے بت کو توڑ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل وخصائص پر ایمان رکھنا چاہئے۔ مگر ساتھ

Marfat.com

ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ ایمان یہ ہو کہ اللہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب عطا فرمایا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جو فضائل ہیں اللہ کے عطا کئے ہوئے ہیں یہی عقیدہ اہل اسلام کا رہا ہے اور ہے۔ اور یہی عقیدہ اصحاب رسول ﷺ کا ہے جو کفر و شرک سے پاک ہے مگر بعض لوگ اس قدر ضدی ہوتے ہیں کہ بجائے حق قبول کرنے کے اس کے مقابلے میں دلائل پیش کرنا شروع کر دیتے ہیں اور قرآنی آیات کا حوالہ دیتے ہیں کہ یہاں بھی علم غیب کی نفی ہے یہاں بھی علم غیب کی نفی کی گئی ہے۔ ان میں ایک آیت کریمہ یہ ہے کہ جو اکثر پیش کی جاتی ہے۔ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا یَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ۔ (الانعام: پارہ ۷: ع ۱۳ آیت ۵۹) ترجمہ: اس کے پاس ہیں غیب کی چابیاں انہیں وہی جانتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ خشکی اور تری میں ہے اور جو پتا گرتا ہے وہ اسے جانتا ہے اور کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیروں میں اور نہ کوئی تر نہ خشک جو ایک روشن کتاب میں لکھا ہو۔

اس کی تفصیل تو ہماری کتاب "مسئلہ علم غیب قرآن و حدیث کی روشنی میں" پڑھیں۔ انشاء اللہ بفضل خدا تسلی ہوگی مگر مختصر تحریر کرتا ہوں۔ اللہ وحدہٗ لاشریک فرماتا ہے میں سب غیبوں کو جانتا ہوں میرے سوا کوئی نہیں جانتا میں جانتا ہوں جو خشکی اور تری میں ہے یعنی جو زمین کے اوپر ہے اس کو بھی جانتا ہوں اور جو پانی کی تہہ میں ہے دریاؤں میں سمندروں کی تہہ میں ہے سب میرے علم میں ہے جو پتہ گرتا ہے مجھے اس کا علم ہے اور جو زمین کے نیچے بھی ہے وہ دانہ ہو یا کوئی اور چیز سب میرے علم میں ہے اور خشک و تر میں جو ہے میں نے سب اس کتاب (قرآن مجید) میں بیان کر دیا ہے۔ اس آیت کریمہ میں تو بیان کیا جا رہا ہے کہ میں ہر چیز کا جاننے والا ہوں مجھے ہر چیز کا علم ہے یعنی اللہ اپنے علم غیب کا اظہار کر رہا ہے کہ اے لوگو میرے متعلق عقیدہ یہ رکھو کہ ہمارا رب ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ نبی علم غیب نہیں جانتا کہ اللہ نے نبی کو علم دیا نہیں اور پھر سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۷۹ پارہ ۴ رکوع نمبر ۹ میں ہے۔ مَا كَانَ اللّٰهُ لِیُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَیْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ..... الی آخر۔ اللہ کی یہ شان نہیں ہے کہ عام لوگو تمہیں علم غیب عطا کرے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔ اس آیت کریمہ میں واضح کر دیا ہے جس رسول کو اللہ چاہے علم غیب دینے کیلئے چن لیتا ہے اور عام لوگوں کو علم غیب نہیں دیا جاتا۔ مگر ہمارے آقا حضور سرور کون و مکاں علیہ الصلوٰۃ والسلام عام لوگوں میں سے تو نہیں۔ ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تو سب نبیوں، رسولوں سے افضل و اعلیٰ چنے ہوئے ہیں بلکہ حدیث رسول ﷺ کے الفاظ ہیں۔ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ آدَمَ۔ کہ میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور پھر دوسری حدیث کے الفاظ ہیں جس کے

Marfat.com

راوی حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا.... قال انا محمد بن عبداللہ بن عبد المطلب ان اللہ خلق الخلق فجعلنی فی خیر ھم ۔ میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو اللہ نے مجھے بہتر مخلوق میں رکھا۔ ثم جعلھم فریقین فجعلنی فی خیر ھم ۔ پھر ان کے گروہ بنائے تو مجھے اعلیٰ گروہ میں رکھا۔ ثم جعلھم قبائل فجعلنی فی خیر ھم قبیلۃ۔ پھر اس کے قبیلے بنائے تو مجھے ان کے افضل قبیلے میں رکھا۔ ثم جعلھم بیوتا۔ فجعلنی فی خیر ھم نفسا وخیر ھم بیتا ۔ پھر ان کے گھرانے بنائے تو مجھے ان کے افضل گھرانے میں رکھا۔ پس میں ان میں ذاتی طور پر بھی اور گھرانے کے لحاظ سے بھی افضل ہوں۔ (مشکوٰۃ/ترمذی) تو اس فرمان رسول ﷺ سے ثابت ہوا ہمارے آقا حضور نبی کریم ﷺ جو چنے ہوئے ہیں تو اللہ وحدہ لاشریک فرماتا ہے کہ میں علم غیب اپنے چنے ہوئے رسول کو دے دیتا ہوں۔ تو اللہ نے حضور ﷺ کو علم غیب دیا جس کا اظہار آپ نے مندرجہ بالا حدیث میں کیا جبکہ اور بھی بہت زیادہ دلائل ہیں جو قرآن وحدیث میں موجود ہیں پھر قرآن پاک کے الفاظ ہیں.... اَلرَّحْمٰنُ، عَلَّمَ الْقُرْاٰن کہ رحمٰن نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کو قرآن سکھایا ہے اور قرآن لوح محفوظ کی تفصیل ہے جو ہو چکا ہے جو ہونے والا ہے سب درج ہے تو معلوم ہوا کہ اللہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ سب علم عطا فرمایا ہے یہی اہل اسلام کا عقیدہ ہے جس پر ایمان رکھنا ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے۔

Marfat.com

حضور ﷺ کی برکت سے کھجوروں کا بڑھنا

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي ابْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ شَهِيدًا وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَاشْتَدَّ الْغُرَمَاءُ فِي حُقُوقِهِمْ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُمْ أَنْ يَقْبَلُوا تَمْرَ حَائِطِي وَيُحَلِّلُوا أَبِي فَأَبَوْا فَلَمْ يُعْطِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَائِطِي وَقَالَ سَنَغْدُو عَلَيْكَ فَغَدَا عَلَيْنَا حِينَ أَصْبَحَ فَطَافَ فِي النَّخْلِ وَدَعَا فِي ثَمَرِهَا بِالْبَرَكَةِ فَجَدَدْتُهَا فَقَضَيْتُهُمْ وَبَقِيَ لَنَا مِنْ تَمْرِهَا ۞ (بخاری، کتاب الاستقراض، حدیث ۲۲۲۹) صفحہ ۳۲۲

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں ان کے والد جنگ احد میں شہید ہو گئے اور وہ مقروض تھے۔ قرض خواہوں نے تقاضا کیا اور شدت سے کیا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا (اور واقعہ عرض کیا) آپ ﷺ نے قرض لینے والوں سے فرمایا کہ باغ کا پھل لے لو اور باقی قرض معاف کر دو۔ لیکن وہ نہ مانے تو آپ ﷺ نے انہیں باغ نہ دیا اور فرمایا کہ ہم صبح کو تمہارے ہاں آئیں گے جب آپ تشریف لائے تو باغ میں گھومے پھرے اور باغ میں دعا فرمائی پھر میں نے باغ کا پھل توڑا تو ان کا سارا قرض بھی ادا ہو گیا اور کھجوریں بھی بچ رہیں۔

تشریح: اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ مشکل وقت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی مشکل پیش کرنا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سنت ہے اور پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے غلاموں پر نظر کرم فرماتے ہیں مشکلیں حل فرماتے ہیں جیسا کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی جنگ احد میں شہید ہو گئے اور مقروض تھے اور گھر میں اتنا مال بھی نہیں تھا کہ قرض ادا کیا جا سکے سوائے ایک باغ کے اس کا پھل بھی اتنا نہ تھا کہ قرض ادا ہو جاتا۔ پھل بہت کم تھا قرض بہت زیادہ تھا چنانچہ حضرت جابر نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنی مشکل پیش کی کہ قرض خواہ قرض کا تقاضا کرتے ہیں اور میرے پاس سوائے اس پھل کے کوئی ایسی چیز نہیں کہ جس سے میں قرض ادا کر سکوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرض خواہوں کو سمجھایا کہ باغ کا پھل لے لو اور باقی قرضہ معاف کر دو مگر قرض خواہ اس سے راضی نہ ہوئے۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جابر فکر نہ کرو صبح ہم تمہارے ہاں

Marfat.com

آئیں گے چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام باغ میں تشریف لے گئے اور باغ کا چکر لگایا اور پھر دعا فرمائی اور قرض خواہوں کو بلایا گیا اور آپ نے فرمایا جابر سب کو اس کے قرض کے برابر کھجوریں دیتے جاؤ اور ان کو فارغ کرتے جاؤ۔ حضرت جابر فرماتے ہیں ان کھجوروں میں اس قدر برکت ہوئی کہ سب کا سب قرضہ بھی ادا ہو گیا اور کھجوریں بھی بچی رہیں۔ بخاری کی دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت جابر حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور قرض بھی ادا ہو گیا اور کھجوریں بھی بچ گئی ہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا عمر فاروق کو بتا دو۔ جابر فرماتے ہیں میں جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا واقعہ پیش کر دیا کہ حضور ﷺ کے صدقے میرا قرضہ بھی ادا ہو گیا اور کھجوریں بھی بچ گئیں ہیں تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت جابر کی بات سننے کے بعد فرمایا اے جابر تو مجھے اب بتا رہا ہے مجھے تو اسی وقت یقین ہو گیا تھا جب رسول اللہ ﷺ باغ میں تشریف لے گئے تھے اور آپ کا وہاں چلنا پھرنا دیکھ کر میں جان گیا تھا کہ کھجوروں میں برکت ہو گی، اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کا عقیدہ تھا کہ مشکل کے وقت حضور کی بارگاہ میں عرض کرنا کفر و شرک نہیں۔ اگر کفر و شرک ہوتا تو صحابہ کرام یہ عمل نہ کرتے اور حضور علیہ السلام روک دیتے مگر نہ حضور نے منع کیا اور نہ صحابہ نے عمل کو چھوڑا اور پھر صحابہ کا عقیدہ تھا کہ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مہربان ہو جائیں نگاہ کرم فرما دیں تو قلت کثرت میں بدل جاتی ہے۔ اور غلام کو نفع حاصل ہوتا ہے کیونکہ صحابہ اسی نیت سے عرض کرتے کہ حضور ہم پریشان ہیں آپ ہم پر نگاہ کرم فرمایئے تا کہ پریشانی دور ہو پھر قلت کو کثرت سے بدل دیا گیا اور صحابی کو پریشانی سے نجات دلائی۔ جو حدیث سے ثابت ہو رہا ہے۔ لہٰذا مسلمان کو چاہئے کہ فرقوں کے بت توڑ دے اور حق کو قبول کرے حق وہ جو قرآن و حدیث ہے اور بندے کو چاہئے ایک سادہ سا مسلمان بن کر سوچے جب کوئی گروہ بندی کے چکر میں پڑا رہے گا تو وہ صحیح فیصلہ نہیں کر پائے گا اور پھر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں تشریف لے گئے تھے مجھے اسی وقت یقین ہو گیا تھا کہ مسئلہ حل ہو گیا ہے اتنی برکت ہو گی کہ سب قرض خواہ فارغ کر دیئے گئے۔ اس بات کی دلیل ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا عقیدہ تھا کہ نفع ہو گا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نفع دینے والے ہیں اور مشکلوں پریشانیوں میں اپنے غلام کی مدد فرماتے ہیں۔ لہٰذا اب جابر کی تمام مشکلیں حل ہوں گئیں۔ پریشانیاں دور ہوں گی اور آج بھی تمام اہل اسلام کا یہی عقیدہ ہے جو قرآن و حدیث سے ثابت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ ہے۔

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے کھانے کا بڑھ جانا

حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مَرْحُومٍ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ خَفَّتْ أَزْوَادُ الْقَوْمِ وَأَمْلَقُوا فَأَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَحْرِ إِبِلِهِمْ فَأَذِنَ لَهُمْ فَلَقِيَهُمْ عُمَرُ فَأَخْبَرُوهُ فَقَالَ مَا بَقَاؤُكُمْ بَعْدَ إِبِلِكُمْ فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ مَا بَقَاؤُهُمْ بَعْدَ إِبِلِهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَادِ فِي النَّاسِ فَيَأْتُونَ بِفَضْلِ أَزْوَادِهِمْ فَبُسِطَ لِذٰلِكَ نِطَعٌ وَجَعَلُوهُ عَلَى النِّطَعِ فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا وَبَرَّكَ عَلَيْهِ ثُمَّ دَعَاهُمْ بِأَوْعِيَتِهِمْ فَاحْتَثَى النَّاسُ حَتّٰى فَرَغُوا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ ۔ صفحہ ۳۳۱ (بخاری، کتاب الشرکۃ فی الطعام، حدیث ۲۳۰۹)

حضرت سلمہ روایت کرتے ہیں لوگوں کا زادراہ ختم ہو گیا اور لوگ محتاج ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے اونٹ ذبح کرنے کی اجازت مانگی۔ آپ نے انہیں اجازت دے دی۔ حضرت عمر لوگوں سے ملے انہوں نے سارا ماجرہ کہہ سنایا (حضرت عمر نے فرمایا اونٹوں کے ذبح ہو جانے کے بعد پھر گذارا کیسے ہوگا) پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض گزار ہوئے (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) لوگ اپنے اونٹوں کو ذبح کرنے کے بعد کیسے گذارا کریں گے۔ (تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا لوگوں سے کہو کہ اپنا بچا کھانا لے آئیں۔ ایک دستر خوان بچھا دیا گیا اور اس پر بچا کھچا کھانے کا سامان چن دیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر برکت کی دعا فرمائی پھر لوگوں کو بلایا کہ وہ اپنے برتن لے کر آئیں اور لوگوں نے مٹھیاں بھر کر لینا شروع کر دیا جب لوگ لیکر چلے تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا (سچا) رسول ہوں۔

تشریح: اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کھانے پر اللہ کا کلام پڑھنا دعا کرنا جائز اور درست ہے۔ اس سے کھانے میں برکت ہوتی ہے اور یہ عمل سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور دستر خوان پر تھوڑا تھوڑا کھانا رکھنا جیسا کہ ختم کا موقعہ پر رکھا جاتا ہے۔ یہ بھی سنت ہے جیسا کہ حدیث سے ثابت ہو رہا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ سفر میں لوگوں کے پاس سے کھانا وغیرہ ختم ہو گیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس بے سروسامانی کی حالت میں سخت پریشان ہوئے اور بھوک نے

باب الشرکۃ فی الطعام

Marfat.com

سب کو پریشان کر دیا تو صحابہ کرام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض گزار ہوئے کہ یارسول اللہ ﷺ ہم محتاج ہو گئے ہیں۔ بھوک نے پریشان کر دیا ہے کیا ہم اونٹوں کو ذبح کر کے اپنی بھوک مٹالیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اجازت دے دی مگر جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو علم ہوا کہ لوگ اونٹ ذبح کر کے اپنی بھوک مٹانا چاہتے ہیں تو آپ نے اونٹوں کو ذبح کرنے سے منع کر دیا تو دیگر صحابہ نے جناب فاروق اعظم کو بتایا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت لیکر ایسا کیا ہے تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اگر ہم اونٹ ذبح کر کے کھا گئے تو سفر میں مشکلات پیش آئیں گی اور ہم مصائب سے دوچار ہو جائیں گے اور اگر اونٹ ختم ہو گئے تو اس کے بعد ہم کیسے وقت گذاریں گے۔ لہٰذا حضور ﷺ نگاہ کرم فرمایئے اپنے غلاموں پر خاص کرم فرمائیں تا کہ ہم مشکلات سے محفوظ رہیں اور یہ سارا معاملہ درست ہو جائے اور یہ مصیبت ہم سے ٹل جائے تو امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے عمران کو کہو کہ ان کے پاس جو بچا کھانے کا سامان ہے وہ لے آئیں اور دستر خوان پر چن دیں، چنانچہ لوگوں نے بچا کھچا سامان جس کے پاس جو تھا وہ تھوڑا تھوڑا سب لے آئے اور دستر خوان پر چن دیا، تو پھر حضور سرور کون ومکان حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کھڑے ہو گئے اور آپ نے اُن پر دعا فرمائی اور کچھ پڑھا تو اس کے بعد فرمایا اے عمران لوگوں کو کہو کہ اپنے برتن لے آئیں اور ضرورت کے مطابق لیتے جائیں چنانچہ سب صحابہ اپنے اپنے برتن لیکر آئے اور کھانا لیتے گئے اور اونٹوں کو ذبح نہ کیا گیا۔ اب قابل غور بات یہ ہے کہ ہزاروں یا کم وبیش کا لشکر منزل تک پہنچنے تک اس کھانے کو کھاتے رہے اور کھانے میں کمی نہ ہوئی وہ ایک ہفتہ کا سفر تھا یا دو ہفتہ کا یا مہینے کا جتنا بھی تھا اس کیلئے وہ کھانا کافی رہا کمی واقع نہیں ہوئی اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ کمال عطا فرمایا ہے اگر چاہیں تو مشکل آسان کر سکتے ہیں ورنہ بصورت دیگر تو پھر اونٹ ہی ذبح کئے جاتے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کھانے پر پڑھنا دعا کرنا ناجائز ومنع نہیں بلکہ سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ آج جو لوگ دستر خوان پر تھوڑا کھانا چن کر اس پر قرآن مجید کی چند آیات برکت کیلئے پڑھتے ہیں اور پھر دعا کرتے ہیں تو یہ عمل سنت رسول سمجھ کر کرتے ہیں۔ اس کو ناجائز اور حرام کہنا قرآن وحدیث کی مخالفت ہے بجائے اس کی مخالفت کرنے کے ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ سنت رسول ﷺ پر عمل کرے کیوں کہ ایک تو یہ عمل ذریعہ نجات ہے اور برکات حاصل ہوتیں ہیں کھانے میں برکت ہوتی ہے اور ثواب بھی حاصل ہوتا ہے اور حضور کی سنت کو زندہ کرنا بہت بڑا ثواب ہے بخشش کا سبب ہے اور یہ عقیدہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا تھا۔ لہٰذا لوگوں کو گروہ بندی کے دائرہ سے نکل کر سوچنا چاہئے اور قرآن وحدیث کو جماعتوں سے مقدم جاننا چاہئے کیونکہ نجات گروہ بندی میں نہیں نجات قرآن وحدیث پر عمل کرنے میں ہے۔

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا نفع دیتی ہے

اَصْبَغُ ابْنُ الْفَرَجِ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ وَھْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ سَعِیْدٌ عَنْ زُھْرَۃَ بْنِ مَعْبَدٍ عَنْ جَدِّہٖ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ ھِشَامٍ وَّکَانَ قَدْ اَدْرَکَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَھَبَتْ بِہٖ اُمُّہٗ زَیْنَبُ بِنْتُ حُمَیْدٍ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ بَایِعْہُ فَقَالَ ھُوَ صَغِیْرٌ فَمَسَحَ رَأْسَہٗ وَدَعَا لَہٗ وَعَنْ زُھْرَۃَ بْنِ مَعْبَدٍ اَنَّہٗ کَانَ یَخْرُجُ بِہٖ جَدُّہٗ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ ھِشَامٍ اِلَی السُّوْقِ فَیَشْتَرِی الطَّعَامَ فَیَلْقَاہُ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ الزُّبَیْرِ فَیَقُوْلَانِ لَہٗ اَشْرِکْنَا فَاِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ دَعَا لَکَ بِالْبَرَکَۃِ فَیُشْرِکُھُمْ فَرُبَّمَا اَصَابَ الرَّاحِلَۃَ کَمَا ھِیَ فَیَبْعَثُ بِھَا اِلَی الْمَنْزِلِ ۞ (بخاری، کتاب الشرکۃ والطعام، حدیث ۲۳۲۵) ص ۳۴۰

زہرہ بن معبد نے اپنے جد امجد حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ مبارک پایا ان کی والدہ ماجدہ حضرت زینب بنت حمید انہیں لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں پھر عرض گذار ہوئیں کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اسے بیعت کر لیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ابھی کم عمر ہے پھر ان کے سر پر ہاتھ (مبارک) پھیرا اور ان کیلئے دعا فرمائی چنانچہ زہرہ بن معبد کا بیان ہے، ان کے جد امجد حضرت عبداللہ بن ہشام جب (ساتھ) لیکر بازار جاتے اور غلہ خریدتے تو حضرت ابن عمر اور حضرت ابن زبیر مل جاتے تو وہ حضرات کہتے کہ ہمیں بھی شریک کر لو کیونکہ ان کیلئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تھی۔ پس یہ انہیں شریک کر لیتے تو اکثر اوقات وہ اونٹ بھر غلہ کماتے پھر اسے گھر بھیج دیتے۔ باب الشرکۃ فی الطعام وغیرہ۔

تشریح: اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان پاک سے جو نکلتا تھا وہ پورا ہوتا تھا اور پھر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کسی کو جو فرما دیں کہ تیرے رزق میں برکت ہوگی یا اولاد میں یا کسی بھی معاملہ میں فرما دیتے تو وہ یقیناً اسی طرح ہوتا تھا۔ یہی وجہ تھی عبداللہ بن ہشام جب بازار میں خرید وفروخت کیلئے جاتے تو زہرہ کو ساتھ لیجاتے جب کہ آپ بالکل بچی تھیں اور پھر ابن عمر اور حضرت ابن زبیر حضرت عبداللہ بن ہشام کو کہتے کہ ہمیں بھی اپنے کاروبار میں شریک کر لیں کیونکہ اس میں یقیناً نفع ہوگا اسلئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کیلئے دعا فرمائی ہے اور پھر اصحاب رسول فرماتے ہیں واقعۃً ہم بہت زیادہ منافع کماتے بلکہ اکثر اوقات اس قدر نفع ہوتا کہ منافع

Marfat.com

میں آیا ہوا غلہ اونٹ کا بوجھ ہوتا یعنی بہت زیادہ نفع ہوتا اور جب ہم نفع کما لیتے تو ہم زہرہ کو گھر بھجوا دیتے۔

اس سے معلوم ہوا جس کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما دیں وہ انسان بھی نفع دیتے ہیں یا ان کے صدقے نفع حاصل ہوتا ہے۔ تو حضور امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات بابرکات کے متعلق یہ عقیدہ تو سراسر باطل ہوا کہ نبی نفع نہیں دیتے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)..... لہٰذا ایسے لوگوں کو اپنے عقیدے پر نظر ثانی کرنی چاہئے اور توبہ کرنی چاہئے بلکہ صحابہ کرام والا عقیدہ اپنانا چاہئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نفع دیتے ہیں اور جس کے متعلق فرما دیں وہ بھی نفع دیتا ہے جیسا کہ حدیث سے ثابت ہو رہا ہے یہی اہل اسلام کا عقیدہ رہا ہے اور ہے بلکہ قرآن وحدیث سے ظاہر ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نفع دینے کیلئے ہی تشریف لائے ہیں۔ اور ہر اہل ایمان کو نفع ملا اور مل رہا ہے اور ملتا رہے گا اور قبر و حشر میں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے غلاموں کو نفع دیں گے مگر نفع صرف ایمان والوں کو ملے گا بے ایمان کو نفع نہیں ملے گا۔ یہ قرآن پاک میں بار بار بیان کیا گیا ہے کہ کافروں مشرکوں منافقین کا کوئی مددگار اور نفع دینے والا نہیں ہوگا۔ جو ایمان والے ہوں گے ان کی نیک اولاد مثلاً حافظ قرآن، عالم متقی پرہیز گار، اولاد اور شہید اپنے ورثاء کو نفع پہنچائیں گے۔ جن مسلمانوں کے چھوٹے بچے فوت جائیں گے وہ اپنے والدین کو نفع دیں گے بخشوائیں گے تو یہ نفع اور بخشش صرف ایمان والوں کیلئے ہے اور اس پر قرآن وحدیث گواہ ہیں۔ اس کا انکار کوئی مسلمان نہیں کر سکتا۔

Marfat.com

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خوشنودی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی ہے

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدَةُ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ يَبْتَغُونَ بِهَا أَوْ يَبْتَغُونَ بِذَلِكَ مَرْضَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ (بخاری، کتاب الهبہ، حدیث ۲۳۹۲)

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ لوگ اپنا ہدیہ بھیجنے کیلئے حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی باری کا انتظار کیا کرتے تھے اور اس کی وجہ صرف ان کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کرنا مقصود تھا۔ باب قبول الهدیہ ص ۳۵۰

تشریح: اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت سیدہ ام المومنین عائشہ صدیقہ سے بہت زیادہ محبت تھی اور صحابہ کرام بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خوش کرنے کیلئے اس دن زیادہ ہدیے اور نذرانے بھیجتے جس دن آپ ام المومنین کے ہاں قیام فرماتے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہ عمل ثابت کرتا ہے کہ جو ام المومنین کا احترام کرتا تھا عقیدتمندی کا اظہار کرتا تھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس پر خوش ہو جاتے۔ محبت کی علامتوں میں سے یہ بھی ایک علامت ہے کہ جس سے پیار ہو اس کے خادم عقیدت مند سے اتنا ہی پیار ہوتا ہے اور اگر کوئی اس سے دشمنی رکھے تو اس سے اتنی ہی نفرت ہوتی ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس قدر پیار تھا ام المومنین کے ساتھ کہ جو شخص ادھر ہدیہ وغیرہ بھیجتا حضور خوش ہوتے اگر کوئی ام المومنین کی توہین کرے گا تو یقین جانئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس نامراد گمراہ سے نفرت بھی اسی طرح کریں گے اور خود سوچیں کہ اس آدمی جیسا ملعون کون ہو سکتا ہے۔ جس سے رحمۃ للعالمین بھی نفرت کریں اور پھر جو جناب علی المرتضیٰ، مولا حسن، مولا حسین دیگر ائمہ کی ماں ہو سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کی ماں ہو اس پر تبرہ بازی کرے، گالیاں دے اس سے بڑا ملعون اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا بندہ کو چاہئے گروہ بندی کی لعنت کو ترک کرے قرآن وحدیث پر یقین رکھے اسی میں نجات ہے اور ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم اولاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار کرے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریبی ہیں ان سے پیار کرنا ایمان کی علامت ہے توہین کرنا ایمان کی نفی ہے اور اللہ کے غضب کو دعوت دینا ہے۔

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب

۱۔ ثنا عبد اللہ بن محمد حدثنا یونس بن محمد حدثنا شیبان عن قتادۃ حدثنا انس قال اُھدی للنبی صلی اللہ علیہ وسلم جبۃ سندس وکان ینھی عن الحریر فعجب الناس منھا فقال والذی نفس محمد بیدہ لمنادیل سعد بن معاذ فی الجنۃ احسن من ھذا او قال سعید عن قتادۃ عن انس ان اکیدر دومۃ اھدی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔

باب قبول الھدیۃ من المشرکین ص ۳۵۶ بخاری، ج ا، کتاب الھبہ، حدیث نمبر ۲۴۲۸

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سندس کا جبہ پیش کیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ریشم (پہننے) سے منع فرمایا کرتے تھے۔ لوگ اس (ریشمی جبہ) پر بڑے حیران تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے زیادہ خوبصورت ہوں گے سعید نے قتادہ نے انس سے روایت کی ہے رومہ کے اکید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تحفہ بھیجتا تھا۔

تشریح: اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہر چیز کا علم عطا فرمایا ہے اور ہر شخص کے متعلق علم ہے کہ اس کا انجام کیا ہے جیسا کہ حدیث کے الفاظ سے ظاہر ہو رہا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں تحفۃً ریشم کا جبہ بھیجا گیا تو لوگ حیران ہوئے کہ آپ تو ریشم پہننے سے منع کرتے ہیں مگر ساتھ ساتھ اس جبہ کا قیمتی ہونا اور خوبصورتی انسانی دل و دماغ پر کافی اثر انداز تھی جو بھی دیکھتا تعریف کئے بغیر نہ رہ سکتا تو جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لوگوں کے دلوں کی کیفیت کی طرف نظر کی تو فرمایا اے لوگو اس جبہ کی خوبصورتی دیکھ کر حیران ہونے والو جنت میں جو سعد بن معاذ کا رومال ہوگا وہ اس جبہ سے کہیں زیادہ خوبصورت ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ نے علم عطا فرما دیا ہے کہ کون جنتی اور کون جہنمی ہے اور سعد بن معاذ کے جنتی ہونے کی خبر دینا علم غیب ہے، آپ نے بتا دیا کہ وہ جنتی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کا منکر فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم یعنی حدیث کا منکر ہوتا ہے اور جو حدیث کا منکر ہوگا وہ ایمان والا نہیں ہوگا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو لوگوں کے دلوں میں تھا حضور جان گئے تو آپ نے انکے دلوں کے خیالات کا جواب دیا کہ اسکی خوبصورتی کیا دیکھتے ہو، سعد بن معاذ کا رومال جنت میں زیادہ خوبصورت ہوگا ۔ یہی عقیدہ اہل اسلام کا ہے جو صحابہ کرام کا ہے جو قرآن و حدیث سے ثابت ہے کہ اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کمال عطا فرمایا ہے کہ دلوں کی کیفیت سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم باخبر ہوتے ہیں۔

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے گوشت کا بڑھ جانا

حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمَانِ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثِيْنَ وَمِائَةً قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ مَعَ اَحَدٍ مِّنْكُمْ طَعَامٌ فَاِذَا مَعَ رَجُلٍ صَاعٌ مِّنْ طَعَامٍ اَوْنَحْوُهٗ فَعُجِنَ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ مُّشْرِكٌ مُّشْعَانٌّ طَوِيْلٌ بِغَنَمٍ يَّسُوْقُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْعًا اَوْعَطِيَّةً اَوْقَالَ اَمْ هِبَةً قَالَ بَلْ بَيْعٌ فَاشْتَرٰى مِنْهُ شَاةً فَصُنِعَتْ فَاَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَوَادِ الْبَطْنِ اَنْ يُّشْوٰى وَاَيْمُ اللّٰهِ مَا فِي الثَّلٰثِيْنَ وَالْمِائَةِ اِلَّا قَدْ حَزَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهٗ حُزَّةً مِّنْ سَوَادِ بَطْنِهَا اِنْ كَانَ شَاهِدًا اَعْطَاهَا اِيَّاهُ وَاِنْ كَانَ غَائِبًا خَبَاَلَهٗ فَجَعَلَ مِنْهَا قَصْعَتَيْنِ فَاَكَلُوْا اَجْمَعُوْنَ فَشَبِعْنَا فَفَضَلَتِ الْقَصْعَتَانِ فَحَمَلْنَاهُ عَلَى الْبَعِيْرِ اَوْكَمَا قَالَ ۞ (بخاری کتاب الھبہ، حدیث نمبر ۲۴۳۰)

ابوعثمان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہم ایک سوتیس افراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم میں سے کسی کے پاس کھانا ہے۔ ایک آدمی کے پاس صاع کے لگ بھگ آٹا تھا وہ گوندھا گیا پھر ایک مشرک بکھرے ہوئے بالوں والا دراز قد ریوڑ کو ہانکتا ہوا آ گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بکری بیچنے یا عطیہ دینے کو کہا یا ہبہ کرنے کو فرمایا۔ اس نے کہا نہیں بلکہ بیچتا ہوں تو اس سے ایک بکری خریدی پھر اسے بنایا گیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کلیجی بھوننے کا حکم فرمایا۔ خدا کی قسم ایک سوتیس آدمیوں میں سے ایک بھی نہ بچا جس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کلیجی میں سے حصہ نہ دیا ہو اگر کوئی حاضر تھا تو حصہ دے دیا گیا اور جو موجود نہ تھا اس کیلئے حصہ رکھ دیا گیا۔ پھر (جو باقی بچا) اسے دو برتنوں میں ڈال لیا پس تمام لوگوں نے پیٹ بھر کر کھایا اور دو برتنوں میں گوشت بچا رہا جو ہم نے اونٹ پر لاد لیا یا جو (آپ صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ ص ۳۵۶

تشریح: اس حدیث پاک سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ فضیلتیں ثابت ہو رہی ہیں۔ جو اللہ کریم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی تھیں کہ ایک بکری کی کلیجی جو صرف دو چار آدمیوں کا بمشکل پیٹ بھر سکتی ہے مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکات سے ایک سوتیس آدمیوں کے پیٹ بھر کر کھانے کے باوجود ختم نہ ہوئی اور جو حاضر نہ تھے ان کیلئے ان کا حصہ محفوظ کر لیا گیا کہ جب وہ آئیں گے کھالیں گے۔ یہی وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل وخصائص ہیں

Marfat.com

جن کو دیکھ کر لوگ جان جاتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کے سچے رسول ﷺ ہیں۔ آج بھی اگر فرقہ واریت کی لعنت کو ترک کر کے ایسے واقعات جن میں عظمت مصطفےٰ ﷺ ظاہر ہوتی ہو۔ مسلمانوں کے سامنے خطبات جمعہ یا جلسوں میں بیان کئے جائیں تو یقیناً ہر مسلمان کے دل میں وہ عقیدت پیدا ہو کہ کوئی مسلمان بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ کہنے کی جسارت نہ کرے کہ بس آپ ہم جیسے بشر تھے۔ یقیناً ہر مسلمان کا ایمان اس قدر مضبوط ہو جائے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام پر سب کچھ قربان کرنے کو تیار تو درکنار بے چین ہو جائے اور ہر مسلمان کا ایمان اس قدر مضبوط ہو کہ کوئی غیر مسلم قوت اسے متاثر نہ کر سکے مگر افسوس کچھ لوگ غیر مسلموں کے آلہ کار بن کر دانستہ صرف فرقہ بندی کی وجہ سے غیر مسلموں کے معاون بنے ہوئے ہیں جب کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل و خصائص بیان کرنے سے مسلمان کا حضور سے غلامی کا رشتہ مضبوط ہوتا ہے۔ یہی ایمان کی اصل روح ہے کہ دل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عقیدت و محبت ہو اور یہی نجات کا سامان ہے جو لوگ فضائل و خصائص مصطفےٰ ﷺ بیان کرنے میں بخل کرتے ہیں یا جماعتی گروہ بندی کی وجہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کمالات چھپاتے ہیں بیان کرنے سے گریز کرتے ہیں حقیقت میں وہ لوگ یہود و نصاریٰ اور مشرکین کی پیروی کرتے ہیں کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کمالات مصطفےٰ ﷺ بیان کرتے تھے کہ لوگوں کا ایمان مضبوط ہو اور غیر مسلم اس کا انکار کرتے یا چھپاتے تا کہ لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی اختیار نہ کر لیں اور یہ وہ حقیقت ہے جس کا انکار نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا ہر مسلمان مذہبی رہنما کو چاہئے بلکہ اس کا فرض ہے کہ لوگوں کے دلوں میں عقیدت اور عشق مصطفےٰ ﷺ پیدا کریں اور اس کا طریقہ یہی ہے کہ جو صحابہ کرام کا تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل و کمالات بیان کر کے در مصطفےٰ ﷺ کا غلام بنایا جائے اور یہ حقیقت بھی ہے کہ ایک کلیجی جس کا وزن زیادہ سے زیادہ کلو کے برابر ہوگا مگر ایک سو تیس آدمیوں کا پیٹ بھر کر کھانا اور پھر بھی بچ جانا یہ فضائل رسول ﷺ نہیں تو اور کیا ہے۔ یقیناً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکات تھیں جس کا صحابہ اقرار کر رہے ہیں۔

مومن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مٹاتا نہیں

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ قَالَ لَمَّا صَالَحَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلَ الْحُدَيْبِيَةِ كَتَبَ عَلِيٌّ بَيْنَهُمْ كِتَابًا فَكَتَبَ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ لَا تَكْتُبْ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتَ رَسُولًا لَّمْ نُقَاتِلْكَ فَقَالَ لِعَلِيٍّ اُمْحُهُ فَقَالَ عَلِيٌّ مَا أَنَا بِالَّذِي أَمْحَاهُ فَمَحَاهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ وَصَالَحَهُمْ عَلٰى أَنْ يَّدْخُلَ هُوَ وَأَصْحَابُهُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَّلَا يَدْخُلُوهَا إِلَّا بِجُلُبَّانِ السِّلَاحِ فَسَأَلُوهُ مَا جُلُبَّانُ السِّلَاحِ فَقَالَ الْقِرَابُ وَمَا فِيهِ ۞ (بخاری، کتاب الصلح حدیث ۲۵۶۲) ص ۳۷۱

حضرت ابو اسحاق کا بیان ہے کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ والوں سے صلح کی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ان کے درمیان صلح نامہ تحریر کیا۔ چنانچہ لکھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو مشرکوں نے کہا محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ لکھو اگر آپ رسول ہوتے تو ہم آپ سے کیوں لڑتے۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اسے مٹا دو۔ حضرت علی (رضی اللہ عنہ) عرض گزار ہوئے کہ (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) میں تو اسے نہیں مٹا سکتا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اسے مٹا دیا اور ان سے اس بات پر صلح کر لی کہ وہ اور ان کے اصحاب تین دن کیلئے (مکہ میں) داخل ہو سکتے ہیں اور اس میں داخل نہیں ہو سکتے مگر ہتھیار چھپا کر، پس ان سے پوچھا گیا جلبان اسلاح کا مطلب کیا ہے؟ تو فرمایا کہ چمڑے کا تھیلا اور جو اس میں ہو۔ باب کیف یکتب ھذا ما صالح

تشریح: اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بے پناہ عقیدت تھی اور اس کی دلیل جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا نام رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مٹانے سے انکار ہے۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی سے یہ نہیں ہو سکے گا کہ میں آپ کے نام کو مٹاؤں۔ لہٰذا حضور یہ کاغذ اور قلم پڑا ہے۔ میری عقیدت اور ایمان اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ میں آپ کے نام کو مٹاؤں۔ اس سے معلوم ہوا پیار کرنے والے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت کرنے

Marfat.com

والے ایمان والے لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام کو مٹاتے نہیں بلکہ اس نام کا ذکر یعنی کثرت سے حضور ﷺ پر درود وسلام پڑھتے ہیں اور برکات حاصل کرتے ہیں۔ لہٰذا جو لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام کو مٹاتے ہیں جیسا کہ آج کل اس بات کو بعض گروہوں نے عبادت جان لیا ہے کہ جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام مبارک لکھا دیکھا صلوٰۃ وسلام یا صدقے یا رسول اللہ لکھا ہو تو راتوں کی تاریکی میں اس کو مٹا دیا اور چونا وغیرہ پھیر دیا تو یہ انتہائی نامرادی ہے کہ کلمہ بھی پڑھتا ہو اور نام مصطفیٰ ﷺ کو مٹانا عبادت جانے (معاذ اللہ) ایسے لوگ منافقین کے پیروکار ہیں۔ صحابہ کرام کے نقش قدم پر نہیں چلتے یہ عادت ایمان کی نہیں منافقت کی دلیل ہے مگر کچھ لوگ قرآن وحدیث کو برائے نام صرف جماعتوں کو مانتے ہیں۔ اگر ان لوگوں کو یقین قرآن وحدیث پر ہوتا تو کبھی ایسا نہ کرتے کیونکہ قرآن پاک میں بھی تو وہی الفاظ درج ہیں۔ اللہ وحدہٗ لاشریک نے کہیں یا اَیُّھَا النَّبِی فرمایا اور کہیں یا اَیُّھَا الرَّسُوْل فرمایا یا اَیُّھَا الْمُدَّثِّر فرمایا، اور کہیں یا ایھا المزمل فرمایا معنی تو سبھی کا ایک ہے۔ مگر ضد اور تعصب عقل چھین لیتا ہے۔ اگر دیوار پر لکھا ہو یا رسول اللہ ﷺ تو اسے کفر وشرک جانتے ہیں (معاذ اللہ) اگر مسجد میں لکھا دیا جائے تو طوفان برپا کر دیتے ہیں کہ یہ قرآن وحدیث کے خلاف ہو گیا شرک ہو گیا کفر ہو گیا (معاذ اللہ) تو ایسے لوگوں کو قرآن پر غور کرنا چاہیے مگر اس فرقہ بندی کا ستیاناس جس نے بندہ کو گمراہی کے گڑھے میں ڈال دیا۔ مگر ان لوگوں کو دعوت فکر دیتا ہوں کہ صرف گروہ بندی میں نہ پھنسے رہو قرآن پر یقین رکھو اگر قرآن کے ان الفاظ کو مسجد میں لکھ دیا جائے یا برکت کیلئے لکھ کر گھر میں لٹکا دیا جائے تو وہ کوئی کفر وشرک نہیں یہ تو قرآن کے الفاظ ہیں جیسے کہ یا ایھا الرسول، اے رسول اگر یا رسول اللہ لکھا جائے تو معنی ہے۔ اے اللہ کے رسول تو اس میں کون سا شرک ہے بلکہ یہ تو اللہ کے قرآن کے الفاظ ہیں جن سے مسلمان کو پیار کرنا چاہیے مگر عجب جہالت ہے اس عمل کو کفر وشرک قرار دیا جاتا ہے مگر ہر بندہ کو سوچنا چاہیے کہ کیا جو میں کر رہا ہوں یہ درست ہے یا نہیں مگر صرف دھڑے بندی کی وجہ سے سوچنے کی زحمت ہی گوارہ نہیں کرتے مگر نجات قرآن وحدیث پر یقین رکھنے سے ہوگی اور صحابہ کرام والے عقیدے پر ہوگی بصورت دیگر گمراہی میں مبتلا ہے جو آخرت کیلئے خطرناک ہے۔ اصل ایمان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کا نام ہے۔ ہر عقیدہ اپنانے سے پہلے دیکھ لینا چاہیے کہ کیا اس میں احترام مصطفیٰ ﷺ ہے۔ اگر احترام نہ پایا جائے یا عقیدت ومحبت نہ ہو تو یقین جانیے وہ عقیدہ باطل ہے اس سے دوری میں نجات ہے اپنانے میں تباہی ہے۔ ایمان والے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام نامی اسم گرامی کا احترام کرتے ہیں بلکہ ان کے نام پاک سے پیار کرنا ذریعہ نجات جانتے ہیں اور یہ مسلمان ہونے کی دلیل ہے جیسے صحابہ نے مسیلمہ کذاب کے مقابلے یا رسول پکارا اور عبداللہ بن عمر کی روایت کے مطابق جو امام بخاری نے ادب المفرد میں درج

Marfat.com

کی ہے۔ کہ صحابی کا پاؤں سن ہو گیا تو اس نے پکارا یا محمداہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اس کا پاؤں ٹھیک ہو گیا مختصراً یہ عقیدہ یا عمل کفر وشرک نہیں بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ ہے جیسا کہ دو حوالے بندہ نے پیش کئے ہیں۔

﴿تفصیل کیلئے﴾ ہماری کتاب "صلوٰۃ وسلام کیوں پڑھتے ہیں؟" پڑھیے انشاء اللہ بفضل خدا تسلی ہوگی۔

Marfat.com

مصالحتِ صحابہ رضی اللہ عنہم

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُوْلُ اسْتَقْبَلَ وَاللّٰهِ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ مُعَاوِيَةَ بِكَتَائِبَ اَمْثَالِ الْجِبَالِ فَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ اِنِّيْ لَاَرٰى كَتَائِبَ لَا تُوَلِّيْ حَتّٰى تَقْتُلَ اَقْرَانَهَا فَقَالَ لَهٗ مُعٰوِيَةُ وَكَانَ وَاللّٰهِ خَيْرَ الرَّجُلَيْنِ اَيْ عَمْرُو اِنْ قَتَلَ هٰؤُلَاءِ هٰؤُلَاءِ هٰؤُلَاءِ هٰؤُلَاءِ مَنْ لِّيْ بِاُمُوْرِ النَّاسِ مَنْ بِنِسَآئِهِمْ مَنْ لِّيْ بِضَيْعَتِهِمْ فَبَعَثَ اِلَيْهِ رَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ مِنْ بَنِيْ عَبْدِ شَمْسٍ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ كُرَيْزٍ فَقَالَ اذْهَبَا اِلٰى هٰذَا الرَّجُلِ فَاعْرِضَا عَلَيْهِ وَقُوْلَا لَهٗ وَاطْلُبَا اِلَيْهِ فَاَتَيَاهُ فَدَخَلَا عَلَيْهِ فَتَكَلَّمَا وَقَالَا لَهٗ فَطَلَبَا اِلَيْهِ فَقَالَ لَهُمَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ اِنَّا بَنُوْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَدْ اَصَبْنَا مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَاِنَّ هٰذِهِ الْاُمَّةَ قَدْ عَاثَتْ فِيْ دِمَائِهَا قَالَا فَاِنَّهٗ يَعْرِضُ عَلَيْكَ كَذَا وَكَذَا وَيَطْلُبُ اِلَيْكَ وَيَسْاَلُكَ قَالَ فَمَنْ لِّيْ بِهٰذَا قَالَا نَحْنُ لَكَ بِهٖ فَمَا سَاَلَهُمَا شَيْئًا اِلَّا قَالَا نَحْنُ لَكَ بِهٖ فَصَالَحَهٗ فَقَالَ الْحَسَنُ وَلَقَدْ سَمِعْتُ اَبَا بَكْرَةَ يَقُوْلُ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ اِلٰى جَنْبِهٖ وَهُوَ يُقْبِلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً وَّعَلَيْهِ اُخْرٰى وَيَقُوْلُ اِنَّ ابْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ وَّلَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيْمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَالَ لِيْ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اِنَّمَا ثَبَتَ لَنَا سَمَاعُ الْحَسَنِ مِنْ اَبِيْ بَكْرَةَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ ۞ (بخاری، کتاب الصلح، حدیث نمبر ۲۵۱۱)

حضرت موسیٰ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام حسن بصری کو فرماتے ہوئے سنا کہ امام حسن بن علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) پہاڑوں کی طرف فوجیں لیکر حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) کے مقابلے پر آئے تو حضرت عمرو بن العاص نے کہا میں ان کے ساتھ ایسے لشکر دیکھتا ہوں کہ اس وقت تک پیٹھ نہیں پھیریں گے جب تک اپنے مدمقابل کا صفایا نہیں کردیں گے تو حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا اور خدا کی قسم وہ ان دونوں میں سے بہتر تھے (یعنی عمرو سے) اگر انہوں نے ان کو اور انہوں نے ان کو قتل کردیا تو لوگوں میں سے ان کی بیواؤں اور جائیدادوں کا وارث کون بنے گا۔ لہٰذا ان کی طرف قریش کے بنو عبد شمس سے دو آدمی عبدالرحمٰن بن سمرہ اور عبداللہ بن عامر کریز بھیجے۔ پس ان سے کہا دونوں امام حسن (رضی اللہ عنہ) کے پاس جاؤ اور انہیں صلح کیلئے رضامند کرو اور ان سے گفتگو

Marfat.com

کر کے اس طرف مائل کرو۔ دونوں آئے ان کے پاس (یعنی امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پہنچے اور بات چیت کی اور صلح کیلئے طلبگار ہوئے۔ حضرت امام حسن بن علی (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ ہم عبدالمطلب کی اولاد ہیں یہ مال ہم نے نہیں پایا اور یہ امت اپنے خون میں لتھڑی ہوئی ہے۔ ان دونوں نے عرض کیا وہ آپ کے سامنے صلح پیش کرتے ہیں اور آپ سے ہی طلب کرتے ہیں اور چاہتے ہیں۔ (تو امام حسن رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ ان کا ذمہ دار کون ہوگا۔ دونوں نے عرض کیا کہ ہم اس کی (طرف سے) ذمہ دار ہیں جب بھی انہوں نے ذمہ داری کے متعلق فرمایا تو انہوں نے کہا کہ ہم ذمہ دار ہیں پس انہوں نے (یعنی امام حسن رضی اللہ عنہ نے) اس سے (یعنی امیر معاویہ سے) صلح کر لی۔ حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکرہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ممبر پر دیکھا اور (حضرت امام) حسن بن علی (رضی اللہ عنہما) ان کے پہلو میں تھے۔ چنانچہ حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کبھی لوگوں کی جانب توجہ فرماتے اور کبھی انہیں دیکھتے اور فرماتے ہیں کہ میرا یہ بیٹا سید (یعنی سردار ہے) اور شاید اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرا دے، مجھے علی بن عبداللہ نے کہا ہمارے لئے امام حسن کا حضرت ابوبکرہ سے سماع اس حدیث سے ثابت ہوا۔

تشریح: اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ دونوں جماعتیں مسلمان تھیں ان میں کوئی غیر مسلم نہیں تھا یعنی امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ۔ جن کے مسلمان ہونے کی گواہی حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام نے دی۔ ان کے اسلام میں اور مسلمان ہونے میں شک کرنے والا گمراہ ہے، بے دین ہے۔ کیونکہ فرمان رسول ﷺ کا انکار کفر ہے۔ لہٰذا جو لوگ حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ یا امیر معاویہ یا حضرت مولا حسن اور حضرت امیر معاویہ کے اختلاف کو دیکھ کر کسی کے صحابی ہونے کا انکار کرے گا وہ فرمان رسول ﷺ کا منکر ہوگا کیونکہ جن کے مسلمان ہونے کا اعلان رسول اللہ کریں۔ ان کے مسلمان ہونے کا انکار کرنے والا مسلمان نہیں ہوگا۔ باقی رہا جاہل لوگ جوان بزرگ ہستیوں پر تنقید کرتے ہیں تو ایسے لوگوں کے حصہ میں لعنت کے سوا کچھ نہیں آئے گا۔ جیسا کہ حدیث رسول اللہ کے الفاظ ہیں.... قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا رایتم الذین یسبون اصحابی فقولوا لعنۃ اللّٰہ علی شرکم۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم لوگوں کو دیکھو کہ میرے صحابہ کو گالیاں دیتے ہیں تو کہو کہ لعنت ہو تمہارے شر پر یعنی بُرے فعل پر۔ اس سے معلوم ہوا کسی صحابی پر بھی کوئی تبرا بازی کرتا ہو وہ ملعون ہے، خواہ کوئی اصحاب ثلاثہ کو بُرا کہے یا آل رسول ﷺ میں سے کسی کو بُرا کہے یا امیر معاویہ کو بُرا کہے یا ازواج رسول ﷺ کو بُرا کہے یا اولاد رسول ﷺ کا منکر ہو۔ سب ملعون ہیں۔ بعض

Marfat.com

لوگ خود کو اہل سنت بھی کہلواتے ہیں اور توہین امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی کرتے ہیں۔ ایسے لوگ اہل سنت سے خارج ہیں۔ اہل سنت صرف وہ ہیں جو سب صحابہ کا احترام کرتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اہل سنت حق پر حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کو مانتے ہیں۔ حضرت امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) سے اجتہادی غلطی ہوئی مگر اس سے صحابیت سے خارج نہیں ہوتے تو جب صحابیت قائم رہی تو کسی مسلمان کو ہرگز اجازت نہیں کہ وہ توہین امیر معاویہ کرے۔

ایک غلطی کا ازالہ : بعض لوگ تاریخ کی چند سطریں پیش کر کے لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں اس لئے ضروری سمجھتا ہوں کہ اس کی وضاحت ہو جائے۔ اس غلط فہمی کا ازالہ ہو جائے۔ اور اصل اختلاف کا علم ہو جائے کہ جناب مولا کائنات حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا اختلاف کیا تھا۔ اصل معاملہ یہ تھا کہ یہود و نصاریٰ نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف یہ سازش تیار کی کہ ان کو آپس میں لڑایا جائے تاکہ مسلمان کمزور ہو جائیں۔ چنانچہ عبداللہ ابن سبا جو یہودی تھا اس نے کلمہ پڑھا اور اندر سے اسی طرح یہودی تھا۔ اس ملعون نے اختلاف ڈلوانے کی سر توڑ کوشش کی اور پوری یہودیت اس کی پشت پناہ تھی جو اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف پراپیگنڈا کرتا اور حضرت علی اور حسنین کریمین یعنی اہل بیت کی محبت کا دعویٰ کرتا تھا اور خصوصاً حضرت عثمان غنی داماد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف وہ ہر وقت زہر اگلتا رہتا تھا اور کچھ لوگ اسکے ہم خیال ہو بھی گئے کیونکہ لوگوں کے دلوں میں محبت اہل بیت تو موجود تھی اور آج بھی ہر مسلمان اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عقیدت و محبت کو ایمان جانتے ہیں۔ اسلئے اس ملعون نے اہل بیت کی محبت کا لباس اوڑھ کر فتنہ پیدا کیا۔ چنانچہ وہ فتنہ بڑھتا گیا کیونکہ اس فتنے کے پیچھے پوری یہودیت تھی۔ آخر اس کا نتیجہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی صورت میں نکلا۔ بس حضرت عثمان داماد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا شہید ہونا تھا کہ خطرناک ماحول بنتا گیا۔ اسلئے کہ کچھ مسلمان بھی یہودیوں کی سازش کا شکار ہو کر اس میں ملوث ہو چکے تھے اور کثیر تعداد یہودی اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں میں شریک ہو چکے تھے۔ تو جب عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اور کافی وقت گذر جانے کے باوجود قاتلوں کو نہ پکڑا گیا اور نہ ہی انہیں کوئی سزا دی جا سکی تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مطالبہ کر دیا کہ قاتلوں کو پکڑو اور سزا دو اور امیر معاویہ اس لئے آگے آگے تھے کہ جناب عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا تعلق بنو امیہ سے تھا اور امیر معاویہ بھی بنو امیہ سے تھے اور سرداروں میں شمار ہوتے تھے۔ اب اگر حضرت امیر معاویہ کے مطالبے کو دیکھا جائے غلط تو وہ بھی نہیں تھا کہ شہید ہونے والے بنو امیہ کے سردار تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو جنت کی بشارت دی تھی یعنی عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔ اسلام میں ان کی بہت زیادہ خدمات تھیں جن کو کوئی صاحب ایمان نہیں فراموش کر سکتا۔ مسجد

Marfat.com

نبوی کی جگہ خرید کر دینا پانی کا مسئلہ ہو تو کنواں خرید کر مسلمانوں کو دینا وغیرہ وغیرہ پھر خلفاء میں تھے اور داماد رسول ﷺ تھے۔ دیگر فضائل وخصائص کے مالک تھے مگر ان کے قاتلوں کو نہ پکڑا گیا اور نہ سزا دی گئی۔ اس صورت میں مطالبہ کیا جانا بھی غلط نہیں تھا کہ انصاف دینا حکومت کے ذمہ ہے۔ اس چیز کو سامنے رکھتے ہوئے بعض بد باطن حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر تنقید کرتے ہیں۔ جو ان کے نامراد ہونے کی عظیم دلیل ہے اور حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کی نیت میں شک کرنے والا ملعون ہوگا۔ قاتلوں کے نہ پکڑے جانے اور سزا سے بچ جانے کی اصل وجہ یہ تھی جیسا کہ پیچھے پڑھ چکے ہیں کہ اصل میں یہ یہودیوں کی سازش تھی اور پوری یہودیت اپنی پوری قوت صرف کر رہی تھی کہ مسلمانوں میں اتفاق نہ ہونے پائے اور اختلاف کو زیادہ سے زیادہ بڑھاؤ چونکہ یہودی اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اس میں شامل تھے چنانچہ شہادت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بعد دو حصوں میں تقسیم ہو گئے۔ آدھے حضرت علی کی طرف اور آدھے امیر معاویہ کی طرف ہو گئے۔ تو جب امیر معاویہ مثبت سوچتے تو وہ لوگ کہتے کہ اے امیر معاویہ کن سے انصاف کی امید رکھتے ہو جن کو بنوامیہ کا آدمی گوارہ نہیں ہوا کہ وہ خلیفہ ہو اور کہتے جناب یہ تو بنو ہاشم کی چال تھی کیونکہ اگر عثمان غنی خلیفہ رہتے تو اس کے بعد خلافت تمہارے پاس آنی تھی تو یہی بنو ہاشم کو قبول نہیں۔ چنانچہ بنو ہاشم نے (معاذ اللہ) سازش کر کے بنوامیہ سے خلافت چھینی ہے۔ لہٰذا (معاذ اللہ) جناب علی رضی اللہ عنہ سے انصاف کی امید نہ رکھو اس کا واحد حل احتجاج ہے کہ علی رضی اللہ عنہ مجبور ہو جائیں اور ادھر جب علی شیر خدا رضی اللہ عنہ قاتلوں کو پکڑنے اور سزا دینے کا سوچتے تو یہودی اسلام کا لبادہ اوڑھ کر جناب علی کی طرف تھے وہ پراپیگنڈا کرتے کہ جناب علی کی خدمت میں عرض کرو کہ حضور امیر معاویہ عثمان غنی کی شہادت سے خوش تھا (معاذ اللہ) کیونکہ خلافت بنوامیہ کے حصہ میں تھی اب عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بعد مجھے ملے گی تو جب خلافت آپ نے یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لے لی تو امیر معاویہ کو یہ گوارہ نہیں۔ اصل میں وہ آپ کی خلافت کے خلاف ہے نہ کہ انصاف کا طلبگار ہے۔ حضرت علی کی خدمت میں عرض کیا جاتا اگر آپ نے ان قاتلوں کو پکڑا اور سزا دی تو کچھ لوگ جن کی تعداد اچھی خاصی ہو گی وہ آپ کو چھوڑ جائیں گے اور امیر معاویہ کے گروہ میں شامل ہو جائیں گے اور آپ کی خلافت چھن جائے گی کیونکہ اصل میں امیر معاویہ قتل عثمان غنی کی آڑ میں آپ سے خلافت چھیننا چاہتا ہے۔ کیونکہ حضرت امیر معاویہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما دونوں کی طرف یہودیت نے مسلمانوں میں انتشار اور بے چینی پھیلا رکھی تھی جس سے جناب علی شیر خدا رضی اللہ عنہ بھی مجرموں کو نہ پکڑ سکے اور نہ سزا دے سکے۔ مگر نیت میں کوئی شک نہیں تھا اور ادھر امیر معاویہ مثبت سوچتے کہ چلو انتظار کرو تو ان کو کہا جاتا کہ حضور آپ جناب علی کو وقت دے کر شہادت عثمان غنی کو ضائع کر رہے ہیں اور کہتے بنو ہاشم

Marfat.com

نے جس کے سربراہ جناب علی شیر خدا رضی اللہ عنہ ہیں۔انہوں نے تو حضرت عثمان غنی کے خلاف سازش کی ہے اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا مقصد بھی یہ تھا کہ خلافت حاصل کی جائے جو انہوں نے حاصل کرلی ہے۔تو جو لوگ سازش کرنے والے ہیں (معاذ اللہ) انہی سے انصاف مانگنا یا انصاف کی امید رکھنا کہ وہ لوگ قاتلان عثمان غنی رضی اللہ عنہ پکڑیں گے اور سزا دیں گے۔یہ تو صرف اپنے آپ کو دھوکا دینے کے سوا کچھ نہیں۔مختصراً کہ دونوں طرف غلط فہمیاں پھیلائی جارہی تھیں مگر دونوں حضرات میں بدنیت کوئی نہیں تھا اور جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بعد جب خلافت جناب مولا حسن رضی اللہ عنہ کے پاس آئی تو بھی ماحول برقرار تھا اور یہ وہ نازک موڑ ہے جس پر اگر اللہ اور رسول کا خاص فضل نہ ہو اور عقل کام نہ کرے ایمان مضبوط نہ ہو تو آدمی گمراہی کے گڑھے میں گر جاتا ہے۔اگر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے فضائل کو دیکھے اور پھر ان کے قاتلوں کو سزا کا نہ ملنا دیکھے تو خارجیت کی طرف چلا جاتا ہے۔اگر فرمان رسول ﷺ کو دیکھے اور جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فضائل و خصائص کو دیکھے کہ جدھر علی ہوگا حق ادھر ہوگا تو پھر رافضیت کی طرف چلا جاتا ہے اگر رافضیت کی طرف چلا جائے تو توہین امیر معاویہ رضی اللہ عنہ شروع کردیتا ہے۔اگر خارجیت کی طرف راغب ہوتا ہے تو توہین علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کرنی شروع کردیتا ہے۔مگر یہ دونوں صورتوں میں ملعون ہے خواہ امیر معاویہ کی توہین کرتا ہو یا حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ پر تنقید کرنے والا ہو جیسا کہ حدیث رسول آپ پڑھ چکے ہیں کہ جو اصحاب رسول پر تنقید کرے گا بُرا کہے وہ ملعون ہے کیونکہ دونوں برابر ہیں۔اس پر فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہے۔وعن عمر بن الخطاب قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول سألت ربی عن اختلاف اصحابی من بعدی فاوحی الی یا محمد ان اصحابك عندی بمنزلة النجوم فی السماء بعضھا اقویٰ من بعض ولکل نور فمن اخذ بشی مما ھم علیہ من اختلافھم فھم عندی علی ھدی قال وقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم (مشکوٰۃ)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا میں نے اپنے رب سے اپنے صحابہ کے اختلاف سے متعلق سوال کیا جو میرے بعد ہوگا۔میری طرف وحی فرمائی کہ اے محمد (ﷺ) تمہارے اصحاب میرے نزدیک آسمان کے تاروں کی طرح ہیں جب کہ بعض سے بعض قوی ہیں لیکن سب نورانی ہیں اپنے اختلاف میں وہ جس موقف پر ہیں ان میں سے جو کسی کو اختیار کرے وہ میرے نزدیک ھدایت پر ہے۔راوی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ تاروں کی طرح ہیں۔ان میں سے جس کی پیروی کروگے تو ہدایت

Marfat.com

ہی پاؤ گے۔

اس حدیث پاک سے صاف ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم تھا کہ اختلافات ہوں گے۔ جنگیں ہوں گی مگر سب کے سب مسلمان ہوں گے ہدایت والے ہوں گے کوئی بھی گمراہ نہیں ہوگا یعنی کفر و شرک سے پاک ہوں گے اور ہر دو گروہ صحابی ہوں گے مگر بعض بعض پر فضیلت رکھتے ہوں گے مگر سب نورانی ہوں گے تو اس پر ہر اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ فضیلت کے اعتبار سے اور درجات میں علی شیر خدا افضل ہیں مگر امیر معاویہ یا دیگر صحابہ کرام جو ان کیساتھ تھے ان کو گالیاں دینا یا تبرا بازی کرنا قطعاً درست نہیں ہے بلکہ توہین و تذلیل کرنے والا ملعون ہے اور اہل سنت سے خارج ہے اور پھر حدیث کے الفاظ پر غور کیا جائے تو مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ سالت ربی عن اختلاف اصحابی من بعدی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب کی بارگاہ میں صحابہ کے اختلاف کے بارے میں سوال کیا جو میرے بعد ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان اختلافات کا علم تھا کہ ایسا ایسا ہوگا اس کے باوجود امام الانبیاء نے فرمایا ہر گروہ مسلمان ہے جیسا کہ حدیث کے الفاظ ہیں کہ میرا حسن مسلمانوں کے دو گروہوں میں (بڑی جماعتوں میں) صلح کرا دے گا تو فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات واضح ہوئی کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ جو صحابہ تھے اور امام حسن رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ جو صحابہ کرام یا دیگر مسلمان تھے۔ وہ سب سچے پکے مسلمان تھے۔ جو ان کے ایمان میں شک کرے گا۔ وہ مسلمان نہیں کافر ہوگا کیونکہ حدیث رسول ہے کہ اگر کسی مسلمان کو کافر کہا جائے تو کفر لوٹ آتا ہے اس لئے توہین امیر معاویہ گمراہی اور ذلالت کی دلیل ہے اور ان کے ایمان کا انکار کفر ہوگا۔ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ فضیلت میں علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم افضل ہیں۔ حضرت امیر معاویہ سے کوئی مقابلہ نہیں ہے اور حضرت امیر معاویہ سے اجتہادی غلطی ہوئی ہے جس سے آپ کی اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا امیر معاویہ سے صلح کرنا اور امام حسن کا صلح کرنا آپ سے وظیفہ لینا اس بات کی مضبوط ترین دلیل ہے کہ آپ سچے پکے مسلمان اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی ہیں، کاتب وحی ہیں۔ اگر کوئی معاملہ گڑبڑ ہوتا تو نہ ہی جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور نہ ہی امام حسن رضی اللہ عنہ صلح کرتے۔

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی شخص کا نسب پوشیدہ نہیں

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدٌ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ اُهْدِيَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ فِيْهَا سُمٌّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْمَعُوْا اِلَيَّ مَنْ كَانَ هٰهُنَا مِنْ يَهُوْدَ فَجُمِعُوْا لَهٗ فَقَالَ اِنِّيْ سَائِلُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَهَلْ اَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْهُ فَقَالُوْا نَعَمْ قَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَبُوْكُمْ قَالُوْا فُلَانٌ فَقَالَ كَذَبْتُمْ بَلْ اَبُوْكُمْ فُلَانٌ قَالُوْا صَدَقْتَ قَالَ فَهَلْ اَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْ شَيْءٍ اِنْ سَاَلْتُ عَنْهُ فَقَالُوْا نَعَمْ يَا اَبَا الْقَاسِمِ وَاِنْ كَذَبْنَا عَرَفْتَ كَذِبَنَا كَمَا عَرَفْتَهٗ فِيْ اَبِيْنَا فَقَالَ لَهُمْ مَنْ اَهْلُ النَّارِ قَالُوْا نَكُوْنُ فِيْهَا يَسِيْرًا ثُمَّ تَخْلُفُوْنَا فِيْهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَاللّٰهِ لَا نَخْلُفُكُمْ فِيْهَا اَبَدًا ثُمَّ قَالَ هَلْ اَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْ شَيْءٍ اِنْ سَاَلْتُكُمْ عَنْهُ فَقَالُوْا نَعَمْ يَا اَبَا الْقَاسِمِ قَالَ هَلْ جَعَلْتُمْ فِيْ هٰذِهِ الشَّاةِ سُمًّا قَالُوْا نَعَمْ قَالَ مَا حَمَلَكُمْ عَلٰى ذٰلِكَ قَالُوْا اَرَدْنَا اِنْ كُنْتَ كَاذِبًا نَسْتَرِيْحُ وَاِنْ كُنْتَ نَبِيًّا لَمْ يَضُرُّكَ (بخاری، کتاب الجہاد والسیر، حدیث نمبر ۴۰۶)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب خیبر فتح ہوا تو بارگاہ نبوی میں پکا ہوا بکری کا گوشت (یہودی کی طرف سے) بطور ہدیہ پیش کیا گیا جس میں زہر ملا ہوا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جتنے یہودی یہاں موجود ہیں۔ انہیں میرے پاس بلاؤ۔ انہیں بلالیا گیا پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا میں تم سے ایک بات دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ کیا تم صحیح جواب دو گے؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تمہارا جداعلیٰ کون ہے؟ (یہودی نے) جواب دیا فلاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جھوٹ بول رہے ہو۔ تمہارے جداعلیٰ کا نام فلاں ہے۔ وہ کہنے لگے آپ نے سچ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر میں تم سے کوئی بات پوچھوں تو صحیح بتادو گے۔ جواب دیا، ہاں! اے ابوالقاسم (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر ہم نے غلط بیانی سے کام لیا تو آپ ہمارے جھوٹ پر اس طرح مطلع ہو جائیں گے جیسے ہمارے جداعلیٰ کے بارے میں آپ کو معلوم ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنمی کون ہے؟ جواب دیا تھوڑے سے دن تو ہم جہنم میں رہیں گے اور پھر ہمارے بعد آپ (یعنی مسلمان) اس

Marfat.com

میں رہیں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ ہی اس میں ذلت اٹھاتے رہو گے اور خدا کی قسم ہم (یعنی مسلمان) تو کبھی بھی اس میں تمہارے جانشین نہیں بنیں گے۔ پھر فرمایا اگر میں تم سے کوئی بات پوچھوں تو سچ بتاؤ گے۔ کہنے لگے ابو القاسم (ﷺ) ہاں (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے) فرمایا کیا تم نے بکری کے اس گوشت میں زہر ملایا ہے؟ (یہودیوں نے) جواب دیا ہاں۔ فرمایا تمہیں اس چیز پر کس نے اُبھارا؟ جواب دیا اس سے ہم نے یہ ارادہ کیا کہ اگر آپ جھوٹے ہیں تو ہماری خلاصی ہو جائے گی۔ (یعنی جان چھوٹ جائے گی) معاذ اللہ۔ اگر آپ سچے نبی ہیں تو زہر آپ کو ضرر نہیں پہنچا سکتا۔

تشریح: (۱) اس حدیث پاک سے واضح ہو رہا ہے کہ اللہ کریم جل جلالہٗ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو مافی الارحام کا علم عطا فرمایا ہے جیسے کہ نبی اکرم نور مجسم ﷺ نے فرمایا اگر میں تم سے کوئی سوال کروں تو بتاؤ تم سچ بولو گے۔ یہودیوں نے عرض کیا کہ حضور ہم سچ بولیں گے۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا بتاؤ تمہارے جداعلیٰ یعنی جس کی تم اولاد ہو اس کا نام کیا تھا۔ تو انہوں نے جھوٹ بولتے ہوئے ایک فرضی نام بتا دیا کہ ہم فلاں کی اولاد ہیں۔ تو حضور امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تم جھوٹ بول رہے ہو جس کا نام پیش کر رہے ہو یہ تمہارا جداعلیٰ نہیں ہے۔ تمہارے جداعلیٰ کا نام یہ تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان یہودیوں کے اصل باپ کا نام بتا دیا کہ اس کا نام یہ تھا اس سے یہودی حیران ہو گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم ﷺ کو مافی الارحام کا علم عطا فرمایا ہے۔ جیسا کہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو رہا ہے۔ اب اگر کوئی منصف مزاج گروہ بندی کی لعنت سے بچا ہوا ہے اسے حق تلاش کرنے میں کوئی مشکل نہیں ہے کہ صراط مستقیم پر کون لوگ ہیں۔ کن لوگوں کا عقیدہ حدیث رسول کے مطابق ہے اور کن لوگوں کا عقیدہ حدیث رسول ﷺ کے خلاف ہے۔ خوش نصیب وہ شخص ہوگا جس کا عقیدہ حدیث کے مطابق ہوگا کہ اللہ کریم نے اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مافی الارحام کا علم عطا فرمایا ہے اور پھر سوچنے کی بات ہے کہ کب سے اس نسل کے یہودی وہاں آباد تھے اور کتنی نسلیں ان کی گذر چکی تھیں۔ یعنی ہزاروں سال پہلے کی بات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں کہ تمہارے باپ یعنی جداعلیٰ فلاں تھا۔ اس سے بڑھ کر علم غیب اور کیا ہوگا مگر ستیاناس اس جماعت پرستی کا کہ بعض بدنصیب اتنے واضح دلائل ہونے کے باوجود حق قبول کرنے کو تیار نہیں ہوتے جو بہت بڑی حماقت ہے اور یہ وہ حماقت ہے جو انسان کی دنیا اور دین دونوں تباہ کر دیتے ہیں اور پھر اس گروہ بندی سے جو اسلام کا اور ملک کا نقصان ہو رہا ہے وہ بھی انہیں لوگوں کے سر ہے۔ جو دیدہ دانستہ فضائل وخصائص مصطفےٰ ﷺ کا انکار کر رہے ہیں اور گروہ بندی کو مضبوط

Marfat.com

کررہے ہیں۔

(۲) اس کے بعد حضور نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب بولو کہ اگر میں تم پر ایک سوال کروں تو کیا تم جھوٹ بولو گے یا سچ۔ تو یہودیوں نے عرض کیا کہ حضور اب ہم جھوٹ کیسے بول سکتے ہیں۔ اگر جھوٹ بولیں گے تو آپ ہمارے جھوٹ جان جائیں گے کیونکہ آپ تو ہمارے دل اور دماغ میں جو ہے اس سے بھی باخبر ہیں جیسا کہ ہمارے جداعلیٰ کے متعلق آپ کو علم ہوگیا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر بولو کہ جہنمی کون ہے۔ اس کے متعلق تمہارا کیا عقیدہ ہے۔ تو یہودی بولے کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ تھوڑا سا وقت ہم جہنم میں رہیں گے کہ جتنا جتنا جرم کیا ہے اس کی سزا پائیں گے پھر ہم کو نکال لیا جائے گا۔ اس کے بعد مسلمانوں کی باری ہوگی وہ جہنم میں رہیں گے۔ اس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم ہم کبھی بھی تمہارے جانشین نہیں بنیں گے یعنی مسلمان دوزخ میں نہیں جائیں گے۔ تم ہی جہنم میں ذلیل و رسوا ہوتے رہو گے۔ اس میں ایک خوبصورت اشارہ ہے اس شخص کیلئے جس کا عقیدہ درست ہوگا۔ وہ یہ کہ جو شخص دنیا میں ایمان کی حالت میں جائے گا کہ اللہ کی توحید پر ایمان رکھتا ہو اور دیگر بھی تمام صفتوں پر ایمان رکھتا ہو یعنی اللہ کی کسی صفت کا منکر نہ ہو اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور فضائل و خصائص، علم و اختیارات، نورانیت، اور دیگر تمام فضیلتوں پر ایمان رکھتا ہوگا اور آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم، ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اولاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح معنوں میں غلام ہو اور احترام کرنے والا ہو۔ مطلب یہ کہ بدعقیدگی سے بالکل محفوظ ہو تو بتقاضا بشریت جو چھوٹی موٹی غلطیاں ہو جاتی ہیں۔ ان کی معافی ہو جائے گی یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شفاعت فرمائیں گے، کسی کو کسی بہانے اللہ کریم معاف فرمادے گا مگر جہاں بدعقیدگی ہوگی وہاں معافی ممکن نہیں اعمال کی غلطیوں کی معافی ممکن ہے مگر بدعقیدگی کی معافی نہیں ہوگی ایک بات بہت ضروری ذہن میں ہونی چاہئے کہ صرف یہ عقیدہ ہو کہ معافی ہو جائے گی جیسے جیسے جی میں آئے کرتے چلو یہ بہت بڑی گمراہی ہے۔ بندے کا ایمان یہ ہونا چاہئے کہ اللہ قادر مطلق ہے اگر پکڑے تو معمولی بات پر پکڑ سکتا ہے کیونکہ یہ عقیدہ عیسائیوں کا ہے کہ جو جی چاہے کرو، ہم بخشے ہوئے ہیں اور یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ جو ہم جرم کرتے ہیں ان کی تھوڑی سی سزا ملے گی۔ اس کے بعد بخشے جائیں گے اور مسلمان کا عقیدہ یہ ہونا چاہئے کہ اللہ کا خوف بھی ہو اور بخشش کی امید بھی رکھے۔ اگر وہ چاہے معاف کردے اگر نہ چاہے تو سزا دے سکتا ہے اور اگر انبیاء، علماء، شہداء سفارش فرمادیں گے خصوصاً حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو اللہ تعالیٰ اُن کی شفاعت فرمانے کی وجہ سے معافی عطا فردے گا یعنی خوف و امید دونوں کا ہونا ضروری ہے۔

(۳) پھر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بتاؤ اس بکری کے گوشت میں زہر کیوں ملایا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ فضیلت دی ہوئی ہے کہ ہر شخص کے ہر عمل کو جانتے ہیں۔ ظاہر ہے یہودیوں نے گوشت میں زہر چھپا کر ملایا تھا مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم تھا کہ یہودی زہر ملا کر گوشت لا رہے ہیں۔ جو حدیث سے ثابت ہو رہا ہے۔ میں حیران ہوں ان لوگوں پر جو جماعت پرستی میں اس حد تک غرق ہو گئے ہیں کہ حدیث کو ماننے کیلئے بھی تیار نہیں ہیں بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب پر ایمان رکھنے والوں پر کفر و شرک کے فتوے لگاتے ہیں۔ ایک منصف مزاج آدمی جو اللہ و رسول پر ایمان رکھنے والا ہو وہ کیسے بے دین متعصب لوگوں کا ساتھی بن سکتا ہے سوائے اس کے بد نصیبی کا غلبہ ہو اور پھر قرآن و حدیث میں کہیں نہیں کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ کریم نے اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب عطا فرمایا وہ معاذ اللہ کافر یا مشرک ہے کیونکہ اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ حضور کا علم ذاتی نہیں عطائی علم غیب مانتے ہیں تو یہودیوں نے جواب دیا کہ حضور ﷺ ہم نے اسلئے زہر ملایا تھا کہ اگر آپ نبی ہوئے تو زہر آپ کو ضرر نہیں پہنچا سکے گا۔ اگر معاذ اللہ آپ نبی ﷺ نہ ہوئے تو ہم آپ سے محفوظ رہیں گے یعنی معاذ اللہ ثم معاذ اللہ آپ کا انتقال ہو جائے گا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

آپ ﷺ کی کنیت پر کنیت رکھنے کی ممانعت

حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ وَمَنْصُوْرٍ وَقَتَادَةَ سَمِعُوْا سَالِمَ بْنَ اَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ وُلِدَ لِرَجُلٍ مِّنَّا مِنَ الْاَنْصَارِ غُلَامٌ فَاَرَادَ اَنْ يُّسَمِّيَهٗ مُحَمَّدًا قَالَ شُعْبَةُ فِيْ حَدِيْثِ مَنْصُوْرٍ اِنَّ الْاَنْصَارِيَّ قَالَ حَمَلْتُهٗ عَلٰى عُنُقِيْ فَاَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْ حَدِيْثِ سُلَيْمَانَ وُلِدَ لَهٗ غُلَامٌ فَاَرَادَ اَنْ يُّسَمِّيَهٗ مُحَمَّدًا قَالَ سَمُّوْا بِاسْمِيْ وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِيْ فَاِنِّيْ اِنَّمَا جُعِلْتُ قَاسِمًا اَقْسِمُ بَيْنَكُمْ وَقَالَ حُصَيْنٌ بُعِثْتُ قَاسِمًا اَقْسِمُ بَيْنَكُمْ قَالَ عَمْرٌو اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمًا عَنْ جَابِرٍ اَرَادَ اَنْ يُّسَمِّيَهُ الْقَاسِمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوْا بِاسْمِيْ وَتَكَنَّوْا بِكُنْيَتِيْ ۔ (کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۳۵۶)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم میں سے کسی انصاری کے گھر لڑکا پیدا ہوا تو ارادہ ہوا کہ اس کا نام محمد رکھ دیا جائے۔ شعبہ نے منصور کی روایت میں کہا ہے کہ انصار نے بتایا میں اس لڑکے کو اپنی گود میں لیکر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، سلمان کی روایت میں ہے کہ اس کے گھر لڑکا پیدا ہوا تو ارادہ ہوا کہ اس کا نام محمد رکھ دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرا نام رکھ لو میری کنیت (یعنی ابو القاسم) نہ رکھنا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی نعمتیں تمہارے درمیان تقسیم کرنے کیلئے قاسم بنایا ہے۔ حصین کی روایت میں ہے، مجھے اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان قاسم بنا کر معبوث فرمایا ہے۔ حضرت جابر کی دوسری روایت میں ہے کہ ان کا ارادہ ہوا کہ بچے کا نام قاسم رکھ لیں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرا نام رکھ لو میری کنیت نہ رکھنا۔

تشریح: اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کا عقیدہ تھا کہ اگر کسی بچے کا نام محمد رکھا جائے۔ اسلئے کہ اس نام کی نسبت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے۔ تو اسے برکات حاصل ہوں گی۔ نفع حاصل ہوگا تو جائز اور درست ہے بلکہ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی قوم کسی مشورہ کیلئے جمع ہو اور ان میں کوئی محمد نامی شخص ہو اگر اسے مشورہ میں شریک نہ کریں۔ تو ان کیلئے اس مشورت میں برکت نہ ہوگی۔ (کنز العمال۔ تذکرۃ الموضوعات بحوالہ جامع الاحادیث) اور حضرت عبداللہ بن

Marfat.com

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کے ہاں تین بیٹے پیدا ہوں اور ان میں سے کسی کا نام محمد نہ رکھے (تو) جاہل ہے۔ (جامع الاحادیث جلد چہارم) اور حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو چاہے کہ اس کی بیوی کے حمل میں لڑکا ہو اسے چاہیے کہ اپنا ہاتھ اپنی بیوی کے پیٹ پر رکھ کر کہے۔ ان کان ذکرا فقد سمیتہ محمدا۔ اگر لڑکا ہے تو میں نے اس کا نام محمد ہی رکھا۔ انشاء اللہ لڑکا ہی ہوگا۔ (جامع الاحادیث) ان روایات سے ثابت ہوا بچوں کا نام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام پر رکھنا چاہیے۔ مطلب کہ ہر نام میں محمد ضرور ہونا چاہے کیونکہ اس اسم مبارک سے برکات حاصل ہوتی ہیں۔ مشوروں میں برکت ہوتی ہے اور جوان برکات کے قائل نہیں وہ جاہل ہیں یا منافق ہیں۔ اگر عداوت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے اس نام نامی سے گریز کرتا ہے تو منافق اگر لاعلمی کی بنا پر ان برکات سے محروم رہتا ہے تو جاہل ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت سے اگر محمد نام رکھا جائے تو مومن کو نفع حاصل ہوتا ہے اور پھر ہر صاحب ایمان کو سوچنا چاہئے کہ جس محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام پاک سے اس قدر نفع ہوتا ہے۔ اس محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک سے ایمان والوں کو کس قدر نفع حاصل ہوگا یا ہو رہا ہے۔ یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نوازشات اور مہربانیوں کا کوئی اندازہ نہیں ہے۔ آپ اپنے غلاموں پر اتنا کرم فرماتے ہیں جو ہمارے فہم وادراک سے بالا ہے۔ افسوس ایسے لوگوں پر جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ نفع نہیں دے سکتے۔ ان کے مذہبی رہنما تو جماعتوں کے بت پوجتے ہیں اور عوام کو گمراہ کر کے اپنی تباہی کا سامان کر رہے ہیں۔ مگر عام لوگوں کو چاہیے کہ جب ان کے سامنے حق پیش کیا جائے تو اسے قبول کریں تاکہ آخرت خراب نہ ہو بلکہ احادیث نبویہ موجود ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ جن لوگوں کے نام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام پر رکھے جائیں گے اگر وہ بدعقیدگی سے محفوظ رہے اور ایمان کی موت مرے تو ان کی بخشش اس نام سے ہو جائے گی۔ اللہ فرمائے گا جن کا نام محمد ہے وہ ایک طرف ہو جاؤ تو قیامت کے دن اللہ فرمائے گا جاؤ تمہیں اس نام کے صدقے بخش دیا گیا ہے اور طبقات ابن سعد (جلد ۵) میں ہے۔ محمد بن عثمان العمری نے اپنے والد گرامی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی کو ضرر نہ ہوگا (یعنی تکلیف یا نقصان نہ ہوگا) اگر اس کے گھر میں ایک محمد یا دو محمد یا تین محمد ہوں۔ مطلب کہ جس گھر میں محمد نامی ایک یا دو یا تین شخص ہوں گے تو ان ناموں کی برکت سے وہ آفات وبلیات مصائب و مشکلات سے محفوظ ہو جائے گا اور بھی کافی احادیث موجود ہیں جو طوالت کے خوف سے درج کرنے سے پرہیز کر رہا ہوں اور ویسے بھی صاحب ایمان اور عقل سلیم رکھنے والے کیلئے مندرجہ بالا حوالہ جات کافی ہیں۔ ضدی آدمی یا جن کے دلوں پر حجاب

Marfat.com

ہے اور اللہ کے فضل سے محروم لوگ ہیں ان کے سامنے جو جی چاہے بیان کروان لوگوں پر کچھ اثر نہیں ہوگا۔ یہ صرف ان لوگوں کیلئے ہے جو دل میں ایمان رکھتے ہیں مگر کسی گمراہ فرقے کے ہتھے چڑھ گئے ہوں۔

(۲) پھر حضرت سلمان فرماتے ہیں کہ اللہ وحدہٗ لاشریک نے مجھے لڑکا عطا فرمایا تو میرا ارادہ ہوا کہ اس کا نام محمد رکھ دوں اور میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنا ارادہ ظاہر کیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے نام پر نام رکھ لیا کرو۔ مطلب کہ محمد نام رکھ لو مگر میری کنیت نہ رکھنا یعنی ابوالقاسم کنیت نہ رکھنا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان اپنی نعمتیں تقسیم کرنے کیلئے قاسم بنایا ہے۔ اس سے پہلی بات تو یہ معلوم ہوئی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کسی کا آپ کی مثل بننا پسند نہیں تھا۔ اس لئے فرمایا کہ میرے نام پر نام رکھ لو مگر میری کنیت اختیار نہ کرو کیوں کہ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مماثلت ہے جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جیسے ہم بشر ہیں ویسے رسول۔ انہیں چاہئے کہ جماعتوں کے بت نہ پوجیں اپنا عقیدہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق رکھیں کیونکہ جس کو حضور پسند نہ فرمائیں وہ عقیدہ باطل ہے، گمراہی ہے اور خیر والا نہیں ہے بلکہ اس میں رسوائی اور ذلت کے سوا کچھ نہیں حاصل ہوگا۔ اگر اللہ اور اس کے رسول کو خوش کرنا چاہتے ہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بے مثل اور بے مثال جانیں اور عقیدہ رکھیں اور یقین جانیئے اس میں نجات اور بخشش ہے جیسے حدیث سے ثابت ہو رہا ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ نے مجھے اپنی نعمتیں تم میں تقسیم کرنے کیلئے قاسم بنایا ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا اللہ کریم جو اپنے بندوں کو نعمتیں عطا فرماتا ہے وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ اور صدقہ سے عطا فرماتا ہے۔ جو لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ اور صدقہ مانگنا کفر و شرک جانتے ہیں۔ ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ وہ گروہ بندی کے چنگل سے نکلیں اس سے ان کی دنیا و آخرت خراب نہ ہو گی ان کو چاہئے کہ اپنا عقیدہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کے مطابق رکھیں کیونکہ جس عقیدہ کو اپنانے کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تلقین فرمائیں وہ کفر و شرک نہیں بلکہ اس کو کفر و شرک گمان کرنا بھی کفر ہے۔ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق عقیدہ اصل ایمان ہے جیسا کہ حدیث پاک سے واضح ہے۔ لہٰذا صحیح العقیدہ وہ شخص ہے۔ جس کا عقیدہ ہوگا کہ اللہ کریم جل جلالہ اپنے بندوں کو جو دیتا ہے سب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے سے دیتا ہے اور آپ کے وسیلہ سے دیتا ہے اور یہ عقیدہ حدیث کے مطابق ہے جیسا کہ حدیث کے الفاظ آپ کے سامنے ہیں پھر حضور امام الانبیاء ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے قاسم بنایا ہے کیونکہ میں اللہ کی نعمتیں تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں۔ اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ مانگا تو اسی سے جاتا ہے۔ جو تقسیم کرنے والا ہو جیسے کوئی شخص کسی اپنے معتمد شخص کو ایک لاکھ روپیہ دے دیتا ہے کہ اس کو غریبوں

Marfat.com

مسکینوں میں تقسیم کردو تو مانگنے والے تقسیم کرنے والے سے مانگیں گے۔ اسی طرح حقیقی مالک اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات ہے مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان نعمتوں کو تقسیم فرما رہے ہیں اور ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ سے بطور گدا مانگ رہے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مخلوق خدا کو عطا فرما رہے ہیں۔ ایک عقلمند جو ایمان رکھتا ہے اور قرآن وحدیث کو حق جانتا ہے وہ یہ بات کیسے مان سکتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ سے مانگنا کفر وشرک ہے۔ (معاذ اللہ) کیونکہ یہ تو صحابہ کرام کا عمل بھی رہا ہے، جب بھی کوئی معاملہ ہوتا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کرتے کہ حضور ہمیں یہ چاہئے ہمیں وہ چاہئے، بارش چاہئے، حضور پانی ختم ہوگیا ہے پانی چاہئے تو آپ کی انگلیوں سے چشمے جاری ہوئے اور لوگوں نے پانی پیا کھانا ختم ہوگیا تو اس وقت بھی عرض کیا گیا کہ حضور کھانا چاہئے تو آپ نے تھوڑی چیزیں منگوا کر سامنے رکھیں اور اس پر کچھ پڑھا اور دعا فرمائی۔ تو سب لوگوں نے جو ایک عظیم لشکر تھا سب نے کھانا برتنوں میں بھر لیا اور کھایا بھی جب کہ اسی بخاری شریف میں سب احادیث درج ہیں مختصراً کہ جب کوئی ایسا موقعہ آیا ہے صحابہ کرام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض ومعروض کرتے رہے اور مانگتے رہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی موقعہ پر بھی یہ نہیں فرمایا کہ مجھ سے کیوں مانگتے ہو۔ یہ ناجائز ہے یا کفر وشرک ہے میں تمہیں کچھ نہیں دوں گا یا کچھ نہیں دے سکتا بلکہ سرکار دوعالم تو فرماتے ہیں کہ مانگو میں اللہ کی نعمتیں تقسیم کرنے والا ہوں۔ تو اتنے واضح دلائل کے باوجود جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ نہیں دے سکتے اور ان سے مانگنا کفر وشرک ہے۔ ان کا عقیدہ صریحاً قرآن وحدیث کے خلاف ہے اور باطلہ ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ حقیقی مالک اللہ ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وہی دے سکتے ہیں جو اللہ نے آپ کو دیا ہے تو حدیث بتاتی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے اپنے خزانوں کی چابیاں عطا فرما دیں۔ تو معاذ اللہ یہ تو کوئی ایمان والا نہیں کہہ سکتا کہ اللہ اپنے خزانوں کی چابیاں حفاظت کیلئے دیں ہیں، بالکل ایسا نہیں کہہ سکتا تو پھر ایمان یہی رکھنا ضروری ہے کہ اللہ کریم نے فرمایا کہ اے محبوب یہ میرے خزانوں کی چابیاں ہیں یہ تمہارے حوالے ہیں، ان کو تقسیم آپ نے کرنا ہے۔ اب جس کو چاہو جتنا چاہو جب چاہو جو چاہو عطا فرما دو تمہیں قاسم بنایا گیا ہے اور پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ عطا کر سکتے ہیں جو اللہ کے خزانوں میں ہے۔ جو اللہ کے خزانوں میں نہیں ہوگا وہ چیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی عطا نہیں کر سکتے مگر کیا کوئی بڑے سے بڑا یہ ثابت کر سکتا ہے کہ فلاں چیز اللہ کے خزانوں میں نہیں۔ جو یقیناً نہیں ثابت کر سکتا۔ تو جب اللہ کے خزانوں میں ہر چیز ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہر چیز مانگنا چاہیے اور حضور علیہ السلام دے سکتے ہیں اور دیتے ہیں اور یہ عقیدہ حدیث پاک کے عین مطابق ہے اس کا انکار یا مخالفت حدیث کی

Marfat.com

مخالفت اور انکار ہے جو سراسر گمراہی و بے دینی ہے کیونکہ اللہ کریم نے جو فضائل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کئے ہیں ان کا انکار کوئی مخلص مومن نہیں منافق ہی کر سکتا ہے۔ لہٰذا ہر ایمان والے کو چاہئے کہ اپنا عقیدہ صحابہ کرام والا رکھے کیونکہ اسی میں نجات ہے اور یہ عقیدہ توحید کے خلاف نہیں۔ اسلئے بندہ ناچیز کو جب کوئی ایسا معاملہ پیش آیا ہے تو حضور کی بارگاہ میں استغاثہ پیش کیا ہے اور سرکار نے کرم فرماتے ہوئے محروم نہیں رکھا اور کسی کو بھی محروم نہیں رکھتے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

صحابہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کسی کو نہیں سمجھتے تھے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سَالِمٍ عَنْ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ فَسَمَّاهُ الْقَاسِمَ فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ لَا نَكْنِيهِ أَبَا الْقَاسِمِ وَلَا نُنْعِمُكَ عَيْنًا فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وُلِدَ لِي غُلَامٌ فَسَمَّيْتُهُ الْقَاسِمَ فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ لَا نَكْنِيكَ أَبَا الْقَاسِمِ وَلَا نُنْعِمُكَ عَيْنًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَتِ الْأَنْصَارُ سَمُّوا بِاسْمِي وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِي فَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ۔ (کتاب الجہاد والسیر حدیث ۲۵۷)

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم میں ایک آدمی کے گھر لڑکا پیدا ہوا تو اس کا نام قاسم رکھا گیا تو دوسرے انصار کہنے لگے کہ ہم آپ کو ابوالقاسم کی کنیت نہیں رکھنے دیں گے اور اس (کنیت) سے آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈک نہیں پہنچے گی وہ آدمی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض گذار ہوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر لڑکا پیدا ہوا ہے اور اس کا نام میں نے قاسم رکھا ہے تو انصار مجھے کہتے ہیں کہ تو ابوالقاسم کنیت نہ رکھ اس کے ساتھ اپنی آنکھیں ٹھنڈی نہ کر۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصار نے اچھا کیا ہے میرے نام پر نام رکھ لو لیکن میری کنیت پہ کنیت نہ رکھو۔ قاسم صرف میں ہوں۔

تشریح: حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عقیدہ تھا کہ کوئی بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثل نہیں ہے۔ حالانکہ یہاں مماثلت کا گمان بھی نہیں تھا۔ مطلب کہ جس کے ہاں لڑکا پیدا ہوا تھا۔ اس کے ذہن میں یہ خیال تک نہیں تھا کہ میں لڑکے کا نام قاسم اس لئے رکھوں کہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثل بن جاؤں۔ بالکل نہیں مگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو یہ بھی گوارانہ ہوا۔ تو موجودہ دور کے خود کو مذہبی رہنما کہلوانے والوں کا کردار یہ ہے کہ قوم کو یہ بتایا گیا ہے کہ بس جیسے ہم بشر میں ویسے ہی رسول ہیں معاذ اللہ اب بنظر انصاف فیصلہ کیا جائے کہ کیا ایسے لوگوں کا عقیدہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم جیسا ہے صحابہ تو یہ بھی گوارانہ کریں کہ کوئی اپنی کنیت ابوالقاسم رکھے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا کوئی دوسرا ہے ہی نہیں اور ایک طرف یہ ہیں جو خود کو قرآن وحدیث ماننے والے کہتے ہیں۔ مگر عقائد سارے کے سارے قرآن وحدیث کے خلاف ہیں اگر قرآن وحدیث پر یقین رکھنے والے ہوتے تو حضور علیہ

Marfat.com

الصلوٰۃ والسلام کو بے مثل و بے مثال جانتے جیسا کہ قرآن و حدیث سے معلوم ہوتا ہے اور صحابہ کا عقیدہ ہے اور پھر جب وہ آدمی خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ نے مجھے لڑکا دیا ہے اور میں نے اس کا نام قاسم رکھا ہے اور انصار مجھے رکھنے نہیں دیتے تو حضور امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ٹھیک کہتے ہیں۔ لہٰذا تم میری کنیت اختیار نہ کرو۔ ہاں میرے نام پر نام رکھ لو۔ یہ فرمان رسول بالکل واضح کرتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مماثلت حضور سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی قبول نہیں اور اس کی سب سے بڑی دلیل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صحابی کو روکنا ہے کہ میری کنیت اختیار نہ کرو۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ فَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ۔ کیونکہ تقسیم کرنے والا صرف میں ہوں۔ ان الفاظ سے واضح ہوا کہ حقیقی مالک اللہ وحدہٗ لاشریک ہے اور کائنات میں جو کسی کو مل رہا ہے، رزق، عزت، صحت و شفاء دیگر نعمتیں جو لاتعداد ہیں۔ جو سب کی سب حضور ﷺ کی بارگاہ سے حاصل ہوتی ہیں کیونکہ حدیث رسول ﷺ نے واضح کر دیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تقسیم کرنے والا صرف میں ہوں۔ اللہ کریم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اختیار عطا فرمایا ہے کہ محبوب ﷺ یہ تمام نعمتیں ہیں مگر میرے بندوں میں تقسیم تو نے کرنی ہیں تو حضور نبی اکرم نور مجسم ﷺ اللہ کے حکم کی تعمیل کر کے مخلوق خدا میں اللہ کی نعمتیں تقسیم کر رہے ہیں۔ اب جو مانتا ہے اسے بھی دیتے ہیں جو نہیں مانتا اسے بھی دیتے ہیں۔ یعنی مومن کافر، فاسق، فاجر، نیک و بد متقی پرہیزگار خواہ کون ہو سب کے پاس جو ہے وہ سب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عطا کیا ہوا ہے کیونکہ آپ تقسیم کرنے والے ہیں اور آپ کے توسل سے ملا ہے مگر حقیقی مالک اللہ وحدہٗ لاشریک ہے اور یہ وہ عقیدہ ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے غلاموں کو سکھا رہے ہیں کہ یہ عقیدہ رکھو کہ اللہ کی نعمتوں کو تقسیم کرنے والا صرف میں ہوں۔ تو معلوم ہوا عقیدہ اسی شخص کا صحیح ہوگا جو فرمان رسول ﷺ کے مطابق ہوگا اور اہل اسلام کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ اللہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی نعمتوں اور خزانوں کی چابیاں عطا فرما دیں ہیں کہ اے محبوب ﷺ میری کائنات میں ان کو تقسیم کرو اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تقسیم کر رہے ہیں اور ہم گدا بارگاہ رسالت سے مانگ رہے ہیں اور یہی وہ صراط مستقیم ہے جس پر چلنے اور ایمان رکھنے والے کی نجات ہے۔ اس کے خلاف عقیدہ قرآن و حدیث کے خلاف ہوگا۔ لہٰذا ہر شخص کو چاہیے گروہ بندی کا شکار نہ ہو جائے کیونکہ قبر و حشر میں کوئی گروہ مددگار ثابت نہیں ہوگا سوائے حق کے۔ بعض بے وقوف جاہل سوال کرتے ہیں کہ مانگو ہم دیکھیں گے کہ تمہیں مل گیا ہے تو ان کو چاہئے کہ قرآن و حدیث کا مطالعہ کریں مسئلہ خود بخود حل ہو جائے گا مگر مختصر الفاظ میں عرض کرتا ہوں، ہر نعمت دینے والا اللہ وحدہٗ لاشریک ہے مگر ماتحت الاسباب دیتا ہے کبھی کسی کے ساتھ ایسا ہوا ہے کہ اللہ سے دولت مانگے اور اس کی جھولی

Marfat.com

نوٹوں سے بھر جائے، نہیں۔ جو بھی ملتا ہے اللہ اس کا حقیقی مالک ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تقسیم کر رہے ہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اسی طرح نوازتے ہیں کیونکہ مال اللہ کا ہے، دینے والے حضور ﷺ ہیں۔ ہاں اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مہربان ہو جائیں تو ایسا بھی ہو سکتا ہے جیسا کہ کھانا انتہائی مختصر ہے مگر پورا لشکر کھائے تو ختم نہ ہو اگر پانی ختم ہو جائے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انگلیوں سے چشمے جاری ہو جائیں اور ایک عظیم لشکر پانی پیئے اور اپنی سواریوں کو پلائے مشکیزے بھر لیں مگر یہ کبھی کبھی ہوتا ہے کسی خاص موقعہ پر امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام مہربان ہو جائیں تو تب ورنہ اکثر ماتحت الاسباب دیا جاتا ہے اور قرآن پاک بھی اس پر گواہ ہے۔ قرآن کے الفاظ ہیں وَيُزَكِّيهِمْ ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پاک کرنے والے ہیں۔ اس کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ آپ تبلیغ کریں ان کے ذہن میں بات بٹھائیں، دلائل دے کر حق کی طرف راغب کریں اور کوئی مسلمان ہو جائے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نگاہ کرم کریں اور اس کی کایا پلٹ جائے، یہ ہے مافوق الاسباب اور تبلیغ سے مسلمان کرنا ماتحت الاسباب ہے۔ اب یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مرضی ہے۔ جو چاہیں طریقہ استعمال کریں اسی طرح دیگر نعمتیں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تقسیم کرتے ہیں۔ مخلوق خدا کو دے رہے ہیں۔ اب طریقہ جو چاہیں اختیار کریں مگر وہی جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عطا فرماتے ہیں اگر مافوق الاسباب عطا فرمائیں تو تب بھی آپ کر سکتے ہیں اگر ماتحت الاسباب ہو تو پھر بھی حضور کا دیا ہوا ہی ملے گا کیونکہ قاسم ہیں تقسیم کرنے والے ہیں۔ جو لوگ اس عقیدے کا انکار کرتے ہیں ان کو یہ ثابت کرنا ہوگا کہ نہیں ہمیں یہ طریقہ لینے کا منظور نہیں۔ لہٰذا ہم سیدھا خدا تعالیٰ سے لیں گے تو پھر ان لوگوں کو قرآن و حدیث سے دلیل دینی ہوگی۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ اللہ کریم فرمایا ہے کچھ لوگ وہ ہیں جن کو میرے محبوب کی تقسیم پر اعتراض ہے۔ (معاذ اللہ)۔ لہٰذا میں ان رسول ﷺ کے واسطے کے بغیر دیتا ہوں مگر قرآن میں کوئی ایسی آیت نہیں جس کا ترجمہ یہ ہو۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ایسا شخص جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تقسیم کو نہ مانتا ہو یا آپ کو قاسم نہ مانے یا ان سے مانگنے کو برا جانے تو یہ اس کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عداوت کی دلیل یقینی ہے اور ایسا آدمی قرآن و حدیث کا منکر بھی ہے۔ لہٰذا اس نظریے سے تو یہ ضروری ہے۔ جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بغض وعداوت نظر آئے اگر لاعلمی کی وجہ سے ایسا عقیدہ رکھتا ہے جاہل ہے اور گمراہوں کا ساتھی ہے۔ اگر عداوت ہو تو کفر ہے اور پھر دوسری حدیث بھی موجود ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جس کا بھلا کرنا چاہتا ہے تو

Marfat.com

اسے دین کی سمجھ بوجھ عنایت فرمادیتا ہے اور دینے والا تو اللہ ہے لیکن میں بانٹنے والا ہوں۔ یہاں بھی سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا کہ لوگوں میں تو اللہ کا دیا ہوا تقسیم کرتا ہوں۔ اب یہ بات واضح ہوگئی جو کسی کے پاس سے ملا ہے یا ملے گا سب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تقسیم کیا ہوا ہمیں ملتا ہے۔ اب آپ غور فرمائیں کہ کیا کوئی مسلمان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کا انکار کرسکتا ہے۔ یقیناً کوئی ایمان والا اس کا انکار نہیں کرسکتا تو پھر یہ عقیدہ رکھنا ہوگا ہمیں جو مل چکا ہے جو مل رہا ہے جو ملے گا سب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عطا فرمایا ہوا ہے جس کا حقیقی مالک اللہ وحدہ لاشریک ہے پھر حدیث کے آخری الفاظ ہیں اور یہ امت اپنے مخالفین پر غالب رہے گی۔ یہاں تک کہ قیامت آجائے وہ غالب ہی رہیں گے، مطلب ہے کہ ہمیشہ غالب رہے گا اہل سنت کو بڑے سے بڑا بے دین خواہ سیاسی ہو یا مذہبی نامراد وہ اہل سنت کو ختم نہیں کرسکے گا۔ غلامان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت قائم رہے گی اس کو ختم کرنے والے خود ختم ہوجائیں گے۔ انشاء اللہ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

عام بندوں کے اختیارات

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللہِ بْنُ زَیْدٍ حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ اَبِیْ اَیُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُو الْاَسْوَدِ عَنِ ابْنِ عَیَّاشٍ وَاِسْمُہٗ نُعْمَانُ عَنْ خَوْلَۃَ الْاَنْصَارِیَّۃِ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ رِجَالًا یَتَخَوَّضُوْنَ فِیْ مَالِ اللہِ بِغَیْرِ حَقٍّ فَلَہُمُ النَّارُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔ (کتاب الجہاد والسیر حدیث ۳۶۰)

حضرت خولہ انصاریہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے مال میں ناجائز تصرف کرتے ہیں تو قیامت کے روز وہ جہنم میں جائیں گے۔

تشریح: حضرت خولہ فرماتی ہیں کہ امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے مال میں ناجائز تصرف کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو اختیارات دیئے ہیں کیونکہ جس کو اللہ تعالیٰ کسی چیز کا اختیار نہیں دیتا اس سے پوچھتا بھی نہیں۔ پوچھا اسی سے جائے گا جس کو اختیارات دیئے جائیں گے جیسے حدیث سے ثابت ہو رہا ہے۔ مثلاً اللہ کریم اپنا فضل فرمائے اور بندے کو بہت دولت عطا فرمائے اور وہ شخص اس مال کو غلط راہ پر لگائے شراب نوشی پر خرچ کرے، زنا پر، جوئے پر خرچ کرے بُری راہ میں مال ضائع کرے، آوارگی عیاشی پر مال خرچ کرے۔ وہ شخص اللہ کے مال میں ناجائز تصرف کرتا ہے۔ اب جو سوچنے کی بات ہے مال تو اس کو اللہ تعالیٰ نے دیا مگر اسے خرچ کرنے کا اختیار تو بندے کو چاہئے وہ کسی مدرسہ میں جہاں قرآن وحدیث پڑھی جاتی ہو وہاں خرچ کرے اور چاہے بدکاریوں پر خرچ کردے چاہے تو مسجد بنوادے یا چاہے تو وہ مال بُرائی پر خرچ کردے تو فرمایا جو اللہ کا دیا ہوا مال غلط راہ پر خرچ کرے گا اللہ اسے جہنم بھیجے گا۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ اسے دوزخ میں کیوں بھیجے گا؟ اسلئے کہ اللہ نے اسے اختیار دیا تھا اور اس نے اختیارات کو ناجائز استعمال کیا ہے۔ مال کو بُرائی کی جگہ خرچ کیا ہے۔ اسی طرح اس کو آنکھیں دی ہیں مگر ان کے استعمال کا اختیار اللہ نے بندے کو دیا ہے۔ اب بندے کی مرضی ہے کہ چاہے، ان آنکھوں کو اللہ کے حکم کے خلاف استعمال کرے یا اللہ کے حکم کے مطابق استعمال کرے اور اسی طرح زبان اللہ نے عطا فرمائی ہے مگر اختیار

Marfat.com

بندے کو دے دیا ہے۔اب کوئی چاہے تو قرآن پڑھ لے یا اسی زبان سے گانا شروع کر دے تو مختصراً اللہ نے اپنے بندوں کو خواہ وہ کافر ہو یا مومن نیک ہو یا بد سب کو اختیار دیئے ہیں۔یہی اللہ قیامت کو پوچھے گا کہ میں نے تمہیں اختیارات دیئے تھے،ان کا ناجائز استعمال کیوں کیا ہے۔جس کو اللہ اختیار دے گا قیامت کے دن اسی سے پوچھے گا۔اندھے پر یہ سوال نہیں ہوگا کہ تو نے غیر محرم کو کیوں دیکھا۔بہرے پر یہ سوال نہیں ہوگا کہ تو نے غیر شرعی کلام کیوں سنا۔گونگے پر یہ سوال قطعاً نہیں ہوگا کہ تو نے فلاں کو گالیاں کیوں دیں۔مطلب یہ ہے کہ اللہ جس کو اختیار نہیں دیتا اسے پوچھتا بھی نہیں،پوچھا اسی سے جائے گا جس کو اللہ کریم اختیار دیتا ہے۔لہٰذا جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اللہ کے سوا کسی کو اختیار نہیں ہے۔وہ حقیقت میں جاہل ہیں۔قرآن وحدیث سے ناواقف یا پھر وہ ضدی مزاج آدمی ہے جو جماعت پرستی کر رہا ہے اور ایسا شخص انتہا درجے کا جاہل ہے جو قرآن وحدیث کو چھوڑ رہا ہے اور جماعت کے بت پوجتا ہے۔حقیقت پسند آدمی وہ ہے جو حق کو قبول کرے۔تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کریم نے پوری کائنات کا (حاکم) بادشاہ بنایا ہے جیسے قرآن پاک کے الفاظ ہیں۔لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْكَ۔وہ ایمان والا نہیں ہے جب تک تجھے اپنا حاکم نہ بنائیں تو قرآن پاک کے الفاظ سے ظاہر ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پوری کائنات کے بادشاہ ہیں تو ظاہر ہے جس قدر حلقہ بڑا ہوگا اختیار بھی زیادہ ہوں گے مگر اللہ کے دیئے ہیں تو جیسے ہر مسلمان کو چاہیے عقیدہ یہ رکھے کہ جس کے پاس جو ہے اللہ کا دیا ہوا ہے،اسے اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی اللہ وحدہٗ لاشریک نے اختیارات دیئے ہوئے ہیں ذاتی نہیں۔اگر ذاتی مانے گا تو مسلمان نہیں ہوگا اسی طرح اگر اللہ کے دیئے ہوئے اختیارات کو نہ مانے تو وہ جاہل بھی قرآن وحدیث کا منکر ہوگا اور قرآن وحدیث کا منکر کافر ہوگا اگر جہالت کی بنیاد پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل وخصائص کا منکر ہوگا تو بہت بڑا گمراہ ہے۔اسے فوراً توبہ کرنی چاہیے بصورت دیگر گمراہی کی موت مرے گا اور اپنی آخرت خراب کرے گا۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ نے مختار کل بنا کر بھیجا ہے جس پر قرآن وحدیث میں ان گنت دلائل ہیں۔قرآن کے الفاظ ہیں۔اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَةَ۔قرآن پاک کے یہ الفاظ بتا رہے ہیں کہ اللہ نے مردار حرام کیا ہے۔کیا مچھلی حرام جانی جائے گی یا حلال؟ جو یقیناً حلال ہے اور ہر مسلمان اسے کھاتا ہے تو یہ اختیارات مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اسی طرح سونے کا حرام ہونا قرآن سے ثابت نہیں مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مردوں کیلئے حرام فرمایا ہے اور پھر حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کو سونے کے کنگن پہننے کی اجازت دی اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان کو پہنائے تو یہ سب اختیارات ہیں جو اللہ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائے ہیں۔لہٰذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مختار کل ہیں جیسا کہ قرآن وحدیث سے ثابت ہو رہا ہے۔

Marfat.com

اللہ کے خزانے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم فرماتے ہیں

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ حَدَّثَنَا هِلَالٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أُعْطِيكُمْ وَلَا أَمْنَعُكُمْ أَنَا قَاسِمٌ أَضَعُ حَيْثُ أُمِرْتُ۔ (کتاب الجہاد والسیر حدیث ۳۵۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ذاتی طور پر نہ کچھ عطا کرتا ہوں اور نہ ہی کچھ لینے سے روکتا ہوں میں تو اللہ کا دیا بانٹنے والا ہوں۔ جہاں جس چیز کے رکھنے کا حکم ہوتا ہے وہاں رکھ دیتا ہوں۔

تشریح: اس حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل سنت کا عقیدہ بالکل واضح ہو جاتا ہے مگر ہدایت وہ چاہیں گے جس کے دل میں ایمان ہوگا۔ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ جس کے پاس جو ہے وہ سب کا سب اللہ کا دیا ہوا ہے چاہے وہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہوں یا دیگر نبی و رسول، غوث، قطب، ابدال، پیر، فقیر، صوفی، عالم، زاہد یا عام لوگ ہوں جس کے پاس جو ہے اس کا دیا ہوا ہے جس کو اللہ کچھ نہ دے اس کے پاس کچھ نہیں ہوتا۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی فرما رہے ہیں کہ اے لوگو جو تمہیں دیتا ہوں وہ ذاتی طور پر نہیں دیتا اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا دیتا ہوں۔ اس سے معلوم ہوا جس کو جو مل رہا ہے اس کا حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہے اور اللہ کی نعمتوں کو تقسیم کرنے والے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اب جس کو جو ملتا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے توسل سے ملتا ہے اور پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عطا فرماتے ہیں۔ اب کسی کو عزت ملے رزق، شان، دولت بیٹا، بیٹیاں جو بھی نعمت ملی ہے یا ملے گی اس حدیث کے مطابق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تقسیم کرتے ہیں۔ آپ بانٹ رہے ہیں پھر آگے الفاظ ہیں ولا امنعکم اور میں تمہیں کوئی چیز لینے سے روکتا بھی نہیں ہوں۔ مطلب کہ جو چاہو مانگو میں عطا کرتا ہوں کیونکہ مجھے حکم ہے تقسیم کرو۔ میں اپنے اللہ کے حکم کا پابند ہوں جو میرا اللہ چاہے میں کرتا ہوں، یہی اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ ہر چیز کا حقیقی مالک اللہ وحدہٗ لاشریک ہے مگر اللہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تقسیم کرنے کا کام سونپ دیا ہے۔ جس طرح ایک آدمی سارے کا سارا خرچہ کر کے کھانا پکواتا ہے مگر تقسیم کرنے کیلئے کسی ایک قریبی عزیز کو کہہ دیتا ہے

Marfat.com

کہ اب یہ سارا کھانا تقسیم تو نے کرنا ہے تو یہ اختیار اسے حاصل ہوتا ہے اور مانگنے والے بھی پھر اسی سے مانگتے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام نعمتیں تقسیم کرنے کا حضور سرور کائنات جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار عطا فرمایا ہے کہ اے محبوب یہ میری نعمتوں کے خزانے کی چابیاں ہیں پکڑو اور میری نعمتیں پوری کائنات میں تقسیم کرو۔ اب جو مانگے گا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہی مانگے گا اور جس کو جو ملے گا حضور کا عطا کردہ ہوگا چاہے وہ مانے یا نہ مانے۔ جس طرح ہر ایک کو جو ملتا ہے اللہ کی طرف سے ملتا ہے۔ چاہے وہ مانے یا نہ مانے، جو نہیں مانتا اللہ اس کا رزق بند نہیں کرتا اسی طرح کوئی عطائے مصطفےٰ ﷺ کو مانے یا نہ مانے، ملتا حضور کی عطا سے ہے اور ان کے توسل سے ہے۔ اس عقیدے کو کفر وشرک کہنا جہالت ہے اور قرآن وحدیث سے ناواقفیت ہے یا پھر جماعت پرستی کی وجہ سے کوئی شخص انکار کرتا ہے تو ایسا شخص قرآن و حدیث کا ماننے والا نہیں ہوگا کیونکہ قرآن وحدیث کے مقابلے میں کسی گروہ کو اہمیت دینا جہالت کا اعلیٰ درجہ ہے جس کا ایمان سے دور کا واسطہ بھی نہیں ہے۔ ایمان عقیدہ کا نام ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان کا عقیدہ ہونا چاہئے کہ ہر چیز کا حقیقی مالک ومختار وہ وحدہ لاشریک ہے اور اللہ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو یہ شان عطا فرمائی ہے کہ وہ اللہ کی نعمتوں کو تقسیم کرنے والے ہیں اور ہر چیز عطا فرماتے ہیں جس کو جو مل رہا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے توسل سے مل رہا ہے جیسے کہ حدیث سے ظاہر ہو رہا ہے یہی عقیدہ صحابہ کرام کا تھا اور اس کو کفر وشرک جاننا جہالت اور گمراہی ہے اور صحابہ کرام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مانگتے رہے اور آپ دیتے رہے بلکہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابی کو فرمایا سل ربیعہ مانگ (جو مانگنا ہے) یہ اسی لئے فرمایا کہ حضور ﷺ ہر چیز تقسیم کرتے ہیں جو اللہ کے خزانوں میں ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بے خبر ماننے والا جہنمی ہے

حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَالِمِ ابْنِ اَبِی الْجَعْدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ وَکَانَ عَلٰی ثَقَلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ یُقَالُ لَہٗ کَرْکَرَۃُ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھُوَ فِی النَّارِ فَذَھَبُوْا یَنْظُرُوْنَ اِلَیْہِ فَوَجَدُوْا عَبَآءَۃً قَدْ غَلَّھَا قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ ابْنُ سَلَامٍ کَرْکَرَۃُ یَعْنِیْ بِفَتْحِ الْکَافِ وَھُوَ مَضْبُوْطٌ کَذَا۔ (کتاب الجہاد والسیر حدیث ۳۱۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ کرکرہ نامی ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامان کی حفاظت پر متعین تھا جب اس کا انتقال ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ جہنمی ہے لوگ اس کی وجہ تلاش کرنے لگے تو اس کے سامان میں ایک عبا پائی جو اس نے مال غنیمت سے چھپا کر رکھ لی تھی۔ امام بخاری فرماتے ہیں ابن اسلام کے قول کے مطابق کرکرہ کاف کے زبر کے ساتھ ہے اور یہ زیادہ درست ہے۔

تشریح: اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر چیز کا علم عطا فرمایا ہے اور کسی کا کوئی عمل پوشیدہ نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ کرکرہ نامی شخص جس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے سامان کی حفاظت پر متعین فرمایا تھا جب اس کا انتقال ہوا تو حضور امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ جہنمی ہے۔ تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اس کے جہنمی ہونے کی وجہ معلوم کرنے لگے تو اس کے سامان سے ایک عبا برآمد ہوئی جو اس نے مال غنیمت سے چھپا کر رکھی ہوئی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ دھوکا دینا بہت بُری عادت ہے جو مسلمان کی شایان شان نہیں جس کی سزا سخت ہے۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دھوکا دینے کی کوشش کرے تو وہ دوزخی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکا دینے کی کوشش کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی نفی ہے۔ ایسے شخص نے دو جرم کیے ہیں۔ ایک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی ہے کہ آپ سے بددیانتی کی جائے یہ بھی ناقابل معافی جرم ہے اور دوسرا اس کا عقیدہ ہے کہ آپ کو اللہ کریم نے علم غیب نہیں دیا یعنی وہ آپ کے علم غیب کا منکر ہے کیونکہ دھوکا دینے کی کوشش وہی کرے گا جو حضور امام الانبیاء کی اس صفت کا منکر ہوگا۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کرکرہ یہ جانتا ہوتا یا عقیدہ رکھتا ہوتا کہ ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کچھ چھپا نہیں سکتے۔ آپ ہر چیز کو جانتے ہیں اور ہمارے ہر فعل کا علم رکھتے ہیں تو کبھی بھی عبا چھپانے کی جرأت نہ کرتا اگر صرف عبا چھپانا اس قدر بڑا جرم ہوتا جو دو یا چار درہم کی ہوگی تو پھر ہر چور پر جہنمی ہونے اطلاق

Marfat.com

ہوتا مگر ایسا نہیں ہے کہ کرہ کا جہنمی ہونا اس لئے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے علم غیب کا انکار کیا ہے جو اس کے عمل سے واضح ہو رہا ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ جو شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی صفت کا انکار کرتا ہو خواہ وہ کسی صفت کا منکر ہو وہ جہنمی ہے خواہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کا منکر ہو یا اختیارات یا نورانیت یا دیگر فضائل و خصائص کا منکر ہو وہ جہنمی ہے۔ چاہے وہ نمازیں پڑھتا ہو روزے رکھتا ہو یا حاجی ہو صدقہ، خیرات کرتا ہو دیگر نیک عمل وغیرہ کا سختی سے پابند ہو اگر وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل و خصائص کا منکر ہوگا تو جنت میں نہیں جہنم میں جائے گا جیسا کہ حدیث پاک سے ثابت ہو رہا ہے۔ لہٰذا جو لوگ گروہ بندی کا شکار ہو کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب یا دیگر فضائل کے منکر ہیں۔ انہیں توبہ کرنی چاہئے۔ اگر کوئی ایسا شخص توبہ کئے بغیر اور آپ ﷺ کے فضائل کا انکار کرتا ہوا مرے گا تو اسے جان لینا چاہئے کہ ایمان سے خالی دنیا سے جا رہا ہے اور گمراہی کی موت مرا ہے اور اس کے نیک اعمال اسے کچھ فائدہ نہیں دیں گے۔ لہٰذا ہر شخص کو گروہ بندی چھوڑ کر قرآن و حدیث کے مطابق عقیدہ رکھنا چاہئے اسی میں نجات ہے اور اس کے بعد یہ بھی معلوم ہوا کہ تقیہ کرنا جیسا کہ شیعہ حضرات کا عقیدہ ہے ان کی کتب میں موجود ہے سراسر گمراہی اور بے دینی ہے۔ قرآن و حدیث میں اس کا بالکل کوئی جواز نہیں ہے۔ تقیہ کرنا منافقت ہے کوئی ایمان والا بالکل منافقت کو پسند نہیں کرتا اور پھر سب سے بڑا جرم یہ ہے کہ اہل بیت اطہار کے متعلق کیا کہا جائے گا کہ ان مقدس ہستیوں نے تقیہ کیا تھا۔ (معاذ اللہ) سراسر ان پر الزام ہے جو کوئی بھی ایمان والا ہو ایسا الزام نہیں لگا سکتا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آل پاک اور اہل بیت پاک تو ہر نجاست سے پاک تھے تو پھر تقیہ جیسا غیر شرعی عمل اور برائی کو وہ کیسے اپنا سکتے تھے۔ اس پلید عمل کرنے سے وہ بالکل پاک تھے اور پھر اگر یہ جان لیا جائے کہ جناب مولا کائنات حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خلفاء رسول کا ساتھ دینا تقیہ تھا تو پھر کیا معاذ اللہ علی رضی اللہ عنہ ڈرتے ہوئے اصحاب ثلاثہ کا ساتھ دیتے رہے، نہیں بالکل ایسا نہیں آپ اصحاب ثلاثہ کی خلافت کو حق جانتے رہے۔ اگر تقیہ مان لیا جائے تو اعتراض آئے گا۔ وہ یہ کہ علی اصحاب ثلاثہ کی خلافت کو حق نہیں جانتے تھے مگر تقیہ کرتے رہے۔ تو اسکا مطلب یہ ہوگا کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ جناب علی رضی اللہ عنہ باطل کا ساتھ دیتے رہے۔ باطل کی مشاورت کرتے رہے جو سراسر گمراہی ہے، ایسا بالکل نہیں۔ جناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ اصحاب ثلاثہ کی خلافت کو حق جانتے تھے اور تقیہ وغیرہ بالکل نہیں کیا۔ جو شخص جناب علی رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ وہ اصحاب ثلاثہ کی خلافت کو حق نہیں جانتے تھے مگر آپ نے تقیہ کیا ہوا تھا وہ بدنصیب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بغض دل سے اور باطل کا معاون و مددگار مانتا ہے جب فرمان رسول ﷺ ہے کہ جدھر علی ہوگا حق ادھر ہوگا۔ مطلب یہ کہ علی باطل کا ساتھی نہیں ہوگا آپ ہمیشہ حق کا ساتھ دینے والے ہیں۔

Marfat.com

آقا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ سَمِعْتُهُ مِنْهُ مَرَّتَيْنِ قَالَ أَخْبَرَنِي حَسَنُ ابْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي رَافِعٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ بْنَ الْأَسْوَدِ قَالَ انْطَلِقُوا حَتَّى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ بِهَا ظَعِينَةً وَمَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوهُ مِنْهَا فَانْطَلَقْنَا تَعَادَى بِنَا خَيْلُنَا حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى الرَّوْضَةِ فَإِذَا نَحْنُ بِالظَّعِينَةِ فَقُلْنَا أَخْرِجِي الْكِتَابَ أَوْ لَنُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا فَأَتَيْنَا بِهِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا فِيهِ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى أُنَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ أَمْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا حَاطِبُ مَا هٰذَا قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ إِنِّي كُنْتُ امْرَأً مُلْصَقًا فِي قُرَيْشٍ وَلَمْ أَكُنْ مِنْ أَنْفُسِهَا وَكَانَ مَنْ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ لَهُمْ قَرَابَاتٌ بِمَكَّةَ يَحْمُونَ بِهَا أَهْلِيهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ فَأَحْبَبْتُ إِذَا فَاتَنِي ذٰلِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيهِمْ أَنْ أَتَّخِذَ عِنْدَهُمْ يَدًا يَحْمُونَ بِهَا قَرَابَتِي وَمَا فَعَلْتُ كُفْرًا وَلَا ارْتِدَادًا وَلَا رِضًا بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ صَدَقَكُمْ قَالَ عُمَرُ

(بخاری، کتاب الجہاد والسیر، حدیث نمبر ۲۶۱)

حضرت عبداللہ بن رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ کو مقرر کر کے فرمایا کہ چلتے چلے جانا یہاں تک تم روضہ خاخ تک پہنچ جاؤ وہاں تمہیں ایک بڑھیا ملے گی جس کے پاس ایک خط ہے اس سے لے آؤ۔ ہم روانہ ہو گئے اور اس طرح ہمارے گھوڑے ہوا سے باتیں کرتے تھے یہاں تک کہ ہم اس روضہ تک پہنچ گئے اور دیکھا تو واقعی وہاں ایک بڑھیا موجود ہے ہم نے اس سے کہا کہ خط نکالو وہ کہنے لگی میرے پاس کوئی خط نہیں ہے ہم نے کہا کہ خط نکال کردے دو ورنہ ہم تمہارے کپڑے بھی اُتار دیں گے۔ آخر کار اس نے اپنے جوڑے سے خط نکالا۔ پس

Marfat.com

ہم خط لیکر بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گئے۔جب اسے دیکھا گیا تو وہ حضرت حاطب بن ابو بلتعہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے مکہ مکرمہ والے بعض مشرکین کے نام تھا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض حالات کی خبر انہیں دی تھی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حاطب یہ کیا ہے؟۔(حاطب) عرض گذار ہوئے یا رسول اللہ ﷺ میرے بارے میں جلدی سے کام نہ لیجئے میں ایک ایسا آدمی ہوں کہ قریش میں آ کر رہائش پذیر ہوں لیکن قرشی نہیں ہوں۔حضور کے ساتھ جو مہاجرین ہیں ان کی اہل مکہ سے رشتہ داریاں ہیں جن کے باعث ان کے اہل اور مال و دولت محفوظ ہیں پس میں نے چاہا کہ میرا ان سے نسبی تعلق تو ہے نہیں کیوں نہ ان پر احسان کروں جس کے باعث میرے رشتہ دار بھی محفوظ رہیں اور میں نے یہ حرکت کفر یا ارتداد کے باعث نہیں کی اور نہ میں مسلمان ہونے کے بعد کفر سے راضی ہوں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ ﷺ حکم فرمایئے کہ میں اس منافق کی گردن اُڑا دوں۔فرمایا یہ تو غزوہ بدر میں شامل ہوئے تھے اور کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کے حالات سے باخبر ہوتے ہوئے فرمایا کہ اب تم جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔حضرت سفیان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس حدیث کی سند کیا ہی عمدہ ہے۔

تشریح: اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم ما کان وما یکون عطا فرمایا ہے اور آپ دلوں کے خیالات سے واقف ہیں کہ کس کے دل میں کیا ہے،جس کی دلیل یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔حضرت مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرے ساتھ حضرت زبیر اور مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا یعنی ساتھ جانے کا حکم فرمایا اور فرمایا کہ جلدی جاؤ اور روضہ خاخ تک جاؤ وہاں تمہیں ایک بڑھیا عورت ملے گی اس کے پاس ایک خط ہے وہ اس سے حاصل کر و اور لے آؤ تو حضرت علی شیر خدا فرماتے ہیں میں اور میرے دونوں ساتھیوں نے سرپٹ،گھوڑے دوڑائے اور اس جگہ پہنچے جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا اور دیکھا کہ فرمان رسول ﷺ کے مطابق وہاں ایک عورت موجود ہے۔جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ہم نے اس عورت سے خط مانگا اس نے انکار کیا کہ میرے پاس تو کوئی خط نہیں جو میں تمہیں دوں تو جناب علی فرماتے ہیں کہ ہم نے اسے کہا اگر خط ہمارے حوالے کر دو تو تمہارے لئے بہتر،اگر تو نے خط نہ دیا تو

Marfat.com

ہم تیرے کپڑے اُتار کر بھی خط برآمد کریں گے جس سے وہ ڈر گئی اور اپنے جوڑے سے خط نکالا اور ہمارے حوالے کر دیا ایک دوسری حدیث کے الفاظ ہیں خط برآمد کرو اور عورت کو پکڑ کے لے آؤ۔ جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں اور میرے دونوں ساتھی تعمیل حکم کر کے واپس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے اور خط حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں پیش کر دیا جب اسے پڑھا گیا تو وہ حاطب بن ابو بلتعہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے مشرکین مکہ کے نام تھا جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض حالات لکھے ہوئے تھے۔ حضور امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا حاطب رضی اللہ عنہ یہ کیا ہے۔ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے بارے میں جلدی سے کام نہ لینا، یہ خط جس وجہ سے تحریر کیا گیا ہے میں وہ عرض کرنا چاہتا ہوں تو آپ نے اجازت دی بتاؤ کیا وجہ ہے۔ حاطب رضی اللہ عنہ عرض گذار ہوئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں قریشی نہیں ہوں مگر آپ کی وجہ سے میں یہاں آ کر ان لوگوں میں آباد ہوا ہوں اور دیگر صحابہ کرام جو ہجرت کر کے آپ کے ساتھ آئے ہیں ان کی اہل مکہ سے رشتہ داریاں ہیں جس کی وجہ سے ان کے اہل وعیال اور مال و دولت محفوظ ہیں۔ میرا ایسا معاملہ نہیں میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ میں چند جملے ایسے لکھ کر روانہ کر دوں تا کہ ان کے دلوں میں کچھ ہمدردی پیدا ہو جائے اور اس وجہ سے میرے عزیز و اقارب بھی مشرکین مکہ کے شر سے محفوظ رہیں گے۔ صرف یہ وجہ تھی اس میں میری بدنیتی شامل نہیں تھی نہ میں کفر کو پسند کرتا ہوں اور نہ ہی میں کفر کی حمایت کرتا ہوں میں آپ کا غلام ہوں اور آپ کی غلامی میں راضی ہوں۔ اللہ اور اللہ کے رسول پر یقین رکھتا ہوں، یہ سب گفتگو سن کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا حاطب رضی اللہ عنہ تو سچ کہتا ہے۔ جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر ہوئی تو بارگاہ رسالت میں عرض گذار ہوئے یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کی گردن اُڑا دوں۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے عمر (رضی اللہ عنہ) تمہیں یہ معلوم نہیں کہ حاطب غزوہ بدر میں شامل تھا، مطلب کہ تم جانتے ہو کہ حاطب بدری صحابی ہے۔ عرض کی ہاں حضور جانتا ہوں تو آپ نے فرمایا تم یہ بھی جانتے ہو کہ اللہ کریم نے اہل بدر کے حالات جانتے ہوئے بھی فرمایا کہ اب تم جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔ عرض کی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمان سن کر عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش ہو گئے اور غصہ ٹھنڈا ہو گیا۔ صاحب عقل کو اس پر غور کرنا چاہئے کہاں خط لکھا گیا پھر اس عورت کو دیا گیا اور وہ خط لیکر چلی پھر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ فلاں جگہ آپ کو ایک عورت ملے گی اس کے پاس سے خط برآمد کرو اور پھر فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گئے اور سب کچھ

Marfat.com

سچ ثابت ہوا جیسے آپ نے فرمایا تھا۔ اگر یہ علم غیب نہیں تو اور کیا ہے۔ جو لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کے منکرین ان سے یہ سوال ہے کہ کیا تم اس حدیث پر یقین نہیں رکھتے۔ اگر تم قرآن وحدیث پر ایمان رکھتے ہو تو وہ کون سی چیز ہے جو تمہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل وخصائص کا اقرار نہیں کرنے دیتی اور کیا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سامنے جب عورت کو پکڑ کر لایا گیا خط برآمد ہوا۔ کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کو سچ مانتے تھے یا من گھڑت واقعہ جانتے تھے۔ (معاذ اللہ) یہاں بہت سے سوال پیدا ہوتے ہیں جو ان لوگوں پر کیے جا سکتے ہیں۔ کوئی ایمان والا اس بات کا سوچ بھی نہیں سکتا کہ معاذ اللہ یہ کوئی خود ساختہ واقعہ تھا یا من گھڑت تھا۔ صحابی ہو یا عام مسلمان وہ یقین رکھتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہر قول اور فعل حق ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی یہی عقیدہ تھا یہ واقعہ بالکل درست تھا مگر اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم ماکان وما یکون عطا فرمایا ہے اور حضور ہر چیز کا علم رکھتے ہیں۔ آپ سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں تھی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لیکر آج تک کے مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے اور قیامت تک آنے والوں کا یہی عقیدہ ہوگا مگر منافق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کو نہیں مانتے تھے۔ اگر منافقین یہ عقیدہ رکھتے کہ اللہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب عطا فرمایا ہے۔ آپ دلوں کے خیالات کو بھی جانتے ہیں تو کبھی منافقت نہ کرتے مگر سب صحابہ کا عقیدہ تھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر چیز کو جانتے ہیں ہر چیز کا علم ہے اور دلوں کے خیالوں کو بھی جانتے ہیں کہ کس کے دل میں کیا ہے جیسا کہ اسی حدیث میں ہے کہ جب حاطب رضی اللہ عنہ کو کہا گیا کہ حاطب یہ کیا کیا تو نے کہ مشرکین مکہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کے حالات سے آگاہی کرنا چاہتا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے تو پھر حاطب بن بلتعہ نے عرض کیا کہ میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہوں۔ اسلام پر راضی ہوں کفر سے نفرت ہے میرا کفر سے کوئی تعلق نہ ہے میں نے صرف اپنے رشتہ داروں کو مشرکین کے ظلم وستم سے محفوظ کرنے کیلئے لکھا ہے کہ میرے خط لکھنے سے ہمارے متعلق ان کے دل میں ذرا نرمی پیدا ہو جائے گی۔ تو حاطب کی گفتگو سن کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میرے صحابہ یہ سچ کہتا ہے تا کہ صحابہ حضرت حاطب کو پریشان نہ کریں اور ان کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے۔ اب آپ غور فرمائیں کہ معاذ اللہ کیا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تنگ بندی سے فرما رہے تھے کہ حاطب سچ کہتا ہے۔ نہیں نبی کی ہر گفتگو حقیقت پر مبنی ہوتی ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دلوں کے خیالات سے واقف ہیں کہ کس کے دل میں کیا ہے۔ اسی لئے دیگر صحابہ کرام نے حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کے متعلق کوئی بدگمانی نہیں رکھی اور ان کو اسی طرح عزت کی نگاہ سے دیکھتے رہے۔ کیونکہ

Marfat.com

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دلوں کی کیفیت کو جانتے ہیں۔ لہٰذا حاطب بدنیت نہیں تھے اور واقعتہً یہ سچے پکے مسلمان اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام ہیں اور یہ جنتی ہیں۔ ان سے جو سہو ہوا ہے۔ اس کی معافی ہے۔ اگر صحابہ کرام کا عقیدہ نہ ہوتا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دلوں کے خیالات سے واقف ہیں تو پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کرتے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ حاطب جھوٹ بولتا ہے مگر کسی صحابی نے یہ نہیں کہا اور صحابہ کا فرمان رسول ﷺ سن کر خاموش ہو جانا اور حاطب کو قبول کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ صحابہ کا عقیدہ تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ کریم نے یہ کمال عطا فرمایا ہے کہ آپ ﷺ علم ما کان وما یکون رکھتے ہیں۔ دلوں کی کیفیت سے واقف ہیں اور کوئی بات آپ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اب ایک مسلمان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام کو خود فیصلہ کرنا چاہیے کہ کیا منافقین والا عقیدہ اپنانا چاہے گا یا صحابہ کرام والا عقیدہ رکھنا چاہے گا۔ یقیناً اس دور کا مسلمان ہو یا آنے والے نسلوں میں ایمان رکھنے والا مسلمان ہو وہ صحابہ کرام والا عقیدہ رکھے گا اور آپ کے علم غیب پر ایمان رکھے گا کیونکہ اس عقیدہ میں نجات ہے اور پھر یہ بھی معلوم ہوا وہ بدری صحابی ہیں۔ ان کے ایمان میں جنتی ہونے میں شک کرے گا وہ خود بے ایمان اور گمراہ ہوگا اور جنگ بدر میں شیخین موجود تھے اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے داماد تھے۔ آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت رقیہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں اور وہ جنگ بدر کے موقعہ بیمار تھیں اور حضرت عثمان غنی ان کی دیکھ بھال علاج معالجہ کی غرض سے جنگ بدر میں خود تو شریک نہ ہو سکے مگر مالی امداد بہت زیادہ کی اور اسی دوران بنت رسول حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا یہی وجہ تھی کہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ شرکت نہ کر سکے مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کو بدری صحابیوں میں شامل فرمایا اور وفات بنت رسول پر شیعہ کتب بھی گواہ ہیں۔ الفاظ یہ ہیں۔ رقیہ در سال دوم ہجری در ہنگامے کہ جنگ بدر بود وفات کرد۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا (بنت رسول) ۲ھ میں جبکہ جنگ بدر ہوئی تھی، وفات پا گئیں (منتہی الاعمال جلد ۱/ صفحہ ۸۰) تو اس سے ثابت ہوا کہ اصحاب ثلاثہ بدری صحابی ہیں ان کے ایمان یا جنتی ہونے میں شک کرنے والا یا توہین و تذلیل کرنے والا ایمان والا نہیں ہے بلکہ گمراہ اور منافق ہے۔

Marfat.com

زبان مصطفیٰ ﷺ سے نکلی ہوئی بات پوری ہوتی ہے

حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوسٰی اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدِ بْنِ سَعِیْدٍ قَالَتْ اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَعَ اَبِیْ وَعَلَیَّ قَمِیْصٌ اَصْفَرُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَنَهْ سَنَهْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَهِیَ بِالْحَبَشِیَّةِ حَسَنَةٌ قَالَتْ فَذَهَبْتُ اَلْعَبُ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ فَزَجَرَنِیْ اَبِیْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَعْهَا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَبْلِیْ وَاَخْلِقِیْ ثُمَّ اَبْلِیْ وَاَخْلِقِیْ ثُمَّ اَبْلِیْ وَاَخْلِقِیْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَبَقِیَتْ حَتّٰی ذُکِرَتْ۔ (بخاری، کتاب الجہاد والسیر، حدیث نمبر ۳۱۶)

حضرت ام خالد بنت خالد بن سعید رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اپنے والد محترم کے ساتھ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی اور میں نے زرد رنگ کی قمیص پہنی ہوئی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سنہ سنہ۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ حبشی زبان میں حسنہ یعنی سنہ کہتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ پھر میں مہر نبوت سے کھیلنے لگی تو میرے والد ماجد نے مجھے ڈانٹا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے کھیلنے دو۔ اسکے بعد حبیب پروردگار نے فرمایا لباس پرانا کر اور پھاڑ پھر پرانا کر اور پھاڑ پھر پرانا کر اور پھاڑ (یعنی تو لمبی عمر پائے) حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ان کی درازی عمر کا لوگوں میں چرچا تھا۔

تشریح: (۱) اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ تھا کہ جو الفاظ مصطفیٰ ﷺ کی زبان پاک سے نکلیں وہ پورے ہوتے ہیں جیسا کہ حدیث پاک سے ثابت ہو رہا ہے۔

ام خالد فرماتی ہیں کہ میں بالکل بچی تھی اپنے والد گرامی کے ساتھ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے خوش کرنے کیلئے میرے لباس کی تعریف کی۔ آج ہم لوگ بھی اپنے بچوں کو خوش کرنے کیلئے اپنے بچوں کے لباس کی تعریف کرتے ہیں اگر ہم صرف نیت کرلیں کہ یہ سنت رسول ﷺ ہے تو ہمیں اس کا بہت بڑا ثواب بھی ہوگا۔ مسلمان کو چاہئے کہ اس بات کو ذہن میں رکھیں کیونکہ یہ وہ چیزیں ہیں جن پر کچھ خرچ نہیں ہوتا اور روزمرہ کے معاملات میں ایسا ہوتا ہے اور ہر بندہ اپنے گھر میں ایسا کرتا بھی ہے۔ اگر ہم لوگ یہ نیت کرلیں کہ یہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو وہ ہمارے لئے باعث ثواب اور باعث نجات ہوجائے گا مثلاً بچوں سے پیار کرنا، ان کو لباس لاکر دینا، ان کے لئے رزق حلال کمانا، بیوی

Marfat.com

کے حقوق پورے کرنا، بچیوں سے پیار کرنا ان کی پیشانی کو چومنا وغیرہ وغیرہ سب کا سب عبادت بن جاتا ہے۔ اگر ہم صرف نیت یہ کرلیں کہ یہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

(۲) پھر صحابیہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لباس پرانا کر اور پھاڑ۔ پھر پرانا کر اور پھاڑ پھر پرانا کر اور پھر پھاڑ۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں لمبی زندگی عطا فرمائے۔ تو عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام میں اس کی لمبی زندگی کا تذکرہ ہوا کرتا تھا کہ اس کی عمر بہت زیادہ ہوگی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تو لمبی عمر پائے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عقیدہ تھا جس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں کہ تو لمبی عمر پائے وہ یقیناً لمبی عمر والا ہوگا۔ اب قابل غور بات یہ ہے کہ ایک عمر وہ ہے جو اللہ نے دی ہے۔ اگر اتنی ہی رہے تو پھر دعائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ نہ فائدہ ہوا۔ وہ تو ہر شخص اپنی عمر پوری کر کے دنیا سے جائے گا۔ ایک لمحہ بھی کم نہ ہوگی کیونکہ قرآن کا فیصلہ ہے۔ اگر اسی عمر کی بات ہوتی یہ تو صحابہ کرام کے تذکرے والی بات نہ تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تذکرہ اس لئے تھا کہ صحابہ کرام کا عقیدہ تھا جو اللہ کریم نے اس کو عمر عطا فرمائی ہے۔ اب اس سے زیادہ عمر پائے گی۔ مطلب کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمانے سے اس کی عمر میں اضافہ ہوگا۔ اللہ کریم نے جو عمر دی ہے اس کے بعد جو وصال ہونا تھا وہ فرمان رسول ﷺ کی وجہ سے نہیں ہوگا اور اس کے وصال کا وقت آگے چلا گیا ہے کیوں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ تو لمبی عمر پائے جس وقت کو موت آنی تھی اب نہیں آئے گی۔ اس کی موت کا وقت بدل گیا ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے اور یہ بات بالکل درست ہے اگر ام خالد کی زندگی میں اضافہ فرمان رسول سے نہیں ہوا تو پھر دعائے رسول ﷺ پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ عقیدہ رکھنا کہ اس کی عمر لمبی ہوگی اور پھر اس کی لمبی زندگی کا تذکرہ کرنا تو فضول تھا معاذ اللہ۔ کیونکہ ہر شخص کے پیدا ہونے اور مرنے کا وقت تو مقرر کردیا گیا، جو ہر صورت میں پورا ہوگا اور اسی طرح ہوگا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ عقیدہ تھا کہ اب کی عمر میں یقیناً اضافہ ہوگا کیونکہ فرمان رسول ﷺ کبھی بھی غلط نہیں ہوسکتا اس زبان پاک سے جو نکلے گا یا نکلا ہے وہ پورا ہوگا۔ اب اہل اسلام کا یہی عقیدہ ہے اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام چاہیں یا فرمادیں تو عمر میں رزق میں، مال میں برکت ہوجاتی ہے، اضافہ ہوجاتا ہے اور یہ عقیدہ قرآن وحدیث کے خلاف نہیں اور نہ ہی کفر وشرک ہے بلکہ یہ وہ عقیدہ ہے جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ہے لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ ان فضائل پر ایمان رکھے جو اللہ کریم نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائے ہیں۔ ان کا انکار منافقت کی دلیل ہے، ان کا اقرار ایمان کی دلیل ہے۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر بندے کے انجام کا علم ہے

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْتَقٰى هُوَ وَالْمُشْرِكُوْنَ فَاقْتَتَلُوْا فَلَمَّا مَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى عَسْكَرِهٖ وَمَالَ الْاٰخَرُوْنَ اِلٰى عَسْكَرِهِمْ وَفِيْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ لَا يَدَعُ لَهُمْ شَاذَّةً وَّلَا فَاذَّةً اِلَّا اتَّبَعَهَا يَضْرِبُهَا بِسَيْفِهٖ فَقَالَ مَا اَجْزَاَ مِنَّا الْيَوْمَ اَحَدٌ كَمَا اَجْزَاَ فُلَانٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا اِنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ اَنَا صَاحِبُهٗ قَالَ فَخَرَجَ مَعَهٗ كُلَّمَا وَقَفَ وَقَفَ مَعَهٗ وَاِذَا اَسْرَعَ اَسْرَعَ مَعَهٗ قَالَ فَجُرِحَ الرَّجُلُ جُرْحًا شَدِيْدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهٖ بِالْاَرْضِ وَذُبَابَهٗ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلٰى سَيْفِهٖ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَخَرَجَ الرَّجُلُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ الرَّجُلُ الَّذِيْ ذَكَرْتَ اٰنِفًا اَنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَاَعْظَمَ النَّاسُ ذٰلِكَ فَقُلْتُ اَنَا لَكُمْ بِهٖ فَخَرَجْتُ فِيْ طَلَبِهٖ ثُمَّ جُرِحَ جُرْحًا شَدِيْدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهٖ فِي الْاَرْضِ وَذُبَابَهٗ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَيْهِ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ اِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فِيْمَا يَبْدُوْ لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ اَهْلِ النَّارِ فِيْمَا يَبْدُوْ لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ ۔ (کتاب الجہاد والسیر حدیث ۱۵۹)

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کے پروانوں) اور مشرکین کا مقابلہ ہوا اور قتل و قتال کی گرم بازاری ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی فوج کا معائنہ فرمایا اور دوسروں نے اپنے لشکر کا، اصحاب رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) میں ایک ایسا شخص بھی تھا جو کسی بھاگتے ہوئے مشرک کو زندہ نہ چھوڑتا بلکہ پیچھا کر کے اسے تلوار سے موت کے گھاٹ اتار دیتا تھا (حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے کہا) آج فلاں کے برابر ہم میں سے اس کی کوئی برابری نہیں کرسکا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیکن وہ تو دوزخی ہے۔ مسلمانوں میں سے ایک

Marfat.com

شخص نے کہا میں اس کے ساتھ رہوں گا۔ اس شخص کا بیان ہے کہ میں اس کے ساتھ رہا وہ جہاں کھڑا ہوتا میں بھی وہیں کھڑا ہو جاتا جب وہ دوڑتا تو میں بھی اس کے ساتھ دوڑنے لگتا، بتایا کہ اس شخص کو شدید زخم آیا تو اس نے مرنے میں جلدی کی یعنی تلوار کا قبضہ زمین پر رکھا اور اس کی نوک پر اپنا سینہ رکھ کر اپنی تلوار پر سارا بوجھ رکھ دیا اور یوں خودکشی کر لی پھر وہ آدمی (جو اس کی نگرانی کر رہا تھا) واپس بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا میں گواہی دیتا ہوں کہ واقعی آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ﷺ ہیں۔

وضاحت : حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دریافت فرمایا کہ کیا بات ہوئی ہے، تو وہ عرض گذار ہوا کہ آپ نے ابھی ابھی فلاں شخص کے بارے میں فرمایا تھا کہ وہ دوزخی ہے تو لوگوں کو یہ بات بڑی تعجب خیز معلوم ہوئی تھی۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ میں تمہیں اس کی حقیقت سے آگاہ کروں گا۔ پس میں اس کی نگرانی کرنے کیلئے نکلا تو وہ شدید زخمی ہوا تو اس نے مرنے میں جلدی کی یعنی اپنی تلوار کا قبضہ زمین پر رکھا اور نوک بیچ سینے سے لگا کر اس پر اپنا سارا بوجھ رکھ دیا اور اس طرح خودکشی کر لی۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک ایک آدمی لوگوں کے دیکھنے میں تو اہل جنت جیسے عمل کرتا ہے لیکن حقیقت میں وہ جہنمی ہوتا ہے اور کوئی ایسا ہوتا ہے کہ دیکھنے میں وہ جہنمیوں جیسے عمل کرتا ہے لیکن وہ جنتی ہوتا ہے۔

تشریح: (۱) اس حدیث پاک سے تین مسئلے حل ہوئے۔ پہلا مسئلہ یہ کہ اللہ وحدہٗ لاشریک نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب عطا فرمایا ہے اور آپ غیب دان ہیں آپ کو علم ہے کہ کس کا انجام کیا ہوگا کیا یہ جنتی ہے یا جہنمی ہے۔ دوسرا مسئلہ یہ کہ خود کو مارنا خواہ وہ چھریوں سے مارے یا صرف ماتم کرے یا خودکشی کرے وہ جہنمی ہے یہ عمل جنتیوں کا نہیں جہنمیوں کا ہے۔ تیسرا مسئلہ یہ کہ کسی کے صرف ظاہری عمل دیکھ کر اس کو بہتر جان لینا کافی نہیں کیونکہ بعض اوقات جہنمی لوگ جنتیوں والے کام کرتے ہیں مگر خوش نصیب یا اچھے لوگ نہیں ہوتے جیسا کہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہر ہو رہا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ لشکر اسلام میں ایک شخص ایسا تھا جو زبردست طریقے سے جنگ کر رہا تھا اسکا دفاع کرنا اور حملہ آور ہونا صحابہ کو حیران کر رہا تھا اس کی دلیری اور بہادری دیکھ کر کفار پریشان ہو گئے تھے اور جس سے مقابلہ کرنا شروع کرتا اس وقت تک اس کا پیچھا نہ چھوڑتا جب تک اسے واصل جہنم نہ کر لیتا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس جرأت اور دلیری کا تذکرہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ کیا تو امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس کی تم اتنی تعریف کر رہے ہو وہ تو جہنمی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان پاک سے یہ الفاظ سن کر صحابہ رضی اللہ عنہم پریشان

Marfat.com

ہو گئے مگر یہ یقین تھا کہ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے وہ سچ ہے مگر اس جنگ میں جو کردار وہ ادا کر رہا تھا وہ بھی نا قابل فراموش تھا جس پر صحابہ رضی اللہ عنہم کو پریشانی ہوئی۔ بلکہ ایک دوسری حدیث کے الفاظ ہیں کہ صحابہ آپس میں سرگوشیاں کرنے لگے کہ کیا معاملہ ہے تو ایک صحابی بولے کہ میں تمہیں ساری خبر لا کر دوں گا۔ اس کا انجام کیا ہوتا ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ میں اس کے ساتھ ہو لیا جہاں وہ کھڑا ہوتا میں بھی کھڑا ہو جاتا جب وہ آدمی دوڑتا میں اس کے ساتھ دوڑتا، مطلب کہ میں نے اس کا ساتھ نہیں چھوڑا اور میں نے دیکھا کہ اس کا جسم زخمی ہو گیا اور زخموں کی تکلیف برداشت نہ کر سکا اور اس نے اپنی تلوار سے اپنے سینے کو چیر ڈالا اور خودکشی کر لی اور مر گیا، تو صحابی فرماتے ہیں کہ جب میں نے دیکھا کہ مر گیا ہے میں فوراً دوڑتا ہوا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ واقعی اللہ کے سچے رسول ہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کیا ہوا۔ تو میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس کے متعلق آپ نے فرمایا تھا کہ یہ لڑنے والا جہنمی ہے وہ بات سچی ہو گئی ہے کیونکہ میں اس کا پیچھا کر رہا تھا میں نے دیکھا ہے کہ اس نے اپنے آپ کو قتل کر دیا ہے۔ اس نے اپنی تلوار ہی اپنے سینے میں اتاری ہے اور اسی سے مر گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب ہے کون کیسے مرے گا اور پھر یہ بھی علم ہے کہ کون جنتی ہے اور کون جہنمی ہے جیسا کہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو رہا ہے۔ لہٰذا جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ نبی کو معاذ اللہ کچھ علم نہیں کہ کون کب کیسے مرے گا ان کا عقیدہ حدیث کے خلاف ہے تو جو عقیدہ حدیث کے خلاف ہو وہ صراط مستقیم نہیں صراط مستقیم اسے کہا جائے گا جو عقیدہ قرآن و حدیث کے مطابق ہو گا۔ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ آخرت سنوارنے کیلئے گروہ بندی کو ترک قرآن و حدیث پر یقین رکھے اسی میں نجات ہو گی۔ اگر باطل پر موت ہوئی اور حضور ﷺ کے فضائل و خصائص کا منکر ہو گیا تو یقین جان لیں کہ اس نے اپنی قبر و حشر کی زندگی برباد کر دی ہے۔

(۲) اور پھر اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خود کو چھریاں یا بلیڈ مار کر زخمی کرنا ماتم کرنا وغیرہ وغیرہ سب ناجائز اور حرام ہے اگر ایسا کرنے سے موت واقع ہو جائے تو مرنے والا جہنمی ہو گا۔ ایک دوسری حدیث کے الفاظ میں قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لیس منا من ضرب الخدود وشق الجیوب ودعا بدعوی الجاھلیۃ ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ شخص ہم میں سے نہیں (یعنی امت سے) جو اپنے منہ کو پیٹے گریبان پھاڑے اور جاہلیت کی باتیں کرے۔ اس سے معلوم ہوا ماتم کرنا یا نوحہ کرنا وہ مکروہ عمل ہے جس کے کرنے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے امتی کا رشتہ بھی ٹوٹ جاتا ہے اور

Marfat.com

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے شخص سے لاتعلقی کا اظہار فرما رہے ہیں یہ صرف سادہ ماتم کرنے والے کے متعلق حکم ہے اگر چھریاں مارے یا بلیڈ مارے اور تلواروں سے ماتم کرے اور پھر اس سے بھی زیادہ بدنصیبی ہو تو آگ پر ماتم کرے تو وہ خود سوچے کہ وہ کتنا بڑا بدنصیب ہے جو لوگ ذکر حسین رضی اللہ عنہ کا نام لیکر ماتم کرتے ہیں۔ان کی خدمت میں عرض ہے کہ تمہیں ان سے زیادہ محبت ہے یا حضرت امام زین العابدین اور حضرت امام باقر اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم یا دیگر ائمہ کو امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ سے زیادہ محبت تھی۔یقیناً آئمہ کو زیادہ محبت تھی تو پھر کیا کوئی یہ ثابت کر سکتا ہے گیارہ اماموں میں سے کسی نے ماتم کیا ہو۔ہر سال محبت کے دعویدار جو کرتے ہیں کہ آگ پر ماتم ہو گا تلواروں سے ماتم اور چھریاں وغیرہ سے ماتم کرنا۔کبھی بھی نہیں دکھا سکتا کیونکہ وہ تو اپنے نانا پاک کی شریعت کی پابند تھے بلکہ انہوں نے میدان کربلا میں ثابت کر دیا کہ ہم ہی اسلام والے ہیں اور اسلام کے پرچم کو بلند کرنے کیلئے ہم سب کچھ قربان کر سکتے ہیں۔اگر ماتم وغیرہ کی مکروہ رسم جو ان لوگوں نے ایجاد کی ہے۔درست ہوتی آئمہ اہل بیت کرتے۔یہ جھولا گھڑولی تازیہ وغیرہ سب کی سب باطل رسمیں ہیں۔جو ان لوگوں نے اپنا رکھی ہیں آئمہ اہل بیت سے کہیں بھی یہ فضول اور مکروہ رسمیں ثابت نہیں اور یہ وہ حرام فعل ہے جن کے کرنے والا حق سے بہت دور ہوتا ہے اور اللہ کی رحمت سے محروم ہو جاتا ہے۔ہاں اگر محرم الحرام کو قرآن وحدیث کے مطابق منائے ذکر اہل بیت کرے اور جو جھوٹ سے پاک ہو فضائل وخصائص آل رسول بیان کیا جائے،اگر سننے والوں کی آنکھوں سے محبت کی وجہ سے آنسو نکل جائے یا بیان کرنے والے کی چشم تر ہو جائے تو وہ ذریعہ نجات ہے اور بخشش کا سبب ہے اور ماتم وغیرہ کرنا فعل حرام ہے قرآن وحدیث کی مخالفت ہے۔ایسے لوگ سخت سزا کے مستحق ہوں گے بلکہ جہنم کا ایندھن ہوں اگر توبہ کے بغیر دنیا سے گئے۔

(۳) پھر اس کے بعد حضور نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو بظاہر جنتیوں جیسے عمل کرتے ہیں۔مگر وہ جنتی نہیں ہوتے۔اور پھر قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے کہ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کو مانتے ہیں،قیامت پر یقین رکھتے ہیں یعنی خود کو مسلمان کہلواتے ہیں مگر ایمان والے نہیں ہوتے اور پھر دوسری آیت پاک میں فرمایا کہ وہ دھوکا باز ہیں جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ایمان والوں کو دھوکا دینا چاہتے ہیں مگر حقیقت میں وہ اپنے آپ کو دھوکا دیتے ہیں۔مطلب کہ بڑے مکار عیار لوگ ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ ان کی مکاری عیاری ہی انہیں لے ڈوبی ہے۔مختصراً یہ کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جو کام تو جنتیوں والے کرتے ہیں نماز روزہ حج زکوٰۃ دین کی

Marfat.com

تبلیغ کرنا اور پھر گلی کوچوں میں پھر کر لوگوں کو دین کی تبلیغ کرنا شہر شہر جا کر دیہاتوں میں جا کر لوگوں کو دین کے نام پر اپنے ساتھ ملانا اور لوگوں کو کہنا کہ ہم صرف دین کی خدمت چاہتے ہیں اور کرتے ہیں مگر یہ سب فریب ہوتا ہے۔ اسلئے کہ اصل دین کی روح تو سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہوتی ہے جس سے ان کے دل خالی ہوتے ہیں اور اللہ نے بھی انہی لوگوں کے متعلق فرمایا ہے۔ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۔ کہ وہ ایمان والے نہیں کیونکہ نماز روزہ حج زکوٰۃ بظاہر شریعت کی پابندی تو منافقین مدینہ میں بھی پائی جاتی تھی مگر وہ ایمان والے نہیں تھے اسلئے کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل وخصائص کے منکر تھے عقیدہ درست نہیں تھا تو اللہ نے ان کا صرف کلمہ پڑھنے نماز روزہ دیگر نیک اعمال کو بھی قبول نہیں فرمایا اور نہ ہی ان کے نیک اعمال کی وجہ سے ان کی بخشش ہوگی اس لئے کہ نیک اعمال تو اس وقت نفع دیتے ہیں جب عقیدہ درست ہو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم واختیار اور نورانیت دیگر جو فضائل اللہ نے عطا فرمائے ہیں ان پر ایمان رکھتا ہو تو انہیں کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا بعض لوگ تو جنتیوں والے کام کرتے ہیں مگر جنتی نہیں ہوتے۔ اور کچھ وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے عمل بظاہر تو جنتیوں والے نہیں ہوتے بلکہ جہنمیوں والے ہوتے ہیں مطلب کہ شریعت کی پابندی جیسے ہونی چاہئے نہیں پائی جاتی احکام میں لاپرواہی کرتے ہیں فرائض میں غفلت دیگر معاملات میں بھی کوتاہیاں ہوتیں ہیں اور دنیا ان پر غالب نظر آتی ہے مگر ایمان مضبوط ہونے کی وجہ سے عقائد کے درست ہونے کی وجہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت کرنے، آپ کے فضائل وخصائص پر پختہ ایمان ہونے کی وجہ سے وہ جنتی ہو جاتے ہیں۔ مطلب کہ گستاخ رسول نہیں ہوتے ان کے دل محبت رسول سے سرشار ہوتے ہیں احترام رسول کرنے والے ہوتے ہیں مگر عملی کوتاہیاں ہوں تو معافی کا امکان ہے بلکہ یقیناً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے فضل ہوگا اگر بدعقیدگی ہوگی تو معافی کا امکان نہیں اس لئے ہر شخص کو چاہئے کہ صحیح العقیدہ مسلمان بنے، حضور ﷺ اور آپ کی آل، اصحاب۔ ازواج، اولاد کی غلامی اختیار کرے اور ان کی توہین کرنے والے کو بے دین اور گمراہ جانے۔

Marfat.com

وسیلے سے مانگنا

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرًا عَنْ أَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَأْتِی زَمَانٌ یَغْزُوْا فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَیُقَالُ فِیْکُمْ مَّنْ صَحِبَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیُقَالُ نَعَمْ فَیُفْتَحُ عَلَیْہِ ثُمَّ یَأْتِی زَمَانٌ فَیُقَالُ فِیْکُمْ مَّنْ صَحِبَ أَصْحَابَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیُقَالُ نَعَمْ فَیُفْتَحُ ثُمَّ یَأْتِی زَمَانٌ فَیُقَالُ فِیْکُمْ مَّنْ صَحِبَ صَاحِبَ أَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیُقَالُ نَعَمْ فَیُفْتَحُ ۔ (کتاب الجہاد والسیر حدیث ۱۵۸)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک ایسا وقت آئے گا جب لوگ فوج در فوج ہو کر جہاد کریں گے۔ ان سے پوچھا جائے گا کیا تمہارے درمیان کوئی ایسا شخص ہے جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل کیا ہو؟ (یعنی صحابی ہو) جواب اثبات میں ہوگا۔ پس دشمنوں پر فتح پائیں گے پھر ایک وقت ایسا آئے گا جب لوگوں سے پوچھا جائے گا کہ کیا تم میں کوئی ایسا آدمی ہے جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضوان اللہ علیہم کی صحبت اختیار کی ہو۔ (یعنی تابعی ہو) جب انہیں بھی اثبات میں جواب ملے گا تو یہ بھی فتح یاب ہوں گے پھر ایک ایسا زمانہ آئے گا جب پوچھا جائے گا کیا تمہارے ساتھ کوئی ایسا شخص ہے جس نے اصحاب رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صحبت اختیار کرنے والوں کی صحبت اختیار کی ہو (یعنی تبع تابعین سے ہو) کہا جائے گا ہاں (یعنی موجود ہے) پس یہ بھی فتح یاب ہو جائیں گے۔

تشریح: اس حدیث پاک سے فضائل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ظاہر ہو رہے ہیں کہ اللہ کریم کی بارگاہ میں اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سب بڑا مقام ہے۔ ارشاد رسول ہے ایک وقت مسلمانوں پر ایسا آئے گا کہ جہاد کریں اور جو جہاد کرنے والے گروہ ہوں گے ان سے سوال ہوگا کہ کوئی ایسا شخص ہے جس کو صحابیت کا شرف حاصل ہو (یعنی جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی ہو) تو جواب آئے گا کہ ہاں ایک آدمی ایسا ہے جس کو شرف صحابیت حاصل ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ان کو فتح حاصل ہوگی۔ مطلب یہ کہ اس صحابی کی برکت سے لشکر اسلام فتح حاصل کرے گا۔ اللہ کریم اس کے صدقے میں مسلمانوں کو فتح عطا فرمائے گا۔ اس سے فضیلت اصحاب

Marfat.com

رسول صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہوئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں رسول اللہ کے غلاموں پر اپنا فضل فرماتا ہے اور ان کو صحابہ کے صدقے فتح عطا فرماتا ہے۔ اگر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم کے صدقے اس قدر اللہ مہربان ہوتا ہے اور جنگوں میں فتح سے نوازتا ہے تو پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے اپنے بندوں پر کتنا مہربان ہوگا۔ یا کتنی مصیبتیں دور کرتا ہے ہوگا۔ تو یقین جان لینا چاہئے کہ پوری کائنات میں جس کے پاس جو ہے سب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صدقہ ہے اور جس کی غلامی کرنے سے صحابہ کو یہ مقام ملا کہ ان کے صدقے اللہ کریم جنگوں میں فتح عطا فرمائے تو اس محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت وشان کا تو اندازہ ہی نہیں لگایا جا سکتا مگر کس قدر نامراد ہیں وہ لوگ جو عظمت وشان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور عظمت صحابہ کرام کو نہ جان سکے اور کوئی کہتا ہے کہ حضور کے صدقے سے مانگنا شرک ہے اور کوئی توہین صحابہ کر کے اپنی دنیا اور دین تباہ کر رہا ہے اور پھر فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جس کا انکار سراسر گمراہی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے واضح ہوا کہ اللہ کی بارگاہ میں اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت بڑا مقام ہے اور حضور نے ارشاد فرما کر لوگوں کو بتایا کہ لوگو میرے صحابہ کی تعظیم کرنا بصورت دیگر اللہ کے غضب کو دعوت دینا ہوگا اور یقیناً وہ شخص ملعون ہے جو اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا گستاخ ہوگا پھر آگے فرمایا کہ پھر مسلمانوں پر ایسا موقع آئے گا کہ جنگ کی حالت میں ہوں گے اور پوچھا جائے گا کہ کوئی ایسا شخص ہے جس نے کسی صحابی کی زیارت کی ہو تو ایک شخص ایسا ہوگا جس نے صحابی کی زیارت کی ہوگی تو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے لشکر کو اس تابعی کے صدقے فتح نصیب کرے گا اور اس کی یہ فضیلت صرف اس وجہ سے ہوگی کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے والے کو دیکھا ہے یعنی اللہ کریم کی بارگاہ میں اس کا بھی بہت بڑا مقام ہوگا اگر صحابی کے دیکھنے سے یہ فضیلت حاصل ہو جاتی ہے تو اس بات کا کون اندازہ لگا سکتا ہے کہ صحابی کا کیا مقام ہوگا۔ اور جو اُن کی گستاخی کرتا ہو اس کی نامرادی ذلالت کا بھی اندازہ لگانا انتہائی مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے اور پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ پھر ایک وقت ایسا آئے گا کہ مسلمان جہاد کریں گے تو پوچھا جائے گا کہ کیا تم میں کوئی ایسا آدمی ہے جس نے کسی تابعی کی زیارت کی ہو یعنی تبع تابعین میں سے کوئی ہے تو ایک آدمی ایسا مل جائے گا جس نے تابعی کی زیارت کی ہوگی تو اللہ تعالیٰ اس کے صدقے مسلمانوں کو فتح سے نوازے گا تو اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی بارگاہ میں جب بھی دعا کرنی ہو تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے مانگی جائے کیونکہ جس کے غلاموں کے صدقے اللہ جنگوں میں فتح دے دیتا ہے اگر اس محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے مانگا جائے تو اللہ کریم اس دعا کو رد نہیں کرتا یقیناً قبول ہوتی ہے۔ اور یہ ثابت ہوا کہ اللہ نبیوں، ولیوں کے صدقے دعائیں قبول کرتا ہے

Marfat.com

اور یہ عقیدہ کفر وشرک یا ناجائز نہیں بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بتایا ہوا ہے جیسا کہ حدیث سے ثابت ہو رہا ہے۔ جو لوگ اس کو کفر وشرک جانتے ہیں یا ناجائز قرار دیتے ہیں۔ ان کا عقیدہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سکھائے گئے عقیدے کے خلاف ہے تو جو عقیدہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تعلیم دیئے گئے عقیدہ کے خلاف ہوگا وہ راہ نجات نہیں اور نہ حق ہے یقیناً وہ باطل ہے حق وہی ہے جو حدیث رسول ﷺ کے مطابق ہوگا، اس پر نجات ہوگی۔ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ گروہ بندی کے چنگل سے نکل کر صراط مستقیم کو اپنائے تا کہ قبر وحشر میں پریشانیوں سے محفوظ ہو جائے کیونکہ قبر وحشر میں بھلائی صحیح العقیدہ ہونے پر ملے گی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

فوت شدگان کی طرف سے صدقہ جائز ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيْدَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يَعْلٰى اَنَّهٗ سَمِعَ عِكْرِمَةَ يَقُوْلُ اَنْبَانَا ابْنُ عَبَّاسٍ اَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ تُوُفِّيَتْ اُمُّهٗ وَهُوَ غَائِبٌ عَنْهَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمِّيْ تُوُفِّيَتْ وَاَنَا غَائِبٌ عَنْهَا اَيَنْفَعُهَا شَيْءٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ بِهٖ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاِنِّيْ اُشْهِدُكَ اَنَّ حَائِطِيَ الْمِخْرَافَ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا (بخاری، کتاب الوصایا، حدیث نمبر ۲۹)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا انتقال ہو گیا اور وہ اس وقت موجود نہ تھے (بعد میں) وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میری والدہ محترمہ کا انتقال ہو چکا اور میں اس وقت حاضر نہ تھا اگر میں ان کی طرف سے خیرات کروں تو کیا انہیں ثواب پہنچے گا؟ فرمایا ہاں تو عرض کیا (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) پس میں آپ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میرا مخراف نامی باغ ان کی طرف سے صدقہ ہے۔

تشریح: اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ کسی کے نام کا صدقہ وخیرات کرنا قرآن وحدیث کے خلاف نہیں اور نہ ہی یہ عمل غیر شرعی ہے جیسا کہ کچھ لوگوں نے اس کو حرام اور ناجائز قرار دے کر قوم میں ایک بہت بڑا فتنہ پیدا کر رکھا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نہ اس کا کھانا حرام اور ناجائز ہے۔ اگر کسی کے نام کا دینا حرام ہوتا یا ناجائز ہوتا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی قطعاً اجازت نہ دیتے بلکہ منع فرما دیتے کہ اس کام سے باز رہنا یہ عمل درست نہیں۔ مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اجازت دینا اس بات کی دلیل ہے کہ جائز اور درست عمل ہے اور یہ عمل مرنے والے اور دینے والے دونوں کو فائدہ دیتا ہے اور نہ ہی اس کا کھانا حرام اور ناجائز ہے کیونکہ اس باغ کے پھل مسلمان یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کھاتے رہے۔ اب ذرا غور فرمایئے اور ان لوگوں کی عقل پر ماتم کریں ان لوگوں کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر کیا فتویٰ ہوگا جو پھل کھاتے رہے مگر یہ لوگ فرقوں کے بت پوجتے ہیں ضدی مزاج ہوتے ہیں جب کہ مسلمان کو فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں ہر چیز کو پس پشت ڈال دینا چاہئے اور اس کو ایک بگلے کی پکار کے سوا کچھ اہمیت حاصل نہیں ہونی چاہئے اور ہر مسلمان کو چاہئے کہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق عقیدہ رکھے کیونکہ اسی میں نجات ہے اور پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی

Marfat.com

اللہ عنہا سے بھی روایت ہے کہ ایک شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری والدہ کا اچانک انتقال ہو گیا انہیں اگر کچھ کہنے کا موقع ملتا تو خیرات کرتیں، کیا میں اپنی والدہ کی طرف سے خیرات کرسکتا ہوں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہاں کر سکتے ہو۔ (بخاری) تو حدیث کی روشنی میں یہ بات واضح ہوئی کہ یہ عمل جائز اور درست ہے جس کے نام کا دیا جائے اسے بھی فائدہ ہوتا ہے اور دینے والے کو بھی فائدہ ہوتا ہے۔ اگر یہ عمل فضول ہوتا یا غیر شرعی ہوتا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی اجازت نہ دیتے بلکہ ہر مسلمان کو چاہئے کہ اپنے والدین اور نبیوں ولیوں عزیز واقارب علماء وصلحاء بلکہ ہر مسلمان کے نام خیرات کرے کیونکہ ثواب میں کمی نہیں ہوتی ثواب سب کو برابر ہوتا ہے جب بھی کچھ خیرات کرے۔ اس کا ثواب ہر ایمان والے کو پہنچائے بصورت دیگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسے شخص کو بخیل فرمایا جو سب مسلمانوں کیلئے دعا نہ کرے یعنی اللہ کی بارگاہ میں عرض کرے کہ یا اللہ اس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے قبول فرما پھر بارگاہ رسالت میں تحفۃً پہنچا اور پھر تمام نبیوں ولیوں علماء اور ہر ایمان والے کی روح تک پہنچا اور بخشش کی دعا کرے۔ اس میں اس کا فائدہ ہے اور جن کی روح کو پہنچائے گا انہیں بھی نفع حاصل ہوگا یہی معمول حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تھا مگر افسوس ایسے لوگوں پر جو گروہ بندی کا شکار ہو کر قرآن وحدیث کو چھوڑ دیتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

قرآن میں ہر چیز کا علم ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ خَطَبَنَا عَلِيٌّ فَقَالَ مَا عِنْدَنَا كِتَابٌ نَقْرَؤُهُ اِلَّا كِتَابُ اللّٰهِ وَمَا فِي هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ فَقَالَ فِيْهَا الْجِرَاحَاتُ وَاَسْنَانُ الْاِبِلِ وَالْمَدِيْنَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عَيْرٍ اِلٰى كَذَا فَمَنْ اَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا اَوْ اٰوٰى فِيْهَا مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ وَمَنْ تَوَلّٰى غَيْرَ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ مِثْلُ ذٰلِكَ وَذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ فَمَنْ اَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ مِثْلُ ذٰلِكَ۔

(بخاری، کتاب الجہاد والسیر ،حدیث نمبر ۴۰۹)

حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ کے والد کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا ہمارے پاس کوئی ایسی کتاب نہیں جس کو ہم پڑھیں سوائے اللہ کی کتاب (قرآن پاک) اور اس صحیفے کے اور پھر فرمایا اس میں زخموں کے احکام اور اونٹوں کی عمروں کا بیان ہے اور یہ کہ مدینہ منورہ کوہ عیر سے لیکر فلاں جگہ تک حرم ہے جو اس جگہ کوئی نئی بات نکالے یا کسی بدعتی کو پناہ دے تو اس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت اس کا نہ کوئی فرض قبول ہوگا اور نہ نفلی عبادت اور جو کوئی اپنے آقا کے سوائے دوسرے سے دوستی کرے گا تو اس کیلئے بھی یہی کچھ اور سب مسلمانوں کی ذمہ داری ایک ہے پس جو کوئی مسلمانوں کو ذلیل کرتا ہے اس کیلئے بھی مذکورہ وعید ہے۔

تشریح: جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! قرآن پاک ایک ایسی کتاب ہے جس میں کائنات کی ہر چیز کا ذکر موجود ہے ہر مشکل کا حل ہے اور یہ مکمل ضابطہ حیات ہے اور قرآن شفا ہے اور اس میں ہر چھوٹی بڑی چیز کا ذکر ہے۔ بندے کو جو زخم آئیں یا مشکلیں آئیں ان کا حل موجود ہے۔ ہر جاندار کی عمروں کا ذکر ہے اونٹوں کی موت اور زندگی کو بیان کر دیا گیا ہے۔ ہر اس شخص پر اللہ، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو جو اس کے خلاف دین میں رسمیں پیدا کرے۔ جس سے دین کو نقصان ہو یا اس کی حرام کردہ کو حلال اور حلال کردہ کو حرام جانے، نہ اس کے فرض قبول کئے جائیں گے اور نہ ہی اس کی کوئی نفلی عبادت قبول کی جائے گی۔ یعنی خیرات کرنا عمرہ کرنا یا دیگر نفلی عبادات بھی اللہ قبول نہیں کرے گا اور پھر جو شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت نہ رکھے یا دنیاوی غرض وغایت کو اہمیت

Marfat.com

دیتا ہو اور محبت رسول ﷺ کو پس پشت ڈال کر برادری یا دوستی کو اہمیت دیتا ہو اور اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے خلاف کرتا ہو یا مسلمانوں کی توہین کا سبب بنے اور اسلام کی پراوہ نہ کرے تو ان سب لوگوں پر بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ فرشتوں اور سب انسانوں کی لعنت ہو۔

(۱) اس سے معلوم ہوا کہ ہر مسلمان کو رہنمائی قرآن سے لینی چاہئے مولا کائنات جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے فرمانے کا مطلب بھی یہی ہے کامل ایمان والا آدمی وہی ہے جو ہر معاملے میں فرمان خداوندی پر عمل کرے۔خواہ دینی معاملہ ہو یا دنیاوی کیونکہ قرآن ہر موڑ پر انسان کی رہنمائی کرتا ہے بلکہ انسان کی رہنمائی کیلئے ہی بھیجا گیا ہے اور اس میں کسی قسم کی کوئی کمی بھی نہیں ہر حکم درست اور اس میں انسان کی بھلائی ہے۔اس کا انکار کفر اور سستی سخت ترین جرم ہے۔اور من مانی کرنا اپنی تباہی اور بربادی ہے۔

(۲) جناب مولا کائنات حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہر وہ کام جس سے دین اسلام کو نقصان ہو یا مسلمانوں کو نقصان ہو قرآن اور حدیث کے خلاف ہو شریعت کی مخالفت ہو اور پھر اوپر سے لوگوں کو کہے کہ یہی اسلام ہے ایسے شخص کو پناہ دینے والا یعنی اس سے دوستی کرنے والا بھی اسی طرح لعنتی ہے اور ان کی نہ تو نماز قبول ہوگی اور نہ ہی نفلی عبادت قبول ہوگی۔جناب حیدر کرار کا مطلب تھا کہ صرف ان لوگوں کی نمازیں، روزہ، حج، زکوٰۃ یا دیگر عمل دیکھ کر ان لوگوں کو اچھا نہ جان لینا ایسے لوگ بھی ہوں گے جن کے ظاہری اعمال تو بہت اچھے ہوں گے۔لبادہ بہت اچھا اور دینداروں والا ہوگا مگر ملعون ہوں گے اور ان کا کوئی نیک عمل قبول نہیں کیا جائے گا۔کیونکہ جو شخص اپنے آقا حضور نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخوں یا فضائل وخصائص کے منکروں سے پیار کرتا ہوگا یقیناً اس شخص کے دل میں وہ محبت نہ ہوگی جس کا ہونا ایک کامل ایمان ہونے کیلئے ضروری ہے۔اگر ایک غلام جو اپنے آقا کے دشمن سے دوستی کرے گا اس کے فرائض اور نفلی عبادت قبول نہیں تو جو شخص کائنات کے آقا و مولا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دشمنوں سے دوستی رکھتا ہوگا یقیناً وہ شخص آپ ﷺ سے محبت نہیں رکھتا کیونکہ محبت کا اصول ہے کہ محبوب کے دشمن سے نفرت ہوتی ہے اور محبوب کے قریبیوں سے محبت ہوتی ہے۔اہلِ سُنّت کی سچائی کی یہ بھی ایک عظیم دلیل ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہر قریبی سے اہل سنت پیار کرتے ہیں۔آپ ﷺ کے والدین اصحاب ازواج آل اور اولاد سے محبت رکھتے ہیں بلکہ ان سے پیار کرنا اپنا ایمان جانتے ہیں اور ان کی توہین وتذلیل

Marfat.com

کو گمراہی بے دینی اور ذلالت جانتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے نفرت اور دوری کو اپنا ایمان سمجھتے ہیں جیسا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا طریقہ تھا اور جو لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دشمنوں، گستاخوں کے متعلق نرم گوشہ رکھتے ہیں اور پیار رکھتے ہیں ان کی کوئی عبادت قبول نہیں کی جائیگی جیسے مرزائیوں سے دوستی کرنا جب کہ وہ ختم نبوت کے منکر ہیں یا دیگر ایسے لوگ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل خصائص یا کمالات کے منکر ہیں ان سے پیار کرنا دوستی کرنا منافقت کی علامت اور منافق کی کوئی نیکی قبول نہیں ہوگی، ہر مسلمان پر مذہبی ذمہ داری ہے کہ جس پر عمل کرنے سے مسلمانوں کی رسوائی ہو یا تذلیل ہو یا جس کے کرنے سے مسلمان کو پریشانی ہو یا جس کام یا قول سے بندے کا دین یا کامل ایمان ہونا مشکوک ہو اس سے گریز کرے۔ مختصراً یہ کہ ہر اس عادت سے بچنا ضروری ہے جو منافقین کی تھیں کامل مومن کیلئے ضروری ہے کہ اس کے ہر قول و فعل سے عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام دوستی جھلکتی ہو اور مسلمان بھائیوں سے اپنائیت نمایاں نظر آئے بلکہ اتنا نمایاں ہونا چاہئے جس کو غیر تسلیم کرے کہ فلاں آدمی وہ ہمارا نہیں وہ تو صرف اور صرف اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور مسلمان ہے۔ مطلب ہے کہ ہر بد باطن خواہ وہ منافقین سے ہو یا کافر، وہ جانتا ہو کہ وہ پکا سچا مسلمان ہے وہ اس بات کو کبھی تسلیم نہیں کرے گا جس میں اسلام اور مسلمانوں کا مفاد نہیں ہوگا یا وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی فرمان کی مخالفت نہیں کرے گا۔ یہ اصل ایمان ہے جو لوگ خود کو لیبرل یا روشن خیال یا ماڈرن ثابت کرنے کیلئے احکام شریعہ کا خیال نہیں رکھتے یا قرآن و حدیث کے مخالف کام کرتے ہیں یا اسلام یا مسلمانوں کے مفاد کا خیال نہیں رکھتے۔ ایسے لوگ کامل ایمان یا مضبوط ایمان والے نہیں ہیں اور ان لوگوں کی تباہی اپنے ہی ہاتھوں ہوتی ہے قبر و حشر میں پریشانی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

(۳) جو مولائے کائنات جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا ہے کہ بدعتی کی کوئی عبادت قبول نہ ہوگی تو اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو دین میں نئی رسمیں ایجاد کریں اور وہ رسمیں جن میں قرآن و حدیث کی مخالفت نہ ہو حرام نہیں مگر وہ اس چیز کو حرام یا ناجائز جانتے ہوں مثلاً کھانے پر قرآن پاک کا پڑھا جانا جیسے آج کل کچھ لوگ ختم پڑھنے کو حرام جانتے ہیں جب کہ قرآن و حدیث میں کہیں بھی نہیں کہ قرآن پڑھنے سے کھانا حرام یا ناجائز ہو جاتا ہے یا میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم منانا قرآن و حدیث میں ایک دلیل بھی نہیں کہ میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم منانا حرام یا ناجائز ہے دیگر اس قسم کے مسائل جو باعث اختلاف بنے

Marfat.com

ہوئے ہیں، ایصال ثواب وغیرہ جب کہ ایصال ثواب کرنا میلاد منانا کھانے پر قرآن پڑھنا، قرآن وحدیث میں دلائل موجود ہیں۔قرآن پاک میں ہے۔فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ۔تو اس میں سے کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے اگر تم اس کی آیات کو مانتے ہو۔

اب اس کے بعد کھانے پر قرآن پڑھنے کو حرام ناجائز کہنا سراسر زیادتی ہے اور بہت بڑی بددیانتی ہے اور خواہ مخواہ فتنہ پیدا کرنا ہے اسی طرح دیگر مسائل جن کو قرآن وحدیث میں کہیں بھی ناجائز وحرام نہیں کہا گیا۔ان پر فتویٰ بازی کر کے قوم میں انتشار پیدا کرنا بہت بڑا ظلم ہے اور ایک نئی بدعت ایجاد کرنا ہے۔اللہ ایسے لوگوں کی کوئی عبادت قبول نہیں کرے گا۔اسی طرح شان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفلوں کو ناجائز یا حرام جاننا جب اللہ تعالیٰ خود ذکر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرتا ہے اور ایمان والوں کو حکم دیتا ہے اور پھر کمالات مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکانہ عقیدہ تصور کرنے والے بدعتی ہیں کیونکہ اللہ وحدہٗ لاشریک قرآن میں فضائل وخصائص بیان کرتا ہے تو ایسے لوگ فتنہ پرور اور گمراہی کی طرف راغب کرنے والے لوگ ہیں یہی وہ گروہ ہیں جن کے متعلق فرمایا گیا کہ ان کی کوئی نیکی قبول نہیں ہوگی۔

Marfat.com

اللہ کے مقرب بندے کی محبّت دل میں رکھ دی جاتی ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا مَخْلَدٌ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَابَعَهُ أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُوسَى ابْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَحَبَّ اللّٰهُ الْعَبْدَ نَادَى جِبْرِيلَ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحْبِبْهُ فَيُحِبُّهُ فَيُنَادِي جِبْرِيلُ فِي أَهْلِ السَّمَاءِ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّوهُ فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ۔ (بخاری، کتاب بدء الخلق، حدیث نمبر ۴۴۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اور اس کی متابعت ابو عاصم ابن جریج موسیٰ بن عقبہ، نافع، ابوہریرہ نے کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرائیل علیہ السلام کو فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت رکھتا ہے۔ لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو پس جبرائیل علیہ السلام اس سے محبت کرتے ہیں پھر جبرئیل علیہ السلام آسمان میں رہنے والی مخلوق میں ندا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں (آدمی) سے محبت کرتے ہیں۔ لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو پس آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور (اسی طرح) پھر زمین والوں کے دلوں میں اس کی مقبولیت رکھ دی جاتی ہے۔

تشریح: اس حدیث پاک سے معلوم ہوا نبیوں، صدیقوں، شہیدوں، علماء، صلحاء سے لوگوں کے پیار کرنے کی وجہ یہ اعلان ہے جو اللہ کریم حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم فرماتے ہیں کہ اے جبرائیل امین میری مخلوق کو بتادو کہ میں فلاں بندے سے پیار کرتا ہوں پھر سبھی لوگ اس بندے سے پیار کرتے ہیں پہلی بات تو یہ ہے کہ کتنا خوش نصیب وہ شخص ہے جسے اللہ پیار کرے پھر جبرائیل علیہ السلام اس سے پیار کریں اور پھر تمام آسمانی مخلوق اس سے پیار کرے اور پھر زمین کے رہنے والی ساری مخلوق اس سے پیار کرے۔ اس سے انبیاء، صدیقوں، شہیدوں اور علماء حق اور صلحاء کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ جس سے اللہ جتنا زیادہ پیار کرے گا جتنا اللہ کا قریبی ہوگا اتنی ہی فضیلت والا ہوگا اور جو لوگ ان کی مخالفت کریں گے یا ان کو جو اللہ نے فضائل وخصائص دیئے ہیں ان کا انکار کریں گے اتنے ہی زیادہ بدنصیب

Marfat.com

اور نامراد ہوں گے۔ اگر کسی نبی کی توہین کرے تو کافر ہو جائے گا اگر کلمہ پڑھتا ہو اور انبیاء کرام علیہم السلام میں کسی کے کمالات و معجزات کا انکار کرے گا وہ منافق کہلوائے گا کیوں کہ کسی صحابی نے کسی نبی کے فضائل و خصائص کا انکار نہیں کیا سوائے منافقوں کے اپنے آقا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی فضیلت کا انکار کسی صحابی نے بھی نہیں کیا سوائے منافقین کے اور کافروں نے کمالات کو دیکھ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معاذ اللہ جادوگر کہنا شروع کر دیا۔ مطلب یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبیوں کا انکار کفار نے کیا ہے یا منافقین نے کیا ہے، کسی بھی صاحب ایمان آدمی نے نہیں کیا مثلاً علم، اختیارات، نورانیت دیگر صفتیں جو اللہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائی ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یا دیگر انبیاء کے کمالات کا انکار کرنا محبت نہیں عداوت کی دلیل ہے کیونکہ محبت والے لوگ اپنے آقا کی کسی بھی صفت کا انکار کرنا گمراہی سمجھتے ہیں اور منافقت جانتے ہیں۔ اسی طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی توہین و تذلیل کرنے والا ملعون ہے گمراہ اور بے دین ہے منافق ہے کیونکہ توہین صحابہ یا کافروں نے کی ہے یا منافقوں نے کی ہے۔ صاحب ایمان لوگ جو قرآن و حدیث پر ایمان رکھتے ہیں وہ سب صحابہ سے پیار کرتے ہیں کیونکہ اللہ ان سے پیار کرتا ہے، قرآن پاک کے الفاظ ہیں۔ فلا اقسم بمواقع النجوم۔ مجھے قسم ہے ان جگہوں کی جہاں تارے گرتے ہیں۔ اگر یہاں آسمان کے تارے مراد لئے جائیں تو یہ بالکل غلط ہوگا کیونکہ قرآن بیان کرتا ہے جب شیطان آسمان کی طرف جاتا ہے تو آسمان کے تارے ٹوٹ کر شیطان کے جسم پر لگتے ہیں اور وہ لڑکھڑاتا ہوا نیچے آ جاتا ہے اوپر کی طرف نہیں جا سکتا تو شیطان کو اللہ نے کافر ملعون فرمایا ہے تو اللہ وحدہٗ لا شریک کافر ملعون کی قسم تو نہیں اٹھا سکتا، قسم تو اعلیٰ اور افضل چیز کی اٹھائی جاتی ہے جس کی بہت بڑی فضیلت ہو تو فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خوب وضاحت فرما دی کہ اصحابی کالنجوم۔ کہ یہ ستارے میرے صحابہ کرام ہیں پھر قسم اٹھانے والا اللہ ہے پھر اللہ وحدہٗ لاشریک فرماتا ہے وانہ لقسم لوتعلمون عظیم۔ اگر تم سمجھو تو یہ (بہت) بڑی قسم ہے۔ تو ان الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ کی بارگاہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام بہت ہی بلند ہے کیونکہ جن کے گرنے کی جگہ کی قسم اٹھائے یعنی قبروں کی قسم کہ جہاں میرے محبوب کے غلام صحابہ کرام، جن قبروں میں دفن ہوتے ہیں مجھے ان جگہوں کی قسم۔ جو اللہ کو اتنے پیارے ہوں ان کی توہین کرنیوالا نامراد اور ملعون نہیں تو اور کیا ہو سکتا ہے اور اسی طرح شہداء عظام جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کیلئے اپنی جان تک قربان کر دیتے ہیں اور پھر خصوصاً شہداء احد، شہداء بدر اور شہداء کربلا دیگر لوگ جو صحابی بھی ہیں اور شہید بھی ہیں ان کی توہین کرنے والا یقیناً بہت بڑا ملعون ہے اور گمراہ ہے کیونکہ ان کو اللہ کریم نے جنت کی بشارتیں دی ہوئی ہیں اور قرآن و حدیث میں کثیر تعداد میں دلائل موجود ہیں اور وہ لوگ اللہ اور اسکے رسول ﷺ

Marfat.com

سے پیار کرنے والے ہیں اور اللہ اور اس کا رسول ﷺ ان سے پیار کرتا ہے پھر اس کے بعد علماء کرام جن کے متعلق فرمان رسول ﷺ ہے کہ علماء حق بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں پھر فرمان رسول ﷺ ہے کہ علماء حق (اہل سنت) سے پیار کرنا ایمان اور مخالفت منافقت کی علامت ہے اور بھی بہت سے دلائل ہیں مگر طوالت کا خوف ہے۔ جو اس پُر فتن دور میں بھی علماء حق کا احترام ہے وہ اسی اعلان کا نتیجہ ہے اس سے معلوم ہوا جو لوگ انبیاء کرام، اولیاء، صدیقوں، شہیدوں علماء وصلحاء کے عقیدت مند ہیں انتہائی خوش نصیب لوگ ہیں اور بہت بڑے خسارے میں وہ لوگ ہیں جو اپنی ذاتی مفادات یا دنیاوی غرض وغایت کیلئے یا میڈیا کے پراپیگنڈہ سے متاثر ہو کر یا دین سے دوری کی وجہ سے علماء حق اہل سنت و جماعت یا اولیاء سے دور ہیں اور خصوصاً جو توہین وتذلیل کرنے والے ہیں انتہا درجے کے نامراد ہیں کیونکہ علماء، صلحاء دین کے خدمت گار ہیں اور فرمان رسول ﷺ ہے جس پر اللہ اپنا فضل فرماتا ہے اس کو دین کی سمجھ دیتا ہے۔ آج نبوت کا دروازہ بند ہے کوئی نبی تو نہیں آئے گا۔ اب اللہ وحدہٗ لاشریک نے دین کی خدمت علماء کرام کے ذمہ لگائی ہوئی ہے جو بہت بڑی خوش نصیبی ہے چھوٹی موٹی غلطی بتقضائے بشریت ہو بھی جائے تو توبہ ممکن ہے اور اس کی اصلاح بھی ہو سکتی ہے اور علماء کرام کو چاہئے کہ ہر اس عمل سے گریز کریں جس سے لوگ ان کے اس عمل کی وجہ سے دین سے دور ہو جائیں مگر اصل بات یہ ہے کہ جس کی لغزش کو دیکھ کر دین سے دوری سخت غلطی ہے۔ مگر یہ بات واضح ہے کہ علماء کرام صلحاء سے محبت اللہ کے فضل کی علامت ہے اور اس اعلان پر عمل ہے جو اللہ کریم جبرئیل علیہ السلام سے کرواتا ہے کہ میں فلاں سے محبت کرتا ہوں اے لوگو خواہ وہ زمین میں رہنے والا ہو یا آسمان میں سب ان علماء کرام اور صلحاء سے محبت کرو۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا بیماروں کیلئے شفا ہے

حَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا الْفَضْلُ ابْنُ مُوْسٰی عَنِ الْجُعَیْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ رَاَیْتُ السَّآئِبَ بْنَ یَزِیْدَ ابْنَ اَرْبَعٍ وَّتِسْعِیْنَ جَلْدًا مُّعْتَدِلًا فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُ مَا مُتِّعْتُ بِهٖ سَمْعِیْ وَ بَصَرِیْ اِلَّا بِدُعَآءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ خَالَتِیْ ذَهَبَتْ بِیْ اِلَیْهِ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنَ اُخْتِیْ شَاكٍ فَادْعُ اللّٰهَ لَهٗ قَالَ فَدَعَا لِیْ (بخاری، کتاب الانبیاء، حدیث ۷۵۲)

حضرت جعید بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے سائب بن یزید کو چورانوے (۹۴) سال کی عمر میں تندرست اور توانا دیکھا۔ پھر فرمایا میں تو یہی جانتا ہوں کہ میری سماعت و بصارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے فیض یاب ہیں۔ میری خالہ مجھے لیکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئیں۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا بھانجہ بیمار رہتا ہے ان کیلئے دعا کریں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے حق میں دعا فرمائی۔

وضاحت : حضرت جعید بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے سائب بن یزید رضی اللہ عنہما کو چورانوے سال کی طویل عمر میں دیکھا مگر وہ بہت اچھی صحت رکھتے تھے تندرست اور طاقتور معلوم ہوتے تھے۔ میں نے سوال کیا کہ حضرت اس عمر میں اس طرح تندرست و طاقتور ہونے کی وجہ کیا ہے، کیا کوئی خوراک وغیرہ کھاتے ہو یا کوئی اور سبب ہے ماشاءاللہ بہت اعلیٰ اور اچھی صحت ہے۔ اس عمر میں تو لوگوں کی نظر کمزور ہو جاتی ہے اور سماعت جواب دے جاتی ہے اور ہزاروں بیماریاں گھیر لیتی ہیں مگر آپ بہت تندرست اور صحت مند ہیں تو حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہما نے جواب میں فرمایا کہ میں چھوٹی عمر میں بیمار رہتا تھا جس سے میرے گھر والے بھی پریشان تھے تو ایک دن میری خالہ مجھے اٹھا کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور میری بیماری کا ذکر کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ آپ کا خادم بیمار رہتا ہے اور یہ میرا بھانجہ ہے اس پر نظر کرم فرمائیں۔ کوئی دعا فرمائیں۔ تاکہ یہ تندرست ہو جائے چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرے حق میں دعا فرمائی پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعا فرمانا تھا کہ میں تندرست ہو گیا اور آج جو میری سماعت اور بصارت کا درست ہونا اور تندرستی کا ہونا یہ سب جو دیکھ رہے ہیں حضور امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم ہے اور آپ کی دعا کا اثر ہے اور ایک دوسری حدیث کے الفاظ ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے لئے برکت کی دعا فرمائی اور پھر آپ نے وضو فرمایا تو میں نے

Marfat.com

آپ ﷺ کے وضو کا بچا ہوا پانی پی لیا اور یہ سب تندرستی کا ہونا اس پانی پینے اور آپ ﷺ کی دعا کا اثر ہے کہ میں اس عمر میں یعنی چورانوے سال کی عمر ہونے کے باوجود بھی تندرست اور توانا نظر آ رہا ہوں۔

تشریح: اس سے معلوم ہوا کہ مشکل کے وقت یعنی بیماری ہو یا کوئی اور معاملہ ہو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں عرض کرنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول اور عقیدہ ہے۔ جو قرآن وحدیث کے خلاف نہیں ہے اگر یہ عقیدہ مشرکانہ ہوتا یا ناجائز ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے بیماروں کو لیکر نہ جاتے۔ اگر اس مقصد کیلئے جاتے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام منع کر دیتے مگر نہ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منع فرمایا اور نہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کو ناجائز یا بُرا جانتے تھے اور نہ ہی یہ عقیدہ توحید کے خلاف تھا اور پھر یہ بھی ثابت ہوا کہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عقیدہ تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شفا بخشنے والے اور نفع دینے والے ہیں۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ نہ دے سکتے ہوتے تو کم از کم صحابہ رُک جاتے کہ جانے کا کیا فائدہ مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جانا اور اس میں تسلسل کا ہونا اور لوگوں کا شفا حاصل کرنا مشکلات کا دور ہونا اس بات کی عظیم دلیل ہے کہ اللہ وحدہٗ لاشریک نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ کمالات عطا کئے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ لوگوں کیلئے مشکل کشا اور مصائب کو دور فرمانے والے تھے۔ یہی عقیدہ اہل حق کا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ لوگوں کو نفع پہنچانے والا مصائب کا دور کرنے والا مہربان اور کریم بنا کر بھیجا ہے۔ اس عقیدے کا انکار کرنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقائد اور قرآن وحدیث کی مخالفت ہے صراط مستقیم پر وہی ہے جو یہ عقیدہ رکھے گا اس کے علاوہ گمراہی اور بے دینی ہے۔ اللہ کریم سب کو در مصطفےٰ ﷺ کا غلام بنائے۔ آمین ثم آمین

Marfat.com

حضور ﷺ کا حلیہ مُبارک

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَرْبُوْعًا بَعِیْدَ مَا بَیْنَ الْمَنْکِبَیْنِ لَهٗ شَعَرٌ یَبْلُغُ شَحْمَةَ اُذُنِهٖ رَاَیْتُهٗ فِیْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ لَمْ اَرَ شَیْئًا قَطُّ اَحْسَنَ مِنْهُ قَالَ فَیُوْسُفُ بْنُ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِیْهِ اِلٰی مَنْکِبَیْهِ۔ (بخاری، کتاب الانبیاء، حدیث نمبر ۷۶۳)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میانہ قد تھے دونوں کندھوں کے درمیان کافی فاصلہ تھا۔ گیسوئے مبارک کانوں کی لوتک پہنچتے تھے میں آپ ﷺ کو سرخ حلے میں ملبوس دیکھا ہے اور ہرگز کسی کو آپ ﷺ سے (زیادہ) حسین وجمیل نہیں دیکھا۔ یوسف بن ابو اسحاق کا قول ہے کہ (گیسوئے مبارک) کندھوں تک تھے۔

تشریح: حدیث کے ان الفاظ سے ثابت ہوا کہ فضائل وخصائص کے لحاظ سے تو حضور ﷺ بے مثل اور بے مثال ہیں ہی مگر حسن وجمال کے لحاظ سے بھی امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام بے مثل اور بے مثال ہیں۔ پوری کائنات میں نہ کوئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا ہوا ہے اور نہ ہوگا۔

❖ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں صبح کے وقت (اپنے حجرہ مبارک میں کوئی کپڑا وغیرہ) سی رہی تھی کہ میرے ہاتھ سے سوئی گر گئی (میں نے بہت تلاش کی مگر نہ ملی، اتنے میں) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے آئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرہ انور کی روشنی سے گری ہوئی سوئی نظر آ گئی۔ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں یہ بات عرض کی تو آپ ﷺ نے فرمایا اے حمیرا اس پر افسوس ہے۔ اس پر افسوس ہے۔ آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا جو میرے چہرے کے دیدار سے محروم رہا۔ (خصائص الکبریٰ جلد اص ۶۳) اور پھر اتنا حسین کون ہو سکتا ہے۔ جس کے متعلق اللہ وحدہٗ لاشریک قرآن پاک میں فرمادے کہ اے محبوب تم "سراجاً منیراً" ہو (چمکا دینے والے آفتاب ہو) اور پھر ابو عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم کا بیان ہے کہ میں حضرت ربیع بنت محمد بن عفراء رضی اللہ عنہم کی خدمت میں حاضر ہوا کہ (اور عرض کی کہ جناب آپ ہم پر مہربانی فرمائیں)

Marfat.com

آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حلیہ مبارک بیان فرمائیں۔ انہوں نے فرمایا.... اے بیٹے اگر تم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھ لیتے (تمہیں یہ معلوم ہوتا) تو گویا طلوع ہوتا ہوا سورج دیکھ لیا ہے۔ (مشکوٰۃ) ان تمام احادیث کی روشنی میں اب ایک ایمان رکھنے والے مسلمان کیلئے یہ مشکل نہیں ہے کہ وہ یہ نہ جان سکے کہ ہمارے آقائے دو جہاں کا حسن و جمال کیسا تھا، یقیناً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پوری کائنات میں بے مثل اور بے مثال تھے جیسے سورج صبح کے وقت طلوع ہوتا ہے تمام اندھیرے ختم ہو جاتے ہیں اسی طرح امام الانبیاء ﷺ کے آنے سے کفر و شرک کی تاریکیاں جہالت کے اندھیرے دور ہو گئے ہیں اور حسن و جمال کا یہ عالم تھا کہ جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا آپ کا ہی ہو کر رہ گیا جیسے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا حدیث میں آتا ہے کہ ایک جھلک دیکھنے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لے آئے اور کہنے لگے کہ یہ چہرہ کسی جھوٹے کا نہیں ہو سکتا بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ جب حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھاتے جدھر آپ کا رخ انور ہوتا وہ سمت روشن ہوتی تھی جب آپ نماز کے اختتام پر سلام پھیرتے تو جدھر آپ کا رخ انور ہوتا وہ دیوار روشن ہو جاتی۔ مطلب یہ کہ حسن و جمال کا یہ عالم تھا کہ آپ کے چہرہ مبارک سے چمک پیدا ہوتی۔ اسلئے کہ اللہ وحدہٗ لا شریک نے قرآن پاک میں واضح فرمایا ہے کہ "قَدْ جَآءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ"۔ اللہ کریم فرماتا ہے کہ میرا نور تمہاری طرف آیا ہے اور ساتھ روشن کتاب بھی لیکر آیا ہے، تو ایسے محبوب کے حسن و جمال کی نہ تو مثال ہو سکتی ہے اور نہ ہی مثل ہمارے آقا ہر لحاظ سے ہر کمال میں بے مثل اور بے مثال ہیں۔ کلام کردار سیرت و صورت میں کوئی آپ کا ثانی نہیں ہے۔ لہٰذا جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جیسے ہم بشر ویسے رسول (معاذ اللہ) ان کو توبہ کرنی چاہئے کیونکہ گروہ بندی کے چکر میں دین و دنیا تباہ و برباد ہو جائے تو یقین جانیے اس سے بڑا خسارہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ ہر مسلمان کا عقیدہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین والا ہونا چاہئے تاکہ نجات ہو جائے۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور

حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ بُکَیْرٍ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ عُقَیْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ کَعْبٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ کَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ کَعْبَ بْنَ مَالِکٍ یُحَدِّثُ حِیْنَ تَخَلَّفَ عَنْ تَبُوْکَ قَالَ فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ یَبْرُقُ وَجْهُهٗ مِنَ السُّرُوْرِ وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهٗ حَتّٰی کَاَنَّهٗ قِطْعَةُ قَمَرٍ وَّکُنَّا نَعْرِفُ ذٰلِکَ مِنْهُ۔ (بخاری، کتاب الانبیاء، حدیث نمبر ۷۶۸)

حضرت عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ اپنے والد محترم حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں جب وہ غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے۔ انہوں نے فرمایا پھر (توبہ قبول ہونے کے بعد) جب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پُرنور چہرہ خوشی سے جگمگا رہا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی مسرور ہوتے تو آپ کا چہرہ مبارک نور بار ہو جاتا ہے جیسے وہ چاند کا ٹکڑا ہے۔ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور ہی سے اس بات کا اندازہ کر لیا کرتے تھے۔

تشریح: (۱) اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بے مثل اور بے مثال اور نور علیٰ نور مانتے تھے جیسے کہ حدیث کے الفاظ سے ظاہر ہو رہا ہے۔ صحابی فرماتے ہیں کہ جب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کو پُرنور پایا اور ایسے معلوم ہوتا جیسے چاند کا ٹکڑا۔ اس حدیث میں تین مسئلے حل ہوئے۔ ایک تو یہ امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صحابہ رضی اللہ عنہم نور مانتے تھے۔ اگر یہ عقیدہ قرآن و حدیث کے خلاف ہوتا تو کسی صحابی کا یہ عقیدہ نہ ہوتا کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ وہ تھا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سکھایا تھا اور قرآن کے عین مطابق تھا۔ لہٰذا آج کے دور میں جو گروہ بندی کی لعنت جس نے ملک و قوم کو تباہ کر دیا ہے۔ اس کے خاتمے کا حل صرف اور صرف یہ ہے کہ فرقوں کے بتوں کو توڑ کر ضد اور دھڑے بندی کو چھوڑ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق عقیدہ وہ رکھنا چاہئے جو صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عقیدہ تھا۔ یہ اصل صراط مستقیم ہے اس میں نجات ہے باقی سب کے سب گمراہ ٹولے ہیں۔

Marfat.com

(۲) پھر دوسرا مسئلہ یہ حل ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بے مثل و بے مثال ہیں کیونکہ دنیا میں کوئی ایسا نہیں ہوا جس کا حسن و جمال ایسا ہو کہ چاند کا ٹکڑا ہو۔ چاند خود روشن ہوتا ہے اور روشن کرتا بھی ہے اور پھر ایسی روشنی تو دل کو مسرور کر دیتی ہے ہمارے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اللہ کریم نے یہ شان عطا فرمائی کہ وہ نور تھے اور چہرہ مبارک سے بھی نور پھوٹتا اور دلوں کی تاریکیاں بھی دور فرماتے، جس پر نظر کرم فرماتے اس کا ظاہر و باطن روشن ہو جاتا ہے اور ایمان کا نور حاصل ہو جاتا تھا اور قرآن پاک کے الفاظ بھی ہیں وَیُزَکِّیْهِمْ کہ آپ لوگوں کو پاک کرنے والے ہیں اور پاک کرنے آئے ہیں تو معلوم ہوا نور والے تھے اور نور ایمان دینے والے تھے۔ پھر حدیث بتا رہی ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کہتے تھے کہ ان تمام فضائل کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرہ مبارک دیکھنے والے کو چہرہ دیکھنے سے ہو جاتا مزید کسی دلیل کی ضرورت نہ رہتی مگر اس وقت بھی وہ لوگ محروم رہے جو گروہ بندی کا شکار ہو گئے اور جماعتوں کے بتوں کو توڑ نہ سکے مثلاً یہودی دیکھتے تھے تو کہتے تھے کہ واقعۃً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کے سچے رسول ہیں۔ مگر فضائل و خصائص تورات میں پڑھ بھی چکے تھے مگر دھڑے بندی ان کے آڑے آ گئی اور ایمان سے خالی اور کفر کی موت مرے اسی طرح اس وقت کے عیسائیوں کا بھی یہی حال تھا اور دیگر مشرکین مکہ بھی دھڑے بندی کی وجہ سے اپنا سب کچھ برباد کر بیٹھے اور جہنم کا ایندھن بن گئے اور ہمیشہ کیلئے ذلت اور رسوائی ان کا مقدر بن گئی۔ لہٰذا آج بھی اگر کوئی شخص گروہ بندی کا شکار ہو کر کمالات مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرے گا یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عام بشر کی طرح ایک بشر جانے گا تو وہ یقیناً کفار کی راہ پر ہے۔ اس پر قرآن گواہ ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیے فضائل و خصائص مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر صفت پر ایمان رکھے کسی صفت کا انکار نہ کرے بصورت دیگر خاتمہ ایمان پر ہونا مشکل ہے۔

Marfat.com

حضور ﷺ کا معطر جسم پاک

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ ابْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ مَا مَسِسْتُ حَرِيْرًا وَلَا دِيْبَاجًا اَلْيَنَ مِنْ كَفِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا شَمِمْتُ رِيْحًا قَطُّ اَوْعَرْفًا قَطُّ اَطْيَبَ مِنْ رِيْحٍ اَوْعَرْفِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ (بخاری، کتاب الانبیاء، حدیث نمبر ۷۷۳)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے کسی ایسے ریشم یا دیباج کو مس نہیں کیا جو نبی کریم ﷺ کی ہتھیلی مبارک کی مانند ملائم ہو اور میں نے (کوئی) عطر یا خوشبو نہیں سونگی جو نبی کریم ﷺ کی خوشبو یا عطر (یعنی پسینہ مبارک) کی طرح خوشبودار ہو۔

تشریح: اس حدیث پاک سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نفاست اور خوبصورتی اور بے مثل ہونا ثابت ہوتا ہے یعنی اللہ کریم نے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ پر خوبصورتی اور نفاست کی انتہا کر دی ہے۔ ایسا رسول بنایا کہ دیگر رسولوں میں بھی کوئی برابری کا دعویٰ نہ کر سکے اگرچہ کل نبی نفس نبوت میں برابر ہیں مگر اس کے باوجود اللہ وحدہٗ لاشریک نے فرمایا کہ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ۔ کہ اے لوگو میرے اس محبوب کی شان یہ ہے بے شک (تمہاری طرف) اللہ کی طرف سے نور آیا ہے جب کہ کسی نبی رسول کو یہ فضیلت حاصل نہیں ہے۔ یہ صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خاصہ ہے۔ تو جو اللہ کا نور ہو اس کی نفاست اور خوبصورتی کا مقابلہ کون کر سکتا ہے، یقیناً خدا کے حبیب حضور نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ تو کوئی مثل اور نہ مثال ہو سکتا ہے پھر جب آپ ﷺ نور بھی ہیں اور پھر جو بشری لبادہ پہنایا گیا ہو وہ بھی نور ہو پاکیزہ ہوں تو پھر اس جسم اطہر سے جو پسینہ مبارک نکلے گا یقیناً کائنات میں نہ تو اس جیسی کوئی خوشبو ہو سکتی ہے اور نہ ہی عطر مقابلہ کر سکتا ہے بلکہ حضو علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پسینہ مبارک بھی بے مثل اور بے مثال ہے۔ امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم سے حدیث بیان کی سفیان بن عاصی وغیرہ نے۔ وہ فرماتے ہیں ہم سے حدیث بیان کی احمد بن عمر نے ان سے ابو العباس رازی نے ان سے ابو احمد جلودی نے، ان سے ابن سفیان نے ان سے مسلم نے ان سے قتیبہ نے ان سے جعفر بن سلیمان نے انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ المتوفی ۹۳ھ سے سنا وہ فرماتے ہیں ما شممت عبرا قط ولا مسکا ولا شیئا اطیب من ریح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ میں نے عنبر کستوری اور کسی بھی خوشبو

Marfat.com

دار چیز کو رسول اللہ ﷺ کی ریح مبارک سے زیادہ خوشبودار نہیں دیکھا۔ کتاب الشفاء تالیف قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۲۴ حصہ اول (اردو) اس حدیث سے خوب معلوم ہو جاتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا عام لوگوں کی طرح کے ایک انسان تھے یا کائنات میں بے مثل بے مثال تھے۔ یقیناً جو لوگ فرقہ پرستی دھڑے بندی کی لعنت کو چھوڑ کر سوچیں گے اور منصفانہ فیصلہ کریں گے وہ یہی فیصلہ کریں گے کہ عام لوگ تو کیا انبیاء اور رسولوں میں بھی کوئی ایسا نہیں جو ہمارے آقا دو جہاں حضور سرور کائنات ﷺ کی مثل ہو اور کسی طرح بھی کوئی آپ کی مثل نہیں بلکہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے رخسار پر پھیرا اور میں نے یوں محسوس کیا کہ آپ کا دست کرم ہے اور اتنا خوشبودار تھا جیسے ابھی ابھی عطار کی صندوقچی سے نکالا گیا ہے اور ان کے علاوہ ایک دوسرے صحابی کا بیان ہے کہ کوئی خوشبو لگائے یا نہ لگائے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کر لیتا تو سارا دن اپنے ہاتھوں میں خوشبو محسوس کرتا تھا اور جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دست مبارک کسی بچے کے سر پر پھیرتے تو وہ بچہ دوسرے بچوں میں بھی پہچانا جاتا۔ اس بچے سے جو خوشبو آتی وہ لوگ جان جاتے کہ اس بچے کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیار کیا ہے اور حضرت امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی تاریخ کبیر میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت پیش کرتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی راستے سے گذر جاتے تو لوگوں کو خوشبو کی وجہ سے معلوم ہو جاتا کہ یہاں سے امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام گذر گئے ہیں۔ اور حضرت اسحاق راہویہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اللہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ عظمت وشان دے رکھی تھی کہ آپ ﷺ کا جسم اطہر فضاؤں کو معطر کرنے والا تھا۔ جو لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی مثل بشر کہتے ہیں ان لوگوں کو سوچنا چاہئے کہ کہیں وہ لوگ جماعتی بت پرستی کا شکار ہو کر گمراہی کی طرف تو نہیں جا رہے۔ یقیناً سخت ترین گمراہی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق عقیدہ صحابہ کرام علیہم الرضوان جیسا رکھنا چاہئے اسی میں نجات ہے بصورت دیگر قبر وحشر میں پریشانی ہوگی کیونکہ اعمال کی قبولیت کا دارومدار عقائد پر ہے اگر کوئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل وکمالات کا منکر ہوگا تو نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ یا کوئی بھی نیکی کام نہ آئے گی کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر خوبی اور ہر صفت پر ایمان لانا یقین رکھنا اصل ایمان ہے ورنہ کلمہ نماز روزہ اور مسلمانوں والی تمام مذہبی رسمیں تو منافق مدینہ بھی ادا کرتے تھے مگر ایمان والے نہیں تھے۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے پانی نکلنا اور کھانے کا تسبیح پڑھنا

حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ الزُّبَیْرِیُّ حَدَّثَنَا اِسْرَآئِیْلُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ کُنَّا نَعُدُّ الْاٰیَاتِ بَرَکَةً وَّاَنْتُمْ تَعُدُّوْنَهَا تَخْوِیْفًا کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ فَقَلَّ الْمَآءُ فَقَالَ اطْلُبُوْا فَضْلَةً مِّنْ مَّآءٍ فَجَآءُوْا بِاِنَآءٍ فِیْهِ مَآءٌ قَلِیْلٌ فَاَدْخَلَ یَدَهٗ فِی الْاِنَآءِ ثُمَّ قَالَ حَیَّ عَلَی الطَّهُوْرِ الْمُبَارَكِ وَالْبَرَکَةُ مِنَ اللّٰهِ فَلَقَدْ رَاَیْتُ الْمَآءَ یَنْبُعُ مِنْ بَیْنِ اَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ کُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِیْحَ الطَّعَامِ وَهُوَ یُؤْکَلُ ۔ (بخاری، کتاب الانبیاء، حدیث نمبر ۷۹۰)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے (علقمہ سے) فرمایا ہم برکت والے معجزات کو گنتے رہے ہیں جب کہ تم خوف دلانے والے معجزوں کو شمار کرنے میں لگے رہتے ہو ایک سفر میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے کہ پانی کی قلت ہوگئی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کچھ بچا ہوا پانی لے آؤ ایک برتن آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں پیش کیا گیا جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن میں اپنا دست مبارک ڈالا اور فرمایا پاک پانی کی طرف آؤ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبارک اور برکت والا ہے۔ میں نے دیکھا کہ پانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے اُبل رہا ہے۔ علاوہ اس کے ہم آپ کے کھانے سے تسبیح پڑھنے کی آواز سنا کرتے تھے۔

وضاحت : صحابی فرماتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمسفر تھے کہ پانی ختم ہوگیا اور حضور کی بارگاہ میں پانی کے ختم ہونے کا ذکر کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانی تو ختم ہو رہا ہے اور قرب وجوار میں کوئی چشمہ وغیرہ بھی نہیں اور نہ ہی کوئی بستی وغیرہ ہے کہ جہاں سے پانی کے ملنے کا امکان ہو یہ بہت بڑی پریشانی آنے والی ہے جب کہ ہمسفر بھی کافی تعداد میں ہیں جب سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تھوڑا سا بچا ہوا پانی ہے اسے میرے پاس لے آؤ چنانچہ وہ برتن جس میں تھوڑا سا پانی بچا ہوا تھا بارگاہ رسالت میں پیش کیا گیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا دست مبارک اس پانی والے برتن میں ڈال دیا اور فرمایا کہ اے میرے ہمسفر و آؤ اس پانی کی طرف جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبارک اور برکت والا ہے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان فرماتے ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ حضور

Marfat.com

علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انگلیوں سے چشمے پھوٹ پڑے۔

تشریح: پہلی بات تو یہ ثابت ہوئی کہ ہمارے آقا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سب سے اعلیٰ اور افضل ہیں قرآن بیان کرتا ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے حاضر بارگاہ ہو کر پانی کے نہ ہونے کی مشکل کو پیش کیا تو قرآن بتاتا ہے اللہ وحدہٗ لاشریک نے فرمایا اے پیارے موسیٰ اس خشک پتھر پر عصا مارو۔ چنانچہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تعمیل حکم کرتے ہوئے اپنا عصا پتھر پر مارا تو پتھر سے بارہ چشمے جاری ہوئے۔ حالانکہ آپ اللہ کی بارگاہ میں دعا کرتے تو آسمانوں سے پانی برس سکتا تھا اور صورتیں بھی ہو سکتی تھیں مگر پتھر پر عصا مارنے کے حکم کرنے میں یہ راز تھا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ نبیوں کی بارگاہ میں عرض کرنے والا محروم نہیں رہتا جو مانگے اسے عطا کیا جاتا ہے اور مشکل کے وقت نبیوں کی بارگاہ میں عرض و معروض کرنا جائز اور درست ہے، کفر و شرک نہیں ہے اگرچہ پتھر سے بارہ چشموں کا جاری ہونا بہت بڑا کمال ہے مگر اس سے زیادہ کمال یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہونا اور یہ افضلیت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت بڑی دلیل بھی ہے اور پھر یہ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا معمول تھا کہ جب کوئی ایسی مشکل پیش آتی تو وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنی مشکل پیش کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس مشکل کو حل فرماتے۔ جس سے ظاہر ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مشکلکشا ماننا کوئی جرم نہیں ہے اور نہ ہی یہ عقیدہ رکھنا کفر و شرک ہے بلکہ یہ عقیدہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ہے اور اس پر عمل کرتے رہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سب سے افضل پانی وہ تھا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انگلیوں سے جاری ہوا دنیا میں افضل پانی جن کی برکات قرآن و حدیث سے ثابت ہیں وہ ایک تو آب زم زم ہے اور دوسرا حوض کوثر مگر یاد رہے کہ دونوں پانیوں سے افضل پانی وہ تھا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انگلیوں سے نکلا تھا اسلئے کہ اس پانی کی نسبت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے تو جس چیز کی نسبت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہو جائے وہ سب سے افضل ہو جاتی ہے جیسے براق کا سب براقوں سے افضل ہونا صحابہ کرام علیہم الرضوان کا دیگر مسلمانوں سے افضل ہونا اسی طرح حضور ﷺ کی ازواج اور اولاد افضل ہونا یا سادات کا غیر سادات سے افضل ہونا ثابت ہے اور قرآن و حدیث اس پر گواہ ہیں اور پھر فرماتے ہیں کہ جس کھانے کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہاتھ لگ جانا اس کے تسبیح پڑھنے کی آواز کو ہم سنتے تھے یہ آپکی فضیلت کی بہت بڑی دلیل ہے کیونکہ کھانے کو چولھے پر چڑھایا جاتا ہے پھر پکایا جاتا ہے مگر جب تیار کر کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہے آپ ﷺ کا ہاتھ

Marfat.com

لگنے سے اس میں یہ کمال آجاتا ہے کہ وہ کھانا تسبیح پڑھنا شروع کر دیتا ہے جب کہ وہ کھانا اس سے پہلے بے جان ہوتا ہے مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ لگنے سے اسے جان مل جاتی ہے۔ پھر قوت کلام بھی مل جاتی ہے کیونکہ بے جان کا قوت کلام کرنا محال ہے جو لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل وخصائص کے منکر ہیں ان کو توبہ کرنی چاہئے اور ایسے مذہبی رہنماؤں سے دوری اختیار کرنی چاہئے جو فضائل وخصائص مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرتے ہیں کہ نبی مردوں کو زندہ نہیں کر سکتا اختیارات نہیں ہیں، علم غیب نہیں وغیرہ وغیرہ ایسے لوگ حق سے دور ہیں اور کمالات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار سراسر گمراہی ہے مگر یہ عقیدہ ہونا چاہئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں جو کمالات بھی ہیں جابر کے بیٹوں کو زندہ کرنا، علم غیب، اختیارات، نورانیت دیگر فضائل وخصائص سب کے سب اللہ کے عطا کئے ہوئے ہیں ذاتی نہیں عطائی ہیں۔

Marfat.com

ستونِ حنانہ کی آہ و بقا

حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنِ اَیْمَنَ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْمُ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ اِلٰی شَجَرَۃٍ اَوْ نَخْلَۃٍ فَقَالَتِ امْرَأَۃٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ اَوْ رَجُلٌ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَلَا نَجْعَلُ لَکَ مِنْبَرًا قَالَ اِنْ شِئْتُمْ فَجَعَلُوْا لَہٗ مِنْبَرًا فَلَمَّا کَانَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ دُفِعَ اِلَی الْمِنْبَرِ فَصَاحَتِ النَّخْلَۃُ صِیَاحَ الصَّبِیِّ ثُمَّ نَزَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَضَمَّھَا اِلَیْہِ تَئِنُّ اَنِیْنَ الصَّبِیِّ الَّذِیْ یُسَکَّنُ قَالَ کَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّکْرِ عِنْدَھَا

(بخاری، کتاب الانبیاء، حدیث نمبر ۷۹۵)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز کھجور کے تنے سے ٹیک لگا کر کھڑے ہوا کرتے تھے، انصار میں سے کسی عورت یا مرد نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کیوں نہ ہم آپ کیلئے منبر تیار کردیں۔ فرمایا جیسے تمہاری مرضی ہو، پس انہوں نے آپ ﷺ کیلئے منبر تیار کردیا۔ جب جمعہ کے دن آپ (ﷺ) منبر پر تشریف فرما ہوئے تو کھجور کی وہ لکڑی بچوں کی طرح رونے لگی پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نیچے اترے اور اسے سینے سے لگایا جیسے روتے ہوئے بچوں کو لگایا جاتا ہے راوی فرماتے ہیں کہ وہ اس وجہ سے رویا کہ اپنے پاس ذکر سنا کرتا تھا۔

وضاحت: جب مسجد نبوی بنائی گئی تو اس میں لکڑی کے ستون بنائے گئے اور کھجور کی شاخوں کا چھت ڈالا گیا تھا تو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ ارشاد فرماتے تو ایک لکڑی کے ستون سے ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے تھے جیسے ستون حنانہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، انصار میں سے ایک عورت یا مرد حاضر ہوا اور بارگاہ رسالت میں عرض گزار ہوا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اگر ہمیں اجازت دیں تو ہم آپ ﷺ کے لئے منبر تیار کردیں جس پر تشریف فرما ہو کر آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرمایا کریں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جیسے تم چاہو کرلو چنانچہ منبر تیار کردیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو لکڑی کا ستون جیسے ستون حنانہ کہا جاتا ہے وہ بچوں کی طرح رونے لگا جیسے بچہ اپنی ماں کے علیحدہ ہونے پر روتا ہے چنانچہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے نیچے اترے اور ستون حنانہ کو سینے سے لگایا جس طرح روتے ہوئے

Marfat.com

بچے کو ماں سینے سے لگاتی ہے تو بچہ روتا ہوا چپ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ستون حنانہ بھی خاموش ہو گیا۔ پھر آگے راوی فرماتے ہیں اس ستون کے رونے کا سبب یہ تھا کہ وہ ذکر پاک سنا کرتا تھا۔

تشریح: اس حدیث پاک سے معلوم ہوا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم اطہر لگنے سے برکات حاصل ہوتی ہیں نفع حاصل ہوتا ہے جیسا کہ لکڑی۔ کے ستون کا رونا ظاہر کرتا ہے۔ حالانکہ لکڑی کو کیا کہ وہ محسوس کرے کہ میں کس کے ہاتھ میں ہوں یا کون مجھے چھوڑ رہا ہے مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ وحدہٗ لاشریک نے یہ کمال بخشا ہے کہ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم اطہر سے لگ جائے تو اسے یہ شعور حاصل ہو جاتا ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی میں روئے، جدائی کا صدمہ محسوس کرے۔ لکڑی کا رونا پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیار کرنے سے خاموش ہو جانا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کے جسم اطہر کے مس کرنے سے اس بے جان کو جان مل گئی تھی کیونکہ بے جان نہ تو روتا ہے اور نہ ہی شعور رکھتا ہے جیسے اینٹ کو توڑا جائے یا پتھر کو دور کر دیا جائے کسی جگہ سے اُکھاڑ کر دوسری جگہ لگا دیا جائے تو نہ وہ اس جگہ کی محبت سے روتا ہے اور نہ ہی اسے شعور ہے یا چھت کی لکڑی کا منبر بنا دیا جائے نہ وہ روتی ہے اور نہ ہی اسے شعور ہے کیونکہ اس میں محبت اور نفرت کو جاننے کا شعور ہی نہیں اور شعور تب حاصل ہوتا ہے جب اس میں جان ہو زندگی ہو گی تو اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے آقا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ کریم نے یہ کمال بخشا تھا کہ آپ کے جسم اطہر سے نسبت ہو جانے سے پہلے لکڑی کے اس ستون کو جان ملی پھر شعور حاصل ہوا اور وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت میں گرفتار ہوا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی نے تڑپا دیا جیسے ایک عاشق صادق اپنے محبوب کی جدائی میں روتا ہے اور پھر جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کرم فرمایا آپ ﷺ منبر سے نیچے تشریف لائے تو آپ نے اس سے پیار کیا دلاسا دیا تو وہ خاموش ہو گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منبر سے نیچے آ کر اس کو خاموش کرانا بھی اس بات کی عظیم دلیل ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم یہ سمجھتے تھے اور لوگوں کو بتانا چاہتے تھے کہ لوگو دیکھ لو اس لکڑی کے ستون میں یہ کمال پیدا ہو چکا ہے صرف اور صرف میری نسبت کی وجہ سے میرے جسم اطہر مس کرنے سے اس کو جان ملی ہے شعور حاصل ہوا ہے یہ محبت اور نفرت کے فراق کو محسوس کرتا ہے۔ لہٰذا جاننا چاہیے کہ ہمارے آقا علیہ السلام اللہ کے سچے رسول ﷺ ہیں اور سب سے اعلیٰ اور افضل ہیں یہ کمالات کسی کو حاصل نہیں ہیں اور پھر اس میں کفار اور مشرکین کو بھی درس دیا گیا ہے کہ ایک (اللہ کی) ذات ہے جس نے مجھے یہ کمال عطا فرمائے ہیں وہی پوجا اور عبادت کے لائق ہے اس کو ہی سجدہ کرو جس نے مجھے ان فضائل و خصائص سے نوازا ہے۔ اصل

Marfat.com

میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یا دیگر نبیوں کو جو کمال حاصل ہیں، وہ اللہ کریم کے عطا فرمائے ہوئے ہیں۔ اس میں مسئلہ توحید اجاگر کیا گیا ہے کیونکہ اگر نبی عام بشر کی طرح بشر ہوتا تو ہر بشر کو یہ کمال حاصل نہیں ہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ خالق کی ذات ہے جو اپنے خاص بندوں کو ان کمالات سے نوازتا ہے وہی عبادت کے لائق ہے۔ یہاں کچھ لوگ کم علمی کی بنا پر یا فرقہ پرستی کے فتنے میں مبتلا ہو کر صراط مستقیم سے ہٹ جاتے ہیں۔ مسئلہ توحید کی آڑ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کمالات کا انکار کر دیتے ہیں۔ ایسے لوگ گمراہ ہو جاتے ہیں انہیں فوراً توبہ کرنی چاہئے۔ اسی طرح جو لوگ ان کمالات کو حضور کے ذاتی مانیں وہ بھی گمراہ ہوں گے اصل صراط مستقیم ہے کہ آپ کے سب کمالات پر ایمان رکھا جائے۔ خواہ مردوں کو زندہ کرنے کا ہو یا اختیارات مصطفےٰ ﷺ کا ہو یا نورانیت مصطفےٰ ﷺ کا مسئلہ ہو یا علم غیب کا مسئلہ ہو یا دیگر فضائل و خصائص ہوں سب کے سب اللہ کے عطا کردہ ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی صفت کا انکار کرنا جرم اور گمراہی ہے، کفر ہے، عداوت رسول ﷺ ہے، منافقت ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر لکڑی کے ستون کا تعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہو جائے اسے یہ فضیلت اور برکات حاصل ہو جاتی ہیں تو پھر صدیق اکبر، عمر فاروق، عثمان غنی اور جناب شیر خدا حضور ﷺ کی تمام اولاد، ازواج، آل، اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل کا اندازہ کرنا ہمارے علم و عقل کے بس کی بات نہیں، مطلب کہ ان کو وہ فضیلتیں حاصل ہیں اس کی بارگاہ میں اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ وہ مقام حاصل ہے کہ جس کا انکار گمراہی اور ذلالت ہے جیسا کہ قرآن و حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔ فرمایا میرے صحابہ کو بُرا کہنے والا ملعون ہے بلکہ ان کے ایمان کا انکار کفر ہے۔ اسلئے ان لوگوں کو بھی فوراً توبہ کرنی چاہئے جو توہینِ اصحاب رسول، ازواجِ رسول، اولادِ رسول اور آلِ رسول کرتے ہیں بصورت دیگر خاتمہ ایمان پر ہونا مشکل ہے اور ایسے آدمی سے بڑھ کر کوئی نامراد نہیں جو اللہ و رسول ﷺ کو ناراض کرے جبکہ قرآن پاک کے واضح الفاظ ہیں۔ قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى اللہ وحدہٗ لاشریک فرماتا ہے اے پیارے محبوب ﷺ تم فرماؤ (انہیں کہو جو تمہیں ایمان دار بناتا ہے جہنم سے بچاتا ہے) اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر (اپنے) قرابت (والوں) کی محبت۔ الحمد للہ قرآن و حدیث کی روشنی میں اہل سنت و جماعت وہ جماعت ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سب قریبیوں سے محبت کرتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین، ازواج، سسرال، اولاد، آل، اصحاب (علیہم الرضوان) سب کی محبت کو ایمان جانتے ہیں اور ان سے دشمنی رکھنے والے یا توہین کرنے والے کو ملعون اور بے ایمان جانتے ہیں اور قرآن و حدیث پر مکمل ایمان رکھتے ہیں اور اسی میں نجات ہے اسی کا نام ایمان ہے۔

Marfat.com

حضور ﷺ کے صدقے سے جنگ میں فتح

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ابْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ عَنْ اَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَاْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَغْزُوْنَ فَيُقَالُ لَهُمْ هَلْ فِيْكُمْ مَنْ صَحِبَ الرَّسُوْلَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ عَلَيْهِ ثُمَّ يَغْزُوْنَ فَيُقَالُ لَهُمْ هَلْ فِيْكُمْ مَنْ صَحِبَ مَنْ صَحِبَ الرَّسُوْلَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ۔

(بخاری، کتاب الانبیاء، حدیث نمبر ۸۰۳)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں پر ایسا وقت بھی آئے گا کہ جب وہ جہاد کریں گے تو ان سے پوچھا جائے گا کہ تم میں کیا کوئی ایسا شخص بھی ہے جس نے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل کیا ہو۔ جواب دیں گے، ہاں (ہے) پس وہ دشمن پر فتح پائیں گے پھر وہ جہاد کریں گے تو ان سے پوچھا جائے گا کہ تمہارے درمیان کوئی ایسا شخص بھی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی کی صحبت سے مشرف ہوا ہو وہ اثبات میں جواب دیں گے (کہیں گے ہاں ہے) تو انہیں بھی فتح سے نوازا جائے گا۔

تشریح: اس حدیث پاک سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم غیب بھی ثابت ہوتا ہے کہ آنے والے وقت میں جو ہونا تھا اس کی خبر دی یہی علم غیب ہے۔ جس پر اہل ایمان کا عقیدہ ہے کہ اللہ کریم نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو جو ہو چکا ہے، جو ہو رہا ہے اور جو ہونے والا ہے اس کا علم بھی عطا فرمایا ہے۔ اسی کو عِلْمِ مَا کَانَ وَمَا یَکُوْن کہا جاتا ہے کہ اللہ وحدہٗ لاشریک ہر چیز کا علم اپنے حبیب کریم ﷺ کو عطا فرمایا ہے اور اس پر قرآن و حدیث میں بے پناہ دلائل موجود ہیں جن کا انکار کوئی ایمان والا نہیں کر سکتا جیسے کہ فرمان رسول ﷺ ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ لوگ جہاد کریں گے اور پہلے پوچھیں گے کہ کوئی ایسا شخص ہے جس نے رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی ہو تو ایک آدمی کہے گا ہاں میں ہوں یعنی حضور ﷺ کا صحابی ہوں تو پھر وہ لوگ جہاد کریں گے تو اللہ وحدہٗ لاشریک اس صحابی کے صدقے اس لشکر کو فتح عطا فرما دے گا تو اس سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ کریم اپنے پیارے بندوں کے صدقے کرم و فضل فرماتا ہے۔ لہٰذا اللہ

Marfat.com

کے پیارے بندوں، انبیاء، اولیاء، نیکوں کے صدقے مانگنا یا دعا کرنا کفر وشرک یا ناجائز عمل نہیں ہے جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ نبیوں، ولیوں کے صدقے مانگنا غلط اور ناجائز ہے ان کا عقیدہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے کیونکہ حدیث سے ثابت ہو رہا ہے اور پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں کہ اللہ کریم میرے اس صحابی کے صدقے فتح دے گا اور پھر آگے فرمایا گیا کہ پھر ایک ایسا موقعہ آئے گا کہ لوگ جہاد کریں گے اور جہاد سے پہلے پوچھیں گے کہ کیا کوئی ایسا آدمی ہے جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی کی زیارت کی ہو یعنی تابعی ہو۔ تو مسلمانوں کو ایک تابعی مل جائے گا تو اللہ کریم اس وقت کے مسلمانوں کو اس تابعی کے صدقے میں فتح نصیب کرے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان جب دعا کریں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے توسل سے کریں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آل، اصحاب، ازواج، اولاد کا صدقہ سے کریں کیونکہ وہ قبول کی جاتی ہے۔ جیسے حضرت آدم علیہ السلام ساڑھے تین سو سال روتے رہے مگر دعا قبول نہ ہوئی توبہ قبول نہ ہوئی تو جب حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے توسل سے دعا کی کہ اے اللہ تجھے تیرے پیارے محبوب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دے کر عرض کرتا ہوں کہ میری توبہ قبول فرما تو اللہ وحدہٗ لاشریک نے فوراً آدم علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی اور ساتھ فرمایا کہ اے آدم اگر تو اس سے پہلے میرے محبوب کریم ﷺ کا واسطہ ڈال کر دعا کرتا تو تجھے اتنی طویل مدت رونا نہ پڑتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جس کی نسبت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہو جائے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کا بہت بڑا مقام ہے۔ ان کے صدقے اللہ دعائیں قبول فرماتا ہے۔ حدیث کے ان الفاظ سے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وشان ظاہر ہوتی ہے ازواج رسول، آل رسول، اولاد رسول اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے اور یہ ثابت ہوا کہ اللہ کریم کی بارگاہ میں وہی آدمی پسندیدہ ہے جو ان سب کا احترام کرتا ہوگا اور عقیدت مند ہوگا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کسی قریبی، آل رسول، اصحاب، ازواج رسول، اولاد رسول کا منکر یا توہین وتذلیل کرنے والا ہوا نہا درجے کا نامراد اور گمراہ ہوگا جس کا خاتمہ ایمان پر ہونا ناممکن ہے اور ایسے شخص کی کوئی نیکی قبول نہیں ہوگی خواہ وہ بظاہر لوگوں میں اچھا نام رکھتا ہو یعنی دنیاوی لحاظ سے ملنے، برتنے میں اچھی شہرت رکھتا ہے مگر اللہ کی بارگاہ سے راندہ ہوا ہوگا قرآن وحدیث کی روشنی میں صحیح العقیدہ اور ایمان والا وہی ہوگا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلفاء، آل، اصحاب، ازواج، اولاد (علیہم الرضوان) کا احترام کرنے والا اور ان کی محبت کو ایمان جانتا ہوگا

Marfat.com

بصورت دیگر دنیا اور آخرت میں ذلت کے سوا کچھ حاصل نہیں کر پائے گا۔ الحمدللہ اہل سنت و جماعت وہ خوش نصیب لوگ ہیں جو سب کا احترام کرتے ہیں، نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین علماء حق کا احترام کرتے ہیں یعنی وہ لوگ جن کو اللہ کریم ہر بدعقیدگی سے محفوظ فرمایا ہے اور یہ اللہ کا خاص فضل و کرم ہے۔ اسی لئے تمام اولیاء اللہ اسی جماعت سے ہیں۔ حضور داتا علی ہجویری لاہوری، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی المعروف غوث پاک، تاجدار سرہند حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری (رحمۃ اللہ علیہم) یا دیگر بزرگان دین سب کے سب اہل سنت سے ہیں کیونکہ ولی اللہ تب ہو سکتا ہے جب اس کا عقیدہ ٹھیک ہو بدعقیدہ ولی اللہ نہیں ہو سکتا۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس زمین کے خزائن کی چابیاں اور حاضر و ناظر ہونا

حَدَّثَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ شُرَحْبِیْلَ حَدَّثَنَا لَیْثٌ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ اَبِی الْخَیْرِ عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ یَوْمًا فَصَلّٰی عَلٰی اَھْلِ اُحُدٍ صَلٰوتَہٗ عَلَی الْمَیِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلَی الْمِنْبَرِ فَقَالَ اِنِّیْ فَرَطُکُمْ وَاَنَا شَھِیْدٌ عَلَیْکُمْ اِنِّیْ وَاللّٰہِ لَاَنْظُرُ اِلٰی حَوْضِی الْاٰنَ وَاِنِّیْ قَدْ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَآئِنِ الْاَرْضِ وَاِنِّیْ وَاللّٰہِ مَا اَخَافُ بَعْدِیْ اَنْ تُشْرِکُوْا وَلٰکِنْ اَخَافُ اَنْ تَنَافَسُوْا فِیْھَا۔

(بخاری، کتاب الانبیاء، حدیث نمبر ۸۰۵)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے اور احد کے شہیدوں پر اسی طرح نماز پڑھی جس طرح میت پر پڑھی جاتی ہے۔ پھر (آپ صلی اللہ علیہ وسلم) واپس آ کر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا بے شک میں تمہارا سہارا (ہوں) اور تم پر گواہ ہوں۔ خدا کی قسم میں بے شک اپنے حوض کوثر کو اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں۔ اور بے شک مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرما دی گئیں ہیں اور مجھے یہ خطرہ بالکل نہیں کہ میرے بعد تم شرک کرنے لگو گے مجھے ڈر اس بات کا ہے کہ تم دنیا کے جال میں پھنس جاؤ گے۔

تشریح: صحابی فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام احد کے شہیدوں کے مزارات پر تشریف لے گئے اور شہیدوں پر اس طرح نماز پڑھی جیسے عام مسلمانوں کی نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے۔

بعض لوگ جو غائبانہ نماز جنازہ پڑھاتے یا پڑھتے ہیں۔ وہ حدیث کے ان الفاظ کو جواز کے طور پر پیش کرتے ہیں اور لوگوں کو کہتے ہیں کہ غائبانہ نماز جنازہ جائز اور درست ہے جبکہ غائبانہ نماز جنازہ بالکل جائز نہیں ہے اور قرآن و حدیث میں اس کا بالکل کوئی جواز نہیں ہے۔ بلکہ اس حدیث میں غائبانہ نماز جنازہ کا رد کیا گیا ہے اور ناجائز کہا گیا ہے۔ غائبانہ نماز جنازہ اس کو کہا جائے گا جو میت امام سے غائب ہو، امام کے سامنے میت ہونا ضروری ہے مقتدی کیلئے نہیں کہ میت اس کے سامنے حاضر ہو یعنی اسے دیکھ رہا ہو جس طرح دوسری یا تیسری یا چوتھی صف میں کھڑا آدمی تو نہیں دیکھ رہا۔ اس سے میت غائب ہے، غائبانہ نماز جنازہ کا اطلاق صرف اس پر ہوگا جس میت کو امام نہ دیکھتا ہو مقتدی کیلئے دیکھنا ضروری نہیں، تو ہمارے آقا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تو کوئی مردہ غائب ہی نہیں تھا جیسے کہ حدیث بتا رہی ہے بلکہ کوئی چیز بھی غائب نہیں ہے جیسے اسی حدیث پر غور کیا جائے تو بات واضح ہو جاتی ہے۔ پڑھیے ذرا حدیث کے الفاظ، حدیث بتا رہی ہے کہ جب حضور

Marfat.com

امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام شہداء احد پر نماز پڑھنے کے بعد واپسی پر منبر پاک پر تشریف فرما ہو گئے اور فرمایا لوگو میں بیشک تمہارا سہارا ہوں اور تم پر گواہ ہوں اور خدا کی قسم بے شک میں اپنے حوض کو اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں۔ یہ فرمانے کا مطلب تھا کہ لوگو یہ نہ سمجھنا کہ میں تمہاری طرح ہوں مجھے اللہ نے یہ شان عطا کر رکھی ہے کہ میرا غلام جہاں کہیں بھی ہو خواہ زندہ ہو یا مردہ مجھ سے چھپا ہوا نہیں مجھ سے غائب نہیں میں ہر چیز کو دیکھ رہا ہوں یہ زمین تو بالکل مختصر ہے یہ تو معمولی فاصلہ ہے۔ مجھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ کمال عطا فرمایا کہ میں اب بھی اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں تو جس سے حوض کوثر غائب نہیں، جسکے فاصلہ کا کوئی اندازہ ہی نہیں کر سکتا۔ اس سے یہ مردہ غائب کیسے ہو سکتا ہے یا کوئی شخص خواہ قبر میں ہو یا زندہ ہو غائب نہیں ہے تو جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مردہ کو دیکھ رہے ہیں تو غائبانہ نماز جنازہ نہیں ہو سکتی۔ غائبانہ اسے کہا جائے گا جس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ دیکھ سکیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منبر پر تشریف فرما کر یہ ارشاد فرمانا کہ مجھ سے کوئی مردہ یا زندہ یا کوئی چیز بھی غائب نہیں بلکہ حوض کوثر کو بھی اس وقت دیکھ رہا ہوں۔ آپ ﷺ کا یہ فرمانا اس لئے تھا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ جو میں نے شہداء احد پر نماز پڑھی ہے وہ غائبانہ نماز جنازہ نہیں اور نہ ہماری امت کیلئے جائز ہے کہ وہ ایسا کرے صرف مجھے حق ہے کیونکہ مجھ سے نہ تو شہداء احد اور نہ ہی نجاشی اور نہ کسی کا جسم اطہر غائب ہے نہ ہی کوئی زندہ غائب ہے اور نہ ہی کوئی مردہ غائب ہے تو جب حضور اکرم نور مجسم ﷺ سے کوئی مردہ غائب نہ ہو تو غائبانہ نماز جنازہ بھی نہ ہوئی۔ غائبانہ کا اطلاق اس پر ہو گا جو حضور علیہ السلام سے مردہ غائب ہو گا، چنانچہ ایک اور حدیث پیش کرتے ہیں تاکہ مسئلہ واضح ہو جائے۔

بخاری شریف میں یہ حدیث ہے.... ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ دو قبروں پر سے گذرے آپ ﷺ نے فرمایا ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے (لیکن) کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں۔ ان میں ایک تو پیشاب کے چھینٹوں سے احتیاط نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغلخور تھا پھر آپ ﷺ نے ایک ہری شاخ لی اور اس کے دو ٹکڑے کر کے دونوں قبروں پر ایک ایک ٹکڑا رکھ دیا تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے ایسا کیوں کیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب تک یہ خشک نہیں ہوں گے عذاب میں تخفیف ہوتی رہے گی۔ (کتاب الوضو)

اس حدیث پاک سے بھی ثابت ہوا کہ کوئی مردہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے غائب نہیں ہے کوئی دیوار یا پہاڑ بھی ہو آپ کے سامنے حجاب نہیں ہے تو جب مردہ غائب نہ ہوا تو غائبانہ نماز بھی نہ ہو گی۔ جو امام سے غائب ہو گی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کوئی مردہ غائب ہی نہیں جیسا کہ اس حدیث سے بھی ظاہر ہو رہا ہے۔ لہٰذا غائبانہ نماز جنازہ جائز نہیں ہے اور پھر اگر یہ جائز ہوتی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد خلفاء رسول ﷺ کے دور میں بھی شہیدوں کیلئے

Marfat.com

پڑھی جاتی جو نہیں پڑھی گئی تو خلفاء رسول ﷺ کے دور میں یا دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان کا غائبانہ نماز جنازہ نہ پڑھنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حق تھا کیونکہ آپ ﷺ سے کوئی مردہ غائب نہیں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کیلئے جائز نہیں کہ وہ غائبانہ نماز جنازہ پڑھے یا پڑھائے کیونکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان خصوصاً خلفاء رسول ﷺ دین کو چھوڑنے والے نہیں تھے۔ جس طرح کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز تراویح پڑھی حالانکہ صرف تین دن پڑھی مگر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اسے چھوڑا نہیں اور آج تک عالم اسلام اس پر عمل کر رہا ہے۔ اگر غائبانہ نماز جنازہ بھی ہمارے لئے جائز ہوتی تو کم از کم خلفاء رسول ﷺ کے دور میں ضرور پڑھی جاتی کیونکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور کی سنت کو زندہ رکھنے والے تھے اور اسلام پر عمل کرنے والے تھے۔

(۲) پھر آگے امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں اپنے غلاموں کا سہارا ہوں۔ حدیث پاک یہ الفاظ ظاہر کرتے ہیں کہ اہل سنّت کا عقیدہ حدیث کے عین مطابق ہے کیونکہ اہل سنت بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا سہارا جانتے ہیں۔ اس جہاں میں بھی اور قبر و حشر میں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا سہارا اور مددگار جانتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا دنیا اور آخرت کا سہارا ماننا یہ عقیدہ رکھنا کفر و شرک نہیں، اگر یہ عقیدہ کفر و شرک ہوتا تو امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی بھی یہ نہ فرماتے کہ میں ایمان والوں کا سہارا ہوں بلکہ منع فرماتے کہ میرے متعلق یہ عقیدہ نہ رکھنا۔ اس سے ثابت ہوا کہ اہل سنت کا عقیدہ فرمان رسول ﷺ کے مطابق ہے۔ اس کی مخالفت کرنا اس کو کفر و شرک جاننا قرآن و حدیث کی مخالفت ہے جو سراسر گمراہی ہے۔ صراط مستقیم پر صرف اور صرف اہل سنت ہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا دنیا اور آخرت کا سہارا جانتے ہیں جو لوگ اس عقیدہ کی مخالفت کرتے ہیں انہیں فوراً توبہ کرنی چاہئے بصورت دیگر موت گمراہی پر ہوگی۔

(۳) پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں تم پر گواہ ہوں۔ گواہ وہ ہوتا ہے جو حاضر بھی ہو اور ناظر بھی ہو۔ جو حاضر و ناظر نہ ہو وہ گواہ نہیں ہو سکتا۔ جس طرح کوئی نابینا کسی قتل کے مقدمہ میں گواہی نہیں دے سکتا کیونکہ وہ دیکھ نہیں سکتا یا کمزور نظر بھی ہو جو واقعہ کو صحیح معنوں میں دیکھ نہ سکتا ہو تو اس کی گواہی بھی قابل قبول نہیں ہوگی۔ صحیح معنوں میں مضبوط گواہ وہی ہو سکتا ہے جو حاضر بھی ہو اور سارے واقعہ کو دیکھ رہا ہو کہ کس نے لاٹھی ماری یا چھرا گھونپا یا فائر کیا ہے۔ لہٰذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمانا کہ میں تم پر گواہ ہوں یہ ثابت کرتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے کوئی حجاب یا دور و نزدیک کا مسئلہ نہیں

Marfat.com

ہے۔ آپ ﷺ اپنے ہر غلام کے فعل کو جانتے ہیں، ہر نقل و حرکت سے واقف ہیں اور آپ ﷺ کیلئے کوئی دوری نہیں ہے اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میرے لئے زمین کو سمیٹ دیا گیا ہے۔ فاصلے ختم کر دیئے گئے ہیں اور اس حدیث کے الفاظ بھی بتا رہے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ خیال کوئی شخص نہ کرے کہ شاید میں دیکھ نہیں سکتا (میں تو اس وقت بھی اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں) یہ فرمانے کا مطلب یہ تھا کہ یہ خیال نہ کرنا کہ میں تو زمین کے فلاں گوشے میں ہوں اور آپ ﷺ مدینہ شریف میں تشریف فرما ہیں وہ کیسے دیکھ سکتے ہیں تو اس شبہ کو دور فرمانے کیلئے فرمایا مجھ سے تو حوض کوثر بھی چھپا ہوا نہیں جس کو میں اب بھی دیکھ رہا ہوں۔ لہٰذا لوگو میرے متعلق عقیدہ یہ رکھو کہ میں ہر عالم کی ہر نقل و حرکت دیکھ رہا ہوں، میرے لئے نہ کوئی فاصلہ ہے اور نہ حجاب۔ لہٰذا تمہارا عقیدہ ہونا چاہئے کہ ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو اللہ کریم نے یہ شان عطا فرما رکھی ہے یہ کہ وہ حاضر و ناظر ہیں اور ہر غلام کے سر پر ہیں کیونکہ سہارا بھی وہی بن سکتا ہے جو قریب ہو، مشکل میں مددگار وہی ثابت ہو سکتا ہے جو قریب ہو۔ جس سے معلوم ہوا اہل سنت و جماعت کا عقیدہ قرآن و حدیث کے عین مطابق ہے اس کو کفر و شرک جاننا قرآن و حدیث کی مخالفت ہے جو گمراہی کے سوا کچھ نہیں ایمان کی موت وہی مرے گا جو دنیا سے اہل سنت ہو کر جائے گا جیسا کہ قرآن و حدیث سے ثابت ہو رہا ہے۔ لہٰذا جو لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حاضر و ناظر ہونے پر یقین نہیں رکھتے۔ اندر سے کفر و شرک قرار دیتے ہیں ان کو گروہ بندی کے چنگل سے نکل کر حق کو قبول کرنا چاہئے تاکہ نجات ہو جائے کیونکہ فرمان رسول ﷺ کے سامنے گروہ بندی کو اہمیت دینا یہودیت ہے اور حق کو قبول کرنا اللہ و رسول ﷺ کو راضی کرنا جو عین اسلام ہے اور یہی راہ نجات ہے اور اسی میں انسانی بھلائی ہے۔

(۴) پھر آگے حدیث کے الفاظ ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اللہ نے مجھے اپنے خزانوں کی چابیاں عطا فرما دیں ہیں۔ جب کوئی چیز کسی کو دی جاتی ہے تو اس کی دو صورتیں ہوتی ہیں یا ہبہ کی جاتی ہے یا بطور امانت یا پھر تیسری صورت قرض کی ہوتی ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ اللہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خزانے قرض کے طور پر دیئے ہیں تو وہ بہت بڑا گمراہ ہے۔ اگر کہے کہ بطور امانت دیئے ہیں تو دائرہ اسلام سے خارج ہے کیونکہ امانت جاننے کا مطلب ہوگا کہ اللہ تعالیٰ معاذ اللہ حفاظت نہیں کر سکتا تھا یا اللہ کمزور تھا معاذ اللہ کہ کوئی چھین نہ لے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔ نقل کفر کفر نہ باشد، تو سب عقائد کافرانہ ہوں گے کیونکہ اللہ تو سب سے بڑا طاقت والا ہے قادر مطلق ہے۔ سب کی حفاظت کرنے والا ہے۔ لہٰذا ایمان کا تقاضا بھی

Marfat.com

یہی ہے اور حقیقت بھی ہے کہ اللہ اپنے حبیب پاک ﷺ کو اپنے خزانے عطا فرمائے کہ اے محبوب پاک ﷺ آپ اس کے مالک ومختار ہیں۔ آپ اس کے وارث ہیں جیسے چاہیں خرچ کریں جس کو چاہیں جو چاہیں جب چاہیں جتنا چاہیں عطا فرما سکتے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اعلان فرمادیا جس طرح کہ حدیث کے الفاظ ہیں انما انا قاسم۔ کہ میں تقسیم کرنے والا ہوں اور یہ بالکل اسی طرح ہے کہ جیسے کوئی آدمی نیاز دیتا ہے۔ اصل مالک تو وہی ہے اور پھر کسی قریب کے رشتہ دار کو کہتا ہے کہ اس کو تقسیم کردو اور وہ تقسیم کرتا ہے اور مانگنے والے اس تقسیم کرنے والے سے مانگتے ہیں۔ حقیقی مالک تو اللہ وحدہٗ لاشریک ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خزانے عطا فرمادیئے کہ اے پیارے حبیب ﷺ اب میری مخلوق میں تقسیم آپ نے کرنے ہیں جو چاہے جس کو چاہے جتنا چاہے عطا فرما سکتا ہے اور ساری مخلوق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خیرات لے رہی ہے۔ فقیر مسکین در مصطفےٰ ﷺ سے مانگ رہے ہیں اور تاجدار مدینہ ﷺ سب کی جھولیاں بھر رہے ہیں کوئی بھی خالی نہیں جاتا خواہ وہ کافر ہو یا مومن سب کے پاس جو ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیا ہوا ہے اور یہ ثابت ہوا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مانگنا کفر وشرک نہیں بلکہ قرآن وحدیث کے عین مطابق ہے یہی اہل ایمان کا عقیدہ ہے۔ اس عقیدے کو کفر وشرک جاننا حدیث کی صریحاً مخالفت ہے جو واضح گمراہی ہے۔ ایسا شخص ہدایت سے بہت دور ہے۔ ایمان، قرآن وحدیث پر یقین رکھنے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل وخصائص پر یقین رکھنے کا نام ہے۔ آپ ﷺ کی کسی فضیلت کا انکار کرنا کفر ہے اور اقرار کرنا ایمان ہے۔ لہٰذا گروہ بندی کو ترک کر کے حق کی طرف آنے میں ہی بھلائی اور نجات ہے۔

(۵) حدیث کے آخر میں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے یہ خوف بالکل نہیں کہ تم میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے، ڈر اس بات کا ہے تم فسق وفجور میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ یعنی تم پر دنیا غالب آجائے گی اور تم دنیا کے جال میں پھنس جاؤ گے۔ ان الفاظ سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں کو کافر مشرک کہنا فرمان رسول ﷺ کی صریحاً مخالفت ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے غلاموں کے باایمان ہونے اور کافر ومشرک نہ ہونے کی ضمانت دے رہے ہیں۔ جو لوگ خواہ مخواہ کفر وشرک کے فتوے لگاتے ہیں ان کو توبہ کرنی چاہئے کیونکہ حدیث پاک میں ہے کہ کفر لوٹ آتا ہے۔ مطلب کہ اگر کوئی کسی آدمی کو کافر کہتا ہے مگر وہ کافر مشرک نہیں تو پھر کہنے والا خود کافر مشرک ہو جائے گا۔ لہٰذا ان لوگوں کو فوراً توبہ کرنی چاہئے جو اس مذموم فعل کے مرتکب ہوتے ہیں کہ اگر کسی نے میلاد مصطفےٰ ﷺ کی محفل سجائی یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم و

Marfat.com

اختیارات اور نورانیت پر ایمان رکھتا ہو یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا دنیا اور آخرت کا سہارا جانتا ہو مددگار مانتا ہو وغیرہ وغیرہ تو اس کو کافر یا مشرک جانتے ہیں۔ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ فرقہ پرستی کو چھوڑے اور حق پر ایمان لائے کیونکہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں کسی گروہ کو اہمیت دینا اپنی جان پر ظلم کرنا ہے عقلمند وہی لوگ ہوں گے جو فرقہ واریت کو چھوڑ کر حق کی طرف راغب ہوں گے اور در مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام بنے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر صفت جو اللہ نے عطا فرمائی ہے اس کا اقرار کرے اور اس پر یقین رکھے۔ یہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عقیدہ تھا اس میں ہی انسان کی بھلائی اور نجات ہے اور یہی راہ حق ہے۔

Marfat.com

فتنوں کی بارش

حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ مُوسٰی حَدَّثَنَا الْوَلِیدُ قَالَ حَدَّثَنِی ابْنُ جَابِرٍ قَالَ حَدَّثَنِی بُسْرُ بْنُ عُبَیْدِ اللّٰہِ الْحَضْرَمِیُّ قَالَ حَدَّثَنِی أَبُو إِدْرِیسَ الْخَوْلَانِیُّ أَنَّہُ سَمِعَ حُذَیْفَۃَ بْنَ الْیَمَانِ یَقُولُ کَانَ النَّاسُ یَسْأَلُونَ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَیْرِ وَکُنْتُ أَسْأَلُہُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَۃَ أَنْ یُدْرِکَنِی فَقُلْتُ یَا رَسُولَ اللّٰہِ إِنَّا کُنَّا فِی جَاہِلِیَّۃٍ وَشَرٍّ فَجَاءَنَا اللّٰہُ بِہٰذَا الْخَیْرِ فَہَلْ بَعْدَ ہٰذَا الْخَیْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَہَلْ بَعْدَ ذٰلِکَ الشَّرِّ مِنْ خَیْرٍ؟ قَالَ نَعَمْ وَفِیہِ دَخَنٌ قُلْتُ وَمَا دَخَنُہُ قَالَ قَوْمٌ یَہْدُونَ بِغَیْرِ ہَدْیِی تَعْرِفُ مِنْہُمْ وَتُنْکِرُ قُلْتُ فَہَلْ بَعْدَ ذٰلِکَ الْخَیْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ نَعَمْ دُعَاۃٌ إِلٰی أَبْوَابِ جَہَنَّمَ مَنْ أَجَابَہُمْ إِلَیْہَا قَذَفُوہُ فِیہَا قُلْتُ یَا رَسُولَ اللّٰہِ صِفْہُمْ لَنَا فَقَالَ ہُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا وَیَتَکَلَّمُونَ بِأَلْسِنَتِنَا قُلْتُ فَمَا تَأْمُرُنِی إِنْ أَدْرَکَنِی ذٰلِکَ قَالَ تَلْزَمُ جَمَاعَۃَ الْمُسْلِمِینَ وَإِمَامَہُمْ قُلْتُ فَإِنْ لَمْ یَکُنْ لَہُمْ جَمَاعَۃٌ وَلَا إِمَامٌ قَالَ فَاعْتَزِلْ تِلْکَ الْفِرَقَ کُلَّہَا وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَۃٍ حَتّٰی یُدْرِکَکَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلٰی ذٰلِکَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیدٍ عَنْ إِسْمَاعِیلَ حَدَّثَنِی عَنْ حُذَیْفَۃَ قَالَ تَعَلَّمَ أَصْحَابِی الْخَیْرَ وَتَعَلَّمْتُ الشَّرَّ

(بخاری، کتاب الانبیاء، حدیث نمبر ۸۱۲)

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خیر کے متعلق پوچھتے رہتے تھے لیکن میں شر کے بارے میں دریافت کیا کرتا تھا اس خوف سے کہ کہیں وہ مجھ سے وابستہ نہ ہو جائے۔ پس میں عرض گذار ہوا یا رسول اللہ ﷺ عہد جاہلیت کے اندر ہم شر میں تھے تو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے یہ خیر بھیج دی کیا اس خیر کے بعد بھی شر ہے؟ فرمایا ہاں۔ میں عرض گذار ہوا۔ کیا اس شر کے بعد خیر ہے؟ فرمایا ہے تو سہی لیکن اس میں ملاوٹ ہوگی۔ میں نے دریافت کیا۔ کیا چیز ملائی جائے گی۔ فرمایا (حضور امام الانبیاء ﷺ نے) ایک قوم راستہ بتائے گی لیکن میرے راستے کے علاوہ تم ان میں برائی بھلائی کا مجموعہ دیکھو گے۔ میں عرض گزار ہوا، کیا اس خیر کے بعد بھی شر ہے؟ فرمایا ہاں کچھ مبلغ ہوں گے جو لوگوں کو جہنم کے دروازوں کی طرف بلائیں گے جو ان کے پاس

Marfat.com

آ جائے گا اسے جہنم میں ڈال دیں گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمیں ان کا کچھ حال بیان فرما دیجئے۔ فرمایا وہ ہماری قوم میں سے ہی ہوں گے ہماری بولی میں ہی گفتگو کریں گے۔ میں عرض گزار ہوا کہ اگر میں انہیں پاؤں تو آپ میرے لئے کیا حکم فرماتے ہیں؟ (تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے) فرمایا۔ مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام سے وابستہ رہنا۔ عرض کیا اگر اس وقت مسلمانوں کی جماعت نہ ہو اور نہ ہی امام ہو تو فرمایا پھر تمام فرقوں سے علیحدہ رہنا اور بہتر ہے کہ تم کسی درخت کی جڑ سے چمٹ جاؤ۔ یہاں تک کہ موت آجائے اور تمہیں درخت سے وابستہ پائے۔

تشریح: صحابی فرماتے ہیں دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین خیر کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں عرض کیا کرتے مگر میں شر کے بارے میں پوچھا کرتا تھا تا کہ میں اس شر سے محفوظ رہوں۔ ایک دفعہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلام لانے سے پہلے ہم شر میں تھے جب آپ ﷺ کے غلام بنے آپ ﷺ پر ایمان لائے تو خیر میں آ گئے تو کیا اس کے بعد شر میں ہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہاں ہے تو پھر میں نے عرض کیا یا رسول ﷺ کیا اس شر کے بعد بھی خیر ہے تو آپ نے فرمایا ہاں ہے۔ حدیث کی عبارت پر غور کیا جائے تو یہ بات بالکل واضح ہے کہ جس کو شر کہا گیا ہے وہ جاہلیت تھی، کفر تھا، شرک تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دوری تھی حق کو قبول نہ کرنا تھا جو مسلمان ہوا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لایا اس نے وقت خیر کو قبول کیا اس سے پہلے شر میں تھا۔ اب غور کیا جائے کہ جب کوئی شر میں ہوتا ہے تو اسکا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق کیا عقیدہ ہوتا ہے جیسا کہ مکہ مکرمہ کے مشرکین کفار کا تھا تو کفار مکہ کے مشرکین اللہ کی توحید کے منکر تھے۔ بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ اگر اللہ وحدہٗ لاشریک کے سوا کوئی الٰہ مانے گا سجدہ کے لائق جانے گا تو وہ کافر اور مشرک ہے۔ اور وہ شر میں ہے جیسے ہندو یا سکھ مورتیوں کی پوجا کرتے ہیں ان کو سجدہ کرتے ہیں۔ مسلمان کا عقیدہ ہونا چاہئے کہ اللہ کے سوا کوئی سجدہ کے لائق نہیں خواہ کوئی بھی ہو سجدہ صرف اللہ کیلئے ہے اور اللہ کے سوا کسی کو سجدہ کرنے کی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ الٰہ جان کر سجدہ کرے۔ ایسا شخص کافر و مشرک ہے، دوسرا یہ کہ کسی کو تعظیماً سجدہ کرے مگر الٰہ نہ جانتا ہو تو ایسا شخص حرام کا مرتکب ہوگا جس کے پیچھے نہ نماز جائز ہے اور نہ اس کی بیعت جائز ہے۔ بلکہ اس سے نفرت ایمان کی علامت ہے۔ اگر کوئی تعظیمی سجدہ کو جائز جانتا ہو تو ایسا شخص گمراہ بے دین جاہل ہے۔ اگر توبہ کر کے نہ مرے گا تو خاتمہ ایمان پر نہیں ہوگا کیونکہ حرام کو حلال اور جائز جاننا قرآن وحدیث کے خلاف

Marfat.com

عقیدہ ہے جو خیر نہیں شر ہے۔ پھر کفار مکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نبوت و کمالات نبوت کے منکر تھے معجزات فضائل و خصائص علم و اختیارات، نورانیت اور دیگر جو خصوصیات اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرما رکھیں تھیں ان کا انکار کرتے تھے معاذ اللہ۔ آپ کے معجزات و کمالات کو کہہ کر بھی اس کو جادو کا نام دیتے تھے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

جس سے معلوم ہوا اصل ایمان اور خیر یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر صفت پر ایمان لایا جائے جیسے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عقیدہ تھا کیونکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عقیدہ وہ تھا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو سکھایا تھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ سکھایا تھا جو اللہ نے فرمایا تھا، لہٰذا اسی شخص کا عقیدہ درست ہے جو صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ملتا ہوگا۔ اس کے مخالف عقیدہ خیر نہیں شر ہے۔ الحمد للہ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ صحابہ کرام والا عقیدہ ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر صفت اور خوبی پر ایمان رکھتے ہیں جو شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی خوبی کا بھی انکار کرے گا خواہ وہ علم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہو یا نورانیت کا مسئلہ ہو یا اختیارات مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مسئلہ ہو یا دیگر فضائل میں سے کسی فضیلت کا بھی انکار کرے گا وہ خیر پر نہیں ہوگا شر میں مبتلا ہوگا جو سراسر گمراہی اور بے دینی ہے۔ لہٰذا ہر شخص کو چاہئے جو خود کو مسلمان کہلواتا ہے وہ کفار کی پیروی نہ کرے بلکہ صحابہ کرام کی پیروی کرے کیونکہ ہدایت کی پیروی کرنے والا وہی ہوگا جو عقیدہ صحابہ کرام والا رکھے گا اور ایمان کا تقاضا بھی یہی ہے کہ جماعت پرستی کو چھوڑ کر حق کو قبول کیا جائے خیر کو اپنایا جائے اور شر سے بچے بصورت دیگر قبر و حشر میں رسوائی ہوگی۔

(۲) حضرت حذیفہ بن الیمان عرض کرتے ہیں میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا شر کے بعد بھی خیر ہوگی۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہاں شر کے بعد خیر تو ہوگی مگر اس میں ملاوٹ ہوگی۔ یعنی بظاہر تو خیر نظر آئے گا مگر اس کے اندر شر ہوگی۔ جو شخص اس کے ظاہر پر نظر ڈالے گا وہ اسے خیر سمجھے گا کہ یہ بہت بڑی اچھائی ہے مگر جب اس کے اندر جھانکے گا تو شر کو پائے گا خیر نہیں ہوگی۔ ایمان نہیں ہوگا گمراہی ہوگی حق نہیں باطل ہوگا یا یوں کہہ لیجئے منافقت ہوگی ظاہر اور باطن میں زمین و آسمان کا فرق ہوگا جو بظاہر نظر آئے گی وہ اندر نہیں ہوگا۔ تو حذیفہ فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا چیز ملائی جائے گی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تم ایک اچھائی اور برائی کا مجموعہ دیکھو گے۔ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو لوگوں کو کہیں گے کہ آؤ تمہیں ہم راہ بتائیں جس پر تمہاری نجات ہوگی تمہاری آخرت سنور جائے گی مگر وہ میرے راستے پر نہ ہوں گے بلکہ میرے راستے کے خلاف بلائیں

Marfat.com

گے۔ جس میں آدمی کی ہر چیز دنیا اور آخرت تباہ ہو جائے گی اور بندہ ان کے قریب ان کی اچھائی کو دیکھ کر جائے گا مگر ان کے جال میں پھنس کر گمراہی کے گڑھے میں جا گرے گا اور شر کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا اور فرمایا کہ خیر کے بعد شر ہوگا کہ کچھ تبلیغ کرنے والے ہوں گے جو لوگوں کو جہنم کے دروازوں کی طرف بلائیں گے اور جو ان کے پاس جائے گا وہ جہنم میں ڈال دیں گے۔ حذیفہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کون ہوں گے تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ ہماری ہی قوم سے ہوں گے یعنی مسلمان کہلواتے ہوں گے۔ بظاہر کلمہ پڑھتے ہوں گے اور ہماری بولی میں گفتگو کریں گے یعنی وہ لوگوں کو کہیں گے کہ ہم قرآن وحدیث بیان کرتے ہیں۔ اب اس حدیث کے بعد معلوم ہوا کہ کچھ ایسے لوگ ہوں جن کا ظاہر تو بہت اچھا ہوگا مگر ان کی سنگت کرنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ وہ خود بھی جہنمی ہوں گے اور جو ان کی سنگت کرے گا اسے بھی جہنمی بنا دیں گے۔ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے صرف کسی کا ظاہر ہی نہ دیکھیں بلکہ اس کے باطن پر بھی نظر رکھے کہ کہیں یہ وہ تو نہیں جس کا ظاہر اچھا اور باطن گندہ ہے خیر نہیں شر ہے۔ اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ شر اور خیر کیا ہیں اگر آدمی اس پر غور کرے تو ایسے منافقین سے محفوظ ہو سکتا ہے خود کو شر سے بچا کر خیر کی طرف جا سکتا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے خیر کیا ہے اور شر کیا ہے؟ ہر وہ عقیدہ خیر ہے جو قرآن وحدیث کے مطابق ہو اور ہر وہ عقیدہ شر ہے جو قرآن وحدیث کے مخالف ہو۔ چنانچہ قرآن پاک کے الفاظ ہیں۔ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۔ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۔ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے انعام کیا (ہوگا) یعنی انبیاء اور صدیقوں اور شہیدوں اور نیک لوگوں (کا) اور یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۔ قرآن پاک کے ان الفاظ سے ثابت ہوا کہ خیر یہ ہے کہ نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور اولیاء اللہ کا ساتھی ہو اور پھر اللہ فرماتا ہے کہ یہ تجھ پر اللہ کا فضل ہے اور یہ تیرے خیر پر ہونے کی دلیل ہے۔ اب کوئی منصف مزاج آدمی ہو جو جماعت پرستی کا شکار نہ ہو تو اس کیلئے یہ فیصلہ کرنا مشکل نہیں کہ خیر کیا ہے۔ یقیناً خیر وہی ہے جہاں اللہ کا فضل ہو اور اس کے خلاف جتنے گروہ ہیں وہ شر ہیں بلکہ قرآن پاک کی یہ آیت خیر و شر کو پرکھنے کی کسوٹی ہے جو شخص یا گروہ نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور ولیوں کو ماننے والا ہو وہ خیر پر ہے جو ان میں سے کسی ایک کا مخالف ہوگا وہ شر پر ہے۔ الحمد للہ اہل سنت وجماعت حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضور خاتم النبیین ﷺ تک سب انبیاء کو بھی ماننے والے ہیں اور پھر ان کے فضائل وخصائص جو اللہ نے دیئے ہیں ان کو بھی مانتے ہیں مثلاً موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ستر مردوں کا زندہ ہونا،

Marfat.com

قوم کو مشکل کے وقت پانی دینا، ہاتھ کا چمکنا اور دیگر فضائل بھی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کو زندہ کرنا، اندھوں کو آنکھیں دینا، کوڑیوں کو ٹھیک کرنا، شفادینا، علم غیب جاننا کہ تو یہ کھا کر آیا ہے اور باقی گھر میں اتنا کچھ ہے۔ اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل وخصائص جیسے جابر کے بیٹوں کو زندہ کرنا، بیماروں کو شفادینا، ٹوٹی ہوئی ٹانگ پر ہاتھ مبارک پھیر کر درست کرنا، کھانے کا بڑھ جانا، علم غیب کا ہونا، نورانیت اور اختیارات کا ہونا دیگر کمالات جو اللہ کریم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائے ہیں سب پر ایمان رکھتے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی ایک صفت کا انکار کرنا گمراہی جانتے ہیں جس طرح مرازئیوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ختم نبوۃ کا انکار کیا ہے اور پھر اسی طرح صدیقین کو بھی مانتے ہیں اور یہ سب صیغے جمع کے ہیں اور جمع کا اطلاق کم از کم تین پر ہوتا ہے۔ اگر مشہور صادق بھی شمار کیے جائیں۔ صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) ایک اور صدیق باپ کی صدیقہ بیٹی، حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ دو اور حضرت امام جعفر صادق، تین۔ اگر ان تینوں کو دیکھا جائے تو صورت یہ ہوگی کہ صدیق اکبر صحابی ہیں اور ام المؤمنین ازواج میں سے ہیں اور امام جعفر صادق آل میں سے ہیں تو معلوم ہوا کہ آل رسول ﷺ، اصحاب رسول ﷺ اور ازواج رسول ﷺ کو بھی مانتا ہو تو پھر خیر پر ہے بصورت دیگر شر پر ہوگا۔ الحمد للہ اہل سنت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آل اصحاب و ازواج اور اولاد سب کو ماننے والے ہیں۔ اگر کوئی معاذ اللہ ان میں سے کسی کی توہین و تذلیل کرتا ہے تو وہ شر والا ہے خیر سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ پھر آگے قرآن پاک نے شہداء کا ذکر فرمایا ہے کہ شہیدوں کو ماننے والا ہو وہ اہل سنت ہیں جو سب شہیدوں کو مانتے ہیں۔ شہداء بدر، شہداء احد، شہداء کربلا (علیہم الرضوان) اور دیگر جتنے بھی شہداء ہیں سب کا احترام کرتے ہیں اور پھر اولیاء اللہ کو اہل سنت مانتے ہیں۔ حضور غوث پاک شیخ عبد القادر جیلانی، حضرت داتا علی ہجویری، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری اور حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی (رحمۃ اللہ علیہم) و دیگر بزرگان دین سب کو مانتے ہیں اور احترام کرتے ہیں اور شر یہ ہے کہ کمالات مصطفےٰ ﷺ کا انکار کرنا، آل رسول ﷺ، اصحاب رسول ﷺ، ازواج رسول ﷺ، اولاد رسول ﷺ کے فضائل کا انکار کرنا۔ ان کی توہین کرنا ان پر طعن و تشنیع کرنا اور گستاخی کرنا اور اولیاء اللہ کا مذاق اڑانا ان کی فضیلت کا انکار کرنا، یہ سب شر ہے اور شر کی طرف بلاتا ہے۔ انہیں کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کچھ مبلغین ہوں گے جو جہنم کی طرف بلائیں گے اور پھر لوگوں کو کہیں گے کہ ہم قرآن و حدیث سنا رہے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا بظاہر کلمہ پڑھتے ہوں گے۔ خود کو مسلمان کہلواتے ہوں گے مگر شر پر ہوں گے۔ اگر کوئی آدمی منصفانہ مزاج سے غور

Marfat.com

کرے تو بات بالکل واضح ہے۔ سب فرقوں پر غور کرو تو کوئی حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی کسی نہ کسی فضیلت کا منکر یا کوئی صحابہ علیہم الرضوان کو گالیاں دینے والا ہے، کوئی آل رسول ﷺ کا منکر ہے کوئی اولاد رسول ﷺ اور ازواج رسول ﷺ کا منکر ہے تو ہین کرنے والا ہے اور کوئی ولیوں کا منکر ہے۔ ایک صرف اور صرف اہل سنت و جماعت ہیں جو سب کو مانتے ہیں۔ اسلئے ارشاد رسول ﷺ بھی ہے جماعت کا ساتھ دینا اور ان کے آئمہ کرام یعنی علماء حق کے ساتھ رہنا اگر کسی دیہات یا بستی میں یا شہر میں محلہ میں بدقسمتی سے ایسا ماحول بن جائے تو ان شہر والوں کی سنگت نہ کرنا علیحدہ گی اختیار کر کے ایمان محفوظ کرنا ان سب شر والوں سے اپنے ایمان کو بچانا بصورت دیگر تمہیں جہنم کا ایندھن بنا دیں گے۔

Marfat.com

بارگاہِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب

حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ حَدَّثَنَا اَزْھَرُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ اَنْبَأَنِیْ مُوْسَی ابْنُ اَنَسٍ ابْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ افْتَقَدَ ثَابِتَ بْنَ قَیْسٍ فَقَالَ رَجُلٌ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَنَا اَعْلَمُ لَكَ عِلْمَہٗ فَاَتَاہُ فَوَجَدَہٗ جَالِسًا فِیْ بَیْتِہٖ مُنَكِّسًا رَاْسَہٗ فَقَالَ مَاشَاْنُكَ فَقَالَ شَرٌّ كَانَ یَرْفَعُ صَوْتَہٗ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُہٗ وَھُوَ مِنْ اَھْلِ النَّارِ فَاَتَی الرَّجُلُ فَاَخْبَرَہٗ اَنَّہٗ قَالَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ مُوْسَی بْنُ اَنَسٍ فَرَجَعَ الْمَرَّۃَ الْاٰخِرَۃَ بِبِشَارَۃٍ عَظِیْمَۃٍ فَقَالَ اذْھَبْ اِلَیْہِ فَقُلْ لَہٗ اِنَّكَ لَسْتَ مِنْ اَھْلِ النَّارِ وَلٰكِنْ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ

(بخاری، کتاب الانبیاء، حدیث نمبر ۸۱۸)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ایسا ہے جو ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی خبر لا کر دے، ایک آدمی عرض گزار ہوا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کو خبر لا کر دوں گا۔ پس وہ گئے اور دیکھا کہ وہ اپنے گھر میں سر جھکائے ہوئے بیٹھے ہیں، پوچھا آپ کا کیا حال ہے، جواب دیا بُرا حال ہے کیونکہ میں اپنی آواز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اونچی کر بیٹھا تھا۔ لہٰذا میرے تمام اعمال ضائع ہو چکے ہوں گے اور میرا شمار جہنمیوں میں ہو چکا ہوگا۔ اس آدمی نے (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی بارگاہ میں عرض کیا کہ وہ یہ کچھ کہتے ہیں۔ پس موسیٰ بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وہ آدمی (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے) بہت بڑی بشارت لیکر دوبارہ گیا آپ نے فرمایا ان کے پاس جاؤ اور اسے کہو کہ آپ جہنمی نہیں بلکہ جنتی ہیں۔

تشریح: اللہ وحدہٗ لاشریک قرآن پاک میں فرماتا ہے کہ اے ایمان والو اپنی آوازیں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز سے اونچی نہ کرو اور ان کے حضور چلا کر بات نہ کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو۔ (اسلئے) کہ کہیں تمہارے اعمال ضائع نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔ (سورۃ الحجرات/آیت ۲) کیونکہ چلا کر بات کرنا یعنی اونچی آواز سے گفتگو کرنا بے باکی اور بے ادبی ہے۔ لہٰذا اے ایمان والو جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں عرض و معروض کرو تو اس بات کا خیال رکھو کیونکہ احترام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی ضروری ہے اگر سر موء بھی بے ادبی ہو گئی تو

Marfat.com

سب کے سب اعمال ضائع ہو جائیں گے۔اس سے معلوم ہوا بارگاہ نبوی ﷺ وہ عظیم بارگاہ ہے جس میں ذرا سی غفلت بھی تباہی کا سبب ہو جاتی ہے۔لہٰذا جو لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تحریروں اور تقریروں میں اُن کے متعلق بے ادبی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ان کے تمام نیک اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔ان کی نمازیں،روزے،حج،زکوٰۃ خیرات وغیرہ سب ضائع ہو جاتے ہیں جیسا کہ قرآن پاک سے ثابت ہو رہا ہے۔لہٰذا ایسے لوگوں کی ظاہری حالت کو دیکھ کر متاثر نہیں ہونا چاہئے کہ یہ بہت نیک ہیں۔دین کے مبلغ ہیں یا ظاہری شکل وصورت سے بہت اچھے ہیں دین کے پابند ہیں۔اصل میں دیکھنا یہ چاہئے کہ ان کے دل میں عشق واحترام مصطفےٰ ﷺ ہے یا نہیں۔اگر عقیدہ گندہ ہو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کمالات وفضائل وخصائص علم واختیارات،نورانیت یا دیگر فضائل جو اللہ وحدہٗ لاشریک نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائے ہیں۔ان پر ایمان رکھتا ہے یا نہیں اگر اقرار کرتا ہو تو ٹھیک ہے بصورت دیگر انکار کی صورت میں ظاہری لبادہ یا شریعت کی پابندی کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔اصل مسئلہ عمل صالح کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر صفت پر ایمان لانا ہے۔مطلب یہ کہ عقیدہ صحیح ہو اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی مثل جانے یا کسی خوبی کا انکار کرنے والا ہو تو ایسا شخص نامراد ہے اس کے نیک عمل بھی قبول نہیں ہوں گے سب ضائع ہو جاتے ہیں جیسا کہ قرآن پاک سے ثابت ہو رہا ہے۔تو حدیث پاک سے بھی یہی ثابت ہو رہا ہے کہ کہیں صحابی کی آواز اونچی ہو گئی ہوگی یا انہوں نے محسوس کیا ہوگا کہ میری آواز نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں اتنی اونچی نہیں ہونی چاہئے تھی۔چنانچہ پریشان ہو گئے اور خود کو اپنے گھر پابند کر لیا اور شرمندگی محسوس کی کہ یہ کیا ہو گیا ہے کہ میں تو اپنا سب کچھ ضائع کر بیٹھا ہوں اور بے ادبی ہو گئی ہے۔میرے تو سارے اعمال ضائع ہو گئے،تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی اس کیفیت کو جان کر فرمایا کہ ہے کوئی جو مجھے ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی خبر لا کر دے تو ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں جاتا ہوں اور سب کچھ معلوم کر کے آپ ﷺ کی بارگاہ عرض کرتا ہوں۔چنانچہ وہ گیا تو ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو پریشان پایا اور ان کی کیفیت واپس آکر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں عرض کی تو حضور امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا دوبارہ جاؤ اور انہیں جا کر بشارت دے دو کہ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ آپ پریشان نہ ہوں تم جنتی ہو جہنمی نہیں ہو۔کیونکہ تمہارے دل میں ایمان ہے اور تم احترام مصطفےٰ ﷺ کرنے والے ہو۔اس سے معلوم ہوا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عقیدہ تھا کہ جو شخص معمولی سی گستاخی بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور میں کرنے والا ہو وہ جنت میں نہیں جائے گا۔لہٰذا جو لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل وخصائص کا انکار

Marfat.com

کرتے ہیں انہیں توبہ کرنی چاہئے اور قرآن وحدیث پر عمل کرنا چاہئے فرقوں کے بت توڑ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم والے عقیدہ پر عمل کرنا چاہئے تقریر ہو یا تحریر اس میں سب سے زیادہ خیال اس بات کا ہونا چاہیے کہ جو میں لکھ رہا ہو یا کہہ رہا ہوں کیا اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی صفت کا انکار تو نہیں ہو رہا یا کوئی توہین وتذلیل تو نہیں ہو رہی ۔ جب یہ خیال غالب رہے گا تو یقیناً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی صفت کا انکار نہیں ہوگا اور بے ادبی اور بے باکی سے محفوظ رہے گا۔ اگر کوئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی مثل جان کر بات کرے گا تو پھر گستاخی اور بے ادبی کا بہت زیادہ امکان ہوگا۔ لہٰذا تحریر ہو یا تقریر کرتے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ کا محبوب جان کر رسولوں میں سب سے اعلیٰ جان کر اور فرقوں کے بتوں کو توڑ کر تحریر اور تقریر کرے گا تو یقیناً سب تباہیوں سے محفوظ ہو جائے گا بصورت دیگر تباہی اور بربادی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لب ہائے اقدس سے نکلی ہوئی بات پوری ہوتی ہے

حَدَّثَنَا مُعَلَّى ابْنُ اَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُخْتَارٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى اَعْرَابِيٍّ يَعُوْدُهٗ قَالَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى مَرِيْضٍ يَعُوْدُهٗ قَالَ لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَقَالَ لَهٗ لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ قَالَ قُلْتُ طَهُوْرٌ كَلَّا بَلْ هِيَ حُمّٰى تَفُوْرُ اَوْ تَثُوْرُ عَلٰى شَيْخٍ كَبِيْرٍ تُزِيْرُهُ الْقُبُوْرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَعَمْ اِذًا۔ (بخاری، کتاب الانبیاء، حدیث نمبر ۸۲۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک اعرابی کی عیادت کیلئے تشریف لے گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک تھی کہ جب کسی مریض کی عیادت کرتے تو فرماتے کوئی ڈر نہیں انشاء اللہ تعالیٰ یہ گناہوں کی معافی کا سبب ہے۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بھی یہی فرمایا کہ ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس سے گناہ معاف ہو رہے ہیں۔ راوی فرماتے ہیں اس (مریض) نے کہا نہیں جی بلکہ مجھ بوڑھے آدمی میں بخار ایسی تیزی اور زور دکھا رہا ہے کہ قبر میں پہنچا کر چھوڑے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت اچھا ایسا ہی ہو جائے گا۔

تشریح: اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عادت مبارک تھی کہ اگر کوئی بیمار ہوتا تو اس کی بیمار پرسی کیلئے تشریف لے جاتے اور اس کی تیمارداری کرتے اور اس کو صحت وعافیت کا حوصلہ دیتے۔ اس لئے ہم مسلمانوں کو بھی چاہئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس سنت کو یاد رکھیں اور عمل کریں رشتہ دار ہو یا محلہ دار یا کوئی بھی تعلق واسطہ والا آدمی ہو خصوصاً جو غریب آدمی ہو اس کی بیماری پرسی کیلئے جایا کریں۔ اس عمل میں نجات بھی ہے اور بہت ثواب بھی ہے۔ اگر ہم ان چیزوں پر عمل کریں تو ہمارے لئے اتنا اچھا ماحول پیدا ہو جائے کہ بہت ساری پریشانیاں اس عمل کے سبب دور ہو جائیں کیونکہ اس عمل سے اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سوال کرے گا کہ اے میرے بندے بیماری کی حالت میں تو نے میری بیمار پرسی کیوں نہیں کی تو بندہ عرض کرے گا اے میرے رب تیرا بیماری سے کوئی تعلق نہیں تو جواب ملے گا میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تھا اور تو نے اس کی بیمار پرسی کیوں نہیں کی تو مختصراً یہ کہ بیمار پرسی

Marfat.com

کرنے کا بہت بڑا ثواب ہے اور یہ عمل ذریعہ نجات ہے۔ پھر جب کوئی بیمار پرسی کرنے جائے تو اس کو تسلی دے کہ اللہ کریم حضور کے صدقہ فضل فرمائیگا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی بیمار کو فرمایا کرتے کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ بیماری گناہوں کا کفارہ ہوگی یعنی بیماری سے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ بیماری میں صبر سے کام لے اور کوئی جملہ منہ سے ایسا نہ نکالے جو خلاف شرع ہو بعض لوگوں کی عادت ہے کہ جب کوئی بیمار ہو جائے۔ ایسے جملے زبان سے نکالتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کی عظمت کے خلاف ہوتے ہیں جن کے سبب بندہ سخت مجرم ہو جاتا ہے۔ اگر اللہ کی رضا جان کر صبر کرے تو بلند درجہ ہو جاتا ہے۔ جس سے معلوم کہ بڑی مصیبت پر بھی انسان کو صبر کرنا چاہئے اور اس کی بارگاہ میں عرض کرے کہ یا اللہ حضور کے صدقے اس مصیبت سے نجات عطا فرما اور درجات کی بلندی عطا فرما اور یہ بھی معلوم ہوا بیماری اور مصائب سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ تو جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مریض کو فرمایا کہ کوئی فکر والی بات نہیں یہ بخار گناہ کی معافی کا سبب بنے گا تو اس بوڑھے مریض نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ یہ بخار تو اس قدر زوردار ہے اور اتنا تیز ہے کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ مجھے قبر میں پہنچائے گا۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس بوڑھے کا جواب پسند نہ آیا کیونکہ اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کو قبول نہ کیا۔ چاہئے تو یہ تھا جیسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ یہ بخار گناہوں کی معافی کا سبب ہوگا۔ کوئی ڈر نہیں یعنی تمہیں صحت مل جائے گی تو مریض کو چاہئے تھا جواباً عرض کرتا کہ یارسول اللہ اب آپ نے فرما دیا ہے۔ اب میں ضرور درست ہو جاؤں گا اور یقیناً صحت مند ہو جاؤں گا مگر اس نے اس کے برعکس کیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا چلو پھر تم کہتے ہو تو ایسا ہی ہو جائے گا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس مریض کا انتقال ہو گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ زبان مصطفےٰ ﷺ سے جو نکلے وہ ہو جاتا ہے۔ اگر وہ مریض فرمان رسول ﷺ کے مطابق یہ یقین رکھتا کہ پس جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا وہ ہی ہوگا میں ٹھیک ہو جاؤں گا تو وہ یقیناً ٹھیک ہو جاتا۔ لہٰذا اس حدیث کے پیش نظر اہل ایمان کا عقیدہ ہونا چاہئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جو فرما دیں وہ پورا ہو جاتا ہے۔ اگر اس کے خلاف عقیدہ رکھے گا تو اس کا عقیدہ قرآن وحدیث کے خلاف ہوگا اور صحابہ کے عقیدے کے خلاف ہوگا۔ لوگوں کو چاہئے ایسے لوگوں کی پیروی نہ کریں جن کا عقیدہ ہے کہ نبی ﷺ کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا کیونکہ نبی کی ہر چاہت اللہ وحدہٗ لاشریک کی رضا کے مطابق ہوتی ہے اور حضور جو چاہیں وہی ہو جاتا ہے۔ اللہ کریم کا واضح فرمان ہے کہ اے حبیب ﷺ ہم تمہاری رضا چاہتے ہیں اور

Marfat.com

یہ عقیدہ قرآن وحدیث کے عین مطابق ہے۔ جس طرح کہ قرآن پاک گواہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چاہا کہ ہمارا قبلہ بیت اللہ شریف ہو تو اللہ نے ویسے حکم جاری فرمادیا کہ اے حبیب ﷺ جو تمہاری مرضی ہے وہی کرلو یعنی کعبہ کی طرف منہ کرلو ہم تمہاری رضا کے مطابق تمہارا قبلہ وکعبہ بناتے ہیں جو آج تک اہل ایمان کا قبلہ ہے اور قیامت تک رہے گا اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چاہنے سے کچھ نہ ہوتا تو قبلہ بیت المقدس ہوتا مگر کعبہ کا قبلہ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ حضور جو چاہیں اللہ کردیتا ہے۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ کا انجام

حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَجُلٌ نَصْرَانِيًّا فَاَسْلَمَ وَقَرَاَ الْبَقَرَةَ وَاٰلَ عِمْرَانَ فَكَانَ يَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَادَ نَصْرَانِيًّا فَكَانَ يَقُوْلُ مَا يَدْرِيْ مُحَمَّدٌ اِلَّا مَا كَتَبْتُ لَهٗ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ فَدَفَنُوْهُ فَاَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْاَرْضُ فَقَالُوْا هٰذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَاَصْحَابِهٖ لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ نَبَشُوْا عَنْ صَاحِبِنَا فَاَلْقَوْهُ فَحَفَرُوْا لَهٗ فَاَعْمَقُوْا فَاَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْاَرْضُ فَقَالُوْا هٰذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِهٖ نَبَشُوْا عَنْ صَاحِبِنَا لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ فَاَلْقَوْهُ فَحَفَرُوْا لَهٗ وَاَعْمَقُوْا لَهٗ فِي الْاَرْضِ مَا اسْتَطَاعُوْا فَاَصْبَحَ قَدْ لَفَظَتْهُ الْاَرْضُ فَعَلِمُوْا اَنَّهٗ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ فَاَلْقَوْهُ ۔

(بخاری، کتاب الانبیاء، حدیث نمبر ۸۲۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک نصرانی مسلمان ہوگیا اور اس نے سورۃ بقرہ اور آل عمران پڑھ لی۔ پس وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وحی کی کتابت کرنے لگا۔ اس کے بعد وہ پھر نصرانی ہوگیا اور کہتا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو اتنا ہی جانتے ہیں جو میں نے لکھ دیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اسے موت دے دی اور لوگوں نے اسے دفن کردیا۔ اگلی صبح اس کی لاش (قبر سے) باہر زمین پر پڑی دیکھی۔ وہ کہنے لگے کہ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھیوں نے کیا ہوگا کیونکہ یہ ان کے پاس سے بھاگ کر آیا تھا۔ اس لئے ہمارے ساتھی کی قبر کھود ڈالی۔ دوسری مرتبہ انہوں نے اس کیلئے اور گہری قبر کھود ڈالی۔ اگلی صبح وہ پھر زمین پر (قبر سے) باہر زمین پڑا تھا کہنے لگے یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھیوں کا فعل ہے کیونکہ یہ ان سے بھاگ کر آیا تھا۔ لہٰذا ہمارے ساتھی کی قبر کھود ڈالی۔ تیسری دفعہ انہوں نے اس کیلئے اپنی بساط کے مطابق پھر خوب گہری قبر کھودی لیکن اگلی صبح کو اسے (پھر) زمین کے اوپر پڑا پایا۔ اب وہ سمجھے کہ اس کے ساتھ یہ سلوک ان لوگوں کا نہیں ہے۔ پس اسے پڑا رہنے دیا۔

تشریح: اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ علم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن کرنے والا انتہائی نامراد شخص ہوتا ہے۔ جیسے وہ نصرانی جو مسلمان ہونے کے بعد سورۃ بقرہ اور آل عمران بھی پڑھ گیا اور کچھ مدت کاتب وحی بھی رہا اور

Marfat.com

پھر نصرانیت کی طرف چلا گیا اور کہتا کہ نبی علیہ السلام کو صرف اتنا ہی علم ہے جتنا میں نے لکھ دیا۔ جب وہ مرا تو اسے قبر قبول نہیں کرتی تھی۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک پر طعن کرنا کتنا بڑا جرم ہے۔ لہٰذا یہ کہنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس چیز کا علم تھا اور اس کا نہیں تھا یہ سخت جرم ہے۔ قرآن وحدیث کی مخالفت ہے جو لوگ ایسے الفاظ زبان سے نکالتے ہیں کہ اگر علم ہوتا تو ایسا کیوں ہوتا یا ویسا کیوں ہوتا ان کو فوراً توبہ کرنی چاہئے اور اس حدیث پاک سے انہیں سبق حاصل کرنا چاہیے کیونکہ فرقہ پرستی میں غرق ہو کر کہیں آخرت خراب نہ ہو جائے۔ عقیدہ قرآن وحدیث کے مطابق ہونا ہی صراط مستقیم پر ہونے کی دلیل ہے۔ بصورت دیگر نصرانی کی طرح انجام خیر پر نہیں ہوگا۔ ہر اہل ایمان کا عقیدہ ہونا چاہیے کہ اللہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب عطا فرمایا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ما کان وما یکون دیا گیا ہے مگر سب اللہ کا دیا ہوا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر خوبی ہر صفت اللہ کی عطا کردہ ہے کیونکہ کسی شخص کو یہ اجازت نہیں کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم پر طعن کرے اللہ وحدہٗ لاشریک فرماتا ہے کہ ہم نے ہر چیز کا ذکر فرما دیا ہے جو ہو چکا ہے اس کا بھی اور جو ہو رہا ہے اور جو ہونے والا ہے تو اللہ وحدہٗ لاشریک نے قرآن کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سکھا دیا ہے۔ قرآن کے الفاظ ہیں عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ۔ یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سکھایا جو نہ جانتے تھے۔ جیسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آئندہ ہونے والی باتوں کی خبر دی کہ کسریٰ ہلاک ہوگا قیصر ہلاک ہوگا۔ اس کے بعد کوئی قیصر وکسریٰ نہیں ہوں گے اور پھر فرمایا کہ میں تمہارے دل کی کیفیت کو جانتا ہوں۔ لاتعداد دلائل ہیں جیسے احادیث میں موجود ہیں جو بخوبی معلوم ہو جائیں گے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے مختصراً یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کا انکار کرنا انتہائی نامرادی ہے اور پھر اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انجام انتہائی عبرت ناک ہوگا۔ ہر مسلمان کو چاہئے کہ ہر اس قول اور فعل سے بچے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت ہو بعض لوگوں نے جماعت پرستی کے جنون میں تحریروں اور تقریروں میں ایسی گستاخیاں کیں ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غلام گمان کرنا بھی گمراہی جانتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق وہ عقیدہ ہونا چاہئے جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تھا بلکہ قرآن تو کہتا ہے جو لفظ ایسے ہوں جن کی اوٹ میں توہین مصطفےٰ علیہ السلام ہو سکتی ہو ان الفاظ سے بھی گریز کیا جائے تاکہ کسی منافق کو اس لفظ کی اوٹ میں توہین کرنے کا موقعہ نہ مل سکے جیسے قرآن پاک کے الفاظ ہیں کہ ایمان والوں میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ایسے الفاظ استعمال کرو جن سے عظمت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہوتی ہو اور فرمایا۔ لاتقولوا راعنا۔ تم راعنا نہ کہو کیونکہ ان الفاظ کی آڑ میں گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم توہین کرتے

Marfat.com

ہیں۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ منافق کی ایک یہ علامت ہے کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کرتے وقت ایسے الفاظ بولے گا جن میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک عام شخص کی طرح معلوم ہوں یعنی منافق بات کرے گا تو اس طرح کرے گا جیسے عام آدمی کی بات کی جاتی ہے۔ ایمان والا بات کرے گا تو اس کے الفاظ سے ادب واحترام جھلکتا نظر آئے گا۔ الحمدللہ اہل سنت کی زبان سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ان الفاظ سے ہوتا ہے کہ ایمان والا جان جاتا ہے کہ اس کے دل میں محبت رسول ﷺ ہے اور منافقت سے پاک ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ما کان وما یکون ہے

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا هَلَكَ كِسْرَى فَلَا كِسْرَى بَعْدَهُ وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَتُنْفِقُنَّ كُنُوزَهُمَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۔ (بخاری، کتاب الانبیاء، حدیث نمبر ۸۲۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہوگا اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے۔ تم ضرور ان دونوں کے خزانوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے۔

تشریح: اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اللہ وحدہٗ لاشریک نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو ہونے والا تھا اس کا علم بھی عطا فرمایا بلکہ قیامت تک جو ہونے والا تھا اس کا علم اپنے حبیب پاک صاحب لولاک حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرما دیا ہے۔ اس کا انکار کرنا حدیث کا انکار ہے اور حدیث کا انکار کفر ہوتا ہے اسی پر اہل ایمان کا عقیدہ ہے تو فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق قیصر و کسریٰ ہلاک ہوئے اور ان کے خزانے تقسیم ہوئے بلکہ ایک دوسری حدیث کے الفاظ ہیں کہ قیصر و کسریٰ ہلاک ہوں گے ان کے خزانے تم اللہ کی راہ میں تقسیم کرو گے اور اے سراقہ تمہیں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ چنانچہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور میں فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم پورا ہوا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کدھر ہے سراقہ تو جناب سراقہ نے عرض کیا میں حاضر ہوں یا امیر المومنین، تو جناب سیدنا فاروق اعظم نے فرمایا آؤ سراقہ یہ سونے کے کنگن پہنو۔ کائنات کو علم ہو جائے کہ ہمارے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں جو فرمایا تھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ آج پورا ہو گیا ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ یہ بھی ثابت کر دیا کہ نبی کا معنی ہی غیب کی خبریں دینے والا ہے اور پھر اس سے یہ مسئلہ بھی حل ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہر

Marfat.com

شخص کی موت اور زندگی کا بھی علم عطا فرمایا گیا ہے اور پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اللہ کی قسم اُٹھا کر فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ لوگو یہ جان لو کہ اللہ وحدہٗ لاشریک نے مجھے علم غیب عطا فرمایا ہے۔ لہٰذا جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ نبی کو کل کا علم نہیں کہ کیا ہونے والا ہے وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قسم پر یقین نہیں رکھتے اہل ایمان کا عقیدہ یہ ہونا چاہئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بغیر قسم کے اگر کچھ فرمائیں اس پر بھی یقین رکھے کیونکہ ابن ماجہ میں ایک حدیث ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کوئی بھی صورت میں ماحول کیسا ہی کیوں نہ ہو میری زبان سے وہی نکلے گا جو حق ہوگا۔ حق کے سوا میری زبان سے کچھ نہیں نکلے گا۔ ہر شخص کو چاہئے کہ دھڑے بندی کو اہمیت نہ دے۔ قرآن وحدیث کو اہمیت کو دے۔ فرمان رسول ﷺ کے سامنے نہ دھڑے بندی نہ جماعت پرستی اور نہ ہی کسی اور کو اہمیت ہے کیونکہ نجات فرمان رسول ﷺ پر عمل کرنے میں ہے اور اسی میں ملک وقوم کی بھلائی ہے۔

آپ ﷺ کو ہر آدمی کی موت کا علم ہے

حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا عَنْ فِرَاسٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ تَمْشِيْ كَاَنَّ مَشْيَتَهَا مَشْيُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرْحَبًا بِابْنَتِيْ ثُمَّ اَجْلَسَهَا عَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ ثُمَّ اَسَرَّ اِلَيْهَا حَدِيْثًا فَبَكَتْ فَقُلْتُ لَهَا لِمَ تَبْكِيْنَ ثُمَّ اَسَرَّ اِلَيْهَا حَدِيْثًا فَضَحِكَتْ فَقُلْتُ مَا رَاَيْتُ كَالْيَوْمِ فَرَحًا اَقْرَبَ مِنْ حُزْنٍ فَسَاَلْتُهَا عَمَّا قَالَ فَقَالَتْ مَا كُنْتُ لِاُفْشِيَ سِرَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْتُهَا فَقَالَتْ اَسَرَّ اِلَيَّ اِنَّ جِبْرِيْلَ وَكَانَ يُعَارِضُنِي الْقُرْاٰنَ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً وَاِنَّهٗ عَارَضَنِي الْعَامَ مَرَّتَيْنِ وَلَا اُرَاهُ اِلَّا حَضَرَ اَجَلِيْ وَاِنَّكِ اَوَّلُ اَهْلِ بَيْتِيْ لَحَاقًا بِيْ فَبَكَيْتُ فَقَالَ اَمَا تَرْضَيْنَ اَنْ تَكُوْنِيْ سَيِّدَةَ نِسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ فَضَحِكْتُ لِذٰلِكَ ۔

(بخاری، کتاب الانبیاء، حدیث نمبر ۸۲۷)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور ان کا چلنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح تھا۔ پس آپ نے اپنی لخت جگر کو خوش آمدید کہا اور اپنے دائیں یا بائیں جانب بٹھالیا پھر چپکے چپکے کوئی بات ان سے کہی تو وہ رونے لگیں۔ پس میں نے ان سے رونے کا سبب پوچھا لیکن آپ ﷺ نے ان سے پھر کوئی بات چپکے چپکے فرمائی تو (سیدہ) ہنس پڑیں پس میں نے کہا کہ آج کی طرح میں نے خوشی کو غم کے اتنا نزدیک کبھی نہیں دیکھا۔ میں نے پوچھا کہ آپ نے کیا فرمایا تھا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے راز کو فاش نہیں کرسکتی۔ جب نبی کریم ﷺ کا وصال مبارک ہوگیا تو میں نے ان سے پھر پوچھا تو جواب دیا کہ آپ نے مجھ سے یہ سرگوشی فرمائی کہ جبرائیل ہر سال میرے ساتھ قرآن کریم کا ایک مرتبہ دور کیا کرتے تھے لیکن اس سال دو مرتبہ کیا ہے۔ پس میرا خیال ہے کہ میرا آخری وقت آپہنچا ہے اور بیشک میرے گھر والوں میں سے تم ہو سب سے پہلے مجھے ملوگی تو اس بات نے مجھے رلایا پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تمام جنتی عورتوں کی سردار تم ہو یا تمام مسلمان عورتوں کی سردار تم ہو پس اس بات پر میں ہنس پڑی۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

Marfat.com

وضاحت : حضرت ام المؤمنین فرماتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما تھے تو سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا حاضر ہوئیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جناب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو خوش آمدید کہا اور اپنے پاس ہی بیٹھنے کو فرمایا اور سیدہ سلام اللہ علیہا اپنے والد گرامی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ہی بیٹھ گئیں اور آپ ﷺ نے ان کے کان میں سرگوشی فرمائی جس پر وہ رونے لگیں۔ جب سیدہ سلام اللہ علیہا رونے لگیں تو پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے کان میں سرگوشی فرمائی وہ ہنس پڑیں تو سیدہ ام المؤمنین فرماتیں ہیں کہ میں خوشی اور غمی کو اتنا قریب کبھی نہیں دیکھا تھا۔ مطلب کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا روتے روتے ہنس پڑیں خوش ہو گئیں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کو اسکا سبب پوچھا تو سیدہ فرمانے لگیں امی جان یہ میرے اور میرے والد گرامی کے درمیان راز کی بات ہے جو میں آپ کو نہیں بتا سکتی تو جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال پاک ہو گیا تو ام المؤمنین نے پھر فرمایا کہ اے سیدہ فاطمہ اب تو بتاؤ کہ وہ کیا معاملہ تھا کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ سے سرگوشی فرمائی تھی۔ تو آپ نے رونا شروع کر دیا اور دوبارہ سرگوشی فرمانے پر روتے روتے ہنسنا شروع کر دیا تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا امی جان میرے والد گرامی محبوب خدا ﷺ نے مجھے فرمایا کہ میرا وصال کا وقت قریب آ گیا ہے۔ تو میں رو پڑی تو پھر فرمایا کہ فاطمہ میرے گھر والوں میں تم ہی ہو جو مجھ کو سب سے پہلے ملو گی یعنی تمہارا وصال ہو جائے گا اور پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے فاطمہ کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم جنتی عورتوں کی سردار ہو یا فرمایا کہ مسلمان عورتوں کی سردار ہو تو اس بشارت پر خوش ہو گئی اور ہنس پڑی۔

تشریح: اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اللہ کریم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو موت اور زندگی کا علم عطا فرمایا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمانا کہ میرے وصال کا وقت قریب آ گیا ہے اور پھر فرمایا بیٹی روتی کیوں ہو میرے گھر والوں میں سب سے پہلے تم مجھ سے ملو گی۔ یعنی تمہارا وصال ہو گا یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کی عظیم دلیل ہے۔ جس کا انکار کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے مگر اس شخص کیلئے جو حدیث رسول ﷺ پر ایمان رکھنے والا ہو گا۔ کاش لوگ جماعت پرستی کے چنگل سے نکل کر سوچیں اور راہ حق اختیار کریں مگر افسوس ہٹ دھرمی اس حد تک پھیل گئی ہے کہ ایک طرف حدیث رسول ﷺ ہونے کے باوجود بعض لوگ دھڑے بندی کو اہمیت دیتے ہیں، کہ یہ عمل کسی منصف مزاج اور باایمان کو زیب نہیں دیتا۔ اہل ایمان کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ جب حق معلوم ہو جائے تو ہر چیز کو چھوڑ کر حق کو

Marfat.com

قبول کرتے ہیں۔ اگر یہ ضد کو ختم کر دیا جائے تو آج بھی مسلمان قوم مذہبی اختلافات سے نجات پا سکتی ہے جو ملک و قوم کی تباہی کا سبب بنا ہوا ہے بلکہ مذہبی رہنماؤں کی رسوائی کا سبب بنا ہوا ہے مگر ابھی تک یہ لوگ اس کو سمجھ نہیں سکے یا پھر جانتے ہوئے بھی اس تعصب کو قائم رکھنا چاہتے ہیں کہ لیڈری ختم نہ ہو جائے مگر یہ ضرور ہے کہ اس سے بڑی جہالت اور کوئی نہیں ہے۔

(۲) سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کا ام المومنین رضی اللہ عنہا کو یہ فرمانا کہ یہ میرا اور میرے والد گرامی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان راز ہے۔ جس کو میں فاش نہیں کرنا چاہتی۔ تو اس کا مطلب یہ تھا کہ جب سیدہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوگا کہ میرے والد گرامی حضور امام الانبیاء کے وصال کا وقت قریب ہے تو میری ماں جو سب ایمان والوں کی ماں ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبوبہ بیوی ہیں کو بہت زیادہ دکھ اور رنج ہوگا۔ چنانچہ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا نے اپنی ماں ام المومنین عائشہ صدیقہ کو عرض کیا کہ اے امی جان یہ میرے اور والد گرامی کے درمیان راز ہے۔ اس بات کو میرے کان میں فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کو نہیں بتانا چاہتے۔ لہٰذا میں اگرچہ بیٹی ہوں مگر وہی کروں گی جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے کہ آپ کو یہ نہیں بتاؤں گی کہ وہ راز کیا ہے۔ مگر جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال ہو گیا تو پھر حضرت ام المومنین نے فرمایا فاطمہ بیٹی اب تو بتاؤ کہ وہ سرگوشی کیا تھی تو پھر سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا میری پیاری اماں جان وہ راز یہ تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ میرے وصال کا وقت قریب ہے اور میں یہ سن کر رو پڑی۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم جنت کی عورتوں کی سردار ہو تو یہ بشارت سن کر میں ہنس پڑی۔ اس سے معلوم ہوا کہ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا اپنی ماں ام المومنین کو دکھ نہیں دینا چاہتی تھیں۔ اور ادھر کیسے ہیں وہ بدنصیب لوگ جو حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا پر طعن کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کو دکھ دیتے ہیں اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ام المومنین کو دکھ دیتے ہیں اور پھر اس کے بعد دعویٰ یہ کرتے ہیں کہ ہم اہل بیت کو ماننے والے ہیں۔ ایسے لوگوں کو فوراً توبہ کرنی چاہئے اگر توبہ کئے بغیر موت آ گئی تو گمراہی کی موت مریں گے اور جہنم کا ایندھن بنیں گے۔

(۳) پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمانا کہ اے فاطمہ (رضی اللہ عنہا) تم جنتی عورتوں کی سردار ہو اور سیدہ یہ فرمان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سن کر ہنس پڑیں۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کا یقین اور عقیدہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

جو فرما دیں، وہ حق ہے، درست ہے کیونکہ اللہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مختار کل بنایا ہے جب چاہیں جس کو چاہیں جو چاہیں عطا فرما سکتے ہیں۔ اگر کوئی اس عقیدہ کو درست نہیں جانتا تو وہ فرمان رسول ﷺ کا انکار کر رہا ہے۔ جو فرمان رسول ﷺ کا انکار کرے گا وہ صحیح العقیدہ مسلمان نہیں اور پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اختیار نہ ہوتا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی کو بھی جنتی قرار نہ دیتے جیسے خلفاء رسول اور دیگر صحابہ کرام یا حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم یا سیدہ کو فرمایا کہ تو بھی جنتی ہے تم جنت کے جوانوں کے سردار ہو کیونکہ رسول کوئی بھی ہو اس کی زبان سے کوئی غلط بات نکل نہیں سکتی۔ وہ وہی بات کرتے ہیں جو ان کے اختیار میں ہوتا ہے جو لوگ اختیارات مصطفےٰ ﷺ کے منکر ہیں انہیں چاہئے کہ قرآن وحدیث پر غور کریں مگر جماعتی خول سے باہر نکل کر جب دل میں تعصب رکھتے ہوئے سوچے یا فیصلہ کرے تو وہ درست نہیں ہوتا۔ صرف اور صرف ایک سادہ سا مسلمان ہو کر فیصلہ کرے تو یقیناً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی خوبی یا صفت کا انکار نہیں ہوگا کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے غلاموں کو بار بار بشارتیں دی ہیں کہ جا تجھے بھی جنت دی، جا تجھے بھی جنت دی اور تو بھی جنتی وہ بھی جنتی، تو یہ جنت کی بشارت دینا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اختیارات کی بہت بڑی دلیل ہے جس کا انکار آسان نہیں، آپ کسی سے بھی پوچھ لیں اس حدیث کا کوئی بھی انکار نہیں کرے گا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں جنت تقسیم کی ہے۔ کیا جن کو حضور نے جنتی قرار دیا ہے آپ انہیں جنتی مانتے ہیں یا نہیں تو آپ دیکھ لیں اختیارات مصطفےٰ ﷺ کے منکر کی زبان بند ہو جائے گی انکار نہیں کر سکے گا مگر ان لوگوں کی بدقسمتی یہ ہے کہ فرقہ پرستی ان کی راہ میں ایک دیوار ہے جس کو وہ عبور نہیں کرنا چاہتے مگر جن لوگوں پر اللہ کا فضل ہوتا ہے وہ حق کو قبول کر لیتے ہیں اور نجات دہندہ لوگوں میں شمار ہو جاتے ہیں۔

Marfat.com

علمِ غیبِ مصطفٰے ﷺ

حَدَّثَنِیْ عَبْدُاللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ اٰدَمَ حَدَّثَنَا حُسَیْنُ الْجُعْفِیُّ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَخْرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ الْحَسَنَ فَصَعِدَ بِہٖ عَلَی الْمِنْبَرِ فَقَالَ ابْنِیْ ھٰذَا سَیِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰہَ اَنْ یُّصْلِحَ بَیْنَ فِئَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

(بخاری، کتاب الانبیاء، حدیث نمبر ۸۳۱)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز نبی کریم ﷺ اپنے ہمراہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لیکر ممبر پر تشریف فرما ہوئے بعد میں فرمایا میرا یہ بیٹا سردار ہے۔ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرا دے گا۔

تشریح: اس حدیث پاک سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم غیب شریف ثابت ہوتا ہے جس کا کوئی باایمان انکار نہیں کرسکتا۔ ایک تو یہ کہ اختلاف ہوگا کیونکہ صلح اختلاف کے بعد ہی ہوتی ہے اور اور پھر صلح کی خبر دینا کہ اختلاف کے بعد صلح ہو جائے گی اور تیسری قابل غور بات یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ صلح مسلمانوں کے درمیان ہوگی۔ تو ان الفاظ سے ثابت ہوا کہ دونوں گروہ مسلمان ہوں گے یعنی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا گروہ اور حضرت مولا علی شیر خدا کا گروہ اور حضرت مولا حسن (رضی اللہ عنہم) کا گروہ مسلمان ہوں گے تو فرمان رسول ﷺ کی روشنی میں واضح ہوا ہر دو گروہوں کے لوگ مسلمان تھے۔ ان کے ایمان پر شک کرنے والا خود مسلمان نہیں رہے گا کیونکہ جنہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی وہ صحابہ ہوں گے اور جن لوگوں نے صرف صحابہ کی زیارت کی وہ تابعی ہوں گے مگر سب کے سب مسلمان ہیں۔ اگر ان میں تاریخ کے مطابق کچھ منافقین ہوں گے تو ان کا معاملہ علیحدہ ہوگا تو جو لوگ اس اختلاف کو بنیاد بنا کر توہین امیر معاویہ کرتے ہیں وہ سخت غلطی پر ہیں اور فرمان رسول اللہ ﷺ کے مطابق ملعون ہیں۔ حدیث کے الفاظ ہیں۔ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا رایتم الذین یسبون اصحابی فقولو العنۃ اللّٰہ علی شرکم۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم دیکھو کہ لوگ میرے صحابہ کو گالیاں دیتے ہیں تو کہو تمہاری شرارت پر اللہ کی لعنت ہو اور پھر ان لوگوں کو سوچنا چاہئے جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بُرا کہتے ہیں جب حضور علیہ

Marfat.com

الصلوٰۃ والسلام کو اس اختلاف کا علم تھا جیسا کہ حدیث سے ثابت ہو رہا ہے کہ اختلاف ہوگا مگر حضور نبی اکرم ﷺ کی زبان پاک سے کوئی ایسا جملہ یا لفظ نہیں نکلا جس میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر تنقید کی گئی ہو کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تو ایسا ہے وہ ویسا ہے تو پھر ایک امتی کو کیا حق ہے کہ وہ تجاوز کرے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عمل کے خلاف کرے یا پھر کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ان لوگوں کو زیادہ محبت ہے مولا علی اور امام حسن رضی اللہ عنہما سے کہ یہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینا شروع کر دیں۔ معاذ اللہ..... جو لوگ صحابی پر تبرا بازی کریں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہوں یا کوئی اور صحابی ہوں وہ ملعون ہیں دوسری جگہ فرمان رسول ﷺ ہے لاتسبو ااصحابی ۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میرے صحابی کو گالیاں نہ دو۔ پھر ترمذی شریف کی حدیث ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اس مسلمان کو آگ نہیں چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا۔ یا مجھے دیکھنے والے کو دیکھا۔ اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ جس شخص نے ایمان کی نظروں سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کر لی یا ایک جھلک دیکھ لیا۔ وہ جنتی ہے اور پھر جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی کو دیکھ لیا وہ بھی جنتی ہے۔ اس حدیث پاک کی روشنی میں یہ ثابت ہوتا ہے کہ جس مسلمان نے حضرت امیر معاویہ یا کسی صحابی کو دیکھ لیا وہ بھی جنتی ہو گیا، کتنے نامراد وہ لوگ ہیں جو حضرت امیر معاویہ یا کسی صحابی کو بُرا کہتے ہیں، یقیناً تنقید کرنے والے نامراد ہیں اگر توبہ کئے بغیر مرے تو ایسے لوگوں کی تباہی ہے جس کا وہ اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ یوں کہہ لیجئے کہ وہ اپنی جان پر ظلم کر رہے ہیں۔ اگر کسی نے تنقید کرنی ہی ہے تو پہلے یہ ثابت کرنا ہوگا کہ امیر معاویہ صحابی نہیں ہیں۔ معاذ اللہ جس کو یہ لوگ کبھی ثابت نہیں کر سکتے چاہے سات بار نہیں سات ہزار بار جنم لیں پھر بھی ناممکن ہے۔ رہی تاریخ کی بات تو تاریخ کی قرآن وحدیث کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں ہے۔ تاریخ کو صرف اس حد تک مانتا ہوں اور ماننا چاہئے اگر قرآن سے مطابقت کرتی ہو یا حدیث سے مطابقت کرتی ہو تو مان لینا چاہیے۔ جہاں قرآن و حدیث کی مخالفت ہو اس تاریخی بات کو مسترد کرنا ضروری ہے یا پھر تاریخ کی وہ بات مانتا ہوں جس میں کسی مسلمہ شخصیت کی فضیلت ظاہر ہو۔ اس کے علاوہ تاریخ کی کوئی بات معتبر نہیں ہوگی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمانا کہ میرا حسن مسلمانوں کے ہر دو گروہوں میں صلح کرائے گا۔ یہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ایمان دار ہونے اور صحابی ہونے کی دلیل ہے کسی تاریخی بات کے مقابلے میں حدیث رسول ﷺ کو ٹھکرا دینا جہالت اور گمراہی ہے۔ اہل اسلام اہل ایمان حدیث رسول ﷺ کو فوقیت دیتے ہیں۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر آدمی کی موت وحیات کا علم ہے

حَدَّثَنِیْ سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ حُمَیْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَعٰی جَعْفَرًا وَّزَیْدًا قَبْلَ اَنْ یَّجِیْءَ خَبَرُهُمْ وَعَیْنَاهُ تَذْرِفَانِ۔ (بخاری، کتاب الانبیاء، حدیث نمبر ۸۳۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر اور حضرت زید رضی اللہ عنہما کی (شہادت) کی خبر آنے سے پہلے ان کی شہادت کے بارے میں (سب کچھ) بتادیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

تشریح: اس حدیث پاک سے بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو موت اور زندگی کا علم عطا فرمایا ہے۔ حدیث بتارہی ہے کہ ابھی بظاہر کوئی اطلاع نہیں آئی تھی یعنی پیغام وغیرہ نہیں آیا تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے صحابہ کو بتادیا کہ حضرت جعفر اور حضرت زید رضی اللہ عنہما شہید ہو چکے ہیں اور علم غیب کے علاوہ دوسرا مسئلہ حاضر و ناظر بھی ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر و ناظر بھی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب بھی توجہ فرمائیں تو ہر چیز آپ کے سامنے ہوتی ہے۔ کوئی دیوار یا پہاڑ حائل نہیں ہوسکتے جس طرح حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مسجد نبوی کے ممبر پر تشریف فرما تھے اور فرما رہے تھے کہ یا ساریۃ الجبل کہ ساریہ پہاڑ کی طرف ہو مطلب کہ دشمن پہاڑ کی دوسری طرف حملہ کرنے والا ہے۔ صحابہ نے جو جمعہ شریف کیلئے مسجد نبوی میں بیٹھے تھے کہ امیر المؤمنین یہ خطبہ جمعہ میں ساریہ کا کیا معاملہ ہے۔ تو سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دشمن پہاڑی کے اوپر سے ہو کر حملہ کرنے والا تھا تو میں نے ساریہ کو کہا ہے کہ اے ساریہ پہاڑ کے دوسری طرف سے دشمن آرہا ہے۔ اچانک حملہ کرنا چاہ رہا ہے۔ لہٰذا خبردار ہو جاؤ تو میرے اطلاع کرنے سے وہ اچانک حملہ ہونے سے محفوظ ہوگئے ہیں ہوسکتا تھا اچانک حملہ ہوتا تو وہ سنبھل نہ پاتے اور لشکر اسلام کو نقصان ہوتا۔ (مشکوٰۃ) اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے سامنے کوئی پہاڑ یا دیوار رکاوٹ حائل نہیں ہوسکتی تو امام الانبیاء کے سامنے کوئی پہاڑ یا دیوار رکاوٹ کیسے بن سکتی ہے جب کہ بخاری شریف کی حدیث بھی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے کائنات سمیٹ دی گئی۔

Marfat.com

بھی اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ جب چاہیں توجہ فرمائیں تو سب کچھ دیکھ سکتے ہیں کیونکہ پوری کائنات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے ایک پلیٹ کی طرح ہے یہ صرف سمجھانے کیلئے کہہ رہا ہوں۔ ورنہ پوری کائنات کی حیثیت تو ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے نہیں ہے۔ یہی وجہ تھی کہ بغیر کسی قاصد کے آنے کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتادیا کہ اے میرے صحابہ کرام حضرت جعفر اور حضرت زید شہید (رضی اللہ عنہم) ہو چکے ہیں اور آپ کی آنکھ سے آنسو جاری تھے تو اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کو یہ فضیلت بخشی ہے کہ آپ کے سامنے نہ کوئی پہاڑ اور نہ دیوار حجاب ہے بلکہ پوری کائنات ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح ہے آپ جب بھی کسی چیز کو جاننا چاہیں تو صرف اس طرف توجہ دینی ہوتی ہے جیسے آدمی ایک کمرے میں ہو اور کسی چیز کو جاننے کیلئے کہ وہ کہاں ہے صرف توجہ دینی پڑتی ہے۔ یہی عقیدہ اہل ایمان کا ہے جو حدیث سے ثابت ہو رہا ہے کہ پوری کائنات آپ کے سامنے ہے اور آپ ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں اور یہ کمال اللہ وحدہٗ لاشریک نے اپنے محبوب کریم ﷺ کو عطا فرمایا ہے بلکہ ہر خوبی ہر فضیلت جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاصل ہے وہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہے۔

(۲) بعض لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آنسو بہانے کو بیان کر کے لوگوں کو گمراہ کرتے کہ دیکھو جی اگر حضرت زید اور حضرت جعفر کی شہادت پر نبی کریم ﷺ آنسو بہاتے ہیں تو ہم بھی تو یہی کرتے ہیں کہ غم حسین رضی اللہ عنہ میں آنسو بہاتے ہیں مگر ہم پر اہل سنت فتوے لگاتے ہیں کہ ناجائز اور حرام ہے۔ جب کہ حضرت جعفر اور حضرت زید رضی اللہ عنہما پر نبی ﷺ نے بھی آنسو بہائے تو اس کا جواب یہ ہے کہ آنسو بہانے پر تو اہل سنت کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہے غم میں آنسو نکل جانا شریعت کے خلاف نہیں مگر رونے کے ساتھ غیر شرعی بین کرنا، ماتم کرنا رخسارے پیٹنا، بال نوچنا، سینہ کوبی کرنا یہ سب حرام اور ناجائز ہے بلکہ حضور ﷺ نے فرمایا وہ شخص ہم میں سے نہیں جو منہ پیٹے، گریبان چاک کرے، جاہلیت کے دور کے طریقوں کو اپنائے یعنی بین کرے یا نوحہ کرے (متفق علیہ) جیسا کہ آجکل ماتمی سنگتیں بنالی گئی ہیں اور پھر خوب سینہ کوبی ہوتی ہے بلکہ بلیڈ مارنا، چھریاں مارنا اور پھر آگ پر ماتم کرنا سب کے سب حرام ہیں اور بہت بڑی جہالت اور گمراہی ہے۔ اگر اسی عقیدے پر موت آئی تو جہنم کا ایندھن ہوگا، جہاں تک غم حسین رضی اللہ عنہ میں آنسوؤں کا نکل جانا ہے اگر مکاری عیاری سے پاک ہو اور واقعۃً محبت کی بنا پر دل اتنا دکھ محسوس کرے اور آنسو نکل جائیں تو یہ جائز اور درست ہے بلکہ یہ محبت ذریعہ نجات ہے۔ اگر بدعقیدگی سے پاک ہو اگر بدعقیدگی والا معاملہ ہو تو اس کا کوئی عمل بھی فائدہ مند نہیں ہوگا۔

Marfat.com

شانِ سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

حَدَّثَنِیْ ھِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا صَدَقَۃُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنِیْ زَیْدُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ عُبَیْدِ اللہِ عَنْ عَائِذِ اللہِ اَبِیْ اِدْرِیْسَ عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ کُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذْ اَقْبَلَ اَبُوْبَکْرٍ اٰخِذًا بِطَرَفِ ثَوْبِہٖ حَتّٰی اَبْدٰی عَنْ رُکْبَتِہٖ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَّا صَاحِبُکُمْ فَقَدْ غَامَرَ فَسَلَّمَ وَقَالَ اِنِّیْ کَانَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ ابْنِ الْخَطَّابِ شَیْءٌ فَاَسْرَعْتُ اِلَیْہِ ثُمَّ نَدِمْتُ فَسَاَلْتُہٗ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ فَاَبٰی عَلَیَّ فَاَقْبَلْتُ اِلَیْکَ فَقَالَ یَغْفِرُ اللہُ لَکَ یَا اَبَابَکْرٍ ثَلَاثًا ثُمَّ اِنَّ عُمَرَ نَدِمَ فَاَتٰی مَنْزِلَ اَبِیْ بَکْرٍ فَسَاَلَ اَثَمَّ اَبُوْبَکْرٍ فَقَالُوْا لَا فَاَتٰی اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ فَجَعَلَ وَجْہُ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَمَعَّرُ حَتّٰی اَشْفَقَ اَبُوْبَکْرٍ فَجَثَا عَلٰی رُکْبَتَیْہِ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللہِ وَاللہِ اَنَا کُنْتُ اَظْلَمَ مَرَّتَیْنِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللہَ بَعَثَنِیْ اِلَیْکُمْ فَقُلْتُمْ کَذَبْتَ وَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ صَدَقَ وَوَاسَانِیْ بِنَفْسِہٖ وَمَالِہٖ فَھَلْ اَنْتُمْ تَارِکُوْنِیْ صَاحِبِیْ مَرَّتَیْنِ فَمَا اُوْذِیَ بَعْدَھَا۔ (بخاری، کتاب الانبیاء، حدیث نمبر ۸۶۱)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی اپنی چادر کا کنارا پکڑے ہوئے حاضر ہوئے یہاں تک کہ ان کا گھٹنا ننگا ہو گیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے یہ صاحب لڑ جھگڑ کر آ رہے ہیں۔ پس انہوں نے سلام کیا اور بتانے لگے کہ میرے اور عمر فاروق کے درمیان تکرار ہو گیا تو جلدی میں منہ سے ایک بات نکل گئی۔ جس پر مجھے بعد میں ندامت ہوئی اور میں ان سے (یعنی عمر رضی اللہ عنہ) سے معافی مانگی لیکن انہوں نے معاف کرنے سے انکار کر دیا۔ لہٰذا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر اللہ تعالیٰ تجھے معاف فرمائیں۔ یہ تین مرتبہ فرمایا۔ اس کے بعد عمر فاروق نادم ہو کر حضرت ابوبکر کے در دولت پر حاضر ہوئے اور ان کے بارے میں پوچھا جواب ملا کہ وہ گھر پر نہیں ہیں۔ پس یہ بھی (یعنی عمر فاروق رضی اللہ عنہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور سلام پیش کیا۔ اس وقت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا۔ یہ صورت حال دیکھ کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ڈر گئے اور گھٹنوں کے بل ہو کر عرض گزار ہوئے۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی قسم مجھ سے بڑی زیادتی ہوئی ہے۔ یہ دو مرتبہ عرض

Marfat.com

کیا۔ پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا بیشک جب اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف معبوث فرمایا تو تم سب لوگوں نے کہا کہ یہ جھوٹ بولتا ہے لیکن اکیلے ابوبکر نے کہا کہ (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) سچ بولتے ہیں اور پھر اپنی جان اور اپنے مال سے میری خدمت میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ پھر دو مرتبہ فرمایا کہ کیا تم میرے ایسے ساتھی کو چھوڑ دو گے پھر اس کے بعد کسی نے اُف بھی کہنے کی جرأت کی۔

وضاحت : حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر تھا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنی چادر کا پلہ پکڑے ہوئے حاضر ہوئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھ فرمایا تمہارے یہ صاحب یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کسی سے جھگڑا کر کے آئے ہیں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حاضر ہوکر سلام پیش کیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں عرض گزار ہوئے کہ یارسول اللہ ﷺ میرے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ جھگڑا ہو گیا اور میرے منہ سے کچھ ایسے الفاظ نکلے جو عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پسند نہ آئے۔ جس پر مجھے افسوس ہوا کہ مجھے ایسا نہیں کہنا چاہئے تھا اور میں نے فوراً عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معافی مانگی مگر انہوں نے معاف کرنے سے انکار کر دیا۔ اب میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی گفتگو سن کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے ابوبکر اللہ تجھے معاف فرمائے اور یہ جملہ آپ ﷺ نے تین بار فرمایا، ادھر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بھی پریشانی کے عالم میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر حاضر ہوئے اسلئے کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمادیا کہ مجھے افسوس ہے کہ میری زبان سے جو جملہ نکلا ہے وہ ٹھیک نہیں، لہٰذا معذرت چاہتا ہوں تو مجھے معذرت قبول کر لینی چاہئے تھی۔ لہٰذا اب میں صدیق اکبر کے گھر جا کر معذرت کرتا ہوں۔ تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے در دولت پر حاضر ہوئے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا تو جواب آیا کہ وہ گھر پر موجود نہیں ہیں۔ تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی حضور نبی اکرم نور مجسم ﷺ کی بارگاہ کا رُخ کیا جب بارگاہ رسول ﷺ میں حاضر ہوئے اور سلام پیش کیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرہ انور کا رنگ بدل گیا (یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام غصے میں آگئے) آپ ﷺ کو غصے کی حالت میں دیکھ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی گھبرا گئے اور خوف کے مارے گھٹنوں کے بل انتہائی عاجزی سے عرض گزار ہوئے کہ یارسول اللہ ﷺ خدا کی قسم مجھ سے بہت بڑی غلطی ہوئی ہے میں معافی چاہتا ہوں۔ یہ دو مرتبہ عرض کیا تو حضور امام الانبیاء ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے

Marfat.com

فرمایا سنو جب اللہ تعالیٰ نے مجھے نبی بنا کر تمہاری طرف بھیجا تو تم سب لوگوں نے مجھے جھٹلایا مگر ابوبکر صدیق نے میر
تائید کی اور حق کو قبول کر لیا اور پھر اپنی جان اور مال کی پرواہ نہ کئے میرا ساتھ دیا۔ یہ جملہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دو مر
دھرایا اور پھر فرمایا کہ کیا تم میرے اس مخلص ساتھی کو چھوڑ دو گے، ابو درداء فرماتے ہیں اس کے بعد کسی صحابی نے یہ جرأ
نہیں کی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مزاج کے خلاف بات کرے۔

تشریح:
اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ا
تربیت فرمائی تھی کہ وہ کسی کے دل کو دکھانا بھی جرم تصور کرتے تھے کہ کوئی جملہ زبان پاک سے سہواً
گیا جو حضرت عمر فاروق نے محسوس کیا مگر جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فوراً معذرت کر لی۔ اگر اتنی فضیلت و عظ
کا مالک کہ جس کی فضیلت میں قرآن نازل ہوا اور جس کو جنت کی بشارت دی گئی ہو وہ فوراً معذرت کرتا ہے تو آج ہم لو
اپنی طرف غور کریں کہ گناہ پر گناہ کئے جا رہے ہیں اور ایک دوسرے کی توہین و تذلیل دن رات کرتے ہیں مگر کبھی خیال نہ
آیا کہ ہم اللہ کو کیا جواب دیں گے۔ ہر شخص کو چاہئے کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زندگی پر غور کرے اور ان کے نقش قد
چلنے کی کوشش کرے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میرے صحابہ راہ ہدایت پر ہیں ان کی اقتدا کرو تم بھی
ہدایت پر رہو گے۔ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ ایسی گفتگو نہ کرے جس سے کسی دوسرے کا دل دکھے کسی کو اللہ کیلئے خوش ک
نیکی اور دکھ دینا برائی ہے بلکہ کسی کو بلاوجہ ستانا اللہ کے غضب کو دعوت دینا ہے اور ان لوگوں کو تو فوراً توبہ کرنی چاہئے جو طا
کے بل بوتے پر لوگوں پر ظلم کرتے ہیں پھر یہ کہ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معذرت قبول نہ کرنے کی
سے ندامت محسوس کرنا کہ مجھے چاہئے تھا حضرت ابوبکر صدیق کی بزرگی کا احترام کرتے ہوئے فوراً معذرت قبول کرتا اور
کو معاف کر دیتا، جو میں نہیں کر سکا یہ احترام حضرت ابوبکر کے خلاف ہو گیا ہے۔ لہٰذا مجھے ان کے در دولت پر حاضر ہو کر
معذرت کرنی چاہئے۔ یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عظمت و شان ظاہر کرتی ہے کہ ان کے دل میں بھی وہ جذبہ تھ
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دل میں تھا اور یہ وہ ایمان کا رشتہ ہے جو مومن کامل کا مومن سے ہوتا ہے اور ہونا چاہئے۔ جس
آج کل فقدان ہے جو سراسر جہالت ہے۔ مسلمان کو چاہئے کہ اگر سہواً کوئی غلطی ہو جائے تو دوسرے بھائی کو خوش کرے
معذرت کرے۔ اس سے اللہ کریم اپنے بندے پر خوش ہو جاتا ہے اور ان لوگوں کو بھی توبہ کرنی چاہئے جو انبیاء، صحابہ کر
علماء حق و شہیدوں اور اولیاء اللہ کی مخالفت کرتے ہیں۔ اگر توبہ کے بغیر موت آ گئی تو ایسا شخص جہالت کی موت مرے گا

Marfat.com

ایمان کی موت نہیں ہوگی اور یہ اپنی جان پر سب سے بڑا ظلم کرنا ہے تو جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مجھے معافی دینے سے انکار کر دیا ہے۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر پھر کیا ہوا اگر عمر معاف نہیں کرتے تجھے اللہ معاف فرمائے کیونکہ وہ تو قادر مطلق ہے جیسے چاہے کرسکتا ہے مطلب بے فکر ہو جا تجھے معافی ہوگئی ہے۔ اس سے ایک بات تو یہ ظاہر ہوئی کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ انتہا درجے کے متقی پرہیزگار تھے اور جو لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر الزام تراشی کرتے ہیں وہ آخری درجے کے بددیانت اور جھوٹے ہیں۔

(۳) جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور سلام پیش کیا تو حضور نبی اکرم نور مجسم ﷺ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیکھتے ہی جلال میں آگئے اور سب صحابہ جو اس وقت بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر تھے اور خصوصاً جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف اپنے چہرے مبارک کا رخ کرتے ہوئے فرمایا کہ لوگو سن لو جب اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف مبعوث فرمایا تو تم سب لوگوں نے مجھے ماننے سے انکار کر دیا ایک ابوبکر تھے جنہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور میرے اعلانِ حق کو جانا اور مانا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو قطعاً یہ گوارا نہیں کہ کوئی شخص جناب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا احترام نہ کرے۔ چاہے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی غلطی بھی ہوگئی ہو۔ جیسا کہ صدیق اکبر خود فرماتے ہیں کہ میری زبان سے ایسے الفاظ نکلے جو عمر فاروق کی شایان شان نہ تھے مگر اس کے باوجود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ناراضگی کا اظہار فرما کر قیامت تک کے آنے والے مسلمانوں کو بتانا چاہتے تھے کہ لوگو میرے ابوبکر کا ہر صورت میں احترام کرو جو میرے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا احترام نہیں کرے گا وہ مجھے قبول نہیں۔ جان لو جو شخص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا احترام نہیں کرے گا اس پر اس کا رسول ﷺ راضی نہیں ناراض ہوگا۔ جس سے رسول اللہ ﷺ ناراض ہوئے اس پر اللہ بھی ناراض ہوگا اور جس پر اللہ اور اللہ کا رسول ناراض ہوگیا اس کا سب کچھ تباہ برباد ہوگیا اور وہ شخص جہنمی ہوگیا تو جب جناب سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ میں پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے در دولت پر حاضر ہوا تا کہ معافی طلب کروں جب وہاں نہیں پایا تو حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوگیا ہوں اور میں عرض کرنے ہی والا تھا کہ حضور ﷺ مجھ سے غلطی ہوئی ہے۔ لہٰذا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرما دیا جائے کہ مجھے معاف فرما دیں تو رسول اللہ ﷺ خوش ہوگئے۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

عنہ فرماتے ہیں اس کے بعد یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے بعد کسی صحابی نے یہ جرأت نہیں کی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے احترام میں سرموء فرق پائے مطلب کہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا احترام کرتے تھے۔ عمر فاروق، عثمان غنی، مولا علی، جناب امام حسن اور امام حسین یا دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سب کے سب نے پوری زندگی اس بات کا خاص خیال رکھا ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احترام میں فرق نہ آئے۔ تا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ناراض نہ ہو جائیں۔ تو آپ اندازہ فرمائیں کہ جو شخص صرف احترام صدیق اکبر نہ کرے اس پر اللہ اور اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو جائے تو جو لوگ توہین صدیق اکبر کرتے ہیں وہ کتنے نامراد ہوں گے۔ یقیناً وہ لوگ انتہا درجے کے ملعون ہیں اگر توبہ کئے بغیر موت آ گئی تو ایمان کی موت نصیب نہیں ہوگی۔ اس لئے جو لوگ گروہ بندی کا شکار ہو کر اس فعل ملعونہ میں مبتلا ہیں ان کو جلدی سے توبہ کرنی چاہئے بصورت دیگر دنیا سے ایمان لیکر نہیں جائے گا اور ایسے لوگوں کی نہ تو امامت جائز ہے اور نہ ہی بیعت جائز بلکہ حرام ہے۔

Marfat.com

عظمتِ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ حُمَیْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّ اَبَا هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَیْنِ مِنْ شَیْءٍ مِّنَ الْاَشْیَآءِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ دُعِیَ مِنْ اَبْوَابٍ یَعْنِی الْجَنَّةَ یَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا خَیْرٌ فَمَنْ کَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّلٰوةِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الصَّلٰوةِ وَمَنْ کَانَ مِنْ اَهْلِ الْجِهَادِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ کَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ وَمَنْ کَانَ مِنْ اَهْلِ الصِّیَامِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الصِّیَامِ وَبَابِ الرَّیَّانِ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ مَا عَلٰی هٰذَا الَّذِیْ یُدْعٰی مِنْ تِلْکَ الْاَبْوَابِ مِنْ ضَرُوْرَةٍ وَقَالَ هَلْ یُدْعٰی مِنْهَا کُلِّهَا اَحَدٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ وَاَرْجُوْ اَنْ تَکُوْنَ مِنْهُمْ یَا اَبَا بَکْرٍ ۔ (بخاری، کتاب الانبیاء، حدیث نمبر ۸۶۶)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک چیز کا جوڑا خرچ کرے گا اسے جنت کے سب دروازوں سے بلایا جائے گا۔ اے اللہ کے بندے! یہ بھلائی ہے پس جو نمازی ہے اسے نماز والے دروازے سے، جو مجاہد ہے اسے جہاد والے دروازے سے جو خیرات کرتا ہے اسے خیرات والے دروازے سے اور جو روزے رکھے گا اسے روزوں والے باب الریان سے بلایا جائیگا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمانے لگے جو ان سب دروازوں سے بلایا جائے اسے تو خدشہ ہی کیا پھر عرض گذار ہوئے یارسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کوئی ایسا بھی ہے جسے سب دروازوں سے بلایا جائے گا۔ (تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے) فرمایا ہاں ہے۔ اے ابوبکر مجھے امید ہے کہ تم ان لوگوں میں سے ہو۔

تشریح: اس حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وہ عظیم شخصیت ہیں جو سخی بھی ہیں اور جب سخاوت فرماتے اس بات کا خیال رکھتے تھے جو چیز راہ خدا میں دی جائے وہ جوڑا ہو اگر کپڑے دیئے جائیں تو دو جوڑے ہوں اگر مال دیا جائے تو دگنا ہو یعنی روپیہ دیا جائے تو تب دو ہوں۔ اگر سینکڑوں میں دیئے جائیں تو دو سو ہوں اگر ہزاروں میں دیئے جائیں تو ہزار یعنی جو بھی دیا جائے تو دو ہوں، اگر گھوڑے اللہ کی راہ میں

Marfat.com

جہاد کیلئے دیئے جائیں تو تب بھی دو ہوں وغیرہ۔ یعنی جو بھی دیا جائے جوڑے کی صورت میں ہو مگر جس کو توفیق ہو تو ایک بھی درست اور باعث نجات ہے۔ ہاں دو میں فضیلت ہے۔ حضرت امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا جو یہ معمول بنا لے تو اسے بھی جنت کے سب دروازوں سے بلایا جائے گا۔ اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو مجاہد ہو گا۔ اسے جہاد والے دروازے سے بلایا جائے۔ جو خیرات کرنے والا ہو گا اسے خیرات والے دروازے سے روزے رکھنے والوں کو باب ریحان سے۔ جب حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ نے یہ فرمایا تو صدیق عرض گذار ہوئے کہ یا رسول ﷺ کوئی خوش نصیب ہے ایک دروازے سے جنت میں چلا گیا تو وہ جنت میں داخل تو ہو گیا مگر کوئی ایسا خوش نصیب بھی ہو گا جس کو جنت کے سب دروازوں سے بلایا جائے گا مطلب کہ جہاد کرنے والا بھی ہو خیرات کرنے والا بھی ہو روزے رکھنے والا بھی ہو یعنی اس میں وہ سب خوبیاں ہوں جن خوبیوں کی وجہ سے آدمی جنتی ہوتا ہے اور اسے جنت کے سب دروازوں سے جنت کی طرف بلایا جائے تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے میرے پیارے ابو بکر وہ تم ہو جس کو جنت کے سب دروازوں سے بلایا جائے گا۔
اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ عظیم ہستی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے ہر خوبی پیدا فرمائی ہے اور ان سب چیزوں کی بنیاد اصل میں عشق مصطفےٰ ﷺ ہے جو محبوب پاک کی زبان سے نکلا وہ حضرت صدیق اکبر نے پورا کیا۔
اگر مال کا حکم ہوا تو سب کچھ لا کر حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں ڈھیر کر دیا۔ اگر جہاد کا حکم ہوا تو آپ کو اسی وقت تیار پایا۔
مختصراً جو بھی زبان پاک سے نکلا حضرت صدیق اکبر نے اس کی تعمیل کی۔ سر موء بھی غفلت نہیں کی۔ یہ وہ خلوص اور محبت تھی جس کی وجہ سے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ خبردار سب لوگو سن لو کہ ابو بکر میرا مخلص ساتھی ہے۔ اس کا احترام سب پر ضروری ہے کیونکہ یہ مال جان سب کچھ قربان کرنے والا ہے۔ اور یہ وہ شخصیت ہے جس نے ایک لمحہ کیلئے بھی میرا ساتھ نہیں چھوڑا جیسے کہ پچھلی حدیث میں آپ پڑھ چکے ہیں۔ کتنے نامراد وہ لوگ ہیں جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر طعن کرتے ہیں جس پر اللہ کا رسول ﷺ اتنا خوش ہو اور جنت کی بشارتیں دے جو اس شخص کے ایمان یا خلوص پر شک کرے وہ کبھی بھی ایمان والا نہیں ہو سکتا اور جو توہین صدیق اکبر کرے گا اس پر اللہ کا رسول ﷺ ناراض ہے۔ جس پر اللہ کا رسول ناراض ہو جائے اس پر اللہ بھی ناراض ہو گیا۔ جس پر اللہ و رسول ﷺ ناراض ہو جائیں۔ وہ جنتی نہیں ہو گا بلکہ جہنمی ہو گا۔ لہٰذا ہر شخص کو چاہئے گروہ بندی کی لعنت کو چھوڑ کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عقیدتمند بنے اور تبرا بازی سے باز رہے ایسے ملعون لوگوں سے دور رہے کیونکہ صحابہ پر تبرا کرنے والے انتہا درجے کے بد بخت انسان ہیں۔ جن کا خاتمہ گمراہی پر ہو گا۔ اگر اللہ و رسول ﷺ کو خوش کرنا چاہتے ہو تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا احترام کرو اور اسی میں نجات ہے۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل ترین آدمی

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا جَامِعُ ابْنُ أَبِي رَاشِدٍ حَدَّثَنَا أَبُو يَعْلَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ عُمَرُ وَخَشِيتُ أَنْ يَقُولَ عُثْمَانُ قُلْتُ ثُمَّ أَنْتَ قَالَ مَا أَنَا إِلَّا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۔ (بخاری، کتاب الانبیاء، حدیث نمبر ۸۶۸)

حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد محترم (حضرت علی رضی اللہ عنہ) سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر کون ہے؟ تو جناب علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہیں، میں نے پوچھا (ان کے بعد) پھر کون ہے؟ فرمایا عمر (رضی اللہ عنہ) ہیں اور میں حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کا نام لینے سے ڈرا، میں نے پوچھا پھر آپ ہیں؟ فرمایا میں نہیں بلکہ مسلمانوں میں سے ایک شخص اور ہے۔

وضاحت : حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضرت مولائے کائنات جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے ہیں، فرماتے ہیں کہ ایک دن میں اپنے والد گرامی جناب علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور فرمایئے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل اور بہتر کون شخص ہے۔ تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کے بعد سب سے بہتر اور افضل ترین شخص حضرت ابوبکر صدیق ہیں۔ محمد بن حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے پھر عرض کیا کہ جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد کون افضل ہے تو حضرت مولائے کائنات جناب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرمانے لگے کہ ابوبکر کے بعد جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں۔ حضرت محمد بن حنفیہ فرماتے ہیں میں نے اس کے بعد عرض کیا کہ کیا ان کے بعد آپ ہیں؟ تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرمانے لگے کہ میں نہیں شیخین کے بعد ایک اور مسلمان شخص ہے یعنی حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ ہیں۔

تشریح: اس حدیث پاک سے ثابت ہوا بعد از انبیاء افضل البشر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں جیسا کہ حدیث کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے۔ جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے اس فرمان کے بعد کوئی صاحب ایمان افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا انکار نہیں کر سکتا کیونکہ جناب علی شیر خدا کا بیان کبھی بھی قرآن وحدیث

Marfat.com

کے خلاف نہیں ہوسکتا اور نہ ہی جناب علی رضی اللہ عنہ کا فیصلہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف ہوسکتا ہے۔ اسلئے ہر مسلمان کو چاہئے فرمان علی رضی اللہ عنہ کی روشنی میں اپنا عقیدہ درست رکھے۔ اگر کوئی شخص فضیلت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا منکر ہوگا وہ شخص قرآن وحدیث اور جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فیصلے کے خلاف عقیدہ رکھے گا جو سراسر جہالت اور ہٹ دھرمی پر مبنی ہوگا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ محبت کرنے والے وہ لوگ ہوتے ہیں جو ان کے فرمان کو مانتے ہیں۔ وہ لوگ منکر ہیں جو آپ کے فیصلے کو نہیں مانتے بلکہ منافق ہیں اگر واقعتہً جناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ کو ماننے والے ہوتے تو فرمان علی (رضی اللہ عنہ) کے سامنے سر تسلیم خم کردیتے اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عقیدت رکھتے اور ان کی اس فضیلت کا اقرار کرتے پھر حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا حضور فرمایئے کہ بعد از انبیاء افضل البشر تو حضرت ابوبکر صدیق ہوئے۔ ان کے بعد فضیلت کن کو حاصل ہے تو جناب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فضیلت والے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ شیخین تمام صحابہ کرام سے افضل ہیں اس کے بعد جناب علی رضی اللہ عنہ کے نام لئے بغیر فرمایا کہ ایک تیسرا شخص ہے یعنی جناب عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور نام نہ لینے کی وجہ یہ ہوئی کہ حضرت محمد بن حنفیہ فرماتے ہیں کہ میں نے شیخین کے نام کے بعد عرض کیا کہ حضور شیخین کے بعد آپ ہیں تو اس کے جواب میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ میں نہیں مسلمانوں میں ایک اور شخص ہے یقیناً اگر محمد بن حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ معمول کے مطابق سوال کرتے جیسے پہلے کر رہے تھے تو یقیناً مولائے کائنات علی شیر خدا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا نام لیتے۔ نام نہ لینے کی وجہ کوئی اور نہ تھی جس طرح انداز سوال بدلا اس کے مطابق انداز جواب تھا۔ اگر محمد بن حنفیہ انداز سوال وہی رکھتے کہ نبی کے بعد بہتر کون ہے تو فرمایا ابوبکر پھر اس کے بعد فرمایا عمر۔ اگر اسی طرح عرض کرتے کہ عمر کے بعد تو یقیناً جواب عثمان غنی ہوتا۔ جب محمد بن حنفیہ نے عرض کیا کہ عمر کے بعد آپ ہیں تو جناب علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں مسلمانوں میں ایک اور شخص ہے۔ یعنی عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان الفاظ سے ایک اشارہ یہ ملتا ہے اس کے بعد علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیونکہ جناب علی کا فرمانا کہ ایک شخص اور ہے۔ اس بات کی دلیل ہے کہ جناب علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کے بعد میں (یعنی علی کرم اللہ وجہہ الکریم) ہوں۔ الحمد للہ اہل سنت کا عقیدہ بھی وہی ہے جو فرمان علی رضی اللہ عنہ ہے یعنی اہل سنت کے حق ہونے کی دلیل ہے کہ مجھ سے پہلے تین ہیں۔ یہ اشارہ خلافت کی طرف بھی ہوسکتا ہے بلکہ یقیناً ہے اس ترتیب پر عمل ہوا اور یہی اہل سنت وجماعت کا عقیدہ ہے جو اس حدیث کے عین

Marfat.com

مطابق ہے اور یہی حق ہے جو لوگ اس ترتیب کے خلاف ہیں جس کو جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم بیان فرما رہے ہیں یقیناً وہ بھٹکے ہوئے ہیں صراط مستقیم پر نہیں۔ نجات اسی عقیدہ پر ہوتی ہے جو قرآن وحدیث سے ثابت ہو اور جو لوگ خود جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ماننے والے کہلاتے ہیں اگر وہ اپنے دعوے میں سچے ہوتے تو جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے فیصلے کو رد نہ کرتے۔ صحیح معنوں میں محبت کرنے والا وہی ہوگا جو آپ کے فرمان کے مطابق عقیدہ رکھے گا بصورت دیگر منافق ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم مالک ومختار ہیں

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِسْكِينٍ اَبُو الْحَسَنِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ شَرِيكِ ابْنِ اَبِي نَمِرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ اَبُو مُوسَى الْاَشْعَرِيُّ اَنَّهُ تَوَضَّأَ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ خَرَجَ فَقُلْتُ لَاَلْزَمَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَاَكُونَنَّ مَعَهُ يَوْمِي هٰذَا قَالَ فَجَآءَ الْمَسْجِدَ فَسَأَلَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا خَرَجَ وَوَجَّهَ هٰهُنَا فَخَرَجْتُ عَلٰى اَثَرِهِ اَسْاَلُ عَنْهُ حَتّٰى دَخَلَ بِئْرَ اَرِيسٍ فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ وَبَابُهَا مِنْ جَرِيدٍ حَتّٰى قَضٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجَتَهُ فَتَوَضَّأَ فَقُمْتُ اِلَيْهِ فَاِذَا هُوَ جَالِسٌ عَلٰى بِئْرِ اَرِيسٍ وَتَوَسَّطَ قُفَّهَا وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ فَقُلْتُ لَاَكُونَنَّ بَوَّابَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَوْمَ فَجَآءَ اَبُو بَكْرٍ فَدَفَعَ الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ اَبُو بَكْرٍ فَقُلْتُ عَلٰى رِسْلِكَ ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَبُو بَكْرٍ يَسْتَاْذِنُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَاَقْبَلْتُ حَتّٰى قُلْتُ لِاَبِي بَكْرٍ اُدْخُلْ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَشِّرُكَ بِالْجَنَّةِ فَدَخَلَ اَبُو بَكْرٍ فَجَلَسَ عَنْ يَمِينِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُ فِي الْقُفِّ وَدَلّٰى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ كَمَا صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ وَقَدْ تَرَكْتُ اَخِي يَتَوَضَّأُ وَيَلْحَقُنِي فَقُلْتُ اِنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِفُلَانٍ خَيْرًا يُرِيدُ اَخَاهُ يَاْتِ بِهِ فَاِذَا اِنْسَانٌ يُحَرِّكُ الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقُلْتُ عَلٰى رِسْلِكَ ثُمَّ جِئْتُ اِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ هٰذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسْتَاْذِنُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَجِئْتُ فَقُلْتُ اُدْخُلْ وَبَشَّرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ فَدَخَلَ فَجَلَسَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقُفِّ عَنْ يَسَارِهِ وَدَلّٰى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ فَقُلْتُ اِنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِفُلَانٍ خَيْرًا يَاْتِ بِهِ فَجَآءَ اِنْسَانٌ يُحَرِّكُ الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقُلْتُ عَلٰى رِسْلِكَ فَجِئْتُ اِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ

Marfat.com

عَلٰی بَلْوَی تُصِیبُهٗ تُصِیبُكَ فَدَخَلَ فَوَجَدَ الْقُفَّ قَدْ مُلِئَ فَجَلَسَ وِجَاهَهٗ مِنَ الشِّقِّ الْاٰخَرِ قَالَ شَرِیْكٌ قَالَ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ فَاَوَّلْتُهَا قُبُوْرَهُمْ۔

(بخاری، کتاب الانبیاء، حدیث نمبر ۱۔۸)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اپنے گھر سے وضو کر کے باہر نکلے اور دل میں کہنے لگے کہ آج میں ضرور رسول اللہ ﷺ کی خدمت کروں گا اور ضرور آپ کے ساتھ رہوں گا۔ پس وہ مسجد میں آئے اور نبی کریم ﷺ کے متعلق پوچھا، لوگوں نے بتایا کہ آپ اس طرف تشریف لے گئے ہیں، وہ نقش قدم دیکھتے اور پوچھتے ہوئے چلتے رہے اور یہاں تک کہ بیئر اریس پر جا پہنچے۔ پس میں دروازے پر بیٹھ گیا جو کھجور کی شاخوں کا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت سے فارغ ہوئے اور آپ نے وضو فرمالیا تو میں اُٹھا اور خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپ ﷺ بیئر اریس پر بیٹھ گئے منڈیر کے درمیان پنڈلیاں کھولیں اور انہیں کنویں میں لٹکا لیا میں سلام کر کے لوٹ آیا اور دروازے پر آ کر بیٹھ گیا۔ اپنے دل میں سوچا کہ آج میں رسول اللہ ﷺ کا دربان بن کر رہوں گا، پھر ابوبکر آئے اور انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا، میں نے پوچھا کون ہے۔ جواب ملا ابوبکر، میں نے عرض کی ٹھہریئے پھر میں جا کر عرض گزار ہوا یا رسول اللہ ﷺ یہ ابوبکر ہیں اور حاضر ہونے کی اجازت چاہتے ہیں۔ فرمایا انہیں اجازت دے دو اور انہیں جنت کی خوشخبری سناؤ۔ میں نے آگے بڑھ کر ابوبکر سے کہا اندر تشریف لایئے اور رسول خدا ﷺ آپ کو جنت کی بشارت دیتے ہیں۔ پس حضرت ابوبکر آ کر رسول اللہ ﷺ کے دائیں جانب چبوترے پر بیٹھ گئے اور اپنی ٹانگیں کنویں میں لٹکا لیں اور پنڈلیاں کھول دیں جس طرح رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔ میں واپس آ کر اسی جگہ بیٹھ گیا، میں اپنے بھائی کو وضو کرتے ہوئے چھوڑ آیا تھا اور وہ بھی میرے ساتھ آنا چاہتے تھے پس میں نے سوچا اب اسی دوران کسی نے دروازہ ہلایا میں نے پوچھا کون ہے؟ جواب آیا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں۔ میں نے عرض کیا ذرا ٹھہریئے پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا سلام عرض کیا اور کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اجازت طلب کر رہے ہیں۔ فرمایا انہیں اجازت دے دو اور انہیں جنت کی بشارت دے دو۔ میں گیا اور عرض کیا اندر تشریف لایئے اور رسول اللہ آپ کو جنت کی بشارت دیتے ہیں۔ پس یہ اندر آئے اور چبوترے پر رسول اللہ ﷺ کے بائیں جانب بیٹھ گئے اور اپنے دونوں پاؤں کنویں میں لٹکا لئے پھر میں واپس آ کر بیٹھ گیا اور اپنے جی میں کہنے لگا کہ کاش اللہ تعالیٰ فلاں کے (یعنی عثمان غنی) کے ساتھ بھی بھلائی کا ارادہ کرے۔ پس کسی نے دروازہ

Marfat.com

ہلایا میں نے پوچھا کون ہے۔ جواب دیا عثمان بن عفان ہوں۔ میں نے عرض کیا ذرا ٹھہریئے، پس میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کی خدمت میں عرض کیا فرمایا انہیں اجازت دے دو اور جنت کی بشارت بھی دے دو۔ اور ایک مصیبت انہیں پہنچے گی۔ پس میں انہیں داخل ہونے کیلئے عرض کیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ آپ کو جنت کی بشارت فرمارہے ہیں اور آپ کو ایک مصیبت پہنچے گی، وہ اندر داخل ہوئے تو چبوترے کو بھرا ہوا دیکھ کر دوسری جانب بیٹھ گئے۔ شریک نے سعید بن میتب کا قول نقل کیا ہے۔ اس سے میں نے ان کی قبریں مراد لیتا ہوں۔

تشریح: اس حدیث پاک سے چند مسائل روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔ (۱) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مالک و مختار ہونا دوسرا علم غیب شریف اور تیسرا خلفاء رسول ﷺ کی فضیلت اور چوتھا ان کے ایمان پر شک کرنے والا مومن نہیں ہے اور پانچواں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نفع دینے والے ہیں اور چھٹا اہل سنت کا حق ہونا ثابت ہے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ارادہ کیا کہ آج کا دن میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں گذاروں گا۔ چنانچہ میں وضو کر کے آپ ﷺ کو تلاش کرتا ہوا بیئر اریس پر پہنچا اور آپ ﷺ کو پالیا اور میں اسکے دروازے پر بیٹھ گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قضائے حاجت کیلئے تشریف لے گئے تھے جب واپس آ کر آپ ﷺ نے وضو فرمالیا تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام پیش کیا آپ بیئر اریس کے منڈیر پر تشریف فرما ہو گئے اور میں واپس اریس کے کنویں کے دروازے پر بیٹھ گیا جو کھجور کی شاخوں کا بنا ہوا تھا۔ اس خیال سے کہ آج میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دربان ہونے کا شرف حاصل کروں گا۔ چنانچہ کچھ ہی دیر ہوئی کہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے پوچھا کون ہے جواب ملا کہ میں ابوبکر ہوں۔ میں نے عرض کیا ذرا ٹھہریئے۔ ابوموسیٰ اشعری فرماتے ہیں۔ میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر صدیق حاضر ہوئے ہیں اور اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا انہیں آنے دو اور ساتھ انہیں جنت کی بشارت بھی میری طرف سے سنا دینا۔ چنانچہ میں دروازہ پر گیا دروازہ کھولا اور ابوبکر صدیق کی خدمت میں عرض کیا کہ آپکو نبی کریم ﷺ کی طرف سے جنت کی بشارت ہے اور اندر بھی تشریف لائیے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہوئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس دائیں جانب چبوترے پر بیٹھ گئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح بیٹھ گئے۔ اسی طرح ابوبکر کے بعد حضرت عمر

Marfat.com

فاروق آئے۔ اجازت طلب کی اور اجازت ملنے پر حاضر خدمت ہوئے اور ساتھ جنت کی بشارت ملی اور وہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس بائیں جانب اسی طرح بیٹھ گئے اور پھر اس کے بعد عثمان غنی تشریف لائے اور اجازت کے ساتھ جنت کی بشارت بھی مل گئی اور چبوترے پر چونکہ جگہ نہ تھی وہ دوسری جگہ تشریف فرما ہو گئے۔ مگر جناب عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو فرمایا گیا کہ انہیں جنت کی بشارت کے ساتھ ایک مصیبت کی خبر بھی دو جو انہیں پہنچے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مالک ومختار بنایا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب چاہیں جس کو چاہیں جنت عطا فرما دیں جیسا کہ حدیث سے ظاہر ہو رہا ہے۔ مگر کوئی چیز تب دی جاسکتی ہے جب کوئی اس کا مالک ہو۔ جس چیز کا مالک نہ ہو وہ کسی کو نہیں دی جاسکتی کیونکہ اختیار تو تب ہی ہوتا ہے جب اس کا مالک ہو گا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنے غلاموں کو جنت تقسیم کرنا اس بات کی عظیم دلیل ہے کہ اللہ وحدہ لاشریک نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مالک ومختار بنایا ہے۔ جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی چیز کے مالک ومختار نہیں انہیں جماعت پرستی کے چنگل سے نکل کر سوچنا چاہئے کہیں ایسا نہ ہو کہ فرقہ پرستی میں ایمان ضائع ہو جائے اور آخرت خراب ہو جائے کیونکہ قرآن وحدیث کے خلاف عقیدہ باطل ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مالک ومختار نہیں مانتا تو پھر سوچنا ہو گا کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جن کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنت کی بشارت دی ہے کیا وہ ان کو جنتی مانتا ہے یا نہیں۔ یقیناً ہر صاحب ایمان کو ماننا ہو گا کہ خلفاء رسول ﷺ اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جن کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی ہے وہ جنتی ہیں۔ اگر جنتی مانے گا تو پھر یہ عقیدہ رکھنا ہو گا کہ اللہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مالک ومختار بنایا ہے۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مالک ومختار نہیں مانے گا تو پھر خلفاء رسول ﷺ کو جنتی بھی نہیں مان سکتا۔ جب کہ اس کا انکار کفر ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ عقیدہ فرمان رسول ﷺ کے مطابق رکھے کیونکہ اصل ایمان یہی ہے اور یہ ہی صراط مستقیم ہے۔ جس پر بندے کی نجات ہو گی بصورت دیگر دنیا سے باایمان نہیں جائے گا اور پھر جنت میں وہی جائے گا جو ایمان والا ہو گا۔ جس سے ثابت ہوا کہ جو لوگ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ایمان پر طعن کرتے ہیں وہ ایمان والے نہیں ہیں اور وہ ملعون لوگ ہیں اور فرمان رسول کے منکر ہیں اور حدیث رسول ﷺ کا انکار کفر ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنے صحابہ کرام کو جنت کی بشارت دینا ان کے ایمان کی گواہی ہے۔ جو آپ کی گواہی کو ٹھکرائے وہ ایمان والا نہیں۔ اسلئے ایمان کی سلامتی اسی میں ہے کہ بغض صحابہ ترک کر کے حُبِ صحابہ سینوں میں پیدا کی جائے اور پھر یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نفع دیتے ہیں جیسے کہ صحابہ کو جنت عطا فرمائی۔ جو یہ عقیدہ رکھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نفع نہیں دیتے معاذ اللہ وہ حضور علیہ

Marfat.com

الصلوٰۃ والسلام کو بخیل جانتا ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بخیل جانے وہ گمراہی کی موت مرے گا کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بخیل نہیں ہیں آپ کریم ہیں اپنے غلاموں پر کرم فرماتے تھے فرماتے ہیں اور قبر وحشر میں کرم فرمائیں گے۔ اہل اسلام کا عقیدہ ہے جو قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور پھر یہ حدیث علم غیب شریف پر بھی عظیم دلیل ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر شخص کے دل کی کیفیت کو جانتے ہیں کہ میرے خلفاء اور دیگر صحابہ (علیہم الرضوان) جن کو جنت کی کی بشارتیں سنائی گئی ہیں کہ سب ایمان والے ہیں جیسے دوسری جگہ آپ نے حدیث کا مطالعہ فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اپنی نمازیں درست طریقہ سے پڑھا کرو نہ تمہارے رکوع اور نہ ہی خشوع مجھ سے پوشیدہ ہیں۔ مطلب کہ نہ تو تمہاری ظاہری نقل وحرکت مجھ سے پوشیدہ ہے اور نہ ہی تمہاری دل کی کیفیت مجھ سے پوشیدہ ہے اور پھر یہ فرمانا کہ میرے عثمان رضی اللہ عنہ کو جنت کی بشارت کے ساتھ ایک مصیبت کی خبر بھی دے دو جو اُن پر آئے گی یعنی تقریباً چالیس دن کا محاصرہ ہونے کے بعد شہید ہونا، جو لوگ کہتے ہیں کہ نبی کو کل کا علم نہیں کہ کل کیا ہونے والا ہے۔ اُن کو اس حدیث پر غور کرنا چاہئے کہ کتنے سال بعد کی خبر حضور نبی کریم ﷺ نے عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کو پہلے دے دی۔ مگر آدمی راہِ حق اسی وقت تلاش کر سکتا ہے جب انسان ہر قسم کے دھڑے بازی، فرقہ پرستی کے چنگل سے آزاد ہو کر سوچے گا۔ بصورت دیگر منزل نہیں پا سکے گا۔ مگر یہ اس وقت ہوگا جب بندے پر اللہ کا خاص فضل ہوگا اور پھر آدمی حق کو قبول کرتا ہے کیونکہ فضائل وخصائص مصطفےٰ ﷺ پر ایمان رکھنا صحابہ کرام (علیہم الرضوان) کا طریقہ ہے اور انکار کفار اور منافقوں کا طریقہ ہے۔ صاحب ایمان وہی ہوگا جو صحابہ کرام (علیہم الرضوان) والا عقیدہ رکھے گا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اہل سنت کا عقیدہ اس حدیث کے عین مطابق ہے۔ یقین جانئیے عقیدہ وہی صحیح ہے جو قرآن وحدیث کے مطابق ہوگا، اگر کوئی بد بخت قرآن کی کسی آیت یا حدیث رسول ﷺ سے غلط استدلال کرے اس کو صحیح یا غلط جاننے کا بہت آسان طریقہ ہے کہ صحابہ کرام کے عقائد دیکھ لے کیونکہ صحابہ کرام (علیہم الرضوان) کا عقیدہ وہ تھا جو رسول اللہ ﷺ نے سکھایا تھا یعنی ہر آیت اور حدیث کا مطلب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کرام (علیہم الرضوان) کو سمجھایا تھا۔ اس کے مطابق صحابہ عمل کرتے اور عقیدہ رکھتے اگر کوئی شخص اس چیز کو معیار بنائے تو تمام اختلافات ختم ہو سکتے ہیں اور یہ دعوت بھی دیتا ہوں کہ ہر شخص اس چیز پر غور کرے کیا اہل سنت کا عقیدہ صحابہ کرام (علیہم الرضوان) جیسا ہے یا دیگر جتنے فرقے ہیں ان میں سے کسی ایک کا بھی صحابہ جیسا عقیدہ ہے۔ یقیناً صرف اہل سنت کا عقیدہ ایسا ہے جو صحابہ کرام (علیہم الرضوان) والا ہے دیگر جتنے فرقے ہیں کسی ایک بھی عقیدہ صحابہ کرام (علیہم الرضوان) کے مطابق نہیں ہے یہی ان کے باطل اور اہل سنت کے حق ہونے کی دلیل ہے۔

Marfat.com

حضور ﷺ کو ہر بندے کے انجام کا علم ہے

حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ سَعِیْدٍ عَنْ قَتَادَۃَ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ حَدَّثَہُمْ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَعِدَ اُحُدًا اَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِہِمْ فَقَالَ اثْبُتْ اُحُدُ فَاِنَّمَا عَلَیْكَ نَبِیٌّ وَّصِدِّیْقٌ وَّشَہِیْدَانِ ۔ (کتاب الانبیاء حدیث ۸۷۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دن نبی پاک ﷺ اور حضرت ابو بکر حضرت عمر حضرت عثمان (رضوان اللہ علیہم اجمعین) اُحد پہاڑ پر چڑھے تو اسے وجد آ گیا (یعنی ہلنے لگا) آپ (ﷺ) نے فرمایا اُحد ٹھہر جا کیونکہ تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

تشریح: اس حدیث پاک سے چند مسائل حل ہوئے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اُحد خبردار حرکت نہ کر اس خوشی سے کہ مجھ پر امام الانبیاء اور آپ کے مخلص ساتھی جن کا اللہ و رسول ﷺ کی بارگاہ میں بہت بڑا مقام ہے تشریف فرما ہیں مگر ادب کا تقاضا یہ ہے کہ ہلنا بند کر دے چنانچہ اُحد نے تعمیل حکم کرتے ہوئے ہلنا ختم کر دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اصحاب ثلاثہ (علیہم الرضوان) کے قدموں کی برکت سے پہاڑ کو شعور مل گیا اور وہ جان گیا کہ اللہ کے رسول ﷺ تشریف لائے ہیں ساتھ اصحاب ثلاثہ (علیہم الرضوان) ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ پہلے اُحد وجد میں آ گیا جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ٹھہر جا تو اس نے تعمیل حکم کی اور ٹھہر گیا اور اُحد کا ٹھہر جانا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کو قوت سماعت بھی مل گئی تھی۔ اب غور فرمائیں کہ کیا وہ شخص حدیث پر عمل کرنے والا ہو سکتا ہے جو یہ عقیدہ رکھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ نفع نہیں دیتے۔ یقیناً وہ شخص حدیث کا منکر ہے اور گمراہی میں مبتلا ہے۔ اہل ایمان کا عقیدہ اس حدیث کے عین مطابق یہ ہو گا کہ پہلے بے جان پتھر کو جان ملی پھر شعور ملا اور قوت سماعت ملی مگر یہ سب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اصحاب ثلاثہ کے قدموں کی برکت سے ہوا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ :

اور دوسرا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ جو شخص حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صداقت کا منکر ہے وہ بھی حدیث رسول ﷺ کا منکر ہے۔ جو حدیث کا منکر ہے وہ مسلمان نہیں ہو سکتا کیونکہ جس طرح قرآن کا منکر بھی کافر ہے اسی طرح حدیث کا منکر بھی کافر

Marfat.com

ہوگا۔ اصل دین تو فرمان رسول ﷺ پر ایمان لانا ہے۔ لہٰذا صحیح العقیدہ مسلمان وہی ہوگا جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صد
مانے گا اور آپ کے فضائل وخصائص پر ایمان رکھے گا جو لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے فضائل وخصائص کے منکر
اصل میں وہ قرآن وحدیث کے منکر ہیں جو قرآن وحدیث کا منکر ہوگا وہ ایمان سے خالی ہوگا خواہ وہ بظاہر کلمہ پڑھتا بھی

مسئلہ علم غیب :

پھر حضور نبی اکرم نور مجسم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اُحد ٹھہر جا تجھ پر دو شہید ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ و
لاشریک نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب عطا فرمایا ہے کہ کون دنیا سے کس طرح جائے گا اسی کو علم غیب کہا جاتا۔
جس پر یہ حدیث بھی ایک عظیم دلیل ہے۔ حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے متع
فرمایا کہ دونوں شہید ہوں گے۔ چنانچہ جس طرح نبی کریم ﷺ نے فرمایا اسی طرح ہوا دونوں شہید ہوئے اور جو لوگ حض
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کے منکر ہیں وہ بھی اس بات کو مانتے ہیں کہ دونوں صحابہ شہید ہوئے۔ اب چاہئے تو یہ تھ
جو شخص حق جانتا یا مانتا ہے اس حدیث کے بعد وہ جماعتی تعصب کو چھوڑ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس فضیلت پر ایمان
آئے اور یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ کریم نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو علم غیب عطا فرمایا ہے۔ مگر یہ وہی کرے گا جو مخلص مومن
اور قرآن وحدیث کو ہر چیز سے مقدم جانے گا۔ اگر ضد پر قائم ہے تو ایسا شخص مخلص مومن نہیں ہے کیونکہ فرمان رسول ﷺ
مقابلے میں جماعت پرستی گمراہی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ حدیث پر ایمان لانا ہر مسلمان پر ضروری ہے۔ اب خود فیصلہ کریں
کیا کرنا ہے اگر ایمان مضبوط ہوا تو فیصلہ حدیث پر ایمان لانے سے ہوگا۔

خلفاء رسول کی خلافت حق ہے :

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ خلفاء رسول ﷺ کی خلافت حق تھی کیونکہ شہید وہی ہوتا ہے جو حق پر ہو۔ جو حق پر نہ ہ
شہید نہیں ہوتا۔ جو لوگ خلفاء رسول یعنی حضرت صدیق اکبر، حضرت عمر فاروق، عثمان غنی کی خلافت پر طعن کرتے ہیں
حق نہیں جانتے۔ حقیقت میں وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی گواہی کو ٹھکراتے ہیں کیونکہ اگر وہ رسول اللہ ﷺ کی گواہی کو ما
ہوتے تو حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق ان کو حق پر مانتے کیونکہ شہید کا حق پر ہونا ضروری ہے۔ تو جب آپ نے فرم
کہ دونوں شہید ہیں تو یہ گواہی ہے کہ خلفاء رسول حق پر تھے۔ اب اس کا انکار کرنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فیصلے سے ا
اور بغاوت ہے تو جو حضور نبی اکرم ﷺ کے فیصلے یا فرمان کو نہیں مانے گا وہ قرآن کے اعلان کے مطابق وہ ایمان والا نہیں
گا۔ جیسا کہ قرآن کا اعلان ہے تو اے محبوب ﷺ تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہیں ہوں گے جب تک آپس

Marfat.com

ختلاف میں تجھے حاکم نہ مان لیں پھر جو تو فیصلہ کر دے تو اپنے دلوں میں گھٹن نہ پائیں اور خوشی سے مان لیں۔ (سورۃ نساء
یت:۶۵)

اس سے ثابت ہوا صحیح ایمان والا وہی ہوگا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کو تسلیم کرے گا اور فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم
ہے میرے خلفاء (علیہم الرضوان) شہید ہیں، حق پر ہیں اور یہی اہل اسلام کا عقیدہ ہے اس کے سوا سب گمراہی ہے۔ لہٰذا
خلفاء رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت حق ماننا ہی ایمان ہے اور طعن کرنا قرآن و حدیث سے بغاوت ہے جو صریح گمراہی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

شانِ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ اَبِىْ مُلَيْكَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ وُضِعَ عُمَرُ عَلٰى سَرِيْرِهٖ فَتَكَنَّفَهُ النَّاسُ يَدْعُوْنَ وَيُصَلُّوْنَ قَبْلَ اَنْ يُّرْفَعَ وَاَنَا فِيْهِمْ فَلَمْ يَرُعْنِىْ اِلَّا رَجُلٌ اٰخِذٌ مَنْكِبِىْ فَاِذَا عَلِىٌّ فَتَرَحَّمَ عَلٰى عُمَرَ وَقَالَ مَا خَلَّفْتَ اَحَدًا اَحَبَّ اِلَىَّ اَنْ اَلْقَى اللّٰهَ بِمِثْلِ عَمَلِهٖ مِنْكَ وَاَيْمُ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُ لَاَظُنُّ اَنْ يَّجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ وَحَسِبْتُ اَنِّىْ كُنْتُ كَثِيْرًا اَسْمَعُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كُنْتُ اَنَا وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَذَهَبْتُ اَنَا وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَدَخَلْتُ اَنَا وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَخَرَجْتُ اَنَا وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ ۔ (کتاب الانبیاء، حدیث ۸۸۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تابوت پر رکھا گیا تو لوگوں کا جمگھٹا ہو گیا۔ آپ کا جنازہ اٹھنے سے پہلے لوگ دعائیں مانگتے اور نمازیں پڑھتے رہے اور میں بھی ان میں تھا اچانک ایک شخص نے میرا کندھا پکڑ لیا اور وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ پھر انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیلئے دعائے رحمت کی اور فرمایا آپ کے بعد ایسا کوئی شخص نہیں جو مجھے آپ کے برابر محبوب ہو کہ وہ اللہ کی بارگاہ میں آپ جیسے عمل لے کر جائے۔ خدا کی قسم میں تو یہی گمان کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جناب کے دونوں ساتھیوں کے ساتھ رکھے گا اور یہ میں نے اسلئے خیال کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو بارہا فرماتے سنا کہ میں اور ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) تھے۔ میں اور ابوبکر و عمر گئے۔ میں اور ابوبکر و عمر داخل ہوئے۔ میں اور ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) نکلے تھے۔

تشریح: اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے نزدیک حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا بہت بڑا مقام تھا بلکہ جناب حیدر کرار (رضی اللہ عنہ) کے نزدیک فاروق اعظم کے بعد نہ ان جیسا مضبوط ایمان اور نہ ان جیسا کوئی متقی پرہیز گار تھا۔ پھر جناب علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اے عمر رضی اللہ عنہ نہ ہی تم جیسا کوئی میرے نزدیک محبوب و محترم ہے۔ ان الفاظ سے جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا جو نظریہ تھا۔ جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق وہ ظاہر ہوتا ہے اور یہ بہت بڑی گواہی ہے۔ جو لوگ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر طعن تشنیع کرتے ہیں ان کو اپنے عقیدے پر غور کرنا چاہئے کہ کہیں وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گواہی کو تو نہیں جھٹلا رہے ہیں۔ یقین

Marfat.com

جولوگ سیدنا فاروق اعظم (رضی اللہ عنہ) پر تنقید کرتے ہیں حقیقت میں وہ جناب علی رضی اللہ عنہ کی گواہی کو جھوٹا تصور کرتے ہیں (معاذ اللہ) تو جو شخص جناب علی رضی اللہ عنہ کی گواہی کو جھوٹا جانے وہ خود جھوٹا اور ملعون ہے اور آپ سے محبت کرنے والا نہیں بلکہ منافق ہے کہ بظاہر تو محبت کا دعویدار ہے مگر فرمان علی کا انکار کرنے والا ہے۔ اگر یہ لوگ محبت کرنے والے ہوتے تو عمر فاروق سے پیار کرتے چونکہ علی ان سے پیار کرتے تھے۔ اگر علی کو ماننے والے ہوتے تو حضرت فاروق اعظم کو مضبوط ایمان متقی پرہیز گار مانتے کیونکہ علی شیر خدا متقی پرہیز مانتے تھے۔ جولوگ جناب فاروق اعظم کو حق چھیننے والے غاصب معاذ اللہ کہتے ہیں۔ ان گمراہوں کا جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے دور کا واسطہ بھی نہیں ہے۔ جناب مولائے کائنات کا صحیح معنوں میں ماننے والا عقیدت مند وہ ہے جو فرمان علی کو مانے ورنہ منافق ہے۔ پھر جناب حیدر کرار کے الفاظ سے اشارہ ملتا ہے کہ ان کی خلافت حق تھی کیونکہ جناب علی شیر خدا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اے عمر تیرے جیسے اعلیٰ اعمال لے کر اللہ کی بارگاہ میں جانے والا اور کوئی نہیں، مطلب یہ کہ تیرا ہر عمل اللہ اور اس کے رسول کے فرمان کے مطابق تھا۔ اگر معاذ اللہ سیدنا فاروق اعظم غاصب ہوتے تو جناب حیدر کرار کبھی غلط الفاظ زبان پر نہ لاتے کیونکہ فرمان رسول ﷺ ہے کہ جدھر علی ہو گا حق ادھر ہو گا۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ علی رضی اللہ عنہ کی زبان سے حق ہی نکلتا ہے اور حق وہی تھا جو عمر فاروق نے کیا۔ لہٰذا جولوگ خلافت اور باغ فدک کے مسئلہ میں حضرت عمر فاروق پر الزام لگا کر تنقید کرتے ہیں۔ فرمان علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے مطابق وہ سب کے سب کذاب ہیں۔ فرمان علی کو جھٹلانے والے گمراہ ہیں۔ پھر جناب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں اے پیارے عمر میرا گمان تھا جو آج پورا ہوا یقین میں بدل گیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کبھی بھی جناب صدیق اکبر اور تجھ کو اپنے سے جدا نہیں فرمایا تھا جب بھی آپ گفتگو فرماتے تو فرماتے فلاں جگہ میں ابو بکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) تھے۔ یا فلاں جگہ گئے تو دونوں کا نام لیتے یا کوئی بھی بات ہوتی تو ابو بکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) کو اپنے سے جدا نہ فرماتے آج وہ بات پوری ہوئی کہ وصال کے بعد بھی آپ نے دونوں کو جدا نہیں کیا مزاریں بھی ساتھ رکھیں یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بارگاہ میں مقبولیت کی دلیل ہے۔

مردوں کیلئے دعا کرنا:

اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وصال کے بعد مردوں کیلئے دعا کرنا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا معمول تھا۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ سب صحابہ کرام وصال کے بعد فاروق اعظم کیلئے دعائیں مانگتے رہے۔ تو اچانک جناب علی کرم

Marfat.com

اللہ وجہہ الکریم نے میرے کندھے کو پکڑ لیا اور پھر اس کے بعد سیدنا فاروق اعظم (رضی اللہ عنہ) کیلئے رحمت کی دعا فرمائی۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ مردے کیلئے دعا کرنا بدعت نہیں ہے بلکہ جائز اور درست ہے بشرطیکہ مرنے والا صحیح العقیدہ مسلمان ہو۔ اگر بدعقیدہ ہے تو اس کی بخشش کی دعا کرنے کا حکم نہیں ہے صرف ایمان والوں کیلئے دعا کرنے کا حکم ہے۔ اس پر قرآن وحدیث گواہ ہے بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا بعض لوگ جب مریں گے تو گناہ گار ہوں گے مگر پچھلوں کی دعاؤں سے ان کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے اپنے عزیز واقارب والدین دیگر مسلمانوں کی بخشش کیلئے دعا کریں، یہ سنت رسول ﷺ ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نفع دیتی ہے

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلاً سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ السَّاعَةِ فَقَالَ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ وَمَاذَا أَعْدَدْتَ لَهَا قَالَ لَا شَيْءَ إِلَّا أَنِّي أُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ قَالَ أَنَسٌ فَمَا فَرِحْنَا بِشَيْءٍ فَرِحْنَا بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ قَالَ أَنَسٌ فَأَنَا أُحِبُّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ مَعَهُمْ بِحُبِّي إِيَّاهُمْ وَإِنْ لَمْ أَعْمَلْ بِمِثْلِ أَعْمَالِهِمْ۔ (كتاب الانبياء حديث ٨٨٥)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سوال کیا کہ قیامت کب آئے گی (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے) فرمایا تم نے اس کیلئے کیا تیار کر رکھا ہے؟ عرض گزار ہوا میرے پاس تو کوئی عمل نہیں سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہوں (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے) فرمایا تم اس کے ساتھ ہو جن سے محبت کرتے ہو۔ حضرت انس فرماتے ہیں مجھے اتنا کسی چیز نے خوش نہیں کیا جتنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان نے کیا کہ تم اس کے ساتھ ہو گے جس سے محبت کرتے ہو۔ حضرت انس فرماتے ہیں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں اور ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) سے۔ لہٰذا امیدوار ہوں کہ ان کی محبت کی وجہ سے ان حضرات کے ساتھ رہوں گا اگرچہ میرے اعمال ان جیسے نہیں۔

تشریح: اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت رکھنے سے بھی نفع حاصل ہوتا ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی محبت بھی نفع دیتی ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کا نام ایمان ہے کیونکہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ جب تک اولاد، والدین اور کائنات کی ہر چیز سے بڑھ کر مجھ سے محبت نہ کرو گے تم ایمان والے نہیں ہو سکتے۔ جس سے معلوم ہوا اصل میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ایمان ہے، محبت دل کی ایک کیفیت کا نام ہے۔ جو علامتوں سے پہچانی جاتی ہے۔ جس کا بظاہر کوئی جسم نہیں ہوتا اور اس کی چند علامتیں یہ ہیں کہ محبوب جیسا کوئی دوسرا نہ جانا جاتا ہے اور نہ ہی مانا جاتا ہے۔ جس پہلو سے بھی محبوب کو دیکھے تو یکتا پائے خواہ وہ حسن ہو، علم و

Marfat.com

عقل، خصائص وفضائل، اختیارات وکمالات میں یا معجزات کوئی بھی پہلو ہو اپنے محبوب کو سب سے اعلیٰ اور افضل جانے بے مثل اور بے مثال جانے اور اس کی نسبت والی کوئی چیز بھی ہو اسے بھی محبت اور پیار کرے اور اس کا احترام اور عزت کرے۔ ہر اس آدمی کو برا جانے جو محبوب کی فضیلت کا انکار کرے۔ اس کے فضائل وخصائص کا منکر ہو اور ہر اس انسان یا چیز کو محترم جانے جس کو محبوب پسند کرے۔ ہر اس انسان سے نفرت کرے جس کے دل میں احترام محبوب نہ ہو جیسے اللہ وحدہٗ لاشریک قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ، وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ۔ مجھے اس شہر قسم ہے، اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو تو قرآن پاک کے ان الفاظ سے معلوم ہوا محب اپنے محبوب کی نسبت والی چیزوں اور لوگوں سے پیار کرتا ہے۔ جس سے ثابت ہوا صحابہ کرام خصوصاً خلفاء رسول ﷺ سے محبت کرنا ان سے عقیدت رکھنا ایمان کی دلیل ہے جو لوگ خلفاء رسول ﷺ یا دیگر صحابہ کرام کو بُرا جانتے ہیں وہ ایمان والے نہیں اور نہ ہی ان کے دل میں محبت ہے۔ جس دل میں محبت رسول ﷺ نہیں وہ دل ایمان سے خالی ہے۔ پھر آگے فرمایا گیا جس سے محبت رکھتے ہوں ان کے ساتھ ہی تصور کئے جاؤ گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دوستی ان لوگوں سے ہونی چاہئے جو نیک متقی پرہیز گار لوگ ہوں کیونکہ نیکوں کی دوستی بخشش کا سبب بنے گی۔ اسلئے ہر انسان جو مسلمان ہے اسے نبیوں، صدیقوں شہیدوں اور صالحین کا ساتھی ہونا چاہئے۔ تاکہ دونوں جہاں سنور جائیں۔ بدعقیدہ جو توحید کا منکر ہو یا رسول اللہ ﷺ یا ان کی کسی صفت کا منکر ہو یا آل رسول، اصحاب رسول، ازواج رسول، اولاد رسول (ﷺ) یا بزرگان دین کا منکر ہو یا دیگر ملحدانہ ذہنیت کے مالک لوگوں سے دوستی نہیں ہونی چاہئے کیونکہ جیسے اچھوں کی دوستی نجات کا ذریعہ بنے گی اسی طرح غلط اور گندے لوگوں کی دوستی تباہ و برباد کردے گی۔ قبر وحشر میں نقصان پہنچائے گی اور بندہ ان کا ساتھی تصور ہوگا۔ اس لئے قرآن میں اللہ وحدہٗ لاشریک فرماتا ہے جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے گا تو اسے ان کا ساتھ ملے گا۔ جن پر اللہ نے فضل کیا ہوگا یعنی نبیوں، صدیقوں شہیدوں اور نیک لوگوں کا اور یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ مجھے اتنی خوشی نہیں ملی جتنی خوشی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس فرمان سے ملی، کہ تم ان کے ساتھی ہوں گے جن سے محبت کرتے ہوں گے تو پھر انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ الحمد للہ میں محبت کرتا ہوں رسول اللہ ﷺ سے اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے اگرچہ میرے اعمال تو ان جیسے نہیں ہیں مگر محبت کرنے کے سبب مجھے فرمان رسول ﷺ کے مطابق ان کا ساتھ ملے گا میرے لئے سب سے بڑی سعادت اور نجات کا سرٹیفکیٹ ہے۔ معلوم ہوا صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کا عقیدہ

Marfat.com

تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور حضرت صدیق وفاروق (رضی اللہ عنہما) سے پیار کرنا بھی ذریعہ نجات ہے۔یہی اہل سنت کا عقیدہ ہے۔جو قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور تمام صحابہ کا عقیدہ ہے اور یقین جانیے یہی صراط مستقیم ہے۔جس پر نجات ہے اور جو لوگ اصحاب رسول ﷺ کو گالیاں بکتے ہیں۔حقیقتاً وہ نامراد اور ایمان سے خالی لوگ ہیں جو اپنی جان پر ظلم کرتے ہیں۔صرف اور صرف جاہل اور گمراہ مبلغین کی غلط گفتگو سن کر ایسے مبلغین کے متعلق امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ ان کی زبانیں کاٹی جائیں گی اور جہنم کا ایندھن بنیں گے۔جو لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں اور خود بھی گمراہی کے گڑھے میں گرے ہوئے ہیں۔

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَى يَدَيْهِ قَالَ فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوكُونَ لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطَاهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَرْجُوا أَنْ يُعْطَاهَا فَقَالَ أَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالُوا يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَأَرْسِلُوا إِلَيْهِ فَأْتُونِي بِهِ فَلَمَّا جَاءَ بَصَقَ فِي عَيْنَيْهِ وَدَعَا لَهُ فَبَرَأَ حَتَّى كَأَنْ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ فَقَالَ عَلِيٌّ يَا رَسُولَ اللَّهِ أُقَاتِلُهُمْ حَتَّى يَكُونُوا مِثْلَنَا فَقَالَ انْفُذْ عَلَى رِسْلِكَ حَتَّى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللَّهِ فِيهِ فَوَاللَّهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللَّهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ يَكُونَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ۔ (بخاری، کتاب المناقب، حدیث ۸۹۸)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کل میں جھنڈا ضرور اس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ فتح نصیب فرمائے گا۔ جب صبح ہوئی تو ہر شخص یہ تمنا لئے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا کہ جھنڈا عطا کیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی بن ابو طالب کہاں ہیں لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ فرمایا انہیں بلا لاؤ۔ پس (حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم) کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا تو آپ نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن لگایا اور ان کیلئے دعا فرمائی۔ پس وہ اس طرح شفا یاب ہوئے جیسے انہیں تکلیف ہی نہیں ہوئی تھی پھر آپ نے انہیں جھنڈا عطا فرمایا۔ حضرت علی عرض گزار ہوئے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ان سے اس وقت تک لڑوں گا جب تک وہ مسلمان نہ ہو جائیں۔ فرمایا خاموشی کے ساتھ جاؤ اور جب تم ان کے بعد میدان میں اتر جاؤ تو پہلے انہیں اسلام کی طرف بلانا اور جو اُن پر واجب ہے یعنی اللہ کا حق وہ انہیں بتانا، پس خدا کی قسم اگر تمہاری وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ایک آدمی کو بھی ہدایت دے دی تو یہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں کے ہونے سے بہتر ہے۔

تشریح: اس حدیث پاک سے جو سب سے پہلے مسئلہ ثابت ہوا وہ یہ ہے کہ اللہ کریم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب عطا فرمایا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کل جھنڈا اسے عطا کیا جائے گا۔

Marfat.com

جس کے ہاتھوں اللہ فتح نصیب کرے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ علم تھا کہ فتح ضرور نصیب ہوگی اور جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ہاتھوں ہوگی۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ نبی کو علم نہیں کہ کل کیا ہونے والا ہے۔ ان کا عقیدہ باطل ہے اور حدیث رسول ﷺ کے خلاف ہے جو عقیدہ قرآن وحدیث کے خلاف ہوگا۔ وہ راہ نجات نہیں۔ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ جماعتی تعصب کو چھوڑ کر اپنا عقیدہ فرمان رسول ﷺ کے مطابق رکھے کیونکہ نجات صحیح العقیدہ ہونے پر ہے جو لوگ عقائد باطلہ رکھتے ہوں گے خواہ بظاہر کتنے عبادت گذار ہوں شریعت کے پابند نظر آتے ہوں انہیں کوئی نیک عمل نفع نہیں دے گا کیونکہ عمل اسی وقت فائدہ دے گا جب عقیدہ درست ہوگا۔ قرآن وحدیث کا واضح فیصلہ ہے کہ بنیاد عقیدہ ہے۔ اگر عقیدہ درست ہوا تو نیک اعمال ذریعہ نجات بنیں گے بصورت دیگر ھباء منثوراً۔ اس کے سب عمل ضائع ہو جائیں گے۔

صحابہ کرام کا عقیدہ : اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کا عقیدہ تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جس کو بھی جھنڈا عطا فرمادیا وہی فاتح ہو کر آئے گا۔ اسی لئے سب صحابہ یہ خواہش رکھتے تھے کہ جھنڈا مجھے مل جائے کیونکہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان پاک سے جو نکل جائے وہ پورا ہو جاتا ہے بلکہ ضرور پورا ہوتا ہے۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا علی کدھر ہے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ان کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ فرمایا انہیں بلاؤ۔ چنانچہ جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو بلایا گیا حاضر خدمت ہو کر سلام پیش کیا۔ حضور امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا علی کیا ہوا۔ عرض کیا حضور آنکھیں دکھتی ہیں۔ آپ نے فرمایا ادھر آؤ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا لعاب دہن جناب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں پر لگایا تو لعاب دہن کی برکت سے یوں محسوس ہوا کہ کبھی کوئی تکلیف ہوئی ہی نہیں تھی۔ یعنی مکمل صحت یاب ہو گئیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ کمال عطا کیا ہے کہ آپ دکھ، تکلیف دور کرنے والے، نفع دینے والے اور مشکلیں حل فرمانے والے ہیں جیسا کہ حدیث سے ثابت ہو رہا ہے کہ حضور شفا دینے والے ہیں۔ یہی اہل اسلام کا عقیدہ ہے جو حدیث کے عین مطابق ہے جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ شفا بخشنے والا صرف اللہ ہے، دوسرا کوئی شفا دینے والا نہیں مشکلیں حل کرنے والا مصائب کو دور کرنے والا نہیں۔ ان کا عقیدہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔ صحیح العقیدہ وہ شخص ہے جو یہ عقیدہ رکھے اللہ کے سوا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دیگر نبیوں، ولیوں کو بھی جو اللہ کے خاص بندے ہیں۔ یہ کمال عطا فرمایا ہے کہ وہ اللہ کے دیئے ہوئے کمال سے شفا بخشتے

Marfat.com

ہیں۔اس عقیدے کو کافر ومشرک جاننا، گمراہی اور ذلالت ہے۔قرآن وحدیث کی صریح مخالفت ہے پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے علی ان کو اسلام کی دعوت دینا اگر قبول کرلیں تو ان کے ذمہ جو حقوق اللہ ہیں وہ بتانا، پھر حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم اگر ایک آدمی بھی تمہاری دعوت پر اسلام قبول کریگا وہ ہدایت یافتہ ہوگیا تو تمہارے لئے سرخ اونٹوں یعنی جو جنگ میں مال کثیر تمہیں ملے گا، اس سے بہتر ہوگا۔اس سے معلوم ہوا کہ حق کی طرف بلانا راہ ہدایت پر چلانا لوگوں کو باطل سے ہٹا کر درِ مصطفےٰ ﷺ کا غلام بنایا، سب سے اعلیٰ عمل ہے جس کے مقابلے میں دنیا کا مال کچھ حیثیت نہیں رکھتا جس سے ثابت ہوا اس دور میں سب سے بہتر عمل کرنے والے جو اللہ اور اس کے رسول کو بہت زیادہ پسند ہے وہ حق کی تبلیغ کرنا ہے جو علماء حق کی فضیلت ظاہر کرتا ہے۔اسلئے تمام لوگوں کو علماء اہل سنت وجماعت کو افضل واعلیٰ جانیں کیونکہ یہ وہ عمل ہے جو اللہ و رسول ﷺ کو پسند ہے اور ذریعہ نجات ہے اور فرمان رسول ﷺ ہے کہ جس پر اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا کردیتا ہے اور اسے عالم دین بنادیتا ہے۔

Marfat.com

وسیلے سے مانگنا جائز ہے

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنِي اَبِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ ثُمَامَةَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ كَانَ اِذَا قَحَطُوْا اسْتَسْقٰى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ بِنَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَسْقِيْنَا وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا قَالَ فَيُسْقَوْنَ۔ (کتاب المناقب حدیث ۹۰۷)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب لوگ قحط سے دوچار ہوجاتے تو حضرت عمر بن خطاب ہمیشہ حضرت عباس بن عبدالمطلب (رضی اللہ عنہما) کے وسیلے سے بارش کی دعا کیا کرتے وہ کہا کرتے کہ اے اللہ! ہم تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے بارش مانگا کرتے تھے۔ اب ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی کے محترم چچا کو وسیلہ بناتے ہیں۔ پس ہم پر بارش برسا۔ راوی کا بیان ہے کہ بارش ہوجایا کرتی تھی۔

تشریح: اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے مانگنا اور آپ کی آل، اصحاب کے وسیلے سے مانگنا یا آپ کی اولاد وازواج یا بزرگوں کے وسیلے سے مانگنا جائز اور درست ہے۔ جو لوگ وسیلہ سے مانگنا حرام یا ناجائز جانتے ہیں۔ ان کا عقیدہ حدیث پاک کے خلاف ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عقیدے کے بھی خلاف ہے جو صریحاً باطل ہے کیونکہ صحابہ کرام اور پھر خصوصاً سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا عقیدہ یقیناً وہ عقیدہ ہے جو فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہے۔ جو لوگ وسیلہ سے دعا کرنا ناجائز یا حرام جانتے ہیں۔ انہیں یہ سوچنا چاہئے کہ ان کے فتوے کی زد میں کون آرہا ہے۔ یقیناً ان کے نزدیک معاذ اللہ ثم معاذ اللہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) خصوصاً سیدنا فاروق اعظم (رضی اللہ عنہ) بھی ناجائز اور حرام کے مرتکب ہوئے۔ جب کہ یہ عقیدہ رکھنے والا خود مسلمان نہیں رہتا کیونکہ صحابہ کا عقیدہ وہ تھا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سکھایا اور عمر فاروق اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنایا تھا۔ جو بالکل ہر قباحت سے پاک تھا۔ اس لیے دعوت فکر ہے کہ ان لوگوں کو جو فرقہ پرستی میں اس قدر کھو چکے ہیں کہ ایمان کی پرواہ بھی نہیں کرتے، مگر نجات جماعت پرستی میں نہیں نجات قرآن وحدیث پر ایمان لانے میں ہے اور صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کی پیروی میں ہے جیسا کہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور پھر یہ بھی معلوم ہوا اللہ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبوں

Marfat.com

سے محبت کرتا ہے کہ ان کے وسیلے سے دعائیں قبول فرماتا ہے۔اسی لئے عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریبوں کے توسل سے دعا کیا کرتے تھے اوران کی دعا قبول ہوتی اور اللہ بارش برسادیا کرتا تھا تاکہ لوگوں کو معلوم ہوجائے کہ اللہ اپنے رسول کے قریبوں سے محبت کرتا ہے۔اس سے فضیلت سادات کرام بھی ظاہر ہوتی ہے کیونکہ اصلی سید خون رسول ﷺ ہے جس کی تعظیم کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے بشرطیکہ جو بدعقیدہ نہ ہو۔اگر کوئی سید بدعقیدہ ہوجائے تو وہ سادات سے خارج ہوجائے گا۔اس کی حیثیت حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کی طرح ہوگی جس کے متعلق قرآن نے اعلان کیا ہے۔ لیس من اهلك ۔کہ اے نوح تیرا بیٹا تیری اہل سے خارج ہوچکا ہے کیونکہ یہ بدعقیدہ ہے۔اس لئے سادات کرام کو چاہئے کہ عقائد کے معاملہ میں خاصے احتیاط سے کام لیں،عقیدہ وہ رکھیں جو قرآن وحدیث کے مطابق ہو بصورت دیگر سادات سے خارج ہوجائیں گے۔اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اہل سنت کا عقیدہ حق ہے بلکہ عقیدہ صحیح وہ ہے جو سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام کا تھا اس لئے اہل سنت وجماعت جب اللہ کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں ،نبیوں،صدیقوں اور شہیدوں اور صالحین کے توسل سے دعا کرتے ہیں اور خصوصاً حضور نبی کریم ﷺ کے وسیلے سے دعا مانگتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کے وسیلے سے دعا قبول فرمالیتا ہے جیسے حضرت آدم علیہ السلام ساڑھے تین سو سال روتے رہے مگر دعا قبول نہ ہوئی مگر جب حضرت نبی کریم ﷺ کے وسیلے سے دعا کی کہ اے رب العالمین تجھے نام نامی اسم گرامی محمد (ﷺ) کا واسطہ دیتا ہوں میری توبہ قبول فرما تو جواب آیا اے پیارے آدم اگر تو پہلے دن اس نام پاک کا واسطہ ڈال دیتا تو تجھے اتنی طویل مدت رونا نہ پڑتا چنانچہ دعا قبول ہوئی۔(دیکھئے تفسیر روح البیان)

Marfat.com

حضور ﷺ کی خوشنودی اہل بیت کی محبت ہے

حَدَّثَنِی یَحْیَی بْنُ مُعِیْنٍ وَصَدَقَۃُ قَالَا اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَۃَ عَنْ وَاقِدِ ابْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ اُرْقُبُوْا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ اَھْلِ بَیْتِہٖ

(بخاری، کتاب المناقب، حدیث نمبر ۹۳۹)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی آپ کی اہلبیت کی محبت میں ہے۔

تشریح: اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ جو لوگ یہ پراپیگنڈا کرتے ہیں کہ صحابہ کرام خصوصاً خلفاء رسول ﷺ میں اختلاف تھا وہ بہت بڑے کذاب ہیں اور دین کے دشمن ہیں۔ جو ملک وملت کی بربادی چاہتے ہیں جو ایک غدار اسلام اور غدار قوم کے سوا کوئی نہیں چاہتا کیونکہ حدیث پاک سے ثابت ہورہا ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں احترام اہل بیت تھا اور لوگوں کو فرمان رسول ﷺ سنا کر لوگوں کے دلوں میں اہل بیت کا احترام پیدا کرنا چاہتے تھے اور یہ کام وہی کرسکتا ہے جس کے دل میں پہلے رسول اللہ ﷺ کی عقیدت ہو اور پھر آپ ﷺ کی اہل بیت کی عقیدت پیدا کرنا چاہتا ہو۔ تاکہ لوگوں کی نجات ہو جائے کیونکہ جس نے رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی حاصل کرلی وہ نجات پا گیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اہل بیت کی عقیدت نجات کا سرٹیفکیٹ ہے۔ بشرطیکہ اہل بیت کے احترام کے ساتھ خلفاء رسول ﷺ یا دیگر اصحاب رسول کا منکر نہ ہو۔ ان کی توہین وتذلیل نہ کرتا ہو جیسے ایک نبی کو مان کر کسی دوسرے نبی کا انکار کفر ہے۔ اسی طرح اہل بیت کو مان کر خلفاء رسول ﷺ یا دیگر صحابہ کرام کی توہین کرنا گمراہی وبے دینی ہے یا صحابہ کرام کو مان کر اہل بیت کی توہین کرنا گمراہی اور ذلالت ہے اور ان میں سے کسی کی توہین کرنے والا ہو وہ ملعون ہے اور اس کا خاتمہ ایمان پر نہیں ہوگا اور ایسا شخص دشمن دین اور یہود ونصاریٰ کی پیروی کرنے والا ہے اور پھر یہ بھی معلوم ہوا جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو وہی مانے گا جو اہل بیت کا عقیدت مند ہوگا اور اہل بیت کو بھی وہی مانے گا جو ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کو مانے گا۔ اگر صدیق کی صداقت پر شک کرتا ہوگا۔ تو پھر اس روایت کو نہیں مانے گا اور پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان کرنا بھی اس بات کی دلیل ہے سیدنا فاروق اعظم (رضی اللہ عنہ) اور ان کی اولاد سب کے سب اہل بیت سے

Marfat.com

عقیدت رکھنے والے تھے۔ اگر عداوت وغیرہ ہوتی تو لوگوں میں یہ روایت بیان نہ کرتے لوگوں میں یہ روایت بیان کرنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ لوگوں کی نجات ہو جائے در مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے غلامی کا رشتہ پکا ہو جائے اور اہل بیت سے عقیدت پیدا ہو مگر کتنے بدقسمت لوگ ہیں جو جاہل مرے ہرن اور بھنگی چرسی ذاکرین سے جھوٹ سن کر اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بکتے ہیں اور اپنا سب کچھ تباہ و برباد کر لیتے ہیں۔ لہٰذا ہر صاحب ایمان کو چاہئے کہ اس پرفتن دور میں ایمان کی حفاظت کرے کیونکہ نجات عقیدہ پر ہو گی اگر عقیدہ غلط ہوا تو کبھی نجات نہیں ہو گی خواہ کتنے اچھے عمل کرنے والا ہو اس لئے کہ نیک عمل اس وقت فائدہ مند ثابت ہوں گے جب عقیدہ صحیح ہو گا۔ اگر کوئی نجات چاہتا ہے تو پھر اصحاب رسول اولاد رسول، آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم سب کا عقیدت مند ہونا ہو گا بصورت دیگر خاتمہ ایمان پر مشکل ہے اور پھر اہل بیت میں تمام ازواج رسول شامل ہیں کیا کوئی بڑے سے بڑا ہے جو حضرت سیدہ ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو اہل بیت پاک سے نکالے گا۔ نہیں کبھی نہیں نکال سکتے تو پھر یہ بات ثابت ہوئی کہ تمام ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم اہل بیت میں شامل ہیں۔ اسی طرح حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کو کوئی اہل بیت سے نہیں نکال سکتا۔ تو جب ایک بیٹی اہل بیت میں ہو تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ دیگر تین بیٹیاں سیدہ رقیہ سیدہ ام کلثوم اور سیدہ زینب بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اہل بیت میں شامل نہ ہوں۔ مگر جب بدقسمتی غالب ہو تو پھر حقیقت کا انکار کیا جاتا ہے۔ ان لوگوں کی بربادی صرف ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے ہوئی جو بہت بڑی نامرادی ہے۔ الحمدللہ اہل سنت وہ جماعت ہیں کہ قرآن وحدیث کے مطابق عقیدہ رکھتے ہیں۔ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر نسبت کا احترام کرتے ہیں جو قرآن وحدیث کے عین مطابق ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آل، اصحاب ازواج اولاد سب کو مانتے ہیں۔ ان کی عقیدت کو نجات کا سامان جانتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی انہیں ہی کو حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام اولیائے کرام حضرت علی ہجویری، حضور غوث اعظم، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری اور حضور مجدد الف ثانی (رحمۃ اللہ علیہم) اور دیگر تمام اولیاء عظام اہل سنت وجماعت ہیں کیونکہ ولایت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوشنودی کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔

Marfat.com

فضیلتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ ابْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ ابْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَآءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلَى الطَّعَامِ ۔ (بخاری، کتاب المناقب، حدیث نمبر ۹۵)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تمام عورتوں پر فضیلت ایسے ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر ہے۔

تشریح: اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سب سے زیادہ مانوس حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے تھے کیونکہ سب سے زیادہ پسندیدہ کھانا ثرید تھا اور کھانوں میں ثرید کو فضیلت حاصل تھی۔ مگر بعض عرب لوگ جہالت کی وجہ سے حضرت سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور سیدہ ام المومنین میں مقابلہ کرانا شروع کر دیتے ہیں جو سراسر جہالت ہے کیونکہ بیٹی کا اپنا مقام ہے اور بیوی کا اپنا مقام ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہونے کی وجہ سے سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا جناب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ اور دیگر ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی مائیں جانتی تھیں اور احترام بھی کرتی تھیں اور سیدہ سلام اللہ علیہا کو اور دیگر صاحبزادیوں حضرت رقیہ بنت رسول، ام کلثوم بنت رسول جناب سیدہ زینب بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادوں سے ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم پیار کرتیں تھیں۔ لہٰذا جو لوگ ان کے درمیان تقابل کروا کر کسی کی توہین کرتے ہیں گمراہ اور بے دین ہیں خواہ وہ ازواج رسول کی توہین کرنے والا ہو، اولاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے ان کا انکار کرے سب کے سب گمراہ اور حضور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کرنے والے ہیں۔ جن پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو گئے وہ ایمان کی موت نہیں مرے گا۔ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آل اصحاب، ازواج و اولاد سب کا احترام کرے اور ان کی محبت کو ایمان جانے کیونکہ کسی شخص کو یہ بالکل گوارہ نہیں ہوتا کہ اس کے عزیز و اقارب والدین یا سسرال یا ازواج یا اولاد یا کسی کے داماد کو برا کہا جائے یا توہین و تذلیل کی جائے۔ اگر ان میں سے کسی کی عداوت میں موت آ گئی تو ایسا شخص ایمان کی موت نہیں مرے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سب رشتوں کا لحاظ انتہائی ضروری ہے کیونکہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آ گیا وہ ایمان والوں کے نزدیک محترم ہے اور انہیں دو فضیلتیں حاصل ہیں ایک تو صحابی ہونے کی کہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مانا اور آپ پر ایمان لایا اور دوسری رشتہ داری ہونے کی اور تیسرا پھر جتنا قریبی رشتہ ہو گا اتنا ہی فضیلت زیادہ ہو گی۔ یہی اہل ایمان کا عقیدہ ہے اور اسی پر نجات ہے۔

Marfat.com

فضیلتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَیْدِ اللّٰہِ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ سَھْلٍ قَالَ جَآءَ نَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَحْفِرُ الْخَنْدَقَ وَنَنْقُلُ التُّرَابَ عَلٰی اَکْتَادِنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ لَاعَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الْاٰخِرَۃِ فَاغْفِرْ لِلْمُھَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ

(بخاری، کتاب المناقب' حدیث نمبر۹۸۴)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم خندق کھودنے میں مصروف تھے اور اپنے کندھوں پر مٹی ڈھورہے تھے، پس رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی ۔اے اللہ زندگی تو آخرت کی زندگی ہے پس مہاجرین اور انصار کی مغفرت فرما۔

تشریح: صحابی فرماتے ہیں ہم خندق کھود کر اپنے کندھوں پر مٹی ڈھورہے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لئے دعا فرمائی کیونکہ صحابہ کرام (علیہم الرضوان) کو جب دیکھا کہ میرے غلام میری اور اسلام کی مدد کررہے ہیں اور اسلام کی سربلندی کیلئے یہ مصائب اٹھارہے ہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خوش ہوئے اور دریائے رحمت جوش میں آیا اور دعا فرمائی ۔اس سے معلوم ہوا جولوگ دین کی مدد کرتے ہیں اللہ اور اس کا رسول ﷺ ان لوگوں پر خوش ہوتے ہیں کیونکہ خندق کا کھودنا رسول اللہ ﷺ اور دین کی مدد تھی اور باطل کی مخالفت تھی ۔لہٰذا جولوگ دین کی مدد کرتے ہیں خواہ وہ تبلیغ کی صورت میں ہو یا تدریس کی صورت میں یا جہاد کی صورت میں ہو ان سب کاموں پر اللہ اور اسکے رسول ﷺ خوش ہوتے ہیں ۔جولوگ دین اسلام کے خلاف کام کرتے ہیں یعنی وہ کام کرتے ہیں جس سے دین کی مخالفت ہو یا دین کو کوئی نقصان پہنچتا ہو وہ حقیقت میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں ۔لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ ہر قول اور فعل سے پہلے یہ سوچے کہ کہیں میں ایسی گفتگو تو نہیں کررہا جس سے دین کو نقصان پہنچے یا ہر کام سے پہلے سوچے کہ کہیں ایسا کام تو نہیں کررہا جس سے دین کی توہین یا مخالفت ہورہی ہو ۔اگر ہر مسلمان اس پر عمل کرے تو یقیناً یہی صحیح ایمان اور ایمان کی مضبوطی کی دلیل ہے اور اس سے معاشرے میں بہت زیادہ بہتری ہو اور دین اور دنیا میں عزت بھی حاصل ہوجائے گی اور اللہ اور اس کا رسول ﷺ خوش ہوں گے اور بھلائیاں نصیب ہوں گی ۔اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ علماء حق جو دین کے خدمتگار ہیں بہت فضیلت والے لوگ ہیں ۔ان لوگوں پر اللہ ورسول ﷺ خوش ہیں اور حدیث میں بھی ہے جن لوگوں پر اللہ خوش ہوتا ہے

Marfat.com

انہیں دین کی سمجھ دیتا ہے۔ انہیں فقیہ بنا دیتا ہے۔ پھر آگے صحابی فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ اے اللہ زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔ یہ جملے بتا رہے ہیں کہ اصل میں انسان کو دنیا کی بجائے اُخروی زندگی کو اہمیت دینی چاہئے مگر افسوس کہ آج ہم لوگ دنیا سنوارنے کیلئے تو ہزار جتن کرتے ہیں مگر آخرت بھول گئے ہیں۔ حق یہی ہے کہ عقلمند لوگ وہ ہیں جو آخرت کے سنوارنے میں مصروف ہوتے ہیں جیسے علماء، صلحاء یا دیگر متقی پرہیزگار لوگ ہیں۔ یاد رہے کہ مومن کا ہر عمل دین سے عبارت ہوتا ہے۔ اگر فرمان رسول ﷺ کے مطابق ہو اور نیت بھی اچھی کرے۔ دیگر معاملات مثلاً حلال طریقے سے روزی کمائے، بچوں کو کھلائے بلکہ فرمان رسول ﷺ یہ بھی ہے کہ تم اپنی بیوی کے منہ میں حلال کا لقمہ دو گے تو وہ صدقہ ہوگا۔ صحابیٔ رسول حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی کہ اے رب العالمین! مہاجرین اور انصار کی مغفرت فرما۔ تو ان الفاظ سے پتہ چلا کہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مغفور ہیں، بخشے ہوئے ہیں، جنتی ہیں۔ کیونکہ اللہ وحدہ لاشریک اپنے محبوب کریم ﷺ کی دعا کو رد نہیں کرتا۔ اللہ کا وعدہ ہے کہ اے محبوب ﷺ.. وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ۔ کہ اے محبوب تمہیں راضی کریں گے یعنی اے محبوب تمہاری دعا قبول کر کے راضی کر دیں گے۔ تو ثابت ہوا کہ تمام صحابہ کرام کو جنتی ماننا ہر مومن کیلئے ضروری ہے مگر جو لوگ اصحاب رسول ﷺ پر طعن کرتے ہیں۔ انتہائی درجے کے بدبخت ہیں اور قرآن و حدیث کے منکر ہیں اور پھر صحابہ کرام کے ایمان پر طعن کرنے والا خود اسلام سے خارج ہو جاتا ہے کیونکہ فرمان رسول ﷺ ہے کہ کفر لوٹ آتا ہے مطلب کہ کسی مسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے تو جو اِن پاک شخصیات کے ایمان پر طعن کرے جن کے ایمان کی گواہی اللہ کے رسول ﷺ دے رہے ہیں تو ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے کیونکہ ایک تو وہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی گواہی کو جھٹلا رہا ہے اور دوسرا وہ صحابہ کرام کے ایمان پر طعن کر رہا ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا دل و جان سے احترام کرے، ان کی محبت کو ایمان جانے فرمان رسول ﷺ پر یقین رکھے۔ بصورت دیگر اس شخص کا خاتمہ ایمان پر نہیں ہوگا اور اللہ کے غضب کا سزاوار ہوگا۔ اللہ کریم ہر مسلمان کو بدعقیدگی کے فتنے سے محفوظ رکھے۔ آمین، ثم آمین

Marfat.com

آپ ﷺ کا وصال مبارک

حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیَی اَبُوْعَلِیٍّ حَدَّثَنَا شَاذَانُ اَخُوْعَبْدَانَ حَدَّثَنَا اَبِیْ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ عَنْ هِشَامِ ابْنِ زَیْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ ابْنَ مَالِكٍ یَقُوْلُ مَرَّ اَبُوْبَکْرٍ وَالْعَبَّاسُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بِمَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ الْاَنْصَارِ وَهُمْ یَبْکُوْنَ فَقَالَ مَا یُبْکِیْکُمْ قَالُوْا ذَکَرْنَا مَجْلِسَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنَّا فَدَخَلَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهُ بِذٰلِكَ قَالَ فَخَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ عَصَبَ عَلٰی رَاْسِهِ حَاشِیَةَ بُرْدٍ قَالَ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ وَلَمْ یَصْعَدْهُ بَعْدَ ذٰلِكَ الْیَوْمِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰی عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ اُوْصِیْکُمْ بِالْاَنْصَارِ فَاِنَّهُمْ کَرِشِیْ وَعَیْبَتِیْ وَقَدْ قَضَوُا الَّذِیْ عَلَیْهِمْ وَبَقِیَ الَّذِیْ لَهُمْ فَاقْبَلُوْا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُسِیْئِهِمْ (بخاری، کتاب المناقب، حدیث نمبر ۹۸۶)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضرت ابوبکر اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما انصار کی ایک مجلس کے پاس سے گزرے تو انہیں روتے ہوئے دیکھا۔ پوچھا کہ آپ کس بات پر رو رہے ہیں۔ جواب دیا کہ ہمیں اپنی مجلسوں میں نبی کریم ﷺ کا بیٹھنا یاد آ رہا ہے۔ پس یہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور صورت حال عرض کی۔ اس پر نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے اور آپ نے چادر کا ایک سرا سر مبارک پر پٹی کی طرح باندھ لیا۔ راوی فرماتے ہیں کہ آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور منبر پر یہ آپ ﷺ کا آخری بیٹھنا تھا، پھر آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کر کے فرمایا میں تمہیں انصار کے بارے میں نیک سلوک کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ معدہ کی تھیلی کی طرح میرے محرم راز ہیں۔ ان پر جو واجب تھا اسے وہ ادا کر چکے اور ان کا حق باقی ہے۔ لہٰذا تم ان نیک لوگوں کی نیکی قبول کرنا اور جو ان میں قصور وار ہوں ان سے درگزر کرنا۔

تشریح: اس حدیث پاک سے چند مسائل حل ہو رہے ہیں۔ پہلا مسئلہ یہ کہ صحابہ کرام کا عشق مصطفےٰ ﷺ میں رونا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت مبارک ناساز تھی اور وصال قریب تھا اور آپ ﷺ اپنے حجرہ میں ہی تشریف فرما تھے جس سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پریشان تھے چنانچہ مدینہ شریف کے لوگوں کا ایک اجتماع تھا جیسے لوگ کام کاج سے فارغ ہو کر ایک جگہ اکٹھے ہو جایا کرتے ہیں اور باتیں وغیرہ ہوتیں ہیں اسی طرح انصار کی بہت بڑی

Marfat.com

مجلس تھی جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر چھڑا ہوا تھا کہ آپ کی طبیعت مبارک کافی ناساز ہے۔ اس خیال سے کہ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال مبارک ہو گیا پھر کیا ہو گا ہم کیا کریں گے۔ مطلب کہ آپ کی محبت میں رو رہے تھے کہ ہم کیسے جدائی برداشت کریں گے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کا ان انصار کے پاس سے گزر ہوا تو دیکھا کہ محبت رسول ﷺ میں رو رہے ہیں۔ رونے کا سبب پوچھنے پر انہوں نے عرض کیا کہ ہم اس لئے رو رہے ہیں کہ آپ ﷺ کے پاس بیٹھا کرتے تھے۔ آپ کی باتیں سنتے تھے۔ اب اتنا وقت گزر گیا ہے نہ تو زیارت کر پائے ہیں اور نہ ہی آپ کی گفتگو سن سکے ہیں۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یہ سارا واقعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں عرض کیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بیماری کے باوجود اٹھے اپنی چادر مبارک سے سر مبارک کو لپٹا اور باہر تشریف لے آئے اور آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہو کر انصار کے بارے میں چند الفاظ بیان فرمائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ محبت رسول ﷺ ایمان کا دوسرا نام ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے ایمان کو دیکھنا چاہے یا ایمان کا معیار جاننا چاہے تو وہ یہ دیکھے کہ میرے دل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کتنی ہے۔ جس قدر محبت ہو گی وہی اس کے ایمان کا معیار ہو گا۔ بعض لوگ یعنی شیعہ حضرات اس حدیث کو دلیل بنا کر یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اگر ہم غم حسین میں روتے ہیں تو کوئی گناہ نہیں کرتے ہم تو صحابہ کی سنت پر عمل کرتے ہیں۔ ہم اس سلسلہ میں عرض کریں گے کہ رونا چاہے محبت رسول ﷺ میں آئے یا غم حسین (رضی اللہ عنہ) کی محبت میں آجائے یا کسی اور بزرگ شخصیت کی محبت میں آجائے وہ جائز ہے، عبادت اور ایمان کی دلیل ہے۔ گناہوں کا کفارہ ہے ہمیں اختلاف رونے سے نہیں ہمیں اختلاف سینہ کوبی کرنا، ماتم کرنے سے ہے یا جاہلوں کی طرح بین کرنے سے ہے بلکہ گریبان چاک کرنا پیٹنا بال نوچنا یہ سب حرام کام ہیں اور فرمان رسول ﷺ ہے جو ایسا کرے گا وہ ہم میں سے نہیں یعنی ہمارے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ جہاں تک کسی کے غم یا محبت میں آنسوؤں کا نکل جانا یہ تو ایمان کی دلیل ہے بلکہ گناہوں کا ڈھل جانا ہے۔ پھر منبر پر آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ میں تمہیں انصار صحابہ کے بارے میں نیک سلوک کی وصیت کرتا ہوں یعنی مدنی لوگوں سے اچھا سلوک کرنے کا حکم دیتا ہوں۔ ان سے پیار کرنا۔ مطلب کہ ان لوگوں کے دلوں میں میری محبت ہے اور انہوں نے میرا ساتھ دینے کا حق ادا کر دیا ہے اور مدنی لوگ میرے راز دار تھے، میں ہر مشورہ ان سے کیا کرتا تھا، مطلب کہ میں ان پر اعتماد کرتا تھا اور انہوں نے بھی میرے دشمن کو دشمن سمجھا، اسلام کی مدد کی اور ہر قسم کی میری مدد کی۔ مال وجان اولاد سب کچھ ان کا میرے لئے ہر وقت حاضر تھا۔ لہٰذا ان کے جو نیک لوگ ہیں۔ ان کا

Marfat.com

احترام کرنا اور اگر مدنی لوگوں میں سے کسی سے غلطی بھی ہو جائے تو درگزر کرنا کیونکہ مجھ سے محبت کرنے والے ہیں اور ان کا مجھ سے محبت کرنے کا صلہ دینا ابھی باقی ہے۔ جو قیامت کو دیا جائے گا، مطلب کہ یہ میرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جنتی ہیں۔ لہٰذا آپس میں درگزر کرنا اتفاق و اتحاد سے رہنا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ آنے والی نسلوں کو بتا دینا چاہتے تھے کہ اے میرے غلاموں ہر اس شخص کا احترام کرنا جو مجھ پر ایمان لایا خواہ وہ مہاجر ہو یا انصار، اگر ان سے بتقاضائے بشریت کوئی غلطی بھی ہو جائے تو ایمان والوں کے ذمہ ان کا احترام کرنا ہے کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنے والے تھے۔ اب غور فرمائیں کہ کون لوگ ہیں جو فرمان رسول ﷺ پر عمل کرنے والے ہیں۔ اگر آپ فیصلہ منصفانہ فرمائیں تو صرف اہل سنت ہیں جو سب کا احترام کرتے ہیں، تمام صحابہ کرام کو مانتے ہیں خواہ وہ مہاجر ہوں یا انصار، آل سے ہوں یا اولاد رسول ہوں یا ازواج رسول ﷺ ہوں سب کے عقیدت مند ہیں بلکہ اپنا ایمان جانتے ہیں۔ دیگر جتنے گروہ ہیں کوئی آل رسول کا منکر ہے کوئی اصحاب رسول کا منکر ہے۔ کوئی ازواج رسول کا منکر ہے اور کوئی اولاد رسول کا منکر ہے۔ مگر یاد رہے ان میں سے کسی کی توہین کرنا، بے ادبی کرنا یا بُرا جاننا گمراہی و بے دینی ہے۔ اگر ایسے شخص کو اسی حالت میں موت آئے تو خاتمہ ایمان پر نہ ہوگا، خاتمہ ایمان پر اسی شخص کا ہوگا جو سب کا احترام کرنے والا ہوگا۔

Marfat.com

کہانت کی وجہ سے کمایا ہوا مال حرام ہے

حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ حَدَّثَنِیْ اَخِیْ عَنْ سُلَیْمَانَ عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ کَانَ لِاَبِیْ بَکْرٍ غُلَامٌ یُخْرِجُ لَہُ الْخَرَاجَ وَکَانَ اَبُوْبَکْرٍ یَاْکُلُ مِنْ خَرَاجِہٖ فَقَالَ لَہُ الْغُلَامُ تَدْرِیْ مَا ھٰذَا فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ وَمَا ھُوَ قَالَ کُنْتُ تَکَھَّنْتُ لِاِنْسَانٍ فِی الْجَاھِلِیَّةِ وَمَا اُحْسِنُ الْکِھَانَةَ اِلَّا اَنِّیْ خَدَعْتُہٗ فَلَقِیَنِیْ فَاَعْطَانِیْ بِذٰلِکَ فَھٰذَا الَّذِیْ اَکَلْتَ مِنْہُ فَاَدْخَلَ اَبُوْبَکْرٍ یَدَہٗ فَقَآءَ کُلَّ شَیْءٍ فِیْ بَطْنِہٖ۔ (بخاری، کتاب المناقب، حدیث نمبر ۱۰۲۴)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک غلام رکھا ہوا تھا جس سے آپ خراج لیا کرتے۔ ایک روز وہ کوئی کھانے کی چیز لایا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے کھالیا۔ غلام عرض گزار ہوا کہ آپ کو معلوم ہے کہ یہ کیسی چیز تھی؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کیسی تھی (غلام نے) جواب دیا کہ زمانہ جاہلیت میں ایک آدمی کو آئندہ کی باتیں یعنی کہانت بتایا کرتا تھا جبکہ میں کہانت سے ناواقف ہوں صرف اسے دھوکا دیا کرتا تھا۔ آج وہ مجھے ملا اور کہانت کی وجہ سے اس نے مجھے یہ چیز دی جو آپ نے بھی کھائی ہے۔ پس حضرت ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) نے منہ میں انگلی ڈال کر اپنے پیٹ سے سارا کھایا پیا باہر نکال دیا۔

تشریح: (۱) اس حدیث پاک سے جو درس مل رہا ہے۔ وہ یہ کہ ہر مسلمان کو چاہئے کہ کھانے سے پہلے تحقیق کرے کہ جو چیز کھانے لگا ہوں وہ میرے لئے ٹھیک بھی ہے یا نہیں۔ مطلب کہ شرعی نقطہ نظر سے دیکھے کہ کیا اس کا کھانا میرے لئے جائز ہے یا ناجائز۔ اگر جائز ہو تو کھالے اگر ناجائز ہو تو گریز کرنا ضروری ہے ورنہ سزا ملے گی اور بزرگوں کا یہی معمول ہوتا ہے کہ وہ ہر لقمہ یا کوئی چیز بھی ہو اسے حاصل کرنے سے پہلے سوچتے ہیں کہ کیا شرعی لحاظ سے میرے لئے یہ جائز ہے یا ناجائز۔ اگر جائز ہو تو نعمت خداوندی سمجھ کر کھالیتے ہیں اگر ناجائز ہو تو چھوڑ دیتے ہیں۔ اگر ہر مسلمان یہ فیصلہ کرے تو معاشرہ کافی حد تک بہتر ہو جائیگا۔ خواہ عدالت ہو یا تھانہ وغیرہ ہو یا کسی شخص کا ذاتی معاملہ ہو جو بھی ہو اللہ تعالیٰ بھلائی عطا فرمائے گا اور دین و دنیا بہتر ہو جائے گی کیونکہ رزق حلال بہت بڑی عبادت ہے۔ آج جو ہم دعائیں

Marfat.com

کرتے ہیں اور پھر کہتے ہیں قبول نہیں ہوئی اس کی سب سے بڑی وجہ رزق حرام ہے بلکہ رزق حرام کھانے والوں کی عبادت قبول نہیں ہوتی۔

(۲) اس حدیث سے یہ بھی پتہ چلا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے غلام نے آپ کو کوئی چیز کھانے کیلئے دی جو آپ نے تناول فرمالی۔ تو غلام نے عرض کی حضور میں زمانہ جاہلیت میں آئندہ کی باتیں بتایا کرتا تھا جیسے آج کل ٹیواہ وغیرہ لگایا جاتا ہے یا فال وغیرہ نکالی جاتی ہے یا جیسے آج کل جاہل لوگ عاملوں کے پاس جاتے ہیں جو سراسر مکاری اور عیاری ہے اور کہتے ہیں کہ حساب کتاب لگاؤ کہ ہمارا کاروبار کیوں بند ہے، ہمارے بچوں کے رشتے کیوں نہیں ہوتے یا ہمارے گھر میں بیمار اچھا کیوں نہیں ہوتا وغیرہ خصوصاً عورتوں کو بہت بڑی بیماری ہے۔ وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا غلام عرض کرتا ہے کہ حضور میں یہ ٹیواہ وغیرہ لگایا کرتا تھا اس کے صلہ میں ایک آدمی نے مجھے یہ چیز دی جو آپ نے کھائی ہے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی انگلی اپنے منہ میں ڈال کر قے کر کے پیٹ خالی کر دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ انتہا درجے کے متقی پرہیز گار تھے۔ حرام یا ناجائز چیز تو درکنار آپ کسی مشکوک چیز کے کھانے یا حاصل کرنے سے گریز کرتے تھے۔ مگر کتنے بدقسمت اور نامراد وہ لوگ ہیں جو ان پر الزام لگاتے ہیں کہ وہ حقوق کے غاصب کرنے والے تھے حق چھیننے والے تھے۔ (معاذ اللہ) ایسے لوگ ازلی نامراد گمراہ ہیں محبت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) میں رہنے والے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رازدار، جن کو امام الانبیاء فرمائیں کہ اے ابوبکر ایک تم ہو کہ جنت کے آٹھوں دروازوں سے بلائے جاؤ گے یعنی جنت کا ہر دروازہ تیرے قدم چومنے کو ترسے گا اور ہر وہ نیک عمل تجھ میں ہے کہ جنت کے ہر دروازے پر بلائے جاؤ گے۔ ان کے متعلق یہ کہنا اور گلے پھاڑ پھاڑ کر لوگوں کو گمراہ کرنا کہ ابوبکر اور دیگر خلفاء رسول غاصب تھے، حق چھیننے والے تھے، گمراہ ہونے کی عظیم دلیل ہے اور پھر ایسا شخص زبان رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتماد نہیں کرتا۔ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر ہے جو حدیث کا منکر ہوگا اگر توبہ کئے بغیر مرے گا تو ایمان پر موت نہیں ہوگی۔ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ ایسے گمراہ فرقے سے جو اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اس قسم کے الزام لگاتے ہیں اور مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں ایسے لوگوں سے دور رہنا چاہئے۔ ورنہ ساتھ دینے والا بھی انہیں میں شمار ہوگا اور سخت سزا کا مستحق ہوگا اور ملعون ہوگا۔

(۳) پھر اس حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو لوگ ٹیوے وغیرہ لگاتے ہیں ان لوگوں کا رزق درست نہیں ہے اور ان

Marfat.com

کے پاس جانا سراسر جاہلیت اور بے دینی ہے۔قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔ ہر مسلمان مرد ہو یا عورت ان کو ان گمراہ اور مکار لوگوں سے دور رہنا چاہئے اور آج کل سب سے بڑی بیماری جو دین کی تباہی کا سبب بن رہی ہے کہ ایسے گمراہ لوگ خود کو مذہبی شخصیت ظاہر کرتے ہیں کوئی باوا جی اور قلندری فقیر اور سائیں بابا اور دیگر ایسے ناموں سے مشہور ہوتے ہیں جاہل لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ ولی ہیں یا بہت دیندار ہیں یا فقیر ہیں حالانکہ یہ مکار اور جاہل لوگ ہوتے ہیں اور پھر عورتوں سے تنہائی میں ملاقاتیں کرتے ہیں جو بالکل حرام ہے اور اس سے ہزاروں فتنے جنم لیتے ہیں۔ یہ سب عمل شریعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت ہے اور شیطانیت ہے۔لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے ایسے جادو، ٹونے، تعویذ گنڈا کرنے والوں سے دور رہیں ورنہ گمراہی کی دلدل میں پھنس جائیں گے۔ ہاں شریعت میں اس بات کی اجازت ہے کہ کوئی مرد کسی بزرگ یا عالم دین یا کوئی متقی پرہیزگار ہو تو اس سے نظر بد یا سر درد یا دیگر عوارض کیلئے تعویذ لا سکتے ہیں کیونکہ جائز قسم کے تعویذ وغیرہ کرنا اور لینا جائز ہے۔ حدیث سے ثابت ہے مگر جادو ٹونے جیسی چیزوں کو اپنانا، ماننا ان پر ایمان رکھنا سب غلط کام ہیں۔ بالخصوص عورتوں کا غیر محرم کے پاس جانا تنہائی میں رہنا، بیٹھنا سب کام حرام اور غلط ہیں قرآن وحدیث میں اس کا کوئی جواز نہیں ہے۔

Marfat.com

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی کفار کے حق میں بددعا

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدٌ وَحَوْلَهُ نَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ جَاءَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ بِسَلَا جَزُورٍ فَقَذَفَهُ عَلَى ظَهْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرْفَعْ رَأْسَهُ فَجَاءَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ فَأَخَذَتْهُ مِنْ ظَهْرِهٖ وَدَعَتْ عَلَى مَنْ صَنَعَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ الْمَلَأَ مِنْ قُرَيْشٍ أَبَا جَهْلِ ابْنَ هِشَامٍ وَعُتْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ وَشَيْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ وَ أُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ أَوْ أُبَيَّ بْنَ خَلَفٍ شُعْبَةُ الشَّاكُّ فَرَأَيْتُهُمْ قُتِلُوا يَوْمَ بَدْرٍ فَأُلْقُوا فِي بِئْرٍ غَيْرَ أُمَيَّةَ أَوْ أُبَيٍّ تَقَطَّعَتْ أَوْصَالُهٗ فَلَمْ يُلْقَ فِي الْبِئْرِ ۔ (بخاری، کتاب المناقب، حدیث نمبر ۳۱۰۵)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سجدہ میں تھے اور قریش کے کچھ افراد آپ ﷺ کے اردگرد موجود تھے کہ عقبہ بن ابی معیط ایک اونٹ کی اوجھڑی لیکر آیا اور اسے آپ کی پشت پر ڈال دیا۔ آپ ﷺ برابر سجدہ کی حالت میں رہے یہاں تک کہ حضرت فاطمہ علیہا السلام آئیں اور اسے آپ ﷺ کی پشت مبارک سے ہٹایا۔ پھر اس شرارت کے مرتکب کے خلاف دعا کی۔ پھر نبی کریم ﷺ نے کہا اے اللہ سرداران قریش کی گرفت فرما۔ یعنی ابوجہل بن ہشام، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، امیہ بن خلف یا ابی بن خلف، شیبہ کو اس میں شک ہے۔ راوی کہتے ہیں میں نے انہیں جنگ بدر میں مقتول دیکھا تو انہیں کنوئیں میں ڈال دیا گیا ماسوائے امیہ یا ابی کے، کہ اس کا جوڑ جوڑ علیحدہ ہو گیا تھا اس لئے کنوئیں میں نہ ڈالا جا سکا۔

تشریح: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ گستاخ رسول کو اللہ کریم سزا ضرور دیتا ہے اور اس کا انجام عبرتناک ہوتا ہے۔ مگر یہاں یاد رہے کہ کفار ایسا کیوں کرتے تھے؟ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ کا رسول ﷺ نہیں مانتے تھے، وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صرف ایک عام بشر یا انسان جانتے تھے کیونکہ گستاخی اس وقت کی جاتی ہے جب کسی کو اپنی مثل انسان جانا جاتا ہے اگر اپنی مثل نہ جانا جائے تو پھر آدمی ہزار مرتبہ سوچتا ہے کہ کہیں مجھے

Marfat.com

کوئی نقصان نہ ہو جائے مثلاً کسی بڑے آفیسر کی توہین وتذلیل کرنے سے پہلے سوچتا ہے کہ میں جیل جا سکتا ہوں مقدمات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح ہر وہ شخص گستاخی کر سکتا ہے۔ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی مثل بشر جانے گا جو آپ کو اللہ کا رسول جانے گا وہ کبھی گستاخی نہیں کرے گا کیونکہ اللہ کا رسول ﷺ ماننے کے بعد ہر شخص یہ عقیدہ رکھے گا کہ اگر سر موء بھی گستاخی ہو گئی ایمان ضائع ہو جائے گا اور میں جہنم کا ایندھن بن جاؤں گا۔ اس لئے جب بھی کوئی شخص گستاخی کرتا ہے یا جنہوں نے کی ہے آپ دیکھ لیں ان کا عقیدہ ہو گا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہماری طرح بشر ہیں معاذ اللہ۔ اصل میں یہ عقیدہ ہی گستاخ کو گستاخی کرنے کی ہمت دیتا ہے۔ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل و خصائص، علم و اختیارات پر یقین رکھتا ہو اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ کا نور مانتا ہو جیسے کہ قرآن پاک کے الفاظ ہیں۔ قَدْ جَآءَکُمْ مِنَ اللّٰہِ نُوْرٌ۔ تو ایسا شخص صحیح العقیدہ ہوتا ہے وہ آپ ﷺ کی عظمت و شان پر ایمان رکھنے کی وجہ سے کبھی گستاخی نہیں کرتا بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گستاخی کرنا کفر جانتا ہے اور گستاخ رسول ﷺ کو کافر سمجھتا ہے۔ تو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز پڑھ رہے تھے تو کفار مکہ نے آپ ﷺ کی مہر نبوت پر اونٹ کی اوجھڑی ڈال دی پھر سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا آئیں اور اوجھڑی کو مہر نبوت سے ہٹایا اور ان کفار مکہ کیلئے بددعا فرمائی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ یا اللہ ان کی گرفت فرما۔ تو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں ان سب گستاخوں کو جن لوگوں نے مہر نبوت پر اوجھڑی رکھی تھی جنگ بدر میں ہلاک دیکھا۔ مطلب کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی بیٹی سیدہ سلام اللہ علیہا کی بددعا کا اثر دیکھا کہ ان کی موت عبرتناک تھی کہ ان تمام کفار کو کھینچ کر کنوئیں میں ڈالا گیا۔ جیسے کسی ناپاک چیز مثلاً مردہ کتے کو گھسیٹ کر آبادی سے باہر پھینکا جاتا ہے اسی طرح ان کفار کا حشر ہوا جنہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گستاخی کی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گستاخی کرنے والوں کا انجام عبرتناک ہوتا ہے کیونکہ اللہ کو قطعاً یہ گوارہ نہیں کہ کوئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین و تذلیل کرے۔ ایسے لوگوں پر اللہ کا غضب نازل ہوتا ہے۔ دنیا میں بھی ذلیل ہوتے ہیں اور آخرت میں دوزخ کا ایندھن بنیں گے۔ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ دل میں عشق مصطفےٰ ﷺ اور احترام مصطفےٰ ﷺ پیدا کرے اور گستاخ گروہوں یا لوگوں سے دور رہے کیونکہ گستاخ رسول کا ساتھی بھی اللہ کو پسند نہیں اور فرمان رسول ﷺ ہے کہ دنیا میں جس کا ساتھی ہو گا قیامت کے دن اسی

Marfat.com

کے ساتھ اس کا حشر ہوگا اور غیرت ایمانی کا تقاضا بھی یہی ہے جو شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل وخصائص کا منکر ہو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک عام آدمی کی طرح اپنی مثل بشر جانتا ہو، علم واختیارات کا منکر ہو اس سے دوستی نہ کرے بلکہ نفرت اصل دین ہے کیونکہ جس سے جتنی محبت ہوگی اس کے گستاخ سے اتنی نفرت ہوگی اور یہ رسول اللہ ﷺ کے منکر سے نفرت ایمان دار ہونے کی دلیل ہے اور یہی صراط مستقیم ہے اور یہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا معمول تھا۔

Marfat.com

چاند دو ٹکڑے ہو گیا

حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبْدِ الْوَھَّابِ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ اَبِیْ عُرُوْبَۃَ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ اَھْلَ مَکَّۃَ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّرِیَھُمْ اٰیَۃً فَاَرَاھُمُ الْقَمَرَ شِقَّتَیْنِ حَتّٰی رَاَوْا حِرَآءَ بَیْنَھُمَا (بخاری، کتاب المناقب، حدیث نمبر ۱۰۵۰)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہل مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ انہیں کوئی معجزہ دکھایا جائے تو آپ نے انہیں چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھائے یہاں تک کہ کوہ حرا ان دونوں ٹکڑوں کے درمیان آ گیا تھا۔

تشریح: اس حدیث پاک سے ظاہر ہو رہا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کا بادشاہ بنا کر بھیجا ہے۔ جیسے ساری رعایا بادشاہ کے تابع ہوتی ہے اسی طرح ساری کائنات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تابع ہے اگر درخت کو حکم کریں تو وہ بھی اپنی جڑوں کو زمین سے اُکھاڑ کر گھسیٹتا ہوا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتا ہے اگر پتھروں کو حکم فرمائیں تو کلمہ پڑھنا شروع کر دیتے ہیں گوہ کو اشارہ فرمائیں تو وہ کلمہ پڑھ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اللہ کے سچے رسول ﷺ ہونے کی گواہی دیتی ہے۔ اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چاند کو حکم دیا تو وہ دو ٹکڑے ہو گیا۔ اگر بادل کو حکم فرمائیں تو برسنا شروع کر دے اور پھر حکم فرمائیں برسنا بند کر دے۔ تو یہ تمام احادیث کی روشنی میں ثابت ہوا کہ اللہ کریم نے ہمارے آقا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کائنات کا حاکم بنا کر بھیجا ہے اور پوری کائنات کے ذمہ ہے کہ جس کو جو حکم فرمائیں وہ تعمیل کرے مگر سوا سرکش جن اور سرکش انسانوں کے۔ تو حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کفار مکہ نے آپ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ اگر آپ اللہ کے سچے رسول ﷺ ہیں تو پھر چاند کو دو ٹکڑے کر کے دکھائیں۔ یہ اس لئے کیا گیا تھا کہ کفار مکہ نے لوگوں میں مشہور کر دیا تھا کہ معاذ اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جادوگر ہیں اور ان کا خیال تھا کہ جادو کا اثر آسمان پر نہیں ہوتا۔ اس لئے انہوں نے چاند کے دو ٹکڑے کرنے کا مطالبہ کیا۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انگلی کا اشارہ فرمایا اور چاند آپ ﷺ کے اشارے پر دو ٹکڑے ہو گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے

Marfat.com

آقا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا کی خدائی میں بادشاہ ہیں اور کسی کی مجال نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حکم فرمائیں تو وہ چیز جس کو حکم فرمادیں تعمیل نہ کرے اور حدیث رسول ﷺ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا میرے دو وزیر آسمان پر ہیں اور دو وزیر زمین پر ہیں۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وزیروں کے نام کیا ہیں تو ارشاد فرمایا زمین کے وزیر ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما ہیں اور آسمان کے وزیر حضرت جبرائیل اور میکائیل علیہما السلام ہیں تو اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ حضور خدا کی خدائی کے حاکم ہیں اور چاند اور سورج ستارے، جمادات، حیوانات، درندے، پرندے، چرندے سب مخلوق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محکوم ہے جو آپ حکم فرمائیں جس کو فرمادیں اور جو حکم فرمادیں وہ ضرور پورا کرتے ہیں۔ مگر بعض سرکش انسان ایسے ہیں جو حضور ﷺ کی اس فضیلت کے منکر ہیں کفار مکہ بھی فضائل و خصائص کے منکر تھے مگر جب آپ کے کمالات اور معجزات دیکھے جیسے چاند کا دو ٹکڑے ہونا تو وہ اسے جادو کا نام دیتے، جادو کا نام اس لئے دیتے جب وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے تو پھر انکار کی گنجائش نہیں رہتی تھی۔ اصل میں وہ کمالات مصطفےٰ ﷺ کا انکار کرتے تھے آج بھی جو لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ نبی کچھ نہیں دے سکتے کچھ نہیں کر سکتے۔ ان لوگوں کا عقیدہ صحابہ والا نہیں ہے بلکہ ان کے عقائد میں کفر کی ملاوٹ ہے۔ ایمان والے وہ ہوتے ہیں جو فضائل و خصائص مصطفےٰ ﷺ پر یقین رکھتے ہیں اور عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ کریم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کمالات عطا فرمائے ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر عطا فرمائے ہیں۔

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مختار کل ہیں

حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ ابْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عُبَيْدٍ يَعْنِيْ ابْنَ حُنَيْنٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ اِنَّ عَبْدًا خَيَّرَهُ اللّٰهُ بَيْنَ اَنْ يُّؤْتِيَهٗ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا مَاشَآءَ وَبَيْنَ مَا عِنْدَهٗ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَهٗ فَبَكٰى اَبُوْبَكْرٍ وَقَالَ فَدَيْنَاكَ بِاٰبَآئِنَا وَاُمَّهَاتِنَا فَعَجِبْنَا لَهٗ وَقَالَ النَّاسُ انْظُرُوْا اِلٰى هٰذَا الشَّيْخِ يُخْبِرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَبْدٍ خَيَّرَهُ اللّٰهُ بَيْنَ اَنْ يُّؤْتِيَهٗ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهٗ وَهُوَ يَقُوْلُ فَدَيْنَاكَ بِاٰبَآئِنَا وَاُمَّهَاتِنَا فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْمُخَيَّرَ وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ هُوَ اَعْلَمَنَا بِهٖ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَمَنِّ النَّاسِ عَلَيَّ فِيْ صُحْبَتِهٖ وَمَالِهٖ اَبَا بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا مِنْ اُمَّتِيْ لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ اِلَّا خُلَّةَ الْاِسْلَامِ لَا يَبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ خَوْخَةٌ اِلَّا خَوْخَةَ اَبِيْ بَكْرٍ۔ (بخاری، کتاب المناقب، حدیث نمبر ۱۰۸۶)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر بیٹھ کر فرمایا بے شک اللہ نے ایک بندے کو یہ اختیار دیا ہے کہ دنیا کی جتنی رونقیں چاہے اسے دے دی جائیں اور دوسری چیز آخرت پس اس بندے نے اس چیز کو اختیار کیا جو خدا کے پاس ہے۔ پس ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے اور کہا ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں ہمیں یہ رونا تعجب خیز نظر آیا اور بعض لوگوں نے کہا ذرا ان بڑے میاں کو تو دیکھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو کسی بندے کا ذکر فرما رہے ہیں کہ اسے اللہ تعالیٰ نے یہ اختیار دیا ہے کہ اسے دنیا کی خوشحالی عطا فرما دی جائے یا جو خدا کے پاس ہے اور یہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ ہمارے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہو جائیں۔ (جب چند روز بعد آپ کا وصال ہوا تو ہم سمجھ گئے) کہ جس کو اختیار دیا گیا تھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے اور حضرت ابوبکر ہم میں سب سے زیادہ علم والے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ سب لوگوں سے زیادہ ساتھ دیا اور مال کے ساتھ مجھ پر احسان کیا وہ ابوبکر ہیں میں اپنی امت میں سے اگر کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بناتا، ہاں اسلامی اخوت تو موجود ہے اور مسجد میں کسی کی کھڑکی نہ کھلی رہے سوائے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کھڑکی کے۔

Marfat.com

تشریح: (۱) اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار دیا تھا کہ آپ ﷺ جتنی دیر چاہیں دنیاوی زندگی اختیار فرمائیں اور جب چاہیں وصال پسند کریں اور اس اختیار کا اعلان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود اپنی زبان پاک سے برسر منبر فرما رہے ہیں۔ اب کسی صحیح العقیدہ مسلمان کو جرأت نہیں کہ کہے حضور کو کسی قسم کا اختیار نہیں کیونکہ جب آپ ﷺ اپنی زبان سے اعلان فرمائیں تو انکار کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔ مگر جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ معاذ اللہ نبی کو کوئی اختیار نہیں ہے وہ حدیث اور قرآن کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں جو عقیدہ قرآن و حدیث کے خلاف ہو وہ صراط مستقیم نہیں گمراہی وذلالت ہے۔

(۲) پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا رونا اس بات کی دلیل ہے حضرت ابوبکر یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ اللہ نے حضور ﷺ کو اختیارات دیئے ہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس چیز کو اختیار کیا ہے جو اس کے پاس ہے یعنی وصال مبارک پسند فرمایا ہے۔ چنانچہ صدیق اکبر رونے لگے اور عرض کیا ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں جس پر لوگوں نے تعجب کیا کہ یہ بزرگ آدمی کیوں رو رہے ہیں حضور ﷺ تو کسی آدمی کی بات کر رہے ہیں۔ مگر حضرت ابوبکر جانتے تھے کہ یہ اختیار تو اللہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمایا ہے۔ صحابہ کرام فرماتے ہیں جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال ہوا تو ہمیں معلوم ہوا کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات تھی جن کو اختیار دیا گیا تھا چاہیں وصال پسند فرمائیں چاہیں تو اس ظاہری زندگی کو پسند فرمائیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس پر صحابہ کرام کا اتفاق تھا کہ اللہ نے آپ ﷺ کو اختیارات دیئے ہیں مگر حضرت ابوبکر صدیق ہم سے زیادہ علم رکھتے تھے راز دار مصطفےٰ ﷺ تھے وہ جان گئے تھے ہم اس وقت نہ جان سکے کہ کون ہے جس کو اللہ نے اختیارات عطا فرمائے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا جو لوگ اختیارات مصطفےٰ ﷺ کے منکر ہیں ان کا عقیدہ صحابہ کرام والا نہیں ہے بلکہ خود ساختہ ہے۔ قرآن وحدیث سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

(۳) پھر حضور نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر کے فرمایا لوگو سن لو جس نے میرا سب سے زیادہ ساتھ دیا ہے وہ ابوبکر صدیق ہیں اور جس نے اپنا مال مجھ پر قربان کیا وہ بھی ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ حضور ﷺ کا اپنے وصال کا ذکر کرنا اور ساتھ ساتھ لوگوں کو فرمایا کہ میرا سب سے زیادہ ساتھ دینے والے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جنہوں نے مال قربان کیا وہ بھی صدیق اکبر ہیں اور یہ مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والے ہیں۔ اصل میں اشارے تھے جو حضور ﷺ اپنے غلاموں کو دے رہے تھے کہ لوگو جو شخص مجھ پر مال، جان قربان کرتا ہو اور

Marfat.com

سب سے زیادہ احسان کرنے والا ہو اور ہر مشکل وقت میں میرا ساتھ دینے والا ہو اور اسلام کیلئے ہر چیز کو چھوڑنے والا ہو اور مصائب برداشت کرے کفر کے مقابلے میں ڈٹا رہے اور کسی چیز کی پرواہ نہ کرے میرے بعد وہی میری جانشینی کا حقدار ہے۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے آقا لکھنے لکھانے کی تکلیف آپ کیوں فرما رہے ہیں میں عمر موجود ہوں میں دیکھ لوں گا کہ کون ہے جو تیری مرضی کے خلاف کرے گا۔ اس حدیث میں تو اشارہ ہے مگر واضح دلائل موجود ہیں کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت حق تھی بلکہ حضور ﷺ نے اعلان فرمادیا تھا کہ یہ میرے بعد خلیفہ ابوبکر ہوں گے اور اس کے بعد عمر فاروق ہوں گے۔ اس پر تفسیر قمی اور صافی گواہ ہیں۔ جبکہ معترض کی معتبر تفسیریں ہیں تسلی کیلئے بندہ کی تصنیف ''خلیفہ بلافصل کون'' کا مطالعہ فرمائیں۔ تو اس حدیث میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت حق ہونے کا اشارہ ہے۔ حضور ﷺ اعلان فرما رہے ہیں۔ میرے بعد مسلمانوں کی سربراہی بھی اسی کا حق ہے جس نے میرا سب سے زیادہ ساتھ دیا مال و جان اولاد قربان کرتے رہے۔ مصائب اٹھائے اور ساتھ نہ چھوڑا۔ اور فرمایا کہ اس کا اسلامی اخوت کا میرے ساتھ رشتہ قائم ہے۔ یہ حضرت ابوبکر کے ایمان کی گواہی حضور ﷺ نے دی تا کہ کوئی بدبخت مسلمانوں کو گمراہ نہ کر سکے۔ آپ کے ایمان پر شک نہ کر سکے۔ فرمایا اگر دوست بناتا تو ابوبکر کو بناتا مگر میں اللہ کا دوست ہوں یہ سب میرے امتی اور غلام ہیں مگر ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فضیلت حاصل ہے اس کے گھر کی کھڑکی مسجد میں کھلی رکھی جائے بند نہ کیا جائے۔ اسمیں اشارہ ہے کہ میرے بعد سربراہی ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ہوگی اور ان کو مسجد میں آنے کی دقت نہ ہو کیوں کہ سب فیصلے مسجد میں ہوا کرتے تھے۔ مسجد ہی عدالت تھی تو جب سب لوگ آجائیں تو خلیفہ تشریف لے آئیں یوں سمجھ لیں کہ یہ خلیفہ کا پروٹوکول تھا اور فضیلت بھی تھی۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر خوشی کرنا صحابہ کی سُنّت ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ ابْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَكَانَ يُقْرِئَانِ النَّاسَ فَقَدِمَ بِلَالٌ وَسَعْدٌ وَعَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ ثُمَّ قَدِمَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي عِشْرِيْنَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا رَأَيْتُ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ فَرِحُوْا بِشَيْءٍ فَرَحَهُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى جَعَلَ الْإِمَآءُ يَقُلْنَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا قَدِمَ حَتّٰى قَرَأْتُ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى فِي سُوَرٍ مِنَ الْمُفَصَّلِ

(بخاری، کتاب المناقب، حدیث نمبر ۱۱۰۴)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں سب سے پہلے مدینہ منورہ میں ہمارے پاس جو آئے وہ حضرت مصعب بن عمیر اور حضرت ابن ام مکتوم (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) ہیں اور یہ دونوں حضرات لوگوں کو قرآن کریم پڑھاتے تھے۔ پھر حضرت بلال، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عمار بن یاسر (رضی اللہ عنہم) آئے تھے۔ ان کے بعد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیس اصحاب کو ساتھ لائے تھے۔ پھر خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ میں نے اہل مدینہ کو اتنی خوشی مناتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا جتنی خوشی انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے ہوئی یہاں تک کہ لونڈیاں بھی یہی کہتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لے آئے جب آپ کی تشریف آوری ہوئی تو میں طوال مفصل کی سورتوں میں سے سبح اسم ربك الاعلی سورة پڑھ چکا تھا۔

تشریح: اس حدیث پاک سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد پر خوشی کرنا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت ہے اور براء بن عازب فرماتے ہیں کہ میں نے مدینہ والوں کو اتنا خوش کبھی نہیں دیکھا اور نہ ہی اتنی خوشی مناتے ہوئے دیکھا۔ حالانکہ ہر قوم کے تہوار ہوتے ہیں اور اس کو مناتے ہیں خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور خوب مناتے ہیں مگر جب امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اہل مدینہ نے اس قدر خوشی منائی کہ جس کی عرب میں مثال نہیں ملتی

Marfat.com

بلکہ لونڈیوں تک نے خوشی منائی۔ خوشی اس کے آنے پر منائی جاتی ہے جس سے محبت ہوتی ہے۔ آج اگر اہل اسلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر خوشی مناتے ہیں۔ تو یہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کی دلیل ہے۔ مگر افسوس ان لوگوں پر ہے جو میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر جشن منانے کو کفر و شرک قرار دیتے ہیں، حرام اور ناجائز ہونے کے فتوے دیتے ہیں بلکہ نہ تو قرآن پاک میں کہیں ہے کہ میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جشن منانا حرام اور ناجائز ہے اور نہ ہی منع کیا گیا ہے اور نہ ہی حدیث پاک میں کوئی دلائل ہیں جن سے ثابت ہو کہ جشن میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم منانا جرم ہے گناہ ہے اور منع ہے۔ بلکہ وہی لوگ جو میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم منانے کو حرام جانتے ہیں اپنے بچوں کی سالگرہ بڑے جوش سے مناتے ہیں۔ اپنی شادی کی سالگرہ پُر تکلف طریقہ سے مناتے ہیں اگر یہ سب کچھ حرام ہے تو کیوں مناتے ہیں۔ ان کو چاہئے پھر فتوے شائع کریں کہ سالگرہ بچوں کی ہو یا شادی کی ۱۴ اگست ہو یا اقبال کا یوم پیدائش یا قائداعظم کا یوم پیدائش یا دیگر اس قسم کی جتنی تقریبات ہیں منانا حرام ہے مگر کبھی بھی ایسا نہیں کریں گے کیونکہ ان لوگوں کے پاس نہ کوئی ثبوت ہے اور نہ ہی کوئی دلیل ہے جس سے تقریبات کو حرام و ناجائز ثابت کرسکیں مگر میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم منانے پر یہ لوگ اس قدر شور مچاتے ہیں کہ طوفان کھڑا دیتے ہیں حالانکہ مسئلہ توحید کو میلاد منانے سے تقویت ملتی ہے کہ اللہ وہ ہے جو پیدا نہیں ہوتا نہ اس کی ماں ہے نہ باپ نہ اس کی اولاد اور نہ اس کی ازواج اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ ذات بابرکات ہے جو پیدا ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک پاک رحموں میں منتقل ہوتا ہوا آپ کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی پشت میں آیا پھر حضرت آمنہ کے بطن اقدس میں منتقل ہوا اور آپ پیدا ہوئے اور پوری کائنات میں آپ کی آمد سے نور پھیل گیا اور آپ اللہ کی مخلوق ہیں مگر اللہ کے محبوب ہیں اور اللہ وہ ہے جو ان تمام چیزوں سے پاک ہے۔ یعنی میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم منانا اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ ایک ہے کوئی دوسرا الٰہ نہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کے رسول اور اس کے بندے ہیں۔ میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم منا کر اہل اسلام باطل عقائد کا رد کرتے ہیں اور اپنے اوپر لگائے گئے الزام کا بھی رد کرتے ہیں اور لوگوں کو بتاتے ہیں ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الٰہ نہیں مانتے بلکہ اللہ کا بندہ اور رسول مانتے ہیں کیونکہ جو پیدا ہوا وہ الٰہ نہیں ہوتا مگر جو لوگ توحید کے علمبردار کہلاتے ہیں وہی اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ جب کہ ان کو خوش ہونا چاہئے اگر وہ اپنے دعوے میں سچے ہیں اور پھر اس میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت اصل تو یہود و نصاریٰ کو کرنی چاہئے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد سے ان کی کتابیں اور شریعتیں منسوخ ہوئیں مگر تعجب ہے کہ خود کو مسلمان کہلوانے والے میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناجائز و حرام کہتے ہیں۔ حالانکہ ہونا یہ چاہئے کہ مسلمان پورے جوش و

Marfat.com

خروش سے عید میلاد النبی ﷺ مناتے اور ساری دنیا کو بتاتے ہیں کہ ہمارے آقا ﷺ تمام انبیاء کرام سے افضل واعلیٰ ہیں اور سب آسمانی کتب منسوخ ہو چکی ہیں اور تمام شریعتیں منسوخ ہو چکی ہیں کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ پوری کائنات کے نبی بن کر تشریف لائے ہیں دیگر فضائل و خصائص بیان کرتے اسلام کو تقویت ملتی۔ مسلمانوں کے دلوں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عظمت پیدا ہوتی مگر ایسے لوگوں پر بدنصیبی کا غلبہ ہے فرقہ پرستی میں اس قدر غرق ہو چکے ہیں۔ حق بھی قبول کرنے کو تیار نہیں ہیں اور اپنے بزرگوں کی اندھی تقلید کرتے ہیں حالانکہ انہوں نے صرف انگریز حکومت کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے عقائد پیش کئے اور مسلمانوں میں اختلاف ڈالوا کر انگریز سے اس کا صلہ پاتے رہے۔

Marfat.com

مُردے سنتے ہیں

حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ هٰذِهٖ مَغَازِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُلْقِيْهِمْ هَلْ وَجَدْتُّمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا قَالَ مُوْسٰى قَالَ نَافِعٌ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تُنَادِيْ نَاسًا اَمْوَاتًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا قُلْتُ مِنْهُمْ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ جَمِيْعُ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِّنْ قُرَيْشٍ مِّمَّنْ ضُرِبَ لَهٗ ثَمَانُوْنَ رَجُلًا وَّكَانَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ يَقُوْلُ قَالَ الزُّبَيْرُ قُسِمَتْ سُهْمَانُهُمْ فَكَانُوْا مِائَةً وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔ (بخاری، کتاب المغازی، حدیث نمبر ۱۱۹۹)

ابن شہاب نے کہا کہ یہ ہیں رسول اللہ ﷺ کے غزوات اور پھر غزوہ بدر کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ مقتولین بدر سے خطاب کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے پالیا جس کا تمہارے رب نے سچا وعدہ فرمایا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ آپ کے اصحاب سے بعض لوگ عرض گزار ہوئے یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ مُردوں سے کلام فرمارہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اسے تم ان سے زیادہ نہیں سنتے۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قریش میں سے جو حضرات غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور جنہیں مال غنیمت سے حصہ ملا ان کی تعداد اسی ہے اور حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ حضرت زبیر نے فرمایا ان کے حصے میں نے تقسیم کئے اور وہ حضرات سو (۱۰۰) تھے۔ واللہ اعلم۔

تشریح: اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ مردے سنتے ہیں۔ جب بدر کی جنگ ہوئی اللہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقہ، فتح سے مسلمانوں کو نوازا۔ تو حضور نبی کریم ﷺ کی عادت مبارک تھی کہ تین راتیں وہاں قیام فرماتے تھے اور کفار قریش کے چوبیس سردار مارے گئے تھے اور ان ہلاک شدگان قریش کے لاشے گھسیٹ کر ایک کنوئیں میں پھینک دیئے گئے تھے۔ فتح حاصل کرنے کے تین دن بعد حضور نبی کریم ﷺ اپنی اونٹنی پہ سوار ہو کر بدر کے کنوئیں کے منڈیر پر تشریف لے گئے اور جتنے کافر واصل جہنم ہوئے تھے ان کو خطاب فرمایا اور ہر ایک کا نام لیکر اور معہ

Marfat.com

ولدیت کے کہا اے فلاں بن فلاں اے فلاں بن فلاں اب بتاؤ کہ کیا میرے رب کا وعدہ سچ ہوا تمہیں ذلت اور رسوائی ہوئی اور اب ذلت کا عذاب بھی اٹھا رہے ہو۔ اللہ نے ہمیں عزت دی فتح سے نوازا اور آخرت بھی بہتر ہوگئی اور تم جہنم کا ایندھن بنو گے۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں جب حضور نبی کریم ﷺ نے مردوں سے گفتگو شروع فرمائی تو آپ کے خدام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا، یارسول اللہ آپ ﷺ مردوں سے گفتگو فرمارہے ہیں۔ کیا یہ سنتے ہیں تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو میں ان مردوں کو کہہ رہا ہوں تم ان سے زیادہ نہیں سن سکتے۔ مطلب کہ جیسے تم سنتے ہو ویسے ہی یہ مردے بھی سن رہے ہیں تمہاری اور ان کافر مردوں کی سماعت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں مردے نہیں سنتے ان لوگوں کا عقیدہ حدیث کے خلاف ہے۔ حدیث رسول اللہ ﷺ کے مطابق عقیدہ یہ ہونا چاہئے کہ مردے سنتے ہیں۔ اگر کافر مردے سنتے ہیں ایک صحیح العقیدہ مسلمان بھی سنتا ہے پھر ولی نبی بھی سنتے ہیں پھر بالخصوص حضرت نبی کریم ﷺ کی قوت سماعت کا تو کوئی اندازہ نہیں کرسکتا۔ وہ تو غلام کہیں بھی ہو اور اپنے غلام کی آواز سنتے ہیں۔ فرمان رسول ﷺ ہے کہ جب کوئی غلام مجھ پر محبت سے درود شریف پڑھتا ہے تو میں اپنے کانوں سے سنتا ہوں اور حدیث پاک میں ہے جب تم مسلمانوں کے قبرستان کے قریب سے گزرو تو کہا کرو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْر۔ فرمایا وہ تمہارا سلام سنتے بھی ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں۔ مگر افسوس کہ بعض گروہ جماعت پرستی میں اس حد تک غرق ہو چکے ہیں وہ قرآن وحدیث کو بھی نظر انداز کردیتے ہیں مگر گروہ بندی کو ترک کرکے حق قبول کرنے کو تیار نہیں ہوتے جبکہ مسلمان کہلوانے والے کیلئے ضروری ہے کہ وہ قرآن وحدیث کو مقدم جانے بصورت دیگر دین ودنیا تباہ ہونے کا خطرہ ہے کیونکہ اہل ایمان کیلئے ضروری ہے کہ فرمان رسول ﷺ کے سامنے سر تسلیم خم کردے ورنہ خسارے میں رہے گا۔

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا علمِ مبارک

حَدَّثَنَا مُنْذِرُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجَارُوْدِيُّ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُوْسَى بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَةً مَا سَمِعْتُ مِثْلَهَا قَطُّ قَالَ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّ لَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا قَالَ فَغَطّٰى اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُجُوْهَهُمْ لَهُمْ خَنِيْنٌ فَقَالَ رَجُلٌ مَّنْ اَبِيْ قَالَ فُلَانٌ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ لَا تَسْاَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ رَوَاهُ النَّضْرُ وَرَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ شُعْبَةَ ۔ (بخاری، کتاب التفسیر، حدیث نمبر ۱۷۳۴)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا کہ اس قسم کا خطبہ ہم نے پہلے کبھی نہیں سنا تھا۔ فرمایا جو میں جانتا ہوں اگر تم جانتے تو یقیناً سب کم ہنستے اور بہت زیادہ روتے۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے اپنے چہروں کو چھپالیا اور رونے کی آوازیں آنے لگیں پھر ایک آدمی نے دریافت کیا۔ میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا فلاں بن فلاں ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اے ایمان والو۔ ایسی باتیں نہ پوچھو جو تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بری لگیں۔ نضر بن عبادہ نے بھی اس کی شعبہ سے روایت کی ہے۔

تشریح: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطابات تو ہم پہلے بھی سنتے رہتے تھے مگر ایک دفعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسا خطبہ دیا جو ہم نے پہلے کبھی نہیں سنا تھا۔ مطلب کہ پہلے خطابات سے ہٹ کر تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو جو میں جانتا ہوں آپ لوگوں کو اس کا علم نہیں اگر آپ کو علم ہو جائے تو آپ لوگ ہنسنا بھول جائیں اور رونا شروع کر دیں اور پھر بہت زیادہ روئیں۔ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم سن کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنی گردنیں جھکا لیں جس سے ان کے چہرے چھپ گئے اور خوب روئے بلکہ رونے کی آوازیں بلند ہوئیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دل میں خوف خدا تھا جو ایک مومن کے دل میں ہونا چاہئے۔ میرا خیال ہے کہ اصحاب رسول اس لئے روئے ہیں کہ وہ یہ خیال کرتے تھے کہ ہم صحیح معنوں میں بندگی کا حق ادا نہیں کرتے حالانکہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی یقیناً بہت اعلیٰ اور بہتر زندگی تھی جن کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

Marfat.com

کہ میرے بعد بہتر زمانہ میرے صحابہ کا ہے جبکہ ان لوگوں کے تقویٰ اور پرہیز گاری اور مضبوط ایمان ہونے پر قرآن و حدیث گواہ ہے وہ آخرت کے خوف سے رو رہے ہیں اور ایک ہم ہیں کہ فرائض میں کوتاہی کرتے ہیں، رزق کے معاملہ میں لاپرواہی کرتے ہیں، مال و دولت کی حوس میں حرام و حلال کی پرواہ تک نہیں کرتے، ماں باپ کی نافرمانی پڑوسیوں کو ستانا اور ناجائز کی پرواہ نہ کرنا، کمزوروں پر ظلم و ستم کرنا، چغلخوری کرنا، جھوٹی قسمیں کھانا، جھوٹی گواہی دینا ہمارا معمول بن گیا ہے مگر ہم نے کبھی سوچنے کی زحمت گوارہ نہیں کی کہ ہم اللہ کی بارگاہ میں ان چیزوں کا کیا جواب دیں گے۔ ہم پر دنیا اس قدر غالب ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی پرواہ نہیں کرتے۔ اپنوں کے گلے کاٹ رہے ہیں۔ ظلم و ستم کر رہے ہیں۔ حالانکہ فرمان رسول ﷺ کے مطابق صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہ مقام ہے کہ ان کو دیکھنے والا بھی جنتی ہوگا کوئی ولی، غوث، قطب، صحابی تو کیا اس کی زیارت کرنے والے تابعی کے درجے کو نہیں پہنچ سکتا۔ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیے اس عمل اور فعل سے گریز کرے جس سے اللہ اور اس کا رسول ﷺ منع کرتے ہیں۔ جب کہ زندگی چند روزہ ہے بندے کو چاہیے کہ اپنے گناہوں کی اللہ کی بارگاہ سے معافی مانگے سچی توبہ کرے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نقش قدم پر چلے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے راستے پر چلے۔ مگر ہم پر دنیا اس قدر غالب ہے کہ اللہ معاف فرمائے۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ کم از کم فرائض پورے کرے حقوق اللہ اور حقوق العباد کا خیال رکھے اور گناہوں سے پرہیز کرے تو اللہ کریم حضور ﷺ کے صدقے فضل فرمائے گا اور اللہ کریم ہم سب کو معاف فرمائے، خاتمہ ایمان پر فرمائے۔ آمین

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر ایک آدمی حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض گزار ہوا کہ یارسول اللہ میرا باپ کون ہے۔ آپ نے فرمایا تیرا باپ فلاں ہے۔ اب قابل غور بات یہ ہے کہ کوئی اہل ایمان تو سوچ بھی نہیں سکتا کہ حضور کا ارشاد غلط ہو سکتا ہے۔ لہٰذا یقیناً جو حضور ﷺ فرماتے ہیں وہ سچ ہے۔ تو معلوم ہوا کہ اللہ کریم نے آپ ﷺ کو علم ماکان وما یکون عطا فرمایا ہے کیونکہ اس سے بڑھ کر علم غیب اور کیا ہو سکتا ہے کہ کس کا باپ کون ہے۔ مافی الارحام تو قریب کی بات ہے یہ اس سے آگے کی بات ہے، مطلب کہ حضور ﷺ کو جو ہو چکا ہے اس ہر چیز کا علم ہے کیا ہو چکا ہے کس کا باپ کون ہے۔ حاملہ کے پیٹ میں بچے کا ہونا قریب کی بات ہے مگر حاملہ کے حمل کا فارغ ہونے کے کئی سال بعد یہ بتانا کہ تیرا باپ فلاں ہے۔ یہ اس سے بڑی بات ہے۔ مگر افسوس ان گمراہ لوگوں پر جو قرآن و حدیث پر عقیدہ رکھنے کا اقرار تو کرتے

Marfat.com

ہیں مگر مانتے نہیں۔ اگر واقعتہً قرآن وحدیث پر یقین رکھتے ہوتے تو حضور ﷺ کے علم غیب پر بھی یقین رکھتے اور آج یہ امت اختلاف کا شکار نہ ہوتی مگر ستیاناس اس گروہ بندی کا جس نے قوم کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔ مسلمان کو چاہئے کہ قرآن و حدیث کے معاملہ میں ہٹ دھرمی اور گروہ بندی کو چھوڑ کر فیصلہ کرے اور اپنی آخرت بہتر بنائے کیونکہ نجات عقیدے پر ہوگی نیک عمل اس وقت سودمند ثابت ہوں گے جب عقیدہ درست ہوگا۔

Marfat.com

نبی ﷺ کی اطاعت رب کی اطاعت ہے

حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَمِعْتُ حَفْصَ بْنَ عَاصِمٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ الْمُعَلّٰى قَالَ كُنْتُ أُصَلِّي فَمَرَّ بِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَانِي فَلَمْ آتِهِ حَتّٰى صَلَّيْتُ ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَأْتِيَ أَلَمْ يَقُلِ اللهُ يٰأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ ثُمَّ قَالَ لَأُعَلِّمَنَّكَ أَعْظَمَ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ قَبْلَ أَنْ أَخْرُجَ فَذَهَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَخْرُجَ فَذَكَرْتُ لَهُ وَقَالَ مُعَاذٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خُبَيْبٍ سَمِعَ حَفْصًا سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا وَقَالَ هِيَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ السَّبْعُ الْمَثَانِي ۔ (کتاب التفسیر حدیث ۱۷۵۸)

حفص بن عامر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے حضرت سعید بن معلّٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نماز پڑھ رہا تھا کہ میرے پاس سے رسول اللہ ﷺ کا گذر ہوا آپ نے مجھے بلایا میں آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہوا۔ جب میں نماز پڑھ چکا تو بارگاہ میں حاضر ہوگیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں میرے پاس آنے سے کس چیز نے روکا جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بلانے پر حاضر ہو جایا کرو جب رسول ﷺ تمہیں بلائیں پھر آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں قرآن کریم کی سب سے بڑی سورت نہ بتادوں اس سے پہلے کہ میں باہر نکلوں۔ جب رسول اللہ ﷺ جانے کیلئے باہر نکلنے لگے تو میں نے مذکورہ ارشاد یاد کروایا۔ معاذ، خبیب، حفص بن عاصم نے حضرت ابوسعید معلّٰی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے ہی سنا۔ جو نبی کریم ﷺ کے اصحاب سے ایک فرد تھے۔ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا وہ سورۂ فاتحہ ہے جس کو سبع مثانی بھی کہتے ہیں۔

تشریح: (۱) حضرت سعید بن معلّٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے قریب سے گزرے تو فرمایا کہ سعید میرے پاس آؤ مگر میں نماز میں تھا نہ تو جواب دے سکا اور نہ ہی نماز چھوڑ کر آپ کے پاس حاضر ہوا۔ جب میں نے نماز مکمل کرلی تو میں بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ غلام حاضر ہے تو آپ نے فرمایا اے سعید دیر کیوں کردی عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ اسلئے

Marfat.com

حاضر ہونے میں دیر ہوگئی نماز ختم ہونے پر فوراً حاضر ہوا ہوں راستے میں کہیں نہیں ٹھہرا۔ تو اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے سعید کیا تمہیں فرمان خداوندی یاد نہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں واضح فرما دیا ہے کہ اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بلانے پر حاضر ہو جایا کرو جب رسول تمہیں بلائیں۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سب سے بڑی عبادت فرمان رسول ﷺ پر عمل کرنا ہے چاہے کوئی آدمی نماز پڑھ رہا ہو تو جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کوئی حکم فرمائیں تو ایمان والوں کیلئے ضروری ہے کہ نماز چھوڑے پہلے فرمان رسول ﷺ پر عمل کرے۔ حضور ﷺ جو حکم فرمائیں اس کی تعمیل کرے۔ حالانکہ نماز اللہ کی عبادت ہے جس کے متعلق حکم ہے کہ انتہائی خشوع اور خضوع سے پڑھنی چاہئے اور پر سکون ہو کر پڑھنی چاہئے کیونکہ بندہ اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے پھر اللہ سے ہمکلام ہوتا ہے جو بہت بڑی بارگاہ ہے جو پوری کائنات کا خالق و مالک و رازق ہے اور نماز مومن کی معراج ہے۔ مگر یہ سب کچھ ہونے کے باوجود خالق کائنات اللہ وحدہ لاشریک خود فرماتا ہے کہ اے ایمان والو جب میرا رسول تمہیں بلائے تو نماز چھوڑ دیا کرو جو بھی مصروفیت ہو فوراً ترک کر دو اور جلدی سے میرے محبوب حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ اور جو تمہیں حکم دیں اس کی تعمیل کرو۔ اس سے ثابت ہوا کہ اصل میں عبادت کی روح تعظیم رسول ﷺ ہے جو ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے اگر دل میں احترام رسول ﷺ نہیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت سے دل خالی ہے تو ایسے شخص کی نہ تو نماز ہے اور نہ ہی دیگر عبادت، محبت واحترام کے بغیر نماز اہل ایمان کی نہیں منافقین کی ہے۔ جیسے مدینہ منورہ کے منافقین نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ دیگر اسلامی احکام پر عمل تو کرتے تھے مگر ان کے دل عشق واحترام مصطفےٰ ﷺ سے خالی تھے۔ اس لئے صرف نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ یعنی ظاہر عمل کو ہی نہیں دیکھنا چاہئے کہ اس کا لبادہ اسلامی ہے بظاہر شکل وصورت سے انتہائی متقی پرہیز گار نظر آتا ہے۔ لہٰذا یہ بہت نیک اور صحیح آدمی ہے۔ نہیں بالکل نہیں دیکھنے کی بات یہ ہے کہ اس کے دل میں عشق مصطفےٰ ﷺ ہے یا یہ کہ احترام مصطفےٰ ہے کیا یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل وخصائص، کمالات ومعجزات کو مانتا ہے کیا علم مصطفےٰ، نورانیت مصطفےٰ، اختیارات مصطفےٰ ﷺ یا دیگر کمالات کا قائل ہے۔ اگر قائل ہے تو ٹھیک ہے اگر منکر ہے تو پھر یقین جانیں وہ آدمی باطل عقائد رکھتا ہے اور مدینۃ الرسول کے منافقین کی پیروی کرتا ہے کیونکہ صحابہ کرام اور منافقین میں یہی فرق تھا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے دل عشق مصطفےٰ ﷺ سے سرشار تھے اور احترام مصطفےٰ ﷺ یہ تھا جیسے آپ یہ حدیث پڑھ رہے ہیں اور قرآن میں اللہ کریم فرما رہا ہے کہ اگر تم نماز میں مصروف ہو اور تمہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بلائیں تو نماز ترک کرو، پہلے آپ کے حکم کی تعمیل کرو بلکہ فقہاء فرماتے ہیں اگر تم نماز پڑھ رہے ہو اور حضور نبی کریم ﷺ کسی کو بلائیں تو وہ اسی وقت نماز چھوڑے

Marfat.com

اور تعمیل حکم رسول ﷺ کرے مثلاً آپ کسی کام پر بھیجتے ہیں اور کام سے واپس آ کر نماز کیلئے دوبارہ نیت نہ کرے جہاں سے چھوڑ کر گیا تھا وہی سے شروع کر دے کیونکہ اس کی نماز ٹوٹی نہیں اگر نمازی کا منہ قبلہ سے پھر گیا ہے تو پھر بھی کوئی بات نہیں وہ کعبہ کے قبلہ کی طرف ہوا ہے کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ کعبہ کے بھی قبلہ ہیں اگر حضور سے گفتگو ہوئی ہے تو پھر بھی کوئی بات نہیں اسلئے کہ آپ سے گفتگو کرنا اللہ سے گفتگو کرنا ہے۔ قرآن پاک میں واضح الفاظ ہیں۔ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ۔ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ۔ وہ تو اپنی خواہش سے نہیں بولتے مگر جو ان کی طرف وحی کی جاتی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضور کا بلانا رب کا بلانا ہے۔ اس لئے حکم دیا گیا ہے کہ جب بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بلائیں مصروفیت جیسی بھی ہو چھوڑ دو چاہے تم نماز ادا کر رہے ہو فوراً بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہو جاؤ۔

(۲) اور یہ ثابت ہوا کہ یہ عقیدہ باطل ہے کہ نبی کے خیال آنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ جیسا کہ مولوی اسماعیل دہلوی اپنی تصنیف صراط مستقیم میں لکھتا ہے۔ بندہ پوری عبارت پیش کر دیتا ہے۔ تا کہ شک کی گنجائش نہ رہے۔ زنا کے وسوسے سے اپنی بی بی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اسی جیسے بزرگوں کی طرف خواہ رسالت مآب ہی ہوں۔ اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے بُرا ہے کیونکہ شیخ کا خیال تو تعظیم اور بزرگی کے ساتھ انسان کے دل میں چمٹ جاتا ہے اور بیل گدھے کے خیال کو نہ تو اس قدر چسپیدگی ہوتی ہے اور نہ تعظیم بلکہ حقیر اور ذلیل ہوتا ہے اور غیر کی تعظیم اور بزرگی جو نماز میں ملحوظ ہو وہ شرک کی طرف کھینچ کر لے جاتی ہے۔ (معاذ اللہ) (صراط مستقیم ص ۱۳۶/ مصنف شاہ اسماعیل دہلوی)

اب ایک طرف تو یہ دہلوی کا عقیدہ ہے اور دوسری طرف قرآن وحدیث ہے کہ جب تمہیں رسول ﷺ بلائیں فوراً حاضر ہو جاؤ چاہے تم نماز ہی میں کیوں نہ ہو۔ جیسا کہ سعید بن معلیٰ فرما رہے ہیں اور اللہ کریم کا ارشاد بھی آپ پڑھ چکے ہیں اور ہر مصنف مزاج آدمی کو سوچنا چاہئے کہ جب حضرت سعید بن معلیٰ نماز پڑھ رہے تھے اور نبی کریم ﷺ پاس سے گزرتے ہوئے فرمایا کہ سعید میرے پاس آؤ کیا صحابی کے دل میں خیال مصطفےٰ آیا ہو گا یا نہیں۔ یقیناً آیا ہو گا بلکہ صرف خیال ہی نہیں پوری توجہ حضور نبی کریم ﷺ کی طرف ہو گئی ہو گی۔ تو اب پوچھئے ذرا ان توحید پرستوں کو کہ جناب والا فرمائیے صحابی کی نماز ہوئی ہے یا نہیں۔ مگر کوئی مفتی اور علامہ یہ نہیں کہہ سکے گا نہ فتویٰ تحریر کرے گا کہ صحابی کی نماز نہیں ہوئی۔ جس سے ثابت ہوا کہ یہ عقیدہ باطل ہے کہ نبی کریم ﷺ کے خیال سے نماز نہیں ہوتی بلکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے عقیدے کے بالکل خلاف ہے اور قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔ اگر اب کوئی فرقہ پرستی کو چھوڑ کر سوچے گا تو یقیناً اہل سنت وجماعت

Marfat.com

ہوجائے گا اور ہر مسلمان کو قرآن وحدیث کے مطابق عقیدہ رکھنا چاہئے کیونکہ اسی میں نجات ہے۔

(۳) اور پھر یہ کہنا چونکہ نبی کا خیال یا بزرگوں کا خیال دل میں چمٹ جاتا ہے اور شرک کی طرف کھینچ لے جاتا ہے، معاذ اللہ تو صحابی کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا تھا اور صحابی نے دوران نماز جب آواز کو سنا ہوگا تو کیا اسوقت صحابی نے احترام کیا ہوگا یا نہیں یا صحابہ کرام علیہم الرضوان دوران نماز احترام رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی ہوتے تھے معاذ اللہ۔ نہیں بالکل نہیں، صحابہ کرام علیہم الرضوان تو دوران نماز بھی احترام رسول صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے۔ چنانچہ دوسری حدیث میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امامت کا حکم دیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمان رسول کے مطابق امامت فرمائی تو دوران نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرہ مبارک کا پردہ اٹھایا جس سے سرسراہٹ پیدا ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنا رخ قبلہ کی طرف سے ہٹا کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف کر دیا پھر خیال آیا کہ شاید حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لانا چاہتے ہیں تو تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کرتے ہوئے حضرت ابوبکر مصلیٰ چھوڑ کر صف میں آگئے۔ یعنی پیچھے ہٹ گئے تو جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ابوبکر نے میرے لئے مصلیٰ خالی کر دیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ سے فرمایا ابوبکر امامت کراؤ اور اپنے مصلیٰ پر چلے جاؤ تو ساتھ ہی پردہ کو گرا لیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تعمیل حکم رسول کرتے ہوئے پھر مصلیٰ پر تشریف لے گئے اور مسلمانوں کی امامت فرمائی اور نماز مکمل کی۔ (دیکھیں بخاری شریف)

اب غور فرمایئے کہ کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دوران نماز احترام رسول صلی اللہ علیہ وسلم کرنا اور پھر تعمیل حکم کرنا اور دیگر صحابہ کا بھی دوران نماز احترام کرنا کیا جائز تھا یا ناجائز۔ یقیناً درست اور جائز تھا بلکہ نماز صحیح معنوں میں کامل مکمل ہوئی یہی وہ اتباع ہے جس میں احترام رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہو اور پھر تعمیل حکم رسول کی نیت سے ادا کی جائے مگر افسوس ان گروہوں پر جو روشن دلائل کے باوجود ہٹ دھرمی سے کام لیتے ہیں جو سراسر اپنی جان پر ظلم کرتے ہیں گروہ بندی کا شکار ہو کر حق کو قبول نہیں کرتے حالانکہ باطل عقائد رکھتے ہیں اسی میں انسان کی تباہی اور بربادی ہے نجات قرآن وحدیث پر عمل کرنے میں ہے۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کی جانوں کے مالک ہیں

حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ عَمْرَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُؤْمِنٍ اِلَّا وَاَنَا اَوْلَى النَّاسِ بِهٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ فَاَيُّمَا مُؤْمِنٍ تَرَكَ مَالًا فَلْيَرِثْهُ عَصَبَتُهٗ مَنْ كَانُوْا فَاِنْ تَرَكَ دَيْنًا اَوْ ضِيَاعًا فَلْيَاْتِنِيْ وَاَنَا مَوْلَاهُ ۔ (کتاب التفسیر حدیث نمبر ۱۸۹۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مومن ایسا نہیں کہ دنیا اور آخرت میں جس کی جان کا میں اس سے بھی زیادہ مالک نہ ہوں اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو۔ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے۔ پس مومن جو بھی مال چھوڑے گا تو اس کے رشتہ دار ہی میراث پائیں گے لیکن اگر اس کے سر پر قرض ہے یا کسی کا مال ضائع کیا تھا تو وہ میرے پاس آئے کیونکہ اس کا ذمہ دار میں ہوں۔

تشریح: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے دل میں ایمان ہے دنیا و آخرت میں میں اس سے زیادہ اس کی جان کا مالک ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ وحدہٗ لاشریک نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایمان والوں کی جان کا مالک و مختار بنایا ہے۔ جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی چیز کے مالک و مختار نہیں ہیں وہ خود سوچیں کہ وہ خود کو ایمان والے تصور کرتے ہیں یا نہیں۔ اگر ایمان والے ہیں پھر تو ان کو یہ عقیدہ رکھنا چاہئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے مالک و مختار ہیں۔ مگر اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایمان والوں کی جان کے مالک و مختار فرمایا ہے۔ کفار اور مشرکین منافقین کا نہیں فرمایا۔ اگر کفار یا مشرکین و منافقین کہیں کہ ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مالک و مختار نہیں مانتے تو ان کا حق بنتا ہے مگر ایمان والے کو یہ حق نہیں کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ عقیدہ رکھے۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی اس بات میں شک و شبہات کا شکار ہے تو وہ قرآن پاک کی یہ آیت کریمہ پڑھ لے۔ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ ۔ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمان خداوندی کو دلیل کے طور پیش کیا ہے۔ اسلئے تاکہ مسلمان کو علم ہو جائے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہم پر کس قدر حق ہے۔ جیسے کوئی مالک اپنی چیز کو جس طرح چاہے خرچ کرے، استعمال کرے اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایمان والوں پر حق ہے جس طرح چاہیں

Marfat.com

جو چاہیں فرمائیں اور ایمان والوں کے ذمہ فرض ہے کہ آپ کا یہ حق تسلیم کریں اگر بغاوت کرتا ہے یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا مالک و مختار نہیں مانتا تو وہ ایمان والا نہیں ہے۔ لہٰذا گروہ بندی کا شکار ہو کر آپ کے حق کو نہ ماننا کفر کی پیروی ہے۔ ایمان والا وہی ہوگا جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حق تسلیم کرے گا اور اقرار کرے گا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ہمارے مالک و مختار ہیں اور پھر جو شخص بغاوت کرے گا وہ فرمان خداوندی کا بھی منکر ہوگا تو جو قرآن کا منکر ہوگا وہ ایمان والا نہیں ہوگا جس طرح کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے اور پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مالک و مختار ہونے پر دوسری دلیل جو دی ہے وہ یہ کہ اگر ایمان والے کا انتقال ہو جائے اور اس کا جو مال ہوگا یا زمین جائیداد جو بھی ہو وہ اس کے وارثوں کی ہوگی یعنی وارثت کے حقدار اس کے وارث ہوں گے۔ اگر وہ مقروض ہوگا یا اس کے ذمہ کسی کا نقصان کرنا ہوگا تو جس کا اس نے مال ضائع کیا ہو یا کسی کا کوئی نقصان کیا ہو تو وہ میرے پاس آئے میں اس کا نقصان پورا کردوں گا جیسے باپ اپنے بچوں کا نقصان اٹھاتے ہیں اسی طرح حضور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے غلاموں کی ذمہ داری اٹھاتے ہیں۔ مسلمانوں ذرا گروہ بندی کے چنگل سے آزاد ہو کر سوچو کہ کیا کوئی ہے جو دنیا اور آخرت میں تمہاری ذمہ داری اٹھاتا ہے نہیں بالکل نہیں۔ صرف ایک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات بابرکات ہے جو ہم گناہ گاروں کے ذمہ دار بن رہے ہیں۔ پھر اس کے بعد بھی اگر کوئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قدر نہ جانے اور آپ کے فضائل و خصائص نہ جانے آپ کو مالک و مختار نہ جانے تو پھر اس سے بڑھ کر نامراد اور بدنصیب بے وفا بھی زمانے میں کوئی اور نہیں ہے۔ لہٰذا ایمان اور وفا کا تقاضا ہے کہ ہر مسلمان یہ عقیدہ رکھے کہ میرا ایمان جان اولاد سب کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قربان ہو جائے تو میرے لئے سعادت ہے اور پھر انصاف اور وفا کا تقاضا یہ بھی ہے کہ جو ہم پر اتنا کرم فرمانے والے ہیں ہمیں ان کے ہر فرمان پر عمل کرنا چاہئے مگر ہم اس قدر غافل ہیں کہ جس کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ انسان کو چاہئے کم از کم خلوص کا جواب خلوص سے دے جبکہ اللہ کا حکم بھی ہے۔ فرماتا ہے میرے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو اور اس کی اطاعت میری اطاعت ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے جہاں فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم آجائے ہر چیز کو چھوڑ کر فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرے اور ہر عمل کرنے سے پہلے دیکھے کہ کیا میرا عمل فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہے یا نہیں۔ اگر یہ چیز پیدا ہو جائے اور اس پر عمل ہو جائے تو ہماری زندگیوں میں وہ اطمینان اور سکون پیدا ہو جائے جس کا انسان سوچ بھی نہیں سکتا۔ مطلب پورا معاشرہ ایسا خوبصورت ہو جائے کہ غیر مسلم قومیں حیران ہو جائیں بلکہ اسلام کی طرف راغب ہو جائیں۔ اللہ کرے ہمارا معاشرہ اسلامی ہو جائے اور دین و دنیا سنور جائیں۔ آمین ثم آمین۔

Marfat.com

عبادت کی روح فرمانِ رسول ﷺ پر عمل کرنا ہے

حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي زُبَيْدٌ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ مِنْ يَوْمِنَا هٰذَا أَنْ نُصَلِّيَ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ فَمَنْ فَعَلَ هٰذَا فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا وَمَنْ نَحَرَ فَإِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ يُقَدِّمُهُ لِأَهْلِهِ لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِي شَيْءٍ فَقَالَ أَبُو بُرْدَةَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أُصَلِّيَ وَعِنْدِي جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِنْ مُسِنَّةٍ فَقَالَ: اجْعَلْهَا مَكَانَهَا وَلَنْ تَجْزِيَ أَوْ تُوفِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ۔ (بخاری، کتاب الاضاحی حدیث ۵۲۳)

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا آج کے روز ہم سب سے پہلے نماز پڑھتے ہیں پھر واپس لوٹتے ہیں تو قربانی ذبحہ کرتے ہیں۔ جس نے اس طرح کیا اس نے ہمارے طریقے کو پالیا اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کی تو وہ اس نے اپنے گھر والوں کیلئے گوشت بھیجا ہے۔ جس کا قربانی سے کوئی تعلق نہیں۔ اس پر ابو بردہ عرض گذار ہوئے۔ یارسول اللہ ﷺ میں نے نماز پڑھنے سے پہلے قربانی ذبحہ کر لی ہے اور میرے پاس بکری کا صرف چھ ماہ کا بچہ ہے جو سال کے بچے سے بہتر ہے۔ فرمایا کہ اس کے بدلے اس کی قربانی دے دو اور تمہارے بعد ایسا کرنا کسی کیلئے کافی نہ ہوگا۔

وضاحت : حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لوگوں کو قربانی دینے کا طریقہ بیان فرمایا اور ترتیب بیان فرماتے ہوئے فرمایا کہ لوگو آج کے دن یعنی عید کے دن ہم نے جو پہلا کام کرنا ہے وہ نماز عید ہے جب ہم نماز سے فارغ ہو کر گھر جائیں گے تو قربانی کریں گے۔ اگر کسی نے نماز عید پڑھنے سے پہلے قربانی کر لی تو وہ قربانی نہیں ہوگی۔ وہ صرف گھر والوں کو گوشت دیا گیا ہے۔ مطلب کہ جو نماز عید پڑھنے سے پہلے قربانی کرے گا وہ بطور قربانی قبول نہیں کی جائے گی۔ قربانی اس کی قبول ہوگی جو ہمارے بتائے ہوئے طریقے پر چلے گا یعنی پہلے نماز عید پڑھے اور پھر قربانی کرے تو اسے اللہ ورسول ﷺ کے ہاں قربانی تصور کیا جائے گا بصورت دیگر قربانی نہیں ہوگی۔

تشریح: (۱) اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ اصل عبادت کی روح فرمان رسول ﷺ پر عمل کرنا ہے۔ اگر کوئی فرمان رسول ﷺ پر عمل نہیں کرتا تو اس کی عبادت قبول نہیں جیسے نماز عید سے پہلے قربانی کا منظور نہ ہونا

Marfat.com

ہے۔ اسلئے ہر مسلمان کو چاہئے جو نیکی کرے عبادت کرے، نماز، روزہ، حج وغیرہ کرے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت جان کر کرے جیسے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو چومتے ہوئے فرمایا کہ اے حجر اسود میں تمہیں اس لئے چوم رہا ہوں کہ تجھے حضور نبی کریم ﷺ نے چوما ہے۔ (بخاری) اگر کوئی شخص ادائے مصطفےٰ ﷺ جان کر عبادت نہیں کرتا تو اس کا عبادت کرنا مدینہ کے منافقین کی طرح ہے۔ اس کی دلیل قربانی کا منظور نہ ہونا ہے۔ اصل میں ہر نیکی فائدہ منداس وقت ہوتی ہے جب اسے فرمان رسول ﷺ جان کر یا ادائے مصطفےٰ ﷺ جان کر کی جائے اور یہ اسوقت ہوگا جب دل میں محبت رسول ﷺ ہوگی جس کا نام ایمان ہے، بغیر ایمان کے کوئی نیک عمل قبول نہیں۔

(۲) دوسرا یہ کہ حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قربانی اس کی ہوگی جس نے ہمارے بتائے ہوئے طریقہ کو اختیار کیا تو اس پر ابو بردہ عرض گزار ہوئے کہ یارسول اللہ ﷺ میں نے تو نماز عید پڑھنے سے پہلے کرلی ہے اور میرے پاس تو دوسرا بکرا بھی نہیں جس کی عمر پوری ہو یعنی ایک سال کا ہو۔ یہاں یاد رہے قربانی کے بکرے کی عمر ایک سال ہونا ضروری ہے۔ کم عمر کی قربانی نہیں مگر ابو بردہ عرض کر رہے ہیں کہ یارسول اللہ ﷺ میرے پاس کوئی بکرا نہیں جس کی عمر ایک سال ہو۔ میرے پاس تو صرف چھ ماہ کا بکری کا بچہ ہے۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے ابو بردہ تم اس چھ ماہ کے بکری کے بچے کی قربانی کردو قبول ہے۔ مگر کسی اور کیلئے ایسا کرنا درست نہیں یعنی جائز نہیں ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے مختار کل بنایا ہے جو لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اختیارات کے منکر ہیں ان کو اس حدیث پر غور کرنا چاہئے اور اپنا عقیدہ فرمان رسول ﷺ کے مطابق رکھنا چاہئے کیونکہ صراط مستقیم وہی راہ ہے جو فرمان رسول ﷺ سے ثابت ہوتا ہو۔ اگر کوئی اختیارات مصطفےٰ ﷺ کو نہیں مانتا تو کیا وہ فتویٰ دے گا کہ ابو بردہ کی قربانی جائز نہیں ہے۔ مگر کبھی بھی کوئی علامہ یا مفتی یہ فتویٰ نہیں دے گا کہ ابو بردہ کی قربانی نہیں ہوئی۔ تو یہ حدیث رسول ﷺ اس بات کی دلیل ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ چاہیں تو کسی کیلئے ناجائز عمل جائز قرار دے دیں اور چاہیں تو جائز عمل کو کسی کیلئے ناجائز قرار دے دیں اور یہی اختیارات مصطفےٰ ﷺ ہیں جن پر اہل سنت و جماعت کا ایمان ہے اور قرآن وحدیث پر عقیدہ رکھنا کفر و شرک نہیں بلکہ عین ایمان ہے جو لوگ اختیارات رسول ﷺ پر ایمان رکھنے والوں کو کافر و مشرک کہتے ہیں انہیں اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہئے اور دھڑے بندی کی لعنت کو ترک کر کے فرمان رسول ﷺ کے مطابق عقیدہ رکھنا چاہئے کیونکہ نجات عقیدہ پر ہوگی اعمال کی ثانوی حیثیت ہے۔ اگر عقیدہ غلط ہوا تو اعمال کچھ فائدہ نہیں دیں گے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

حضور ﷺ ہر بات جانتے ہیں

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ أُهْدِيَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ فِيهَا سُمٌّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْمَعُوا إِلَيَّ مَنْ كَانَ هَاهُنَا مِنَ الْيَهُودِ فَجُمِعُوا لَهُ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي سَائِلُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَهَلْ أَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْهُ فَقَالُوا نَعَمْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَبُوكُمْ قَالُوا أَبُونَا فُلَانٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَبْتُمْ بَلْ أَبُوكُمْ فُلَانٌ فَقَالُوا صَدَقْتَ وَبَرِرْتَ، فَقَالَ هَلْ أَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْ شَيْءٍ إِنْ سَأَلْتُكُمْ عَنْهُ؟ فَقَالُوا نَعَمْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ وَإِنْ كَذَبْنَاكَ عَرَفْتَ كَذِبَنَا كَمَا عَرَفْتَهُ فِي أَبِينَا قَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَهْلُ النَّارِ فَقَالُوا نَكُونُ فِيهَا يَسِيرًا ثُمَّ تَخْلُفُونَنَا فِيهَا فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْسَئُوا فِيهَا وَاللَّهِ لَا نَخْلُفُكُمْ فِيهَا أَبَدًا۔ ثُمَّ قَالَ لَهُمْ فَهَلْ أَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْ شَيْءٍ إِنْ سَأَلْتُكُمْ عَنْهُ قَالُوا نَعَمْ فَقَالَ هَلْ جَعَلْتُمْ فِي هَذِهِ الشَّاةِ سُمًّا فَقَالُوا نَعَمْ فَقَالَ مَا حَمَلَكُمْ عَلَى ذَلِكَ فَقَالُوا أَرَدْنَا إِنْ كُنْتَ كَذَّابًا نَسْتَرِيحُ مِنْكَ وَإِنْ كُنْتَ نَبِيًّا لَمْ يَضُرَّكَ۔ (بخاری، کتاب الطب، حدیث نمبر ۷۲۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب خیبر فتح ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بکری کا گوشت (سالن کی صورت میں) پیش کیا گیا جس میں زہر ملایا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جتنے یہودی یہاں ہیں انہیں میرے پاس بلاؤ۔ چنانچہ انہیں آپ کی بارگاہ میں جمع کر دیا گیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم لوگوں سے ایک بات پوچھنے والا ہوں۔ کیا تم مجھے سچ سچ بتا دو گے؟ جواب دیا کہ اے ابو القاسم ہاں، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تمہارا جدِ اعلیٰ کون ہے؟ انہوں نے کہا ہمارا باپ فلاں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے جھوٹ سے کام لیا۔ بلکہ تمہارا جدِ اعلیٰ تو فلاں ہے وہ کہنے لگے کہ آپ نے سچ فرمایا اور راست گوئی سے کام لیا۔ (حضور نبی کریم ﷺ) نے فرمایا اگر میں تم سے ایک بات پوچھوں تو کیا تم مجھے سچ سچ بتا دو گے۔ انہوں نے جواب دیا، اے ابو القاسم ہاں۔ اور اگر ہم آپ سے جھوٹ بولیں گے تو آپ کو اسی طرح

Marfat.com

معلوم ہو جائے گا جیسے ہمارے مورث اعلیٰ کے بارے میں آپ جان گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بتاؤ دوزخی کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ تھوڑے دن ہم دوزخ میں رہیں گے اور پھر ہماری جگہ آپ (یعنی مسلمان) پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس میں ذلیل ہونے والو ہم خدا کی قسم تمہاری جگہ جہنم میں نہیں جائیں گے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اگر میں تم سے کوئی بات پوچھوں تو کیا سچ سچ بتا دو گے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ فرمایا کیا تم نے اس بکری (کے گوشت میں) زہر ملایا تھا۔ انہوں نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ تمہیں ایسا کرنے پر کس چیز نے آمادہ کیا۔ پس انہوں نے کہا ہم نے یہ ارادہ اس لئے کیا کہ اگر آپ جھوٹے ہیں تو ہمیں آپ سے نجات مل جائے گی۔ اگر آپ سچے نبی ہیں تو یہ آپ ﷺ کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔

تشریح: (۱) جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بکری کا بھنا ہوا گوشت پیش کیا گیا جس میں یہودیوں نے زہر ملایا تھا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب یہودیوں کو میری بارگاہ میں پیش کرو۔ جب یہودی حاضر خدمت ہوئے تو حضور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سچ سچ بتانا جھوٹ مت بولنا بتاؤ تمہارا جد اعلیٰ کون ہے تم کس کی اولاد ہو۔ تو یہودیوں نے جھوٹ بولتے ہوئے کہا کہ ہمارا جد اعلیٰ فلاں ہے۔ انہوں نے ایک فرضی نام لیا کہ ہم فلاں کی اولاد ہیں تو حضور نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً فرمایا تم جھوٹ بول رہے ہو جس کا تم نام لے رہے ہو وہ تمہارا جد اعلیٰ نہیں ہے تم تو فلاں کی اولاد ہو وہ تمہارا جد اعلیٰ ہے تو یہودیوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ آپ سچ فرماتے ہیں۔ ان الفاظ سے معلوم ہوا کہ اللہ وحدہ لاشریک نے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب عطا فرمایا ہے اور یہودیوں کے جد اعلیٰ کا علم ہونا مافی الارحام کے علم سے کہیں زیادہ کمال ہے کیونکہ معلوم نہیں کتنی صدیاں گذر گئی ہوں گی اور کتنی پشتیں گذر جانے کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں کہ تم فلاں کی اولاد ہو۔ اب بنظر انصاف اگر سوچا جائے یا بحیثیت مسلمان تو کیا کوئی آپ کے علم غیب کے انکار کی گنجائش ہے۔ بالکل نہیں۔ مگر افسوس کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا امتی ہونے کا دعویدار ہی انکار کر رہا ہے اور پھر یہودی اعتراف کر رہے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے سچ فرمایا ہے واقعۃً ہم اسی کی اولاد ہیں جس کے متعلق آپ فرما رہے ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سوال کرنے کا سبب بھی یہی تھا کہ یہودیوں کو علم ہو جائے کہ میں اللہ کا سچا رسول ہوں کیونکہ نبی کا معنی ہی غیب جاننے والا ہے اور اس وقت کے بعد والے منکرین جو

قیامت تک آنے والے ہیں انہیں بھی معلوم ہو جائے کہ میں اللہ کا سچا رسول ہوں اور میرے غلام منافقین کے پراپیگنڈہ سے بھی محفوظ ہو جائیں۔ اپنے ایمان کی مضبوط دلیل دے سکیں تاکہ منافقین کی زبان بند ہو جائے۔

(۲) اس کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب میں تم سے دوسرا سوال کروں گا مگر جھوٹ نہ بولنا تو یہودیوں نے عرض کیا حضور اب ہم جھوٹ کیسے بول سکتے ہیں۔ مطلب کہ بالکل جھوٹ نہیں بولیں گے کیونکہ اگر آپ کو ہمارے باپ کا علم ہے تو ظاہر ہے اگر ہم جھوٹ بولیں گے پکڑے جائیں گے۔ اس لئے سچ سچ بتائیں گے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بتاؤ دوزخی کون ہے۔ اس پر تمہارا کیا عقیدہ ہے۔ تو یہودیوں نے جواب دیا کہ کچھ دن تھوڑی مدت تو ہم دوزخ میں رہیں گے اس کے بعد ہماری جگہ مسلمان رہیں گے تو اس کے جواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے یہودیوں سن لو خدا کی قسم اللہ تمہیں ذلیل کرے گا تمہیں دوزخ کا ایندھن بنائے گا اور ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہو گے ہم تمہاری جگہ کبھی نہیں جائیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نجات عقیدے پر ہوگی اگر عقیدہ غلط ہوا تو نیک اعمال جتنے چاہے کرتا رہے بخشش نہیں ہوگی نجات کیلئے عقیدہ کا صحیح ہونا ضروری ہے۔ ان الفاظ سے لوگوں کو سبق حاصل کرنا چاہئے جو لوگ عقیدے کو اہمیت نہیں دیتے اور کہتے ہیں کہ چھوڑو جی ہم ان اختلاف میں نہیں جاتے ہم تو سیدھے سادھے مسلمان ہیں جب کہ ایسے لوگ بے وقوف ہیں اور قرآن وحدیث سے ناواقف ہیں۔ اچھے اعمال اس وقت نفع دیں گے جب عقیدہ صحیح ہوگا بصورت دیگر قرآن کے الفاظ ہیں۔ ھباء منثورا۔ ان کے اعمال بکھیر دیئے جائیں گے کسی کام نہیں آئیں گے۔

(۳) اور پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تیسرا سوال فرمایا۔ سچ سچ بتاؤ کہ تم نے کھانے میں زہر کیوں ملایا اس کا سبب بیان کرو، تو یہودیوں نے جواب دیا کہ حضور اسلئے ملایا تھا کہ اگر آپ (معاذ اللہ) جھوٹے ہیں تو ہمیں نجات مل جائے گی اور اگر آپ اس کے سچے رسول ہوں گے تو زہر آپ کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ ان کے جواب پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے یعنی ان کے جواب کو درست جانا یہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کی دلیل ہے کیونکہ اگر وہ جھوٹ بولتے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما دیتے کہ تم نے جھوٹ بولا ہے مگر جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اس کے دل اور دماغ میں سچ ہوتا ہے مگر زبان جھوٹ بولتی ہے۔ تو جب انہوں نے جھوٹ بولا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرما دیا کہ تم جھوٹ بول رہے ہو جب انہوں نے سچ بولا تو آپ نے تسلیم کر لیا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر انسان کے دل اور دماغ میں جو خیال ہوتا ہے اس سے بھی واقف ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ ان کا سچ

Marfat.com

تسلیم کرتے اور نہ ہی ان کے جھوٹ کی مذمت کرتے اور نہ ہی فرماتے کہ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ اگر اتنے واضح دلائل کے باوجود بھی کوئی شخص آپ کے علم غیب شریف کا منکر ہو تو پھر نامرادی کے سوا اور کچھ نہیں کہہ سکتا مگر صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عقیدہ یہی ہے کہ اللہ کریم نے حضور نبی کریم ﷺ کو ہر چیز کا علم عطا فرمایا ہے اور آپ ﷺ ہمارے دلوں کی کیفیت کو جانتے ہیں کہ کون کیسا ہے کون منافق ہے اور کون دل میں ایمان رکھتا ہے اور یہ بھی یاد رہے منافق علم غیب پر یقین نہیں رکھتا اگر وہ یہ عقیدہ رکھتے کہ نبی علم غیب جانتا ہے تو پھر منافقت نہ کرتے یا وہ قرآن وحدیث پر ایمان رکھتے تو پھر بھی منافقت سے پاک ہوتے کیونکہ قرآن وحدیث میں واضح دلائل ہیں کہ اللہ کریم نے حضور نبی کریم ﷺ کو علم غیب عطا فرمایا ہے۔

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے در اقدس سے کوئی خالی نہیں لوٹتا

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ، جَاءَتِ امْرَأَةٌ بِبُرْدَةٍ قَالَ سَهْلٌ هَلْ تَدْرِي مَا الْبُرْدَةُ؟ قَالَ نَعَمْ هِيَ الشَّمْلَةُ مَنْسُوجٌ فِي حَاشِيَتِهَا، قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي نَسَجْتُ هٰذِهِ بِيَدِي أَكْسُوكَهَا فَأَخَذَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا فَخَرَجَ إِلَيْنَا وَإِنَّهَا لَإِزَارُهُ فَجَسَّهَا رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اكْسُنِيهَا قَالَ نَعَمْ فَجَلَسَ مَا شَاءَ اللّٰهُ فِي الْمَجْلِسِ، ثُمَّ رَجَعَ فَطَوَاهَا ثُمَّ أَرْسَلَ بِهَا إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ مَا أَحْسَنْتَ سَأَلْتَهَا إِيَّاهُ وَقَدْ عَرَفْتَ أَنَّهُ لَا يَرُدُّ سَائِلًا فَقَالَ الرَّجُلُ وَاللّٰهِ مَا سَأَلْتُهَا إِلَّا لِتَكُونَ كَفَنِي يَوْمَ أَمُوتُ قَالَ سَهْلٌ فَكَانَتْ كَفَنَهُ۔ (بخاری، کتاب اللباس، حدیث نمبر ۷۵۶)

ابو حازم کا بیان ہے کہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک عورت بردہ (چادر) لیکر بارگاہ (رسالت) میں حاضر ہوئی۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے پوچھا، کیا تم جانتے ہو کہ بردہ کیا ہوتی ہے کہا، ہاں وہ چادر جس کے حاشیے بنائے گئے ہوں وہ عورت عرض گذار ہوئی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ چادر آپ کے استعمال کرنے کیلئے میں اپنے ہاتھ سے بنی ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لے لی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی ضرورت بھی تھی پھر آپ اسے آزار کی جگہ باندھ کر ہمارے پاس تشریف لائے۔ لوگوں میں ایک آدمی نے اسے چھوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ مجھے پہنا دیجئے۔ فرمایا اچھا پھر آپ مجلس میں تشریف فرما رہے جب تک اللہ کو منظور ہوا پھر جب واپس تشریف لے گئے تو چادر لپیٹ کر اس کے پاس بھیج دی۔ لوگوں نے اسے کہا کہ تم نے اچھا نہیں کیا تم نے یہ چادر مانگ لی۔ حالانکہ تمہیں معلوم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سائل کو رد نہیں فرماتے۔ اس آدمی نے کہا خدا کی قسم میں نے یہ صرف اس لئے مانگی ہے کہ جس روز مروں تو یہ میرا کفن بنے۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہی اس کا کفن بنی۔

تشریح: (۱) اس حدیث پاک سے جو پہلا مسئلہ ثابت ہوا وہ یہ کہ دین کے خادموں یعنی علماء مگر جو علماء حق ہوں

Marfat.com

ان کی خدمت میں نذر ونیاز پیش کرنا جائز اور درست ہے کیونکہ وہ سارا وقت دین کی خدمت میں صرف کرتے ہیں اسلئے ان کی خدمت کرنے کو کتابیں دینا بہت بڑا اجر وثواب ہے اور دین کی مدد ہے اور علماء کرام کے ذمہ ہے کہ ضروریات زندگی پوری کرنے کے بعد اگر مال بچ جائے تو وہ دین پر خرچ کریں کیونکہ یہی طریقہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا اور دیگر بزرگان دین کا بھی، اسی پر عمل رہا ہے۔ جو لوگ علماء کرام کے نذر ونیاز لینے یا انتظامیہ مسجد کی طرف یا مدرسہ کی طرف سے نذرانہ وغیرہ لینے پر تنقید کرتے ہیں اور علماء حق کی توہین وتذلیل کرتے ہیں سخت قسم کے مجرم ہیں اور قرآن وحدیث سے ناواقف ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا علماء حق (اہل سنت وجماعت) کی مخالفت، منافقت کی دلیل ہے اور علماء حق کی زیارت میری زیارت ہے۔ ایک دوسری حدیث ہے جو دین حاصل کرنے کیلئے سفر کرتا ہے یعنی طلباء جو دینی مدارس میں پڑھتے ہیں صرف اس نیت سے کہ وہ علم حاصل کر کے اللہ اور اس کے رسول کے دین کی خدمت کریں گے تو ٹیدو رسالت کا ذکر کریں گے۔ لوگوں کے دلوں میں عشق مصطفیٰ پیدا کریں گے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل وخصائص بیان کر کے عظمت وشان بیان کر کے محبت رسول ﷺ پیدا کریں گے آل رسول، اصحاب رسول، ازواج رسول، اولاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس کا تحفظ کریں گے تو ایسے طلباء کرام جب چلتے ہیں تو ان کے پاؤں کے نیچے فرشتے پر بچھاتے ہیں۔ اب اندازہ فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ کو دین کی خدمت کرنے والوں سے کتنا پیار ہے اور یہ مقام طالب علم کا ہے۔ جب وہ علم حاصل کرنے کے بعد تدریس کرے یا تقریر کے ذریعے سے یا تحریر کے ذریعہ سے دین کی خدمت کرے گا اس وقت اس کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کیا مقام ہوگا۔ یقیناً علماء حق اہل سنت وجماعت کا بہت بڑا مقام ہے۔ یقیناً ان کی مخالفت کرنے والا دین کی مخالفت کرتا ہے۔ مگر علماء کرام کو چاہئے باعمل ہوں اور ان کا ہر عمل اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے ہو اور گناہ کبیرہ سے بچنا ضروری ہے صغیرہ جو بتقاضا بشریت ہو جاتے ہیں۔ ان میں تسلسل نہ ہو کیونکہ صغیرہ میں اگر تسلسل ہو تو وہ کبیرہ کی صورت اختیار کر جاتے ہیں۔ مگر جو توہین مصطفیٰ ﷺ کرنے والے ہوں حضور نبی کریم ﷺ کے فضائل وخصائص کا انکار کرنے والے ہوں، علم واختیارات، نورانیت یا دیگر فضائل کے منکر ہوں وہ علماء حق میں شمار نہیں ہوں گے۔

(۲) تو پھر حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں عورت جو چادر لیکر حاضر ہوئی وہ عرض گذار ہوئی کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ چادر میں نے اپنے ہاتھوں سے آپکے لئے بنائی ہے۔ لہٰذا آپ قبول فرمائیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ چادر قبول

Marfat.com

فرمائی اور اندر جا کر زیب تن فرما لیا اور واپس آ کر پھر لوگوں میں تشریف فرما ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد انہیں لوگوں میں سے ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ چادر مبارک مجھے عطا فرما دیجئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ دیر انتظار کریں۔ جب بات چیت ختم ہوئی تو آپ نے اندر جا کر چادر تبدیل کر کے اس مانگنے والے کو عطا فرما دی۔ مانگنے والے کو دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے فرمایا جبکہ آپ سب کو معلوم ہے کہ حضور امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام سائل کے سوال کو رد نہیں فرماتے۔ آپ عطا فرما دیتے ہیں آپ کو نہیں مانگنی چاہئے تھی جبکہ آپ کو اس چادر کی ضرورت بھی تھی تو وہ سائل عرض کرنے لگا کہ میں نے چادر مبارک اسلئے مانگی ہے کہ جب مروں میرا وصال ہو جائے تو اس کا کفن پہنوں صحابی فرماتے ہیں چنانچہ جب اس کا وصال ہوا تو اسی چادر مبارک کا کفن پہنایا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کا عقیدہ تھا کہ آپ کے جسم اطہر سے لگا ہوا کپڑا بھی ایمان والوں کو قبر وحشر میں نفع دیتا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت کی وجہ سے برکات حاصل ہوتیں ہیں۔ قبر میں مشکل کے وقت نافع ثابت ہوتا ہے اور قبر کے معاملات میں آسانیاں ہوتیں اور پھر کسی صحابی نے یہ نہیں کہا کہ تمہارا عقیدہ غلط ہے یا قرآن وحدیث کے خلاف ہے یہ بات دلیل ہے۔ سب صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عقیدہ یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت والی چیز بھی مشکل کشا ہے اور اس کے صدقے اللہ اپنے بندوں پر فضل فرماتا ہے۔ کاش آج کے لوگ خصوصاً وہ گروہ جو اس عقیدے کو کفر وشرک جانتے ہیں قرآن وحدیث پر عمل کریں اور صحابہ کرام والا عقیدہ اپنائیں اور ملک وقوم میں تمام اختلاف ختم ہو جائیں جو علماء کی بدنامی کا سبب بنے ہوئے ہیں کیونکہ بُرے کو برائی چھوڑنی چاہئے نہ کہ اچھا اچھائی چھوڑ دے مگر یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب دھڑے بندی کے چنگل سے نکل کر راہ حق تلاش کی جائے۔ جو لوگ علماء کا اختلاف دیکھ کر سب کو بُرا کہتے ہیں۔ ان کا فیصلہ احمقانہ اور جاہلانہ ہے۔ ان کو چاہئے اس جماعت کا ساتھ دیں جس کا عقیدہ صحابہ کرام علیہم الرضوان جیسا ہو اور قرآن وحدیث کے مطابق ہو کیونکہ نجات صحیح العقیدہ ہونے میں ہے اگر باطل عقائد پر خاتمہ ہوا تو نیک اعمال بھی کسی کام نہیں آئیں گے۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش قبول ہوتی ہے

حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَاهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِيْ زُمْرَةٌ هِيَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا تُضِيْءُ وُجُوْهُهُمْ اِضَاءَةَ الْقَمَرِ فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ الْاَسَدِيُّ يَرْفَعُ نَمِرَةً عَلَيْهِ قَالَ ادْعُ اللّٰهَ لِيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَقَكَ عُكَّاشَةُ (بخاری، کتاب اللباس، حدیث نمبر ۷۵۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت میں سے جنت میں ایک ایسی جماعت داخل ہو گی جن کی تعداد ستر ہزار ہوگی اور ان کے چہرے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔ چنانچہ حضرت عکاشہ بن محصین اسدی اپنی چادر کو سنبھالتے ہوئے کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں شمار فرمالے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اے اللہ اسے ان میں شمار فرما۔ پھر انصار میں سے ایک آدمی کھڑا ہو کر عرض گذار ہوا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے لئے بھی دعا فرمادیجئے۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں شمار فرمالے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عکاشہ تم پر سبقت لے گئے۔

تشریح: اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ مقام حاصل ہے کہ وہ جب چاہیں اللہ کی بارگاہ میں اپنے کسی غلام کی سفارش فرما سکتے ہیں اور اللہ کریم اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش کو قبول فرماتا ہے اور حضور نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش سے ہم گناہ گاروں پر کرم فرماتا ہے اور حشر میں بھی عزت ملتی ہے جیسا کہ حدیث پاک سے ظاہر ہو رہا ہے۔ اگر قرآن و حدیث کی روشنی میں دیکھا جائے پھر تو موت کے بعد قبر میں سوال و جواب ہوں گے اور پھر قیامت تک قبر میں پڑا رہے گا پھر جب قیامت کے دن قبر سے اٹھایا جائے گا پھر میدان محشر لگے گا پھر حساب و کتاب ہوگا اس کے بعد اگر نیک اعمال اس قدر ہوئے اور ساتھ اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا تو پھر یہ

Marfat.com

مقام کسی آدمی کو نصیب ہوگا کہ اس کا چہرہ چاند کی طرح چمکے اور جنت میں جائے۔ اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی پر مہربان ہو جائیں اس کیلئے دعا فرما دیں یا اللہ کی بارگاہ میں سفارش فرما دیں تو اس کو یہ مقام عطا فرما دیتا ہے۔ اس کے بعد اگر کوئی خود کو عالم کہلانے والا شخص منبر پر کھڑے ہو کر کہے کہ نبی کچھ نفع نہیں دے سکتے اور نہ کسی کی سفارش کام آئے گی اور نہ ہی کوئی نبی، ولی مدد کر سکتا ہے۔ تو کیا ایسے عالم کو عالم کہوں یا جاہل۔ اگر قرآن و حدیث کو جانتا ہوتا تو حدیث تو واضح بتا رہی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے غلاموں کی مدد فرمائیں گے اور فرماتے رہے ہیں جیسے صحابی کی مدد فرمائی اور وہ جنتی بھی ہو گئے اور چہرہ بھی چمکے گا۔ حضور امام الانبیاء ﷺ کے ان فضائل و خصائص کے منکر کو منافق کے سوا کچھ نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ صحابہ تو یقیناً حضرت عکاشہ کے متعلق عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ جنتی بھی ہیں اور ان کا چہرہ بھی چاند کی طرح چمکتا ہوگا اور یہ سب کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم تھا کہ آپ مہربان ہو گئے اور سفارش کردی، اللہ نے عکاشہ کو ستر ہزار میں شامل کر لیا۔ اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ نبی نفع نہیں دے سکتے یا ان کی سفارش پر ایمان نہ رکھتا ہو تو کیا وہ لکھ کر دے سکتا ہے کہ عکاشہ ستر ہزار میں شامل نہیں یا جنت میں نہیں جائیں گے (معاذ اللہ) نہیں بالکل نہیں ماں نے ایسا کوئی نہیں جنا جو مسلمان بھی ہو اور حضرت عکاشہ کو جنتی نہ مانے یا ان ستر ہزار میں شامل نہ جانے جن کا چہرے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔ اگر یہ ٹھیک ہو جو یقیناً ٹھیک ہے بھی، تو یہ بات واضح ہوئی کہ اہل سنت، جماعت کا عقیدہ حق ہے۔ یہی وہ صراط مستقیم ہے جس پر چلنے سے نجات ہوگی اگر اس کے علاوہ کسی باطل گروہ میں شامل ہو گیا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل و خصائص کا منکر ہوگا تو وہ جان لے کہ اس نے اپنا سب کچھ تباہ کر لیا ہے اور قبر و حشر میں رسوا ہونے کا سامان کر لیا ہے۔ ایمان کی موت وہی مرے گا جس کا عقیدہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہوگا۔

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ حسین ہیں

حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِیْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ سَمِعَ الْبَرَاءَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَقُوْلُ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرْبُوْعًا وَّقَدْ رَاَیْتُہٗ فِیْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مَارَاَیْتُ شَیْئًا اَحْسَنَ مِنْہُ

(بخاری، کتاب اللباس، حدیث نمبر ۷۹۴)

ابو اسحاق رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میانہ قد تھے اور میں نے آپ کو سرخ حلے میں ملبوس دیکھا تو کوئی چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حسین نظر نہ آئی۔

تشریح: براء بن عازب رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب میں نے حضور نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کو سرخ حلے میں ملبوس دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر حسین نظر آئے اور تھے کہ میری نظروں میں کوئی ایسی دوسری چیز نہ تھی جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسن کے برابر ہو یا ان کی مثل ہو۔ مطلب کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پوری کائنات میں بے مثل اور لاجواب نظر آئے چاند ستارے سورج دیگر کائنات میں جتنی خوبصورتیاں ہیں وہ سب کو ملایا جائے تب بھی آپ کے حسن کی زکوٰۃ بھی نہیں بنتی۔ قابل غور بات یہ ہے کہ جو لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی مثل جانتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جیسے ہم بشر ہیں ویسے ہی رسول۔ وہ خود سوچیں کہ کیا ان کا عقیدہ صرف ایک صحابی کا نہیں سب صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اہل ایمان کا عقیدہ ہے کہ حضور نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کائنات میں بے مثل اور بے مثال ہیں اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو جس پہلو سے چاہو دیکھو، مسلمان تو کیا کافر بھی آپ کی اس فضیلت کو رد نہیں کر سکے گا مگر صرف ضد کی وجہ سے انکار کرے گا اگر وہ منصفانہ فیصلہ کریں گے تو یقیناً یہ اقرار کرنا ہوگا کہ آپ جیسا نہ کوئی تھا، نہ ہے، نہ ہوگا۔ کیونکہ ......

وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَیْنِیْ
وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَآءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّاً مِّنْ کُلِّ عَیْبٍ
کَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَآءُ

Marfat.com

انبیاء کے تبرّکات

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنِیْ عُمَرُ بْنُ اَبِیْ زَائِدَةَ عَنْ عَوْنِ بْنِ اَبِیْ جُحَیْفَةَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِیْ قُبَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ اَدَمٍ وَّرَاَیْتُ بِلَالًا اَخَذَ وَضُوْءَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ یَبْتَدِرُوْنَ الْوَضُوْءَ فَمَنْ اَصَابَ مِنْهُ شَیْئًا تَمَسَّحَ بِهٖ وَمَنْ لَّمْ یُصِبْ مِنْهُ شَیْئًا اَخَذَ مِنْ بَلَلِ یَدِ صَاحِبِهٖ

(بخاری، کتاب اللباس، حدیث نمبر ۸۰۵)

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ چمڑے کے سرخ قبے میں تشریف فرما تھے۔ میں نے دیکھا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے وضو کا بچا ہوا پانی لیکر آئے تو لوگ وضو کے پانی کو حاصل کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جا رہے تھے جس کو مل جاتا وہ اسے اپنے اوپر مل لیتا اور جس کو اس میں سے نہ ملتا وہ اپنے ساتھی کے ہاتھ کی تری سے اپنا ہاتھ تر کر لیتا۔

تشریح: اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عقیدہ تھا کہ جس چیز کی نسبت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہو جائے۔ اس سے نفع حاصل ہوتا ہے اور برکات حاصل ہوتی ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا بچا ہوا پانی لیکر آتے، تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان اس کو حاصل کرنے میں جلدی کرتے جس سے یوں معلوم ہوتا جیسے کوئی خزانہ حاصل کرنے کیلئے کوشش کرتا ہے اور پھر قابل غور بات یہ ہے کہ حدیث کے الفاظ سے ثابت ہو رہا ہے کہ جیسے یہ معمول تھا کہ جب آپ وضو فرماتے۔ اس کے بعد بلال آپ کے وضو کا پانی لوگوں میں تقسیم کرتے اور لوگ حاصل کرنے کیلئے بے چین ہوتے۔ جس کو وہ متبرک پانی مل جاتا وہ اپنے چہرے اور سینے پر مل لیتا اور جس کو نہ ملتا وہ دوسرے ساتھ کے تر ہاتھوں سے مس کر کے اپنے چہرے پر مل کر برکات حاصل کرتا بلکہ ایک دوسری حدیث میں آتا ہے کہ جب نماز فجر پڑھ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد شریف سے باہر تشریف لاتے تو مدینے کے لوگ ہاتھوں میں پانی کے پیالے لئے ہوئے قطار بنا کر مسجد نبوی ﷺ کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پانی کے برتنوں میں اپنا ہاتھ مبارک ڈبو دیا کرتے تو وہ پانی جس میں حضور

Marfat.com

علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہاتھ مبارک ڈبویا ہوتا اپنے بیماروں کو پلاتے اور وہ صحت یاب ہو جاتے خواہ بیماری کوئی بھی ہو اور بھی کافی احادیث ہیں جو آپ کی نظروں سے گزری ہوں گی۔ تو جن کے ہاتھ کے لگ جانے سے پانی میں شفا ہو اور بیماریاں دور کرنے والا ہو اور برکات ہوں اس پانی کیلئے پھر لوگ ضرور بے چین ہوتے ہیں۔ مگر افسوس کہ آج کا مسلمان کہلوانے والا اور مواحد کہلانے والا ان تمام فضائل کا انکار کرتا ہے اور پھر لوگوں کو گمراہ کرتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ نفع نہیں دے سکتے جو سراسر حدیث اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے عقیدے کی مخالفت ہے بلکہ بعض تو اس حد تک چلے جاتے ہیں کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ نبی نفع دے سکتا ہے یا شفا دے سکتا ہے وہ کافر اور مشرک ہے۔ معاذ اللہ۔ جب کہ قرآن و حدیث کی صریح مخالفت ہے۔ حالانکہ قرآن بتا رہا ہے عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ اندھوں کو آنکھیں دیتے تھے کوڑھیوں کو شفا دیتے تھے۔ غیب کی خبریں دیتے تھے۔ کیا کوئی ایمان رکھنے والا قرآن کا انکار کر سکتا ہے۔ بالکل نہیں۔ تو اگر عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہ عقیدہ رکھا جائے تو شرک نہیں، اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ عقیدہ رکھا جائے تو کہنا کہ یہ شرک ہے منافقت نہیں تو اور کیا ہے؟ یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عداوت نہیں تو اور کیا ہے۔ جبکہ تمام نبیوں کے کمالات اکٹھے کئے جائیں تو ہمارے آقا سرکار دو جہاں حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کی زکوٰۃ بھی نہیں بنتی بلکہ جس کو جو ملا محبوب خدا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ ملا ہے۔ لہٰذا ہر اہل ایمان کو چاہئے عقیدہ صحابہ کرام علیہم الرضوان والا رکھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت سے بھی نفع حاصل ہوتا ہے اور جس چیز کا تعلق آپ سے ہو جائے جس طرح کہ وضو کا بچا ہوا پانی یا کوئی اور چیز ہو نفع بخشتی ہے برکات حاصل ہوتیں ہیں اور شفا دیتیں ہیں اور صرف یہاں ہی نہیں قبر و حشر میں بھی نفع حاصل ہوگا مگر ایمان والوں کو جس طرح کہ صحابی کا چادر برائے کفن حاصل کرنا یا وضو کے پانی کا چہروں پر ملنا ثابت کرتا ہے۔

حضور ﷺ کے موئے مبارک میں شفاء ہے

حَدَّثَنَا مَالِكُ ابْنُ اِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا اِسْرَائِيلُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ اَرْسَلَنِيْ اَهْلِيْ اِلٰى اُمِّ سَلَمَةَ بِقَدَحٍ مِّنْ مَّاءٍ وَقَبَضَ اِسْرَائِيلُ ثَلَاثَ اَصَابِعَ مِنْ قُصَّةٍ فِيهِ شَعْرٌ مِّنْ شَعْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ اِذَا اَصَابَ الْاِنْسَانَ عَيْنٌ اَوْ شَيْءٌ بَعَثَ اِلَيْهَا مِخْضَبَهُ فَاطَّلَعْتُ فِي الْحُجُلِ فَرَاَيْتُ شَعَرَاتٍ حُمْرًا۔

(بخاری، کتاب اللباس، حدیث نمبر ۸۴۰)

اسرائیل کا بیان ہے حضرت عثمان بن عبداللہ بن موہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرے گھر والوں نے مجھے ایک پیالے میں پانی دے کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں بھیجا۔ اسرائیل نے اپنی تین انگلیاں بند کر کے اس پیالے کی طرح بنائیں جس کے اندر نبی کریم کا موئے مبارک ڈالا گیا تھا۔ چنانچہ جب کسی آدمی کو نظر لگ جاتی یا کوئی اور تکلیف ہوتی تو اس کی طرف ایک برتن میں پانی بھیج دیا جاتا۔ پس میں (عثمان) نے برتن میں جھانک کر دیکھا تو میں نے برتن میں چند سرخ بال مبارک دیکھے۔

تشریح: اس حدیث مبارک سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عقیدہ تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جس چیز سے نسبت ہو جائے اس سے بھی نفع حاصل ہوتا ہے۔ وہ ہر بیماری کو دور کرنے والی ہوتی ہے۔ شفا بخشنے والی ہوتی ہے جیسے کہ حضرت عثمان بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میرے گھر والوں نے مجھے پیالے میں پانی دے کر بھیجا اور میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ موئے مبارک والا پانی لایا کیونکہ وہ پانی ہر بیمار کیلئے شفا ہوتا تھا۔ اب غور فرمائیں کہ جس رسول کے موئے مبارک میں یہ کمال ہو اور برکات ہوں اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ نفع نہیں دے سکتے یا وہ شفا نہیں دے سکتے کیا یہ حدیث کی مخالفت نہیں یا صحابہ کرام علیہم الرضوان کے عقیدے کو کفر و شرک جانتے ہیں وہ یہ سوچیں کہ ان لوگوں کے فتوے کی زد میں کون آرہے ہیں پھر تو ان لوگوں کے فتوے سے صحابہ کرام بھی محفوظ نہیں جب کہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ میرے اور میرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی راہ ہی صراط مستقیم ہے اور یہی راہ نجات ہے۔ الحمد للہ اہل سنت و جماعت کا

Marfat.com

عقیدہ وہ ہے جو اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ ہے اور حدیث کے مطابق ہے بلکہ فرمان رسول ﷺ ہے کہ میرے مدینہ کی مٹی شفاد ینے والی ہے۔لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ گروہ بندی کا شکار ہو کر اپنی آخرت خراب نہ کرے کیونکہ نجات صحیح العقیدہ ہونے میں ہے۔جس کا عقیدہ غلط ہو گیا اس کا سب کچھ برباد ہو گیا۔

Marfat.com

خودکشی حرام ہے

حَدَّثَنَا مُعَلَّی بْنُ اَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَیْبٌ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ بِغَیْرِ مِلَّةِ الْاِسْلَامِ فَهُوَ كَمَا قَالَ، قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِشَیْءٍ عُذِّبَ بِهٖ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهٖ وَمَنْ رَمٰی مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهٖ

(بخاری، کتاب الایمان والنذور، حدیث ۱۵۶۰)

ابوقلابہ نے حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اسلام کے سوا کسی دوسرے مذہب کی جھوٹی قسم کھائی تو وہ اس کے مطابق ہے جو کہا اور جس نے کسی چیز کے ساتھ خودکشی کی تو وہ جہنم کی آگ میں اسی چیز کے ساتھ عذاب دیا جائے گا اور مومن پر لعنت کرنا اسے قتل کرنے کے مترادف ہے اور جس نے کسی مسلمان پر کفر کا الزام لگایا تو یہ اسے قتل کرنے جیسا ہے۔

تشریح: (۱) اس حدیث پاک سے ثابت ہوا جو شخص خود جو ظاہر کرے گا یعنی کفر کا اقرار کرے گا وہ کافر ہو جائے گا۔ جیسے آجکل بعض بے دین لوگ دوسرے ملکوں میں جانے کے لالچ میں خود کو مرزائی وغیرہ ظاہر کرتے ہیں۔ اگر اس کی بیوی مسلمان ہے تو نکاح وغیرہ ختم ہو جائے گا اور اس سے کافروں جیسا سلوک کیا جائے گا۔ خواہ اس کا بیٹا ہو وراثت کا حقدار نہ ہوگا۔

(۲) جو خودکشی کرے گا وہ جہنمی ہوگا سخت سزا پائے گا اور اس چیز سے سزا پائے گا جس سے اس نے خودکشی کی تھی۔ اس سے معلوم ہوا خود چھریاں مارنا، یا پیٹنا، بلیڈ مارنا۔ سخت حرام ہے اور انہیں جہنم میں سزا بھی اسی طرح ہوگی۔ جو چھریاں مارتا ہوگا وہ چھریاں مارے گا جو ہاتھ سے پیٹتا ہوگا وہ جہنم میں بھی ایسا ہی کرتا رہے گا۔ ایک دوسری حدیث کے الفاظ ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو بال نوچے، ماتم کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ تو جس کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تعلق ختم ہو جائے گا۔ خود اندازہ فرمائیں کہ وہ کس قدر بدنصیب اور نامراد ہوگا۔ یقیناً یہ بدنصیبی کی انتہا ہے۔ کتنے جاہل ہیں وہ لوگ جو اس نامرادی کو عبادت جانتے ہیں۔

(۳) پھر فرمایا جو کسی مومن پر لعنت کرے۔ یہ اس کے قتل کے مترادف ہے۔ اگر عام مسلمان کو لعنت کرنے والا اس کو قتل

Marfat.com

کرنے والا ہے تو جو لوگ اصحاب رسول ﷺ، آل رسول ﷺ یا ازواج رسول ﷺ یا اولاد رسول ﷺ کے متعلق اس قسم کے بکواسات کرتے ہیں ان پر بعض طعن کرتے ہیں (معاذ اللہ) تو وہ ان کے قاتل ٹھہرے تو جوان بزرگ ہستیوں کا قاتل ہوگا تو کیا وہ مسلمان ہوگا۔ یقیناً مسلمان نہیں اگر ایسی حالت میں مرے گا تو کفر کی موت مرے گا۔ کسی مسلمان کو نہ تو اس کیلئے دعائے مغفرت کرنے کی اجازت ہے اور نہ اس کا جنازہ پڑھنے کی اجازت ہے اور نہ ہی ان سے رشتہ داری کر سکتا ہے۔ وہ شخص ملعون ہے ایمان والا نہیں اور ایمان سے خالی ہے جو آل رسول ﷺ اصحاب رسول ﷺ ازواج رسول ﷺ اور اولاد رسول پر لعن طعن کرنے والا ہوگا اور جو شخص کسی مسلمان کو کافر کہے گا وہ بھی اس کا قاتل تصور کیا جائے گا۔ اب اس پر بھی غور فرمائیں جو اصحاب رسول ﷺ کے ایمان کا انکار کرنے والا ہو تو وہ شخص صحابہ کرام علیہم الرضوان کا قاتل ٹھہرا جبکہ اصحاب رسول ﷺ کے ایمان کی گواہی اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں بار بار دیتا ہے اور اللہ کا رسول صحابہ کے ایمان کی گواہی دیتے تو جو لوگ اصحاب رسول ﷺ کے ایمان کے منکر ہوں گے وہ اللہ اور اسکے رسول کی گواہی کو ٹھکرانے والے اور پھر صحابہ کے قاتل ہوں گے اور یہ دونوں چیزیں بے ایمان ہونے کی عظیم دلیل ہیں۔ یہ واضح کفر ہے اور پھر فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم واضح ہے کہ جب کسی مسلمان کو کافر کہے گا تو کہنے والا خود کافر ہو جائے گا کیونکہ کفر لوٹ آئے گا۔ اس حدیث پاک پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل سنت و جماعت کتنے خوش نصیب ہیں اور یہ بدعقیدہ لوگ کس درجے کے بدنصیب ہیں اور گمراہی میں ڈوبے ہوئے لوگ ہیں۔ جن کا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے کوئی تعلق نہیں ہے اور ان کی دنیا و آخرت برباد ہو چکی ہے۔ اس لئے مسلمان کو چاہئے کہ اس پرفتن دور میں ایسے ہر فتنے سے اپنے آپ کو بچائے اور ایسے گمراہ فرقوں سے کوسوں دور رہے تا کہ ایمان سلامت رہے اور آخرت میں ذلت و رسوائی سے محفوظ ہو جائے۔

Marfat.com

ناموسِ رسالت کا تحفّظ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اِسْتَأْذَنَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هِجَاءِ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَيْفَ بِنَسَبِي فَقَالَ حَسَّانُ لَأَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعْرَةُ مِنَ الْعَجِينِ وَعَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ ذَهَبْتُ أَسُبُّ حَسَّانَ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ لَا تَسُبَّهُ فَإِنَّهُ كَانَ يُنَافِحُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(بخاری، کتاب الادب، حدیث نمبر۱۰۸۲)

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رسول اللہ ﷺ سے حضرت حسان بن ثابت (رضی اللہ عنہ) مشرکین کی ہجو کہنے کی اجازت طلب کی۔ چنانچہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ میرے نسب کا کیا کرو گے۔ حضرت حسان عرض گزار ہوئے کہ میں آپ کے نسب کو یوں نکال لوں گا جیسے آٹے سے بال کھینچ لیا جاتا ہے۔ عروہ بن زبیر کا بیان ہے کہ میں حضرت حسان کو بُرا بھلا کہتے ہوئے عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گیا تو انہوں نے فرمایا کہ حسان کو بُرا نہ کہو کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جواب دیا کرتے تھے۔

تشریح: (ا) کفار و مشرکین کا معمول تھا کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تنقید کرتے۔ آپ ﷺ کے فضائل و خصائص کا انکار کرتے۔ علم و اختیارات رسول ﷺ کو جادو کا نام دیتے۔ سورج کا لوٹنا، چاند کا ٹکڑے ہونا دیکھ کر، پتھروں کا کلمہ پڑھنا، انگلیوں سے چشمے جاری ہونا دیکھ کر بھی انکار کرتے، بیماروں کا شفایاب ہونا دیکھ کر بھی جادو کا نام دیتے اور بجائے اقرار کرنے کہ آپ اللہ کے سچے رسول ﷺ ہیں انکار کرتے تو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوتے یا رسول اللہ ﷺ یہ مشرکین اور کفار آپ کے خلاف پراپیگنڈہ کرتے ہیں، باتیں بناتے رہتے ہیں اگر آپ اجازت مرحمت فرمائیں تو میں ان کے پروپیگنڈہ کا جواب پیش کروں تا کہ ان کی زبانیں

Marfat.com

بند ہو جائیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میرے نسب کا خیال رکھنا ایسا نہ ہو کہ کفار کی تذلیل کرتے ہوئے میرے نسب کی توہین ہو جائے کیوں جب تو قریش پر تنقید کرے گا تو میرے آباؤ اجداد بھی قریشی ہیں۔ قبیلہ تو ایک ہے تو حضرت حسان بن ثابت نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس طریقے سے تنقید کروں گا کہ آپ کا نسب محفوظ رہے گا۔ آپ کا نسب اس طرح علیحدہ کروں گا جیسے آٹے سے بال علیحدہ کر لیا جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ قطعاً گوارہ نہیں کہ کوئی ان کے نسب پر تنقید کرے۔ ان کے آباؤ اجداد کو برا جانے۔ جب یہ بات بھی بالکل درست ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کفر سے سخت نفرت کرتے تھے اور کافر کو پسند نہیں کرتے تھے۔ جبکہ خواہ وہ کتنا ہی قریبی کیوں نہ ہو جیسے ابوجہل اور ابولہب وغیرہ تو اس کے باوجود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین یا جن پشتوں، رحموں کا تعلق آپ سے ہے وہ سب کے سب مسلمان اور صاحب ایمان تھے، بلکہ قرآن پاک میں اللہ وحدہٗ لاشریک۔ نے فرمایا اے میرے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جو کافر و مشرک یا منافق ہو زندہ تو کیا ان کے مرنے کے بعد بھی ان کی قبروں پر مت کھڑے ہوں لَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ۔ مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی والدہ ماجدہ کی قبر پر تشریف لے گئے اور ساتھ صحابہ کرام کی جماعت لیکر گئے اور آپ خوب روئے۔ آپ کا یہ عمل واضح کرتا ہے کہ آپ کے والدین مسلمان تھے اور پھر قرآن پاک بھی اس پر گواہ ہے۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا ۔ بے شک ایمان والوں پر اللہ نے احسان فرمایا کہ ان میں سے ایک رسول انہیں میں سے بھیجا۔ فِيْهِمْ سے ظاہر ہوتا ہے صرف والدین نہیں بلکہ تمام وہ پشتیں اور ارحام جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور منتقل ہوتا ہوا آیا سب کے سب ایمان والے تھے۔ مگر افسوس ان لوگوں پر جو حضور نبی اکرم نور مجسم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آباؤ اجداد اور پھر خصوصاً آپ کے والدین کو کافر و مشرک کہتے ہیں۔ ایسے لوگ اللہ کی گواہی کو جھٹلانے والے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اذیت دینے والے ہیں۔ انہیں فوراً توبہ کرنی چاہئے۔ بصورت دیگر دنیا و آخرت تباہ ہو جائے گی کیوں کہ آپ کے والدین کے ایمان کا انکار کرنا قرآن کو جھٹلانا ہے اور قرآن کو جھٹلانے والا ایمان والا نہیں ہو سکتا۔

(۲) پھر عروہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں ام المومنین رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو اس وقت میں حسان بن ثابت کو برا بھلا کہہ رہا تھا تو حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا عروہ حسان پر تنقید نہ کیا کرو ان کو برا بھلا

Marfat.com

نہ کہو کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تنقید کرنے والوں کو جواب دیا کرتے تھے۔ مطلب کہ ناموس رسالت کا تحفظ کیا کرتے تھے۔ حضرت ام المومنین کا عروہ بن زبیر کو یہ فرمانا یہ ظاہر کرتا ہے کہ ام المؤمنین کے نزدیک وہ آدمی قابل عزت ہوتا ہے جو ناموس رسالت کا تحفظ کرے جیسے کفار و منافقین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل و خصائص، علم و اختیارات و نورانیت یا دیگر کمالات مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرتے تھے تو آپ کے فضائل و خصائص علم و اختیارات اور دیگر کمالات اور معجزات بیان کر کے لوگوں کے دلوں میں عظمت و شان پیدا کرنے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی خوبی کا انکار کرنے والے کو قرآن و حدیث سے جواب دے تو ایسا آدمی ام المؤمنین کے نزدیک قابل عزت ہے اور اس کو بُرا بھلا نہیں کہنا چاہئے بلکہ ان کی عزت کرنا ضروری ہے۔ جس سے ثابت ہوا علماء حق اہل سنت و جماعت انتہائی قابل عزت ہیں جن کی عزت کرنا ضروری ہے بلکہ دوسری حدیث میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علماء حق کی مخالفت منافقت ہے اور ان کی زیارت میری زیارت کرنا ہے۔ جو لوگ علماء حق پر تنقید کرتے ہیں ان کو توبہ کرنی چاہئے بصورت دیگر منافقت کی علامت ہے دیگر علماء کرام کو چاہئے کہ انتہائی احتیاط سے شب و روز گذاریں کیونکہ ان کے غلط عمل سے دین کو نقصان ہوتا ہے کبائر سے مکمل بچنا صغیرہ سے احتیاط ضروری ہے۔

Marfat.com

ناموسِ رسالت کے محافظ کامددگار جبرئیل ہے

حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ وَحَدَّثَنَا اِسْمَاعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَخِیْ عَنْ سُلَیْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ عَتِیْقٍ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّهٗ سَمِعَ حَسَّانَ ابْنَ ثَابِتِ الْاَنْصَارِیَّ یَسْتَشْھِدُ اَبَا ھُرَیْرَةَ فَیَقُوْلُ یَا اَبَا ھُرَیْرَةَ نَشَدْتُكَ بِاللّٰهِ ھَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یَا حَسَّانُ اَجِبْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰھُمَّ اَیِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ قَالَ اَبُوْ ھُرَیْرَةَ نَعَمْ۔

(بخاری، کتاب الادب، حدیث نمبر ۱۰۸۴)

ابوالیمان شعیب نے زہری رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے ابن شہاب کا بیان ہے کہ انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما سے سنا ہے کہ حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گواہ بنا کر کہہ رہے تھے کہ ابوہریرہ میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اے حسان اللہ کے رسول ﷺ کی طرف سے جواب دو۔ اے اللہ روح القدس کے ساتھ اس کی مدد فرما۔ تو ابوہریرہ نے فرمایا ہاں۔

تشریح: اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ ناموس رسالت کا تحفظ کرنا آپ کے فضائل وخصائص علم و اختیارات، نورانیت یا دیگر فضائل کا انکار کرنے والے کو جواب دینا اس کے مقابلے میں ان کمالات کا ذکر لوگوں کو سنانا، قرآن وحدیث پیش کر کے آپ کا علم غیب بیان کرنا، نورانیت بیان کرنا جن میں فضیلت مصطفےٰ ﷺ ہو اور لوگوں کے دلوں میں محبت مصطفےٰ ﷺ پیدا ہو، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی افضلیت ظاہر ہو تاکہ لوگ در رسول کے غلام بنیں۔ آپ کی قدر ومنزلت کو جانیں جو بہت بڑی خوش قسمتی اور فخر کی بات ہے جیسے کہ حضرت حسان بن ثابت، ابوہریرہ کو قسم دے کر پوچھ رہے ہیں اور گواہ بنا رہے ہیں کہ ابوہریرہ لوگوں کو بتاؤ کیا رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا تھا کہ حسان میرے کمالات وفضائل کا انکار کرنے والوں کو جواب دو۔ تو حضرت ابوہریرہ نے کہا کہ ہاں حسان نے فرمایا تھا میں اس بات پر گواہ ہوں تو اس سے معلوم ہوا وہ لوگ انتہائی خوش قسمت ہیں جو کفار ومشرکین یا منافقین کے پراپیگنڈہ کارد کرتے

Marfat.com

ہیں اوران کے فضائل وخصائص کے انکار کے مقابلے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم واختیارات ،نورانیت اور دیگر فضائل کا تذکرہ کر کے مقام مصطفےٰ ﷺ بیان کرتے ہیں اور اسی طرح انتہا درجے کے نامراد اور بدقسمت ہیں وہ لوگ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل کا انکار کرتے ہیں کیونکہ انکار منافقت کی علامت ہے اور آپ کے فضائل بیان کرنا ایمان کی علامت ہے اور یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پسند ہے بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان لوگوں پر مہربان ہوتے ہیں اور دعا فرماتے ہیں۔ اس سے علماء حق اہل سنت وجماعت کی خوش نصیبی ظاہر ہوتی ہے اور ان کے صحیح العقیدہ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں مقبول ہونے کی دلیل ہے جو لوگ فرمان رسول ﷺ پر ایمان رکھتے ہیں ان پر واجب ہے کہ وہ علماء حق اہل سنت کا ساتھ دیں بصورت دیگر منافقت تصور کی جائے گی کیونکہ ایمان محبت رسول ﷺ کا نام ہے کیونکہ کسی کے فضائل بیان کرنا اس کے ناموس کا تحفظ کرنا اس پر تنقید کرنے والے کو جواب دینا اس کی خوبیوں کا انکار کرنے والے کا رد کرنا اس کے مقابلے میں اس کے فضائل بیان کرنا یہ سب محبت کی علامتیں ہیں اور کسی کے فضائل کا انکار کرنا یہ منافقت اور عداوت کی دلیل ہے اور حدیث بتا رہی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعائیں اس کیلئے ہیں جو فضائل وخصائص بیان کرتا ہو جیسا کہ حدیث کے الفاظ ہیں۔ اَللّٰھُمَّ اَیِّدْہُ بِرُوْحِ الْقُدُس کہ اے اللہ روح القدس سے حسان بن ثابت کی مدد فرما۔ روح القدس سے مراد جبرائیل امین علیہ السلام ہیں اور نبی اکرم نور مجسم ﷺ اللہ کی بارگاہ میں دعا کر رہے ہیں کہ یا اللہ جبرائیل امین کو ان کا مددگار بنا۔ کیا کوئی اندازہ کرسکتا ہے کہ علماء حق جو اس دور میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس کے تحفظ کیلئے تحریراً وتقریراً یا تدریساً کام کر رہے ہیں وہ کس قدر خوش نصیب ہیں۔ بالکل نہیں موجودہ دور میں علماء اہل سنت پر تنقید کرنے والے ہیں۔ مگر الا ماشاء اللہ مطلب کہ چند لوگ ہیں جو علماء حق کی قدر کرتے ہیں۔ مگر جو ساتھ دینے والے ہیں ان کی خوش نصیبی کا بھی اندازہ لگائیں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کر رہے ہیں کیونکہ نبی کریم نے دعا فرمائی کہ یا اللہ روح القدس سے ان کی مدد فرما۔ ناموس رسالت کا تحفظ کرنے میں جو لوگ علماء اہل سنت کا ساتھ دے رہے ہیں۔ وہ جبرئیل امین علیہ السلام کی پیروی کر رہے ہیں اور اپنے رب کو خوش کر رہے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان پر عمل کر کے آخرت سنوار رہے ہیں بلکہ یہ بہت بڑی عبادت ہے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی پیروی ہے اور ایمان کے مضبوط ہونے کی دلیل ہے۔

Marfat.com

حضور ﷺ مختارِ کل ہیں

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلَكْتُ قَالَ وَيْحَكَ قَالَ وَقَعْتُ عَلَى أَهْلِي فِي رَمَضَانَ قَالَ أَعْتِقْ رَقَبَةً قَالَ مَا أَجِدُهَا قَالَ فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا أَسْتَطِيعُ قَالَ فَأَطْعِمْ سِتِّينَ مِسْكِينًا قَالَ مَا أَجِدُ فَأُتِيَ بِعَرَقٍ فَقَالَ خُذْهُ فَتَصَدَّقْ بِهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَعَلَى غَيْرِ أَهْلِي فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا بَيْنَ طُنُبَيِ الْمَدِينَةِ أَحْوَجُ مِنِّي فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ أَنْيَابُهُ قَالَ خُذْهُ تَابَعَهُ يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَيْلَكَ۔

(بخاری، کتاب الادب، حدیث نمبر ۱۰۹۶)

حمید بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہما نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہلاک ہو گیا۔ فرمایا تیری خرابی ہو کیا ہوا۔ عرض کی میں رمضان میں اپنی بیوی سے صحبت کر بیٹھا۔ فرمایا کہ ایک غلام آزاد کر دو، عرض کی مجھے میسر نہیں۔ فرمایا تو تم متواتر دو مہینے کے روزے رکھ لو۔ عرض کی اس کی طاقت نہیں ہے۔ فرمایا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو۔ عرض کی مجھے تو اس کی بھی توفیق نہیں۔ پس آپ کی خدمت میں کھجور کا ٹوکرا آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اسے لیکر خیرات کر آؤ۔ عرض کی یا رسول اللہ (ﷺ) کیا اپنے گھر والوں کے علاوہ کیونکہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، مدینہ منورہ کے دونوں کناروں میں مجھ سے زیادہ حاجت مند اور کوئی نہیں۔ نبی کریم (ﷺ) ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے۔ فرمایا کہ تم لے لو۔ اسی طرح یونس، زہری، عبدالرحمن بن خالد زہری سے ویلک کا لفظ روایت کیا ہے۔

تشریح: ایک آدمی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا یا رسول اللہ (ﷺ) میں ہلاک ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کیا ہوا۔ عرض کی یا رسول اللہ (ﷺ) میں روزے کی حالت میں بیوی کے

Marfat.com

پاس چلا گیا ہوں۔ مطلب کہ میں نے جماع کر لیا ہے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا اگر جرم ہو گیا ہے تو فرمان خداوندی پر عمل کرو۔ قرآن پاک نے بیان فرما دیا ہے کہ اگر کسی سے غلطی ہو جائے تو وہ ایک غلام آزاد کرے یا متواتر دو ماہ کے روزے رکھے اگر ان دونوں کے کرنے کی طاقت نہیں رکھتا نہ غلام خرید سکتا ہے اور نہ ہی متواتر دو ماہ کے روزے رکھ سکتا ہے تو پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے، کفارہ ہو جائے گا۔ مگر سائل عرض کرنے لگا یا رسول اللہ (ﷺ) میں ان تینوں میں سے کسی پر عمل نہیں کر سکتا نہ تو اتنا مال ہے کہ غلام خرید کر آزاد کر سکوں اور نہ ہی متواتر دو ماہ کے روزے رکھ سکتا ہوں اور میرے گھر میں اتنا کھانے کا سامان ہی نہیں کہ میں ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکوں۔ ان تین کاموں سے معذرت کر کے وہ بیٹھ گیا اور حضور ﷺ بھی کچھ وقت خاموش رہے۔ جب تک اللہ کو منظور تھا کہ ایک آدمی بارگاہ رسالت میں کھجوروں کا ٹوکرا لیکر حاضر ہوا اور بطور نذرانہ پیش کیا تو حضور امام الانبیاء ﷺ نے سائل کو حکم فرمایا کہ اُٹھو یہ کھجوروں کا ٹوکرا لیکر خیرات کر آؤ۔ مگر سائل عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ (ﷺ) اپنے گھر والوں میں تقسیم کر دوں یا اور لوگوں میں تقسیم کروں۔ حضور نبی کریم (ﷺ) نے فرمایا مدینہ پاک کے غریبوں کو تقسیم کرو۔ سائل عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ (ﷺ) مدینہ منورہ میں مجھ سے بڑھ کر کوئی غریب نہیں ہے۔ خدا کی قسم میں بہت غریب ہوں تو حضور رحمۃ للعالمین ﷺ نے ہنس کر فرمایا اچھا جاؤ اپنے گھر والوں کو کھلا دو۔ اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ حضور نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کو مختار کل بنایا ہے۔ حالانکہ حکم تو یہ ہے متواتر دو ماہ کے روزے رکھے یا غلام آزاد کرے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں کہ لے جاؤ یہ کھجوریں اپنے گھر والوں کو کھلا دو۔ تو اب ان لوگوں سے سوال کیا جائے گا کیا اس صحابی کا کفارہ ادا ہو گیا ہے یا نہیں تو یقیناً یہی جواب دیں گے کہ کفارہ ادا ہو گیا ہے تو پھر اس کے بعد بھی یہ کہنا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیارات نہیں ہیں۔ ہٹ دھرمی یا فرقہ پرستی یا منافقت نہیں تو اور کیا ہے؟ جبکہ منصف مزاج آدمی تو یقیناً یہ تسلیم کرے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب کریم ﷺ کو مختار کل بنا کر بھیجا ہے یہی اصحاب رسول ﷺ کا عقیدہ تھا ورنہ بارگاہ رسالت میں عرض کر دیتے کہ یا رسول اللہ حکم تو یہ ہے مگر آپ فرما رہے ہیں یہ کھجوریں خود کھاؤ اور اپنے گھر والوں کو کھلا دو۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مختار کل مانتے تھے۔ یا پھر جو لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اختیارات کے منکر ہیں وہ فتویٰ جاری کریں کہ صحابی کا کفارہ ادا نہ ہوا تھا مگر یہ جرأت بھی نہیں کر سکیں گے تو اس کے بعد لوگوں کو جان لینا چاہئے کہ عقیدہ اہلِ سُنّت و جماعت کا ہی صحیح ہے اور یہی عقیدہ راہ نجات اور قرآن وحدیث کے مطابق ہے کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی فضیلت کا انکار کرنا ایمان نہیں ہے بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل وخصائص کا انکار کرنا منافقین کا طریقہ ہے صحابہ کرام علیہم الرضوان تو ہر فضیلت کا اقرار کرتے تھے ایمان رکھتے تھے۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نجات کا ذریعہ

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَخْبَرَنَا اَبِیْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِی الْجَعْدِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَتَی السَّاعَةُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا اَعْدَدْتَ لَهَا قَالَ مَا اَعْدَدْتُ لَهَا مِنْ کَثِیْرِ صَلَاةٍ وَلَا صَوْمٍ وَّلَا صَدَقَةٍ وَّلٰکِنِّیْ اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ قَالَ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ ۔ (بخاری، کتاب الادب، حدیث نمبر ۱۱۰۳)

سالم بن ابوالجعد رضی اللہ عنہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سوال کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کب قائم ہوگی؟ فرمایا کہ تم نے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ عرض کی کہ میں نے نماز روزہ اور صدقہ کی کثرت کے ذریعہ سے تو کوئی تیاری نہیں کی لیکن میں اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہوں۔ فرمایا تم اسی کے ساتھ ہو گے جس سے محبت رکھتے ہو۔

تشریح: اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بہت بڑا نجات کا سامان ہے۔ اگر عبادت کی کثرت نہ بھی ہو صرف فرائض ادا کئے جائیں مگر دل میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہونا ضروری ہے۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت سے دل خالی ہو بظاہر کثرت عبادت بھی ہو تو ایسی عبادت فضول ثابت ہو گی کیونکہ عبادت وہی قبول ہوتی ہے۔ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ادا سمجھ کر کی جائے جیسے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حجر اسود کو چومتے ہوئے فرمایا تھا کہ اے حجر اسود میں تمہیں کبھی نہ چومتا اگر تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ چوما ہوتا، مطلب کہ میں چوم رہا ہوں تو اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ادا پر عمل کر رہا ہوں۔ جس سے ظاہر ہوا اصل عبادت ادائے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنا ہے۔ اگر دل میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہو اور کمالات مصطفےٰ، علم مصطفےٰ ،نورانیت مصطفےٰ، اختیارات فضائل مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم یا دیگر خصائص جو اللہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائے ہیں ان کا انکار کرنے والا ہو تو اس کی عبادت قبول نہیں ہوتی کیونکہ محبت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہی ایمان ہے۔ تو جب سائل نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کب قائم ہوگی؟ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کا پوچھ رہے ہو

Marfat.com

کیا تیاری کی ہے؟ قیامت کیلئے تو سائل عرض گزار ہوا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز، روزہ کی کثرت تو نہیں کی صدقہ و خیرات بھی زیادہ نہیں کیا کہ جس پر میں کہہ سکوں مگر یہ ضرور ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے اور آپ ﷺ سے محبت کرتا ہوں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم جس سے محبت رکھتے ہو قیامت کے دن اسی کے ساتھ ہو گے۔ الحمد للہ آپ کا یہ فرمان اہل سنت و جماعت کیلئے پیغام نجات ہے اور حق ہونے کی دلیل ہے کیونکہ اہل سنت و جماعت ہی وہ جماعت ہے جو اللہ وحدہٗ لاشریک کو مانتے ہیں اور اس کی ہر صفت کو مانتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں۔ اسی کو عبادت کے لائق جانتے ہیں اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق جاننے والے کو مشرک اور کافر جانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو اس طرح مانتے ہیں جیسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اور پھر وہی ایمان اور عقیدہ رکھتے ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور محبت کرتے ہیں، پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہمارا اہل سنت کا ایمان ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر صفت اور خوبی کو مانتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے اور پھر اصحاب رسول ﷺ، ازواج رسول ﷺ، اولاد رسول ﷺ، صدیقوں شہیدوں اور ولیوں کو مانتے ہیں اور محبت کرتے ہیں تو اہل سنت کا ان سب سے پیار کرنا ان سے محبت کرنا نجات کا ذریعہ ہے جیسے حدیث پاک سے ظاہر ہو رہا ہے کہ جس سے محبت ہوگی قیامت کے دن اسی کا ساتھی ہوگا اور قرآن پاک میں اللہ وحدہٗ لاشریک بھی فرماتا ہے نبیوں صدیقوں شہیدوں اور ولیوں کا ساتھ بہت اچھا ساتھ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا۔ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔ مطلب یہ کہ جن کو یہ ساتھی ملے ہیں یہ ان کے خوش نصیب ہونے کی دلیل ہے۔ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ یہ اللہ کا فضل ہے۔ جو اللہ اپنے بندوں پہ فرماتا ہے کیونکہ ان پاک لوگوں کی سنگت بخشش کی علامت ہے۔ اس لئے کہ یہ صحیح العقیدہ ہونے کی دلیل ہے کہ نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کو مانتا ہو۔ الحمد للہ اہل سنت ہیں جو سب کو مانتے ہیں دیگر تمام فرقوں کی طرف دیکھ لو کوئی نبیوں کے منکر ہیں ان کے فضائل و خصائص کو ماننا کفر و شرک جانتے ہیں اور کوئی صدیقوں کا منکر ہے کوئی شہداء احد و بدر کا منکر ہے اور کوئی شہید کربلا کا منکر ہے اور یہ سب اولیاء اللہ کے منکر ہیں مثلاً داتا علی ہجویری، حضور سیدنا غوث پاک شیخ عبدالقادر جیلانی، حضرت مجدد الف ثانی، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری (رحمۃ اللہ علیہم) یا دیگر بزرگان دین اہل سنت کے سوا کو قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہی اہل سنت کی صداقت کی دلیل ہے کہ سب بزرگان دین اہل سنت ہیں نہ کوئی رافضی ہے اور نہ کوئی خارجی ہے۔ اسلئے ان سے تعلق بھی اہل سنت کا ہے اور انشاء اللہ بفضل خدا قیامت کے دن ان کا ساتھ ضرور ملے گا جو نجات دہندہ ہونے کی سند ہے جیسا کہ حدیث پاک سے ثابت ہو رہا ہے۔

Marfat.com

حضور ﷺ کی کنیت رکھنا ناجائز ہے

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ فَسَمَّاهُ الْقَاسِمَ فَقَالُوا لَا نَكْنِيهِ حَتّٰى نَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَمُّوا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي۔

(بخاری، کتاب الادب، حدیث نمبر ۱۱۱۷)

سالم کا بیان ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم میں سے ایک گھر لڑکا پیدا ہوا تو اس کا نام قاسم رکھا۔ لوگوں نے کہا ہم آپ کو اس کنیت سے نہیں پکاریں گے۔ جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت نہ کرلیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے نام پر نام رکھ لو لیکن میری کنیت نہ رکھا کرو۔

تشریح: اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کسی کو بھی اور کسی طرح بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثل نہیں جانتے تھے اور نہ ہی کسی کا حضور کی مثل بننا پسند کرتے تھے۔ جب کہ نہ تو صحابی کی نیت یہ تھی کہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثل بنوں اور کہہ سکوں کہ میں بھی ابوالقاسم ہوں مگر اس کے باوجود صحابہ کرام علیہم الرضوان مخالفت کر رہے ہیں بلکہ واضح فرمادیا کہ ہم تجھے کبھی بھی اس کنیت سے نہیں پکاریں گے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے یہ الفاظ اس بات کی دلیل ہیں کہ اہل ایمان کسی بھی وجہ سے کسی بھی نسبت سے کسی کو بھی حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کی مثل بننا پسند نہیں کرتے تھے اور صرف ناپسند ہی نہیں کرتے تھے بلکہ اس عمل کو برا جانتے تھے اس عقیدے کو برا جانتے تھے۔ اس سے ثابت ہوا جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جیسے ہم بشر ویسے ہی رسول۔ پھر کہتے ہیں نبی معاذ اللہ بڑے بھائی اور ہم چھوٹے۔ یا یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ صرف وحی کا فرق ہے بشر ہونے میں ہم نبی کی مثل ہیں۔ ایسے لوگوں کا عقیدہ صحابہ کرام علیہم الرضوان والا عقیدہ نہیں ہے اور قرآن وحدیث کے بھی خلاف ہے جیسا کہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہر ہو رہا ہے کہ جب صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور دریافت کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلاں آدمی کے گھر لڑکا ہوا ہے اور اس نے لڑکے کا نام قاسم رکھا ہے تو ہم نے اسے ابوالقاسم کنیت سے پکارنے کا انکار کیا ہے کیونکہ ابوالقاسم تو آپ ہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نہیں فرمایا کہ تم نے غلط کیا ہے بلکہ حکم جاری فرمادیا کہ میرے نام پر نام رکھ لیا کرو میری کنیت نہ رکھا کرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا دلیل ہے کہ حضور علیہ

Marfat.com

الصلوٰۃ والسلام کو بھی آپ کی مثل بننا پسند نہیں تھا۔ نام کی اجازت دینے کا مطلب تھا برکات حاصل کرنے کیلئے اور نجات کیلئے میرے نام پر نام رکھ لیا کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان لوگوں کو فوراً توبہ کرنی چاہئے جو یہ کہتے ہیں یا عقیدہ رکھتے ہیں کہ نبی بھی ہماری طرح کا بشر ہے۔ اہل ایمان کا عقیدہ یہ ہونا چاہئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری کائنات میں نہ مثل ہے اور نہ مثال آپ بے مثل اور بے مثال ہیں یہی صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عقیدہ تھا مگر افسوس ان لوگوں پر جو جماعت پرستی میں اس قدر راندھے ہو چکے ہیں کہ عظمت وشان رسول ﷺ بھی بھول گئے ہیں اور اپنے پوپوں کے کہنے پر اس قدر پختہ ہو چکے ہیں کہ اپنا ایمان اور آخرت خراب کر چکے ہیں اور ساتھ لوگوں کو یہ کہتے ہیں کہ ہم حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کو ماننے والے ہیں۔ ہم کہتے ہیں اگر ماننا ہے تو صحابہ کرام علیہم الرضوان کی طرح مانو وہ عقیدہ رکھو جو مسلمانوں کا تھا اور آج تک کسی نبی کے ماننے والوں نے یہ دعویٰ نہیں کیا ہم اور ہمارا نبی ایک جیسے ہیں مثلاً یہودیوں نے یا عیسائیوں نے یا دیگر نبیوں کے دور میں جنہوں نے انہیں مانا ہے اپنی مثل نہیں کہا، ہاں اس وقت کفار ومشرکین نے کیا ہے کہ کہا ہے کہ ہماری طرح کا بشر ہے اس طرح حضور امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کسی صحابی نے اپنی مثل نہیں جانا ہاں مگر کفار ومشرکین اور منافقین نے کہا ہے کہ کیا ہے ہماری طرح کا بشر ہے مگر اہل ایمان کا عقیدہ وہ ہے جو صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عقیدہ ہے۔ الحمد للہ اہل سنت کا عقیدہ قرآن وحدیث کے مطابق ہے اور اسی میں نجات ہے اگر دل میں ایمان ہو تو دھڑے بندی اور جماعت پرستی سے نکل کر مصنفانہ مزاج سے فیصلہ کرو کہ کیا ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثل ہیں۔ کیا ہم کسی بھی طرح آپ کی مثل ہو سکتے ہیں۔ یقین جانیے اگر ضمیر زندہ ہوا یا دل میں ذرا سا بھی ایمان ہوا تو یقین جانیئے فیصلہ یہی ہو گا کہ کائنات میں آپ جیسا نہ تو کوئی ہوا ہے اور نہ ہی ہو گا۔ غیر نبی تو کیا نبیوں میں بھی آپ کی مثل کوئی نہیں ہے ہمارے آقا ﷺ سب سے افضل واعلیٰ ہیں بے مثل اور بے مثال ہیں۔

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر چیز سے باخبر ہیں

حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ بُهْلُولٍ حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ قَالَ حَدَّثَنِي حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ وَأَبَا مَرْثَدٍ الْغَنَوِيَّ وَكُلُّنَا فَارِسٌ فَقَالَ انْطَلِقُوا حَتّٰى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ بِهَا امْرَأَةً مِّنَ الْمُشْرِكِينَ مَعَهَا صَحِيفَةٌ مِّنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى الْمُشْرِكِينَ قَالَ فَأَدْرَكْنَاهَا تَسِيرُ عَلٰى جَمَلٍ لَهَا حَيْثُ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلْنَا أَيْنَ الْكِتَابُ الَّذِي مَعَكِ قَالَتْ مَا مَعِي كِتَابٌ فَأَنَخْنَا بِهَا فَابْتَغَيْنَا فِي رَحْلِهَا فَمَا وَجَدْنَا شَيْئًا قَالَ صَاحِبَايَ مَا نَرٰى كِتَابًا قَالَ قُلْتُ لَقَدْ عَلِمْتُ مَا كَذَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي يُحْلَفُ بِهِ لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَأُجَرِّدَنَّكِ قَالَ فَلَمَّا رَأَتِ الْجِدَّ مِنِّي أَهْوَتْ بِيَدِهَا إِلٰى حُجْزَتِهَا وَهِيَ مُحْتَجِزَةٌ بِكِسَاءٍ فَأَخْرَجَتِ الْكِتَابَ قَالَ فَانْطَلَقْنَا بِهِ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ يَا حَاطِبُ عَلٰى مَا صَنَعْتَ قَالَ مَا بِي إِلَّا أَنْ أَكُونَ مُؤْمِنًا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَمَا غَيَّرْتُ وَلَا بَدَّلْتُ أَرَدْتُ أَنْ تَكُونَ لِي عِنْدَ الْقَوْمِ يَدٌ يَدْفَعُ اللّٰهُ بِهَا عَنْ أَهْلِي وَمَالِي وَلَيْسَ مِنْ أَصْحَابِكَ هُنَاكَ إِلَّا وَلَهُ مَنْ يَدْفَعُ اللّٰهُ بِهِ عَنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ قَالَ صَدَقَ فَلَا تَقُولُوا لَهُ إِلَّا خَيْرًا قَالَ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِنَّهُ قَدْ خَانَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ فَدَعْنِي فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ قَالَ فَقَالَ يَا عُمَرُ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللّٰهَ قَدِ اطَّلَعَ عَلٰى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ قَالَ فَدَمَعَتْ عَيْنَا عُمَرَ وَقَالَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ۔

(بخاری، کتاب الاستئذان، حدیث ۱۱۸۹)

ابوعبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا بیان ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حضرت زبیر بن عوام اور حضرت ابومرثد غنوی کو جبکہ ہم تینوں سوار تھے ایک مہم پر روانہ کیا اور فرمایا کہ تم جاؤ یہاں تک کہ تم روضہ خاخ کے پاس پہنچو گے تو تمہیں ایک مشرکوں کی طرح عورت ملے گی جس کے پاس حاطب بن

Marfat.com

ابو بلتعہ کا خط ہے جسے لیکر مشرکین مکہ کی طرف جا رہی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اسے اونٹ پر جاتے ہوئے پا لیا جیسا کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ ان کا بیان ہے کہ ہم نے اس سے کہا کہ وہ خط دے دیجئے جو تمہارے پاس ہے۔ اس نے کہا کہ میرے پاس تو کوئی خط نہیں۔ چنانچہ ہم نے اس کے اونٹ کو بیٹھا لیا اور اسکے پالان کی تلاشی لی لیکن ہمیں کوئی چیز نہ ملی۔ میرے دونوں ساتھیوں نے کہا ہمیں تو اس کے پاس کوئی چیز نظر نہیں آئی۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے کہا میں جانتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلط بیانی نہیں کی۔ قسم ہے اس ذات کی جس کی قسم کھائی جاتی ہے تم خط نکال کر دیدو ورنہ میں تمہیں ننگا کر دوں گا۔ ان کا بیان ہے کہ جب اس نے میری جانب سے سختی دیکھی تو اس نے اپنا ہاتھ اپنے نیفے کی طرف بڑھایا جبکہ اس نے آزار کی جگہ کمبل باندھا ہوا تھا اور خط نکال کر دے دیا۔ یہ فرماتے ہیں کہ ہم اسے لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب روانہ ہو گئے۔ آپ نے فرمایا اے حاطب یہ جو تم نے کیا تمہیں اس پر کس چیز نے آمادہ کیا۔ عرض کی اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہوں، نہ مجھے تغیر آیا نہ میں تبدیل ہوا۔ میرا ارادہ ہوا کہ قوم پر احسان کر دوں جس کے باعث اللہ تعالیٰ میرے جان و مال کو لوٹنے سے انہیں روکے رکھے اور آپ کے اصحاب سے وہاں میرا رشتہ دار کوئی نہیں ہے۔ جس کے باعث اللہ تعالیٰ میری جان و مال کی حفاظت فرمائے۔ آپ نے فرمایا کہ سچ کہا۔ ان سے اچھی بات کے سوا اور کچھ نہ کہنا۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور ایمان والوں سے خیانت کی ہے (اے اللہ کے رسول) کیا آپ مجھے اجازت دیں کہ میں اس کی گردن اڑا دوں۔ حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا بیان ہے کہ آپ نے فرمایا اے عمر تمہیں کیا معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کے حالات پر مطلع ہوتے ہوئے فرمایا کہ جو چاہو کرو کیونکہ تمہارے لئے جنت واجب ہو چکی ہے۔ حضرت علی کا بیان ہے کہ پھر عمر (رضی اللہ عنہ) اشک آلودہ ہو گئے اور عرض کی کہ اللہ اور اسکا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔

تشریح: اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اللہ وحدہ لاشریک نے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب عطا فرمایا تھا اور کوئی چیز آپ سے پوشیدہ نہیں تھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر شخص

Marfat.com

کی نقل وحرکت کا علم رکھتے تھے۔ جیسا کہ حدیث پاک سے ثابت ہو رہا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں میں اور میرے ساتھی فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق اپنی سواریوں پر سوار ہو کر جب روضہ خاخ کے مقام پر پہنچے تو وہاں ایک مشرکہ عورت ملی جس کی خبر ہمیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی تھی اور فرمایا تھا کہ وہ عورت ایک خط حاطب بن ابوبلعتہ کا لیکر مشرکین مکہ کی طرف جا رہی ہے۔ چنانچہ ہم نے اس عورت سے خط کا مطالبہ کیا تو اس نے انکار کیا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس کے سامان کی تلاشی لی مگر ناکامی ہوئی کوئی خط ہاتھ نہ آیا۔ علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم خط دے دوگی تو تمہارے لئے بہتر ہوگا ورنہ میں تجھے ننگا کر دوں۔ مطلب کہ تیری تلاشی لوں گا اور خط ضرور حاصل کروں گا کیونکہ میرے آقا ﷺ کی زبان سے کبھی جھوٹ نہیں نکلا اور کبھی بھی آپ کے منہ سے نکلی ہوئی بات غلط نہیں ہو سکتی لہٰذا جو بھی حربہ استعمال کرنا پڑا میں کروں گا اور خط برآمد کروں گا۔ جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں جب اس عورت نے میری طرف سے اتنا سخت رویہ دیکھا تو اس نے اپنے نیفے سے خط نکال کر دے دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا عقیدہ تھا کہ اللہ کریم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب عطا فرمایا ہے اور آپ کی خبر غلط نہیں ہو سکتی یہی وجہ تھی کہ جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے سختی سے فرمایا خط نکال دو۔ ورنہ میں تجھے ننگا کر دوں گا اور آپ ﷺ کے ان جملوں سے ثابت ہوتا ہے ہر وہ عمل جائز ہے جس میں ناموس رسالت کا تحفظ ہو۔ اگر خط برآمد نہ ہوتا تو کفار و مشرکین، منافقین کو پراپیگنڈا کرنے کا موقعہ مل جاتا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نبی ہوتے تو خط برآمد ہوتا کیوں کہ نبی ہوتا ہی وہ ہے جو غیب جانتا ہو اور اس کی بات سچی ہوتی ہے اور نبی کا معنی بھی یہی ہے کہ غیب جاننے والا اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب پر یقین نہیں رکھتا حقیقت میں وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نبی ہونے میں شک کرتا ہے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت میں شک کرے گا وہ ایمان والا نہیں ہے۔ اسلئے ہر اہل ایمان کا عقیدہ ہے کہ اللہ کریم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب عطا فرمایا ہے۔ مگر منافقین یہ عقیدہ نہیں رکھتے تھے کیونکہ اگر منافقین یہ عقیدہ رکھتے کہ اللہ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب دیا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر چیز کا علم رکھتے ہیں اور دلوں میں جو خیال پیدا ہوا اس کا علم ہے تو کبھی منافقت نہ کرتے اور جان لیں کہ منافق اور مومن میں یہی فرق ہوتا ہے کہ مومن علم غیب پر یقین رکھتا ہے اور منافق آپ کے علم غیب کا منکر ہوتا ہے۔ منافق ہونے کی یہ بہت بڑی دلیل ہے کہ وہ علم غیب کا انکار کرتا ہوگا۔ اس کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سوال

Marfat.com

کیا کہ حاطب یہ کیوں کیا تو حاطب عرض گذار ہوئے کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تو آپ کا غلام ہوں، میری نیت غلط نہیں ہے۔آپ خوب جانتے ہیں مگر میں نے یہ اس لئے کیا کہ آپ اصحاب سے میرا وہاں کوئی رشتہ دار نہیں ہے۔ جو میرے جان و مال یا بچوں کی حفاظت کرے۔ چنانچہ میں نے سوچا کہ میں مشرکین پر کچھ احسان کردوں تا کہ ان کے دلوں میں میرے لئے درد میرے بچوں اور مال کے متعلق ہمدردی پیدا ہو جائے اور میرا سب کچھ محفوظ ہو جائے اس کے سوا اور کچھ مطلب نہیں۔ میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہوں اور نہ ہی مجھ میں کوئی تبدیلی آئی ہے اور نہ ہی میں اسلام سے بدلا ہوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب کی یہ ساری گفتگو سن کر فرمایا۔ حاطب درست کہتا ہے۔ لہٰذا اس کے ایمان پر شک نہ کیا جائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حاطب کی گفتگو کا تصدیق فرمانا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دلوں کے خیالات سے واقف ہیں۔ مگر حضرت عمر فاروق مراد مصطفےٰ چونکہ جلالی مزاج تھے۔ عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں حاطب کا سر قلم کردوں۔ تو امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا اے عمر کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ نے سب کچھ جانتے ہوئے بھی اہل بدر کے متعلق فرمایا ہے کہ اے اہل بدر اب تم جو چاہو کرو تم پر جنت واجب ہو چکی ہے۔ فرمان رسول سن کر سیدنا فاروق اعظم کی آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے اور عرض کی کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتا ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ بدری صحابہ پر تنقید کرنا اور ان کے ایمان پر شک کرنا اپنی جان پر ظلم ہے۔ آج کل جو لوگ خلفاء رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر تنقید کرتے ہیں کہ وہ دلوں سے درست نہ تھے۔ (معاذ اللہ)۔ یا طعن وغیرہ کرتے ہیں وہ گمراہ اور بے دین ہیں کیونکہ جن پر اللہ نے جنت واجب کردی یقیناً وہ مخلص مومن تھے، سچے پکے مسلمان تھے۔ ان کے ایمان پر شک کرنے والے کا ایمان ضائع ہو جاتا ہے اور فرمان رسول سے بھی معلوم ہوا صحابہ پر تنقید کرنے والے گمراہ ہیں نامراد ہیں کیونکہ جن کے ایمان کی گواہی اللہ اور اس کے رسول دیں کوئی ایمان والا ان پر طعن نہیں کرسکتا بلکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو روکنا اس بات کی بہت بڑی دلیل ہے کہ بدری صحابہ میں سے کوئی بھی اگر بتقاضائے بشریت غلطی کرے تو ہمیں پھر بھی اس پر تنقید کرنے کا حق نہیں ہے۔ لہٰذا جو لوگ خلفاء رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرتے ہیں یا طعن کرتے ہیں کہ وہ یوں تھے وہ ایسے تھے وہ ویسے تھے انہوں نے یہ غلط کیا وہ غلط کیا وغیرہ وغیرہ ان لوگوں کو فوراً توبہ کرنی چاہئے اگر توبہ کئے بغیر موت آگئی تو گمراہی پر ہوگی کیونکہ اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قطعاً یہ گوارا نہیں کہ ان پر تنقید کی جائے یا ان کو برا بھلا کہا جائے۔ لہٰذا صحیح العقیدہ مسلمان وہی کہلوائے گا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے

Marfat.com

فرمان کے مطابق عقیدہ رکھے گا اور یہی عقیدہ راہ نجات ہے۔ اللہ اور رسول ﷺ سے بہتر کوئی نہیں جانتا۔ الحمد للہ اہل سنت و جماعت وہ لوگ ہیں جو اللہ ورسول ﷺ کے فرمان کے مطابق عقیدہ رکھتے ہیں۔ دیگر سب گروہوں کو دیکھو کوئی آل رسول ﷺ کا منکر ہے کوئی ازواج رسول کا اور کوئی اصحاب رسول ﷺ کا اور کوئی اولاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر ہے۔ ایک اہل سنت ہیں جو سب کو مانتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن معفل سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرنا۔ میرے صحابہ کے بارے میں اس سے ڈرنا، میرے بعد انہیں نشانہ نہ بنالینا۔ جو ان سے محبت کرتا ہے تو مجھ سے محبت رکھنے کے باعث محبت کرتا ہے اور جو ان سے عداوت رکھتا ہے تو وہ مجھ سے عداوت رکھنے کے باعث عداوت رکھتا ہے۔ جس نے انہیں تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی اس نے اللہ کو تکلیف دی اور جس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف دی تو قریب ہے کہ اسے پکڑے۔ (مشکوۃ بحوالہ ترمذی)

اس حدیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ اصحاب رسول ﷺ کو برا جانتے ہیں یا معاذ اللہ تبرا بازی کرتے ہیں طرح طرح کے الزام لگا کر تنقید کا نشانہ بناتے ہیں کہ وہ انتہاء درجے کے نامراد لوگ ہیں جو دھڑے بندی کے چکر میں آکر جہالت کی بنا پر اپنا سب کچھ برباد کرنے والے ہیں۔ وہ ان لوگوں میں ہیں جن پر اللہ کا غضب نازل ہوگا اور جہنم کا ایندھن ہوں گے، قبر وحشر میں رسوا ہونے والے ہوں گے۔ ہاں اگر کوئی سچے دل سے توبہ کرے تو اللہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔ خوش قسمتی یہی ہے کہ گمراہی سے توبہ کر کے دنیا سے جائے اور ایمان کی موت آئے۔ یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا خاص فضل ہے جس پر ہو جائے۔

Marfat.com

آپ ﷺ کا پسینہ مبارک

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ كَانَتْ تَبْسُطُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِطَعًا فَيَقِيلُ عِنْدَهَا عَلَى ذٰلِكَ النِّطَعِ قَالَ فَإِذَا نَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَتْ مِنْ عَرَقِهِ وَشَعْرِهِ فَجَمَعَتْهُ فِي قَارُورَةٍ ثُمَّ جَمَعَتْهُ فِي سُكٍّ قَالَ فَلَمَّا حَضَرَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ الْوَفَاةُ أَوْصَى أَنْ يُجْعَلَ فِي حَنُوطِهِ مِنْ ذٰلِكَ السُّكِّ قَالَ فَجُعِلَ فِي حَنُوطِهِ۔ (بخاری، کتاب الاستئذان، حدیث ۱۲۱۱)

ثمامہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کیلئے حضرت ام سلیم چمڑے کا گدا بچھایا کرتیں اور آپ ﷺ اسی گدے پر قیلولہ فرمایا کرتے تھے۔ان کا بیان ہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سو جاتے تو میں آپ ﷺ کا پسینہ مبارک اور موئے مبارک جمع کر لیتا اور انہیں ایک شیشی میں ڈال کر خوشبو میں ملا لیا کرتا۔ثمامہ کا بیان ہے کہ جب حضرت انس بن مالک کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے وصیت فرمائی کہ وہ خوشبو ان کے کفن کو لگائی جائے۔ان کا بیان ہے کہ وہی خوشبو ان کے کفن کو لگائی گئی۔

تشریح: اس حدیث پاک سے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ خوب ظاہر ہوتا ہے اور پھر حضور علیہ الصلو[ة] والسلام کے ساتھ جو عقیدت تھی وہ بھی روز روشن کی طرح عیاں ہو رہی ہے۔کاش آج کا مسلمان بھ[ی] اگر یہی عقیدت رکھتا ہوتا تو یہ سب مذہبی اختلافات جنم ہی نہ لیتے۔بدقسمتی یہ ہے کہ آج کے مسلمان کہلوانے والوں می[ں] اختلاف یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کیسے ماننا چاہئے۔آج کے مذہبی گروہ اگر نیک نیتی سے جماعت پرستی کی لعنت ترک کر کے منصفانہ سوچ اختیار کریں اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین والا عقیدہ اپنا لیں تو تمام مذہبی اختلافات ختم ہو سکتے ہیں۔تو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پسینہ مبارک اور موئے مبارک شیشی میں ڈال رکھے تھے جو میں آپ کے بستر سے اکٹھے کئے ہوئے تھے اور ان میں خوشبو ڈال رکھی تھی۔ثمامہ کا بیان ہے کہ جب حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو فرمانے لگے جب میرا انتقال ہو جائے

Marfat.com

توحضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ والی خوشبو میرے کفن کو لگا دینا۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت کے مطابق ان کے وصال کے بعد ان کے کفن میں وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک اور پسینے والی خوشبو لگائی گئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا عقیدہ تھا کہ آپ کے پسینے کی برکت سے مجھے قبر و حشر میں نفع حاصل ہوگا اور نجات کا سبب ہوگا۔ اگر اس دور کے اس گروہ کا کوئی آدمی قریب ہوتا تو ضرور کہتا کہ اس سے کیا نفع ہو سکتا ہے۔ بس عمل اچھے ہونے چاہئیں۔ (معاذ اللہ) مگر اس وقت تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے جن کا عقیدہ وہ تھا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا تھا اور صحابہ کرام نے اپنایا ہوا تھا۔ اسلئے کسی کے اعتراض کرنے کا سوچا بھی نہیں جا سکتا۔ تو اب سوچنا ہوگا کہ جن کے پسینے کی برکت سے غلاموں کو نفع ملتا ہے اس محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات نفع دینے والے کیوں نہیں ہو سکتے۔ جب کہ قرآن و حدیث میں واضح الفاظ ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے غلاموں کو قبر و حشر میں نفع دیں گے اور اس جہان میں بھی نفع دیتے ہیں بلکہ وہ آئے ہی نفع دینے ہیں بلکہ پوری کائنات کیلئے رحمت بن کر آئے ہیں مگر افسوس کہ آج کا مسلمان کہلانے والا اس عقیدے کو شرک قرار دیتا ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔ اور جماعتی تعصب میں اس قدر آگے نکل گئے ہیں کہ کبھی سوچنے کی زحمت ہی گوارہ نہیں کرتے کہ میرے فتوے کی زد میں کون کون آ رہا ہے۔

Marfat.com

حضور ﷺ کا علم غیب

حَدَّثَنَا مُوسٰی عَنْ اَبِیْ عَوَانَةَ حَدَّثَنَا فِرَاسٌ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ حَدَّثَتْنِیْ عَآئِشَةُ اُمُّ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَتْ اِنَّا كُنَّا اَزْوَاجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهٗ جَمِیْعًا لَمْ تُغَادَرْ مِنَّا وَاحِدَةٌ فَاَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ عَلَیْهَا السَّلَامُ تَمْشِیْ لَا وَاللّٰهِ مَا تَخْفٰی مِشْیَتُهَا مِنْ مِشْیَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَاٰهَا رَحَّبَ قَالَ مَرْحَبًا بِابْنَتِیْ ثُمَّ اَجْلَسَهَا عَنْ یَّمِیْنِهٖ اَوْ عَنْ شِمَالِهٖ ثُمَّ سَارَّهَا فَبَكَتْ بُكَآءً شَدِیْدًا فَلَمَّا رَاٰی حُزْنَهَا سَارَّهَا الثَّانِیَةَ اِذَا هِیَ تَضْحَكُ فَقُلْتُ لَهَا اَنَا مِنْ بَیْنِ نِسَآئِهٖ خَصَّكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالسِّرِّ مِنْ بَیْنِنَا ثُمَّ اَنْتِ تَبْكِیْنَ فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَاَلْتُهَا عَمَّا سَارَّكِ قَالَتْ مَا كُنْتُ لِاُفْشِیَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سِرَّهٗ فَلَمَّا تُوُفِّیَ قُلْتُ لَهَا عَزَمْتُ عَلَیْكِ بِمَا لِیْ عَلَیْكِ مِنَ الْحَقِّ لَمَّا اَخْبَرْتِنِیْ قَالَتْ اَمَّا الْاٰنَ فَنَعَمْ فَاَخْبَرَتْنِیْ قَالَتْ اَمَّا حِیْنَ سَارَّنِیْ فِی الْاَمْرِ الْاَوَّلِ فَاِنَّهٗ اَخْبَرَنِیْ اَنَّ جِبْرِیْلَ كَانَ یُعَارِضُهٗ بِالْقُرْاٰنِ كُلَّ سَنَةٍ مَّرَّةً وَّاِنَّهٗ قَدْ عَارَضَنِیْ بِهِ الْعَامَ مَرَّتَیْنِ وَلَا اَرَی الْاَجَلَ اِلَّا قَدِ اقْتَرَبَ فَاتَّقِی اللّٰهَ وَاصْبِرِیْ فَاِنِّیْ نِعْمَ السَّلَفُ اَنَا لَكِ قَالَتْ فَبَكَیْتُ بُكَآئِیَ الَّذِیْ رَاَیْتِ فَلَمَّا رَاٰی جَزَعِیْ سَارَّنِی الثَّانِیَةَ قَالَ یَا فَاطِمَةُ اَلَا تَرْضَیْنَ اَنْ تَكُوْنِیْ سَیِّدَةَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَوْ سَیِّدَةَ نِسَآءِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ (بخاری، کتاب الاستئذان، حدیث نمبر ۱۲۱۴)

مسروق کا بیان ہے کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات آپ ﷺ کے پاس جمع تھیں اور کوئی ایک بھی ہم میں سے غیر حاضر نہ تھی تو حضرت فاطمۃ الزہرا (سلام اللہ علیہا) آئیں اور خدا کی قسم ان کا چلنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چلنے سے بہت زیادہ مشابہت رکھتا تھا۔ جب انہیں دیکھا تو آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا میری بیٹی مرحبا۔ پھر انہیں اپنی دائیں یا بائیں طرف بیٹھا لیا۔ پھر ان کے ساتھ سرگوشی فرمائی تو وہ بہت زیادہ روئیں۔ جب انہیں بہت زیادہ پریشان دیکھا تو ان کے ساتھ دوبارہ سرگوشی فرمائی۔ اس دفعہ وہ ہنس پڑیں۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج

Marfat.com

مطہرات (رضی اللہ عنہن) میں سے میں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بھید کیلئے ہم میں سے تمہارا انتخاب کیا۔ پھر بھی تم روتی ہو۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھ گئے تو میں نے ان سے پوچھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تم سے کیا سرگوشی فرمائی۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کو فاش نہیں کرتی۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال ہو گیا تو میں نے ان سے کہا کہ میں تمہیں اس حق کا واسطہ دیتی ہوں جو تم پر میرا ہے کہ مجھے بتا دو، انہوں نے جواب دیا کہ ہاں اب بتا دوں گی۔ چنانچہ انہوں نے مجھے بتاتے ہوئے کہا کہ پہلی دفعہ جب آپ نے مجھ سے سرگوشی فرمائی تو مجھے بتایا کہ جبرائیل (علیہ السلام) ہر سال قرآن کریم کا ایک دفعہ دور کیا کرتے تھے۔ لیکن اس سال میرے ساتھ دو مرتبہ دور کیا ہے تو میں دیکھتا ہوں کہ میرا آخری وقت قریب آ گیا ہے۔ لہٰذا اللہ سے ڈرنا اور صبر سے کام لینا میں تمہارے لئے اچھا آگے جانے والا ہوں۔ چنانچہ فاطمہ (سلام اللہ علیہا) نے کہا میں رونے لگی جیسا کہ آپ نے دیکھا پھر میرے رنج وغم ملاحظہ کرتے ہوئے آپ ﷺ نے دوبارہ سرگوشی فرمائی اور فرمایا کہ اے فاطمہ (سلام اللہ علیہا) کیا تو اس بات پر راضی نہیں ہے کہ مسلمان عورتوں کی سردار شمار ہو یا اس وقت کی عورتوں کی سردار ہو۔

تشریح: حضرت سیدہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم سب ازواج رسول حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس اکٹھی تھیں تو حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا (سلام اللہ علیہا) تشریف لے آئیں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی دائیں یا بائیں جانب بٹھا لیا اور استقبال کے طور پر مرحبا یابنتی فرمایا اور سیدہ سلام اللہ علیہا کے ساتھ سرگوشی فرمائی تو سیدہ فاطمۃ الزہرا رونا شروع کر دیا۔ پھر سرگوشی فرمائی تو اب ہنس پڑیں۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہین کہ میں سیدہ فاطمہ سے پہلے رونے اور بعد ہنسنے کا سبب دریافت کیا تو سیدہ فاطمۃ الزہرا نے فرمایا کہ اے امی جان میرے والد گرامی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو میرے ساتھ راز کی بات کی ہے میں اسے بتانا نہیں چاہتی تا کہ یہ راز ہی رہے۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا تو پھر میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ اے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں تمہیں اس حق کا واسطہ دیتی ہوں جو تم پر میرا ہے یعنی میں تمہاری ماں ہوں۔ اس پر سیدہ فاطمہ سلام اللہ نے فرمایا ٹھیک ہے امی جان میں بتاتی ہوں اور سیدہ فاطمہ فرمانے لگیں کہ امی جان جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ نے پہلی مرتبہ سرگوشی فرمائی تو مجھے فرمایا کہ میرے وصال کا وقت

Marfat.com

قریب آگیا ہے۔ مگر میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرنا صبر سے کام لینا۔ مطلب کہ ماتم وغیرہ نہ کرنا جیسا کہ عربوں میں جہالت کے دور میں رسم ہے یا بین وغیرہ ان تمام چیزوں سے گزیر کرنا اور میرا وصال ہونا تمہاری آخرت کیلئے بہتر ہے میں اچھا آگے جانے والا ہوں۔ چنانچہ میں رو پڑی اور جب میرے رنج وغم کو آپ نے دیکھا تو پھر سرگوشی فرمائی اور فرمایا اے میری پیاری بیٹی کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ تمہیں مسلمان عورتوں کی سردار بنایا جائے تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زبان پاک سے سرداری کا سن کر ہنس پڑی۔

(۱) پہلا مسئلہ جو اس حدیث پاک سے ظاہر ہوا وہ یہ حدیث بیان فرمانے والی سیدہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں اگر سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے کوئی عداوت میں ایسی باتیں چھپائی جاتیں ہیں نہ کہ یہاں کیں جاتی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ ان کے درمیان اختلاف کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں وہ بہت بڑے کذاب اور دین میں فتنہ ڈالنے والے ہیں اور جو لوگ قوم میں فتنہ ڈالیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں انہیں انتہائی ذلیل سمجھا جاتا ہے۔ جیسا کہ قرآن وحدیث میں بار بار فرمادیا گیا ہے۔ بلکہ ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اولاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں قطعاً کوئی اختلاف نہیں تھا۔ ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم اولاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار کرتیں تھیں اولاد رسول خصوصاً سیدہ فاطمۃ الزہرا اپنی ماؤں سے پیار اور ان کے ادب واحترام کا خیال رکھتیں تھیں۔ جیسا کہ حدیث کے الفاظ سے ظاہر ہو رہا ہے۔ پہلے تو سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بتانے سے انکار فرمایا کہ میں وہ راز فاش نہیں کروں گی جو سرگوشی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمائی مگر جب حضور نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال مبارک ہو گیا تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا اے فاطمہ اب میں تمہیں اس حق کا واسطہ دیتی ہوں جو میرا تجھ پر ہے یعنی میں تیری ماں ہوں ایک تو میں تیرے باپ کی بیوی ہوں اور دوسرا میں ہر ایمان والی کی ماں ہوں لہٰذا تیری بھی ہوں یہ تجھ پر میرے دو حق ہیں۔ اب بتا کہ تیرے باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے کان میں کیا کہا تھا۔ تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے میری پیاری امی جان آپ کے دونوں حق مجھ پر ہیں اور میں آپ کو بتاتی ہوں کہ وہ کیا سرگوشی فرمائی گئی تھی۔ پہلے جب میں روئی تو رونے کی وجہ یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کہ میرے وصال کا وقت قریب آگیا ہے۔ تو میں باپ کے وصال کی خبر سن کر رو پڑی۔ اور یہی وجہ تھی کہ میں نے آپ کو بتانے سے انکار کر دیا تھا کہ آپ کو بہت زیادہ دکھ ہوگا تو میں آپ کو دکھ دینا نہیں چاہتی تھی۔ اس لئے میں نے بتانے سے انکار کر دیا تھا

Marfat.com

کہ آپ رنجیدہ نہ ہو جائیں اور جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دوسری مرتبہ سرگوشی فرمائی تو آپ نے فرمایا تھا کہ اے فاطمہ غم نہ کر میں تمہارے لئے اچھا آگے جانے والا ہوں مطلب کہ اس میں تمہارے لئے بہتری ہے بلکہ ہر مسلمان کیلئے بہتری ہے اور پھر خصوصاً تیرے لئے یہ ہے کیا تو اس بات پر خوش نہیں کہ تمہیں تمام مسلمان عورتوں کی سرداری دی جائے تو میں سن کر خوش ہو گئی اور ہنس پڑی اور پھر آپ نے فرمایا کہ اے فاطمہ میرے وصال کے بعد اللہ سے ڈرنا بے صبری کا مظاہرہ نہ کرنا جیسے عربوں میں رواج ہے بین وغیرہ کرنا یا ماتم کرنا۔ یاد رہے کہ عربوں میں یہ رواج تھا کہ جب کوئی بڑا آدمی کوئی سردار وغیرہ مرتا تو خوب ماتم ہوتا اور بین وغیرہ کئے جاتے اور اسکے ان کاموں کا ذکر کیا جاتا جس سے ان کی بڑائی وغیرہ ظاہر ہو اور وہ ذکر بین کی صورت میں کیا جاتا تھا جیسے آج بھی جاہلانہ رسم دیکھنے میں آتی ہے۔ کہ مردے کے متعلق کہا جاتا ہے کہ تو ایسا تھا تو ایسا تھا تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چیزوں سے جناب سیدہ فاطمہ کو منع فرمایا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منع فرمانے میں یہ راز تھا کہ آپ کو علم تھا کہ ایسے گمراہ گروہ پیدا ہوں گے جو اس قبیح عمل کو عبادت کا نام دے کر لوگوں کے ایمان ضائع کریں گے۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو وصیت فرما کر اپنی امت کو فرمایا ہے کہ اے مسلمان کہلوانے والو اگر یہ عمل درست ہوتا یا جائز ہوتا یا عبادت ہوتا یا بڑائی کی علامت ہوتا یا اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہوتا تو یہ سب کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے کہا جاتا تو جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے بھی منع کر دیا گیا ہے اور خود آپ اپنی بیٹی کو وصیت فرما رہے ہیں تو پھر اگر کوئی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لیکر کوئی اس قبیح فعل کو جائز کہے یا عبادت کا نام دے یا محبت کی علامت قرار دے تو ایسا گروہ یا شخص گمراہ اور بے دین ہے اور وہ برائی کو فروغ دینے اور اچھائی اور نیکی کی مخالفت کرنے والا ہے۔ اگر یہ ماتم اور بین وغیرہ کرنا درست ہوتا تو سیدہ فاطمہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام منع نہ کرتے۔ اگر کوئی محبت کا نام دیتا ہے تو پھر سوال کیا جائے گا کہ کیا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جو اپنے والد گرامی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت تھی کیا تمہیں اس سے زیادہ امام حسین یا دیگر شہداء کربلا سے محبت ہے۔ یقیناً نہیں گمان بھی نہیں کیا جا سکتا بلکہ ایک دوسری حدیث میں حضور امام الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بال نوچے رخسارے پیٹے ہائے وائے کرکے گریبان چاک کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ مطلب کہ میری امت میں شامل نہیں ہے میرا اور اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ماتم کرنا سینہ کوبی کرنا بال نوچنا سب حرام ہے اور کرنے والے کا امت مصطفےٰ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اگر کوئی توبہ کئے بغیر مرے گا تو گمراہی کی موت مرے گا اور پھر اس حدیث پاک سے یہ بھی ظاہر ہوا

Marfat.com

کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو موت اور زندگی کا علم بھی عطا فرمایا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کہ میرے وصال کا وقت قریب آ گیا ہے۔ اب منصف مزاج آدمی کو سوچنا چاہئے کہ کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب شریف کا انکار کرنا قرآن وحدیث کی مخالفت ہے یا مطابقت ہے۔ یقیناً مخالفت ہے قرآن و حدیث پر ایمان رکھنا ہی ایمان ہے اور اس کی مخالفت گمراہی اور بے دینی ہے۔ مگر کچھ گروہ فرقہ پرستی میں اس حد تک آگے نکل چکے ہیں کہ قرآن وحدیث کو پس پشت ڈال دیتے ہیں اور ایک دوسری حدیث کے الفاظ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فکر نہ کرو یہ جدائی لمبی نہیں ہوگی۔ خاندان میں سب سے پہلے تم مجھے ملوگی یعنی تمہارا وصال ہوگا۔ مطلب کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ کو بھی وصال کی خبر دی جو پوری ہوئی۔ اب بھی اگر کوئی شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب شریف کا انکار کرتا ہے تو اگر اسے ہٹ دھرمی اور فرقہ پرستی نہ کہا جائے تو پھر وہ کیا ہے۔ حالانکہ فرمان رسول ﷺ کا انکار کفر ہے۔ مگر صحیح العقیدہ وہ لوگ ہیں فرمان رسول ﷺ پر یقین رکھتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب پر ایمان رکھتے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عقیدہ بھی یہی تھا مگر افسوس کہ دھڑے بندی کے چکر میں لوگ آخرت خراب تو کر لیتے ہیں مگر حق قبول نہیں کرتے جب کہ یہ طریقہ یہود و نصاریٰ کا ہے۔ ایمان والے وہ ہوتے ہیں جو حق کو قبول کرتے ہیں۔ کرتے ہیں۔

Marfat.com

حضور ﷺ کو ہر بندے کے باپ کا علم ہے

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَأَلُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَحْفَوْهُ الْمَسْأَلَةَ فَغَضِبَ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ لَا تَسْأَلُونِي الْيَوْمَ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا بَيَّنْتُهُ لَكُمْ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ يَمِينًا وَشِمَالًا فَإِذَا كُلُّ رَجُلٍ لَافٌّ رَأْسَهُ فِي ثَوْبِهِ يَبْكِي فَإِذَا رَجُلٌ كَانَ إِذَا لَاحَى الرِّجَالَ يُدْعَى لِغَيْرِ أَبِيهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ مَنْ أَبِي قَالَ حُذَافَةُ ثُمَّ أَنْشَأَ عُمَرُ فَقَالَ رَضِينَا بِاللهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُولًا نَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الْفِتَنِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأَيْتُ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ كَالْيَوْمِ قَطُّ إِنَّهُ صُوِّرَتْ لِيَ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ حَتَّى رَأَيْتُهُمَا وَرَاءَ الْحَائِطِ وَكَانَ قَتَادَةُ يَذْكُرُ عِنْدَ هٰذَا الْحَدِيثِ هٰذِهِ الْآيَةَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۔ (بخاری، کتاب الدعوات، حدیث ۶۲۸۷)

قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ یہاں تک کہ سوالات کا سلسلہ دراز ہو گیا تو آپ ﷺ ناراض ہوئے اور منبر پر بیٹھ کر آپ ﷺ نے فرمایا، آج تم مجھ سے کوئی ایسی چیز نہیں پوچھو گے جو میں تمہیں بتا نہ دوں۔ آپ ﷺ نے دائیں بائیں توجہ فرمائی تو ہر شخص کپڑے میں اپنا سر چھپا کر رو رہا تھا چنانچہ ایک شخص جس کو لوگ اس کے باپ کے سوا دوسرے کی جانب نسبت کرتے تھے عرض گزار ہوا کہ یارسول اللہ ﷺ میرا باپ کون ہے۔ فرمایا کہ حذافہ پھر عمر گویا ہوئے اور عرض کی۔ ہم اللہ کے رب ہونے اور اسلام کے دین ہونے اور محمد مصطفیٰ ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہیں ہم فتنوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے آج کی طرح بھلائی اور برائی کو پہلے نہیں دیکھا۔ بیشک مجھے جنت دوزخ دکھائی گئی یہاں تک کہ میں نے انہیں اس دیوار کے پرے دیکھا۔ قتادہ اس حدیث کو بیان کرتے وقت اس آیت کو بھی پڑھا کرتے۔ اے ایمان والو ایسی باتیں نہ پوچھو جو تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بری لگیں۔ (سورۃ المائدۃ آیت ۱۰۱)

وضاحت: لوگوں کی عادت تھی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں سوال کیا کرتے سوال والوں میں کافر مشرک

منافق اور مسلمان سب شامل تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کو جو مناسب سمجھتے جواب دے دیتے یا جس کو مناسب سمجھتے جواب دیتے جس کو مناسب نہ سمجھتے جواب نہ دیتے چنانچہ اس عادت کے مطابق لوگ سوال کر دیتے تھے اور آپ ان کے جواب دے رہے تھے تو وہ سوالوں کا سلسلہ کچھ ایسا لمبا ہوا کہ یا ایسے سوال ہونا شروع ہو گئے جن کا جواب دینا آپ مناسب نہیں جانتے تھے۔ تو آپ ناراض ہو گئے۔ تو آپ ﷺ منبر شریف پر تشریف فرما ہو گئے اور فرمانے لگے آج جو پوچھنا ہے پوچھ لو اور میں تمہارے ہر سوال کا جواب دوں گا جس چیز کے متعلق پوچھو گے میں اسے صاف بیان کر دوں گا۔ مطلب کہ چاہے تمہیں وہ سننا گوارہ ہو یا نہ ہو اس میں تمہاری عزت یا بے عزتی ہو رسوائی ہو یا عزت افزائی آپ پوچھو کیا پوچھتے ہو تو ایک آدمی تھا جو عرض کرنے لگا بتاؤ میرا باپ کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا حذافہ ہے۔ جب یہ بات سامنے آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت جلال میں تھے تو اب کس کی مجال کے دم مار سکے۔ چنانچہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو یہ مقام حاصل تھا اور پھر آپ مزاج شناس بھی تھے تو عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم مسلمان تو سب آپ کے غلام ہیں ہم اللہ کے رب ہونے پر بھی یقین رکھتے ہیں۔ ہم اس دین کو بھی حق جانتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں جو آپ لائے ہیں اور آپ کو بھی اللہ کا سچا رسول ﷺ جانتے ہیں ہمارے ایمان میں کوئی فرق نہیں آیا۔ آپ ﷺ کو اللہ کا نبی مانتے ہیں اور نبی ہوتا ہی وہ ہے جس کو ہر چیز کا علم ہوتا ہے ہمارا ایمان ہے کہ اللہ کریم نے آپ کو ہر چیز کا علم عطا فرمایا ہے ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں تو جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ جملہ عرض کیا تو آپ کا غصہ ٹھنڈا ہوا۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں آج سے پہلے برائی اور بھلائی کو اس طرح نہیں دیکھا، مطلب کہ کافر مشرک منافق بھی سوال کر رہے ہیں اور ایمان والے بھی، کافر منافق تو بدنیت تھے۔ مگر تم نے بھی سوال کرنے شروع کر دیئے اس پر عمر فاروق عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ ہم تو اللہ و رسول پر ایمان رکھتے ہیں مسلمان ہیں بدنیت نہیں ہیں۔ مسلمان جو سوال کر رہے تھے وہ صرف معلومات کیلئے ...رہے تھے مگر کافر آزمائش کر رہے تھے یا یہ نبی ہیں یا نہیں۔ اگر نبی ہوں گے تو یقیناً غیب جانتے ہوں گے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو یہ سوال کرتے ہیں یہ تو بالکل معمولی باتیں ہیں میرے لئے، مجھے تو اللہ نے جنت اور دوزخ بھی دیکھا دی گئی ہیں۔ مطلب کہ یہ تو ان باتوں کا پوچھ رہے ہیں جو ہو چکی ہیں مجھے تو یہ معلوم ہے کون جنتی ہے اور کون دوزخی ہے۔ میرے سامنے جنت، دوزخ اس طرح ہے جیسے دیوار کی دوسری طرف کوئی چیز دیکھ لی جاتی ہے۔ جب آدمی چاہے اس کو جان سکتا ہے۔ مختصراً یہ کہ جو ان کے ساتھ ہونے والا ہے مجھے اس کا بھی علم ہے۔ اللہ مجھے ہر چیز کا علم عطا فرمایا

Marfat.com

ہے۔اسی لئے اللہ کریم نے مسلمانوں کو فرمایا کہ اے ایمان والو تم ایسی باتیں نہ پوچھو جو تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بری لگیں اور قتادہ جب بھی اس حدیث کو بیان کرتے ساتھ یہ آیت کریمہ تلاوت فرماتے۔

تشریح: اس حدیث پاک سے ظاہر ہوا کہ اللہ کریم نے نبی پاک ﷺ کو ہر چیز کا علم عطا فرمایا ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ نبی کو مافی الارحام کا علم نہیں ان کا عقیدہ حدیث کے خلاف ہے، رحم میں بچے کا ہونا اور اس کے متعلق بتانا اس کے مقابلے میں بہت معمولی بات ہے کہ جو عمل چالیس پچاس سال پہلے ہو چکا ہے اس کا بھی بتادیتے ہیں کہ تو حذافہ کا بیٹا ہے۔ تو یہ فرمان ظاہر کرتا ہے جو کچھ ہو چکا اور جو ہو رہا ہے اور جو ہونے والا ہے سب کچھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں ہے۔ یہی اہل اسلام کا عقیدہ ہے کوئی شخص کسی ایک صحابی کا عقیدہ نہیں دکھا سکتا کہ اس کا عقیدہ ہو کہ نبی کو علم غیب نہیں ہے بلکہ سب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا علم حضور کو عطا فرمایا ہے۔ لہٰذا جو لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب پر ایمان رکھنے والوں کو مشرک اور کافر کہتے ہیں۔ انہیں اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہئے اور حدیث پر ایمان رکھنا چاہئے کیونکہ عقیدہ وہی صراط مستقیم ہوگا جو حدیث اور قرآن سے ثابت ہوگا جو عقیدہ فرمان خداوندی اور فرمان رسول ﷺ کے خلاف ہوگا وہ راہ نجات نہیں۔ اس لئے ہٹ دھرمی اور دھڑے بندی کو ترک کر کے حق کو قبول کر لینا چاہئے اور آپ ﷺ کے علم کا اقرار کرنا چاہئے اس میں نجات ہے۔

Marfat.com

محافل کی برکات

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً يَطُوفُونَ فِي الطُّرُقِ يَلْتَمِسُونَ أَهْلَ الذِّكْرِ فَإِذَا وَجَدُوا قَوْمًا يَذْكُرُونَ اللّٰهَ تَنَادَوْا هَلُمُّوا إِلَى حَاجَتِكُمْ قَالَ فَيَحُفُّونَهُمْ بِأَجْنِحَتِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا قَالَ فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ مِنْهُمْ مَا يَقُولُ عِبَادِي؟ قَالُوا يَقُولُونَ يُسَبِّحُونَكَ وَيُكَبِّرُونَكَ وَيَحْمَدُونَكَ وَيُمَجِّدُونَكَ قَالَ فَيَقُولُونَ هَلْ رَأَوْنِي قَالَ فَيَقُولُونَ لَا وَاللّٰهِ مَا رَأَوْكَ قَالَ يَقُولُ وَكَيْفَ لَوْ رَأَوْنِي قَالَ يَقُولُونَ لَوْ رَأَوْكَ كَانُوا أَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً وَأَشَدَّ لَكَ تَمْجِيدًا وَأَكْثَرَ لَكَ تَسْبِيحًا قَالَ يَقُولُ فَمَا يَسْأَلُونِي قَالَ يَسْأَلُونَكَ الْجَنَّةَ؛ قَالَ يَقُولُ وَهَلْ رَأَوْهَا قَالَ يَقُولُونَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا رَأَوْهَا قَالَ يَقُولُ فَكَيْفَ لَوْ أَنَّهُمْ رَأَوْهَا قَالَ يَقُولُونَ لَوْ أَنَّهُمْ رَأَوْهَا كَانُوا أَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا وَأَشَدَّ لَهَا طَلَبًا وَأَعْظَمَ فِيهَا رَغْبَةً قَالَ فَمِمَّ يَتَعَوَّذُونَ قَالَ يَقُولُونَ مِنَ النَّارِ قَالَ يَقُولُ وَهَلْ رَأَوْهَا قَالَ يَقُولُونَ لَا وَاللّٰهِ مَا رَأَوْهَا قَالَ يَقُولُ فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا؛ قَالَ يَقُولُونَ لَوْ رَأَوْهَا كَانُوا أَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا وَأَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً قَالَ فَيَقُولُ فَأُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ قَالَ يَقُولُ مَلَكٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ فِيهِمْ فُلَانٌ لَيْسَ مِنْهُمْ إِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ قَالَ هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقَى بِهِمْ جَلِيسُهُمْ رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَرَوَاهُ سُهَيْلٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (بخاری، کتاب الدعوات، حدیث نمبر ۱۳۳۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو راستوں میں پھرتے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کو تلاش کرتے رہتے ہیں۔ جب وہ ایسے لوگوں کے پاس آتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہے ہوں تو دوسرے فرشتوں کو پکارتے ہیں کہ ادھر اپنی حاجت کی طرف آؤ۔ ارشاد فرمایا کہ پھر وہ آسمان دنیا تک ان پر اپنے پروں سے سایہ فگن ہو جاتے ہیں۔ پھر ان سے ان کا رب پوچھتا ہے حالانکہ وہ ان سے بہتر جانتا ہے کہ میرے بندے کیا کہتے ہیں؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ وہ تیری

Marfat.com

پا کی بڑائی ,تعریف اور بزرگی بیان کرتے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟عرض کریں گے خدا کی قسم تجھے تو انہوں نے نہیں دیکھا۔آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو ان کی کیا حالت ہوگی؟ وہ عرض کریں گے کہ اگر وہ تجھے دیکھ لیں تو تیری بہت زیادہ عبادت کریں تیری بہت زیادہ بزرگی بیان کریں اور تیری بہت زیادہ تسبیح بیان کریں، پھر فرمائے گا وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ عرض کریں گے وہ تجھ سے جنت مانگتے ہیں۔فرمائے گا کہ انہوں نے اسے دیکھا ہے۔عرض کریں گے۔اے رب خدا کی قسم اسے تو نہیں دیکھا۔فرمائے گا اگر تو اسے دیکھ لے تو کیا حال ہوگا؟ عرض کریں گے اگر وہ اسے دیکھ لیں تو اس کی بہت زیادہ حرص بہت زیادہ طلب اور بہت زیادہ رغبت ہو جائے۔فرمائے گا وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ عرض کریں گے دوزخ سے۔فرمائے گا کیا انہوں نے اسے دیکھا ہے۔عرض کریں گے خدا کی قسم اسے تو نہیں دیکھا۔فرمائے گا کہ اگر اسے دیکھ لیں تو کیا حال ہوگا؟ عرض کریں گے اگر تو اسے دیکھ لے تو اس سے بھاگنا اور ڈرنا بہت زیادہ بڑھ جائے۔فرمائے گا گواہ رہنا میں نے انہیں بخش دیا۔کچھ فرشتے عرض کریں گے کہ ان میں فلاں ایسا بھی تھا جو اپنی حاجت کے تحت آیا تھا۔فرمائے گا وہ ان کے پاس بیٹھا اور پاس بیٹھنے والا محروم نہیں رہتا۔شعبہ نے اعمش سے اس کو روایت کیا لیکن غیر مرفوع۔سہل ان کے والد ابو ہریرہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو روایت کیا۔

تشریح: اس حدیث پاک سے معلوم ہوا نیک محفلوں کا انعقاد کرنا جس میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ذکر ہو وہ محفل بہت بابرکت اور بخشش کا سبب ہوتی ہے۔اگرچہ مختصر ہو پھر بھی اس میں فرشتوں کی شرکت ہوتی ہے اور وہ قبول ہوتی ہے اور محفل میں جتنے لوگ ہوتے ہیں وہ بخش دیئے جاتے ہیں۔جیسا کہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو رہا ہے۔لہٰذا اہل سنت و جماعت اس وجہ سے خوش نصیب ثابت ہوئے جو کبھی میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر کبھی معراج مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر محفل پاک سجاتے ہیں کبھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یوم مناتے ہیں کبھی اہل بیت عظام کا دن مناتے ہیں یا دیگر بزرگوں کا یوم منا کر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ذکر کرتے ہیں۔جو ان کی بخشش کا سبب ہوتا ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایسی محفلیں اللہ کو پسند ہیں بلکہ اللہ نے فرشتوں کی ایک جماعت مقرر کر رکھی ہے جو صرف یہ تلاش کرتی رہتی ہے کہ کہاں کسی نے کوئی ایسی محفل سجا رکھی ہے اور پھر وہ دوسرے

Marfat.com

فرشتوں کو اطلاع کرتے ہیں کہ فلاں گھر میں محفل پاک ہو رہی ہے تو ملائکہ کا نزول اس گھر میں ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اندازہ فرمایئے کہ کس قدر وہ خوش نصیب لوگ ہیں جن کے گھر میں فرشتوں کا نزول ہوتا ہوگا۔ یقیناً وہ بہت ہی خوش نصیب آدمی ہوتا ہے جس گھر میں فرشتے نازل ہوں مگر یہ سب میلاد مصطفیٰ، ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات ہیں۔ کتنے بدنصیب وہ لوگ ہیں جو اس قسم کی محفلوں کو ناجائز اور حرام کہتے ہیں۔ یقیناً ایسے لوگ نامراد اور محروم لوگ ہیں۔ جو جماعت پرستی اور ضد کی وجہ سے ان برکات سے محروم ہیں۔ پھر فرشتے محفل کے اختتام پر جب واپس اس کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں تو اللہ وحدہ لاشریک فرماتا ہے فرشتوں بتاؤ میرے بندوں کو کس حال میں پایا ہے تو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ رب العالمین وہ تیرا ذکر کرتے تھے۔ تیری حمد وثنا بیان کرتے تھے اور بزرگی بیان کرتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے بہتر جاننے والا ہے تو فرشتے عرض کرتے ہیں نہیں تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو پھر ان کی کیا کیفیت ہوگی تو فرشتے عرض کریں گے یا اللہ وہ تیری بہت زیادہ بزرگی بیان کریں گے اور عبادت بہت زیادہ کرنے والے ہو جائیں گے اور بہت زیادہ تسبیح کریں گے پھر اللہ کریم فرمائے گا وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں فرشتے عرض کریں گے جنت۔ اللہ فرمائے گا انہوں نے جنت دیکھی ہے، فرشتے جواب دیں گے نہیں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا اگر وہ جنت دیکھ لیں تو پھر ان کی کیا کیفیت ہوگی۔ فرشتے عرض کریں گے بہت زیادہ چاہت، رغبت اور طلب کریں۔ پھر اللہ وحدہٗ لاشریک فرماتا ہے کہ میرے بندے کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فرشتے عرض کریں گے دوزخ سے۔ تو فرمائے گا کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے۔ فرشتے عرض کریں گے نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اگر وہ دیکھ لیں تو پھر ان کی کیا کیفیت ہوگی۔ تو پھر عرض کریں گے۔ اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیں تو اس سے زیادہ ڈرنے اور بھاگنے والے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے میرے فرشتو تم گواہ رہنا میں نے ان سب کو بخش دیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا میلاد مصطفیٰ ﷺ کی محفل ہو یا معراج مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل ہو گھروں میں کی جائے یا بڑے پیمانے پر مساجد میں بازاروں میں محفل کی جائیں اس کا انعقاد کرنے والے اہتمام کرنے والے دامے درمے یا قدمے یا سخنے حصہ لینے والے جنتی ہو جاتے ہیں۔ مطلب کہ خطیب سامعین یا میزبان سب کو اللہ کریم بخش دیتا ہے بلکہ جو آدمی راہ چلتا اس میں کھڑا ہو جائے اللہ تعالیٰ اسے بھی بخش دیتا ہے۔ بشرطیکہ بدعقیدہ نہ ہو۔ یہی اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے جو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو رہا ہے۔ لہٰذا جو لوگ ان محفلوں کی مخالفت کرتے ہیں ان کا عقیدہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے اور محروم لوگ ہیں اور نجات صحیح العقیدہ ہونے میں ہے اور قرآن وحدیث کے خلاف عقیدہ صراط مستقیم نہیں ہے۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی مشرک نہیں ہو سکتا

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: إِنِّي فَرَطُكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ وَإِنِّي وَاللَّهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ وَإِنِّي قَدْ أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ وَإِنِّي وَاللَّهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي وَلَكِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا۔ (بخاری، کتاب الرقاق - حدیث ۱۳۴۷)

ابوالخیر نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز باہر نکلے اور شہدائے احد پر اسی طرح نماز پڑھی جیسے میت پر پڑھی جاتی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر کی جانب تشریف لے آئے اور فرمایا میں تمہارے لئے پیش خیمہ ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں اور خدا کی قسم میں اپنے حوض کوثر کو اب بھی دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرما دی گئی ہیں یا زمین کنجیاں اور مجھے خدا کی قسم اس بات کا کوئی ڈر نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرو گے بلکہ مجھے ڈر ہے کہ تم دنیا کی محبت میں مبتلا نہ ہو جاؤ۔

غائبانہ نماز جنازہ کا ردّ:

تشریح: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہداء اُحد کے مزاروں پر تشریف لے گئے اور ان پر اس طرح نماز پڑھی جس طرح میت پر نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے۔ بعض گروہ اس حدیث کو بنیاد بنا کر غائبانہ نماز جنازہ کو درست جانتے ہیں اور پڑھتے ہیں۔ جو سراسر جہالت ہے اور اسی حدیث کی مخالفت ہے مگر اس گروہ بندی کا ستیاناس جو بندے کو حق کا اقرار کرنے میں بہت بڑی دیوار بن جاتی ہے اور آخرت برباد کر دیتی ہے۔ اگر انسان ہٹ دھرمی کو چھوڑ کر حدیث پر غور کرے اور صحیح معنوں میں حق کا متلاشی ہو تو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بندے کی مدد کرتا ہے اور بندہ صراط مستقیم کو پا لیتا ہے۔ چنانچہ حدیث کے الفاظ ہیں کہ جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء اُحد کی نماز جنازہ پڑھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہو گئے اور فرمایا خدا کی قسم میں اب بھی اپنے حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں۔ یہ فرمانے کا مطلب تھا کہ لوگو یہ یقین رکھو کہ مجھ سے کوئی چیز غائب نہیں ہے۔ میں تو اب بھی

Marfat.com

یہاں منبر پر بیٹھ کر بھی اپنے حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں۔ اب یہ بات قابل غور ہے کہ حوض کوثر کہاں ہے۔ حوض کوثر جنت میں ہے اور جنت سدرۃ المنتہیٰ سے آگے ہے اور پانچ سو سال کی مسافت ایک آسمان سے دوسرا آسمان ہے اور ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ ایک آسمان کی موٹائی پانچ سو سال کی مسافت ہے۔ تو اس طرح ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک کی مسافت ایک ہزار سال کی بنتی ہے۔ پھر سدرۃ المنتہیٰ کا تو کوئی اندازہ نہیں کرسکتا پھر اس کے آگے جنت اور پھر جنت میں حوض کوثر ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ میں یہاں منبر پر بیٹھا ہوا بھی اپنے حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں۔ یہ صرف اس لئے فرمایا کہ اے ایمان والو میں اللہ کا سچا رسول ﷺ ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ کمال عطا فرمایا ہے کہ مجھ سے کوئی چیز غائب نہیں ہے۔ لہٰذا جو یہ نماز جنازہ پڑھی گئی ہے یہ غائبانہ نہیں کیونکہ غائبانہ نماز جنازہ اس کو کہا جائے گا جس میں امام سے مردہ غائب ہو۔ مقتدی کیلئے ضروری نہیں کہ مردے کو دیکھے امام کیلئے ضروری ہے کہ وہ میت کو دیکھ رہا ہو۔ غائبانہ نماز جنازہ کا اطلاق اس پر ہوگا جو میت امام سے غائب ہو۔ تو جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی مردہ غائب نہیں تو غائبانہ نماز جنازہ بھی نہ ہوئی۔ اسی لئے حضوا کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تو اب بھی حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں تو مردہ صرف پانچ فٹ زمین کی سطح سے نیچے ہوتا ہے۔ لہٰذا اسے غائبانہ نماز جنازہ نہ سمجھنا۔ یہی وجہ تھی کہ خلفاء رسول کے دور میں بھی کسی کی غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی جب کہ ہزاروں صحابہ شہید ہوئے۔ اگر غائبانہ نماز جنازہ جائز ہوتی تو حضرت صدیق اکبر، عمر فاروق، عثمان غنی، مولا علی، مولا حسن رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور خلافت میں پڑھی جاتی مگر نہ تو خلفاء رسول کے دور میں پڑھی گئی اور نہ ہی بعد میں کسی صحابی نے پڑھی تو معاذ اللہ کیا صحابہ دین کو چھوڑنے والے تھے۔ بالکل نہیں وہ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایسے سچے غلام تھے ہر ہر ادا پر عمل کرنے والے تھے۔ دین مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر سختی سے عمل کرنے والے تھے مگر یار لوگوں نے غائبانہ نماز جنازہ کو دین کا حصہ بنالیا جبکہ اس کا قرآن وحدیث میں اسکا کوئی جواز نہیں اور جس پر ایمان لانا ضروری تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں جیسا کہ حدیث سے ثابت ہو رہا ہے اس کا انکار کردیا جو سراسر جہالت اور گمراہی ہے اور پھر بخاری شریف ہی کی دوسری حدیث جو آپ پڑھ چکے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے قریب سے گزرے تو ساتھی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو فرمایا کہ وہ کھجور کی ٹہنی پکڑو تو صحابہ میں سے ایک نے کھجور کی ٹہنی پکڑ کر پیش کی اور آپ نے اس کے دو حصے کئے ایک ایک ٹہنی دونوں قبروں پر رکھیں اور فرمایا ان دونوں قبر والوں کو عذاب ہو رہا تھا اور اس کا سبب یہ تھا کہ ایک پیشاب کی چھینٹوں سے پرہیز نہیں کرتا تھا اور دوسرا

Marfat.com

چغلخور تھا۔ لہٰذا یہ ٹہنیاں اللہ کا ذکر کرتیں ہیں اس کے ذکر کی برکت سے ان کا عذاب دور ہو جائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مردہ غائب نہیں ہے۔ تو غائبانہ نماز جنازہ کا اطلاق اس پر ہوتا ہے جو مردہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے غائب ہوگا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تو کوئی مردہ غائب ہے ہی نہیں۔ لہٰذا شہداء اُحد کے مزاروں پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جنازہ پڑھانا غائبانہ نہیں ہوسکتا۔ ہر مسلمان کو چاہئے اس قسم کے عمل سے باز رہے خواہ مخواہ مداخلت فی الدین نہ کرے، اصل دین وہ ہے جو قرآن وحدیث بیان کرتا ہے مگر یہ گروہ اپنی دوکانداریاں چمکانے کیلئے ایسی چیزوں کو دین کا حصہ بنا لیتے ہیں۔ جن کا قرآن وحدیث میں قطعاً کوئی جواز نہیں اور جو عمل پوری زندگی حضور امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا ہے اس کو چھوڑ دیا ہے وہ یہ کہ حضور نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ اپنے غلاموں کی بخشش کی دعا فرمائی ہے اور فرمایا کہ اپنے بھائیوں کیلئے دعا کیا کرو مگر یہ لوگ کہیں افسوس کیلئے جائیں تو مرنے والے کیلئے دعا نہیں کرتے بلکہ اس کو حرام ناجائز اور بدعت اور نا جانے کیا کیا کہتے ہیں حالانکہ یہ عمل سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ خود بھی گمراہی کی طرف دھنستے چلے جاتے ہیں اور لوگوں کو بھی گمراہ کرتے ہیں اور پھر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کچھ جب مرتے ہیں تو گنہ گار ہوتے ہیں مگر پچھلوں کی دعاؤں سے اللہ انہیں بخشش دیتا ہے اور جس عمل کے کرنے کا حضور ﷺ فرما رہے ہیں اس کی مخالفت کرتے ہیں اور جس کا قرآن وحدیث میں کوئی جواز نہیں اس کو دین کا حصہ بنا لیا ہے مگر ایسے لوگ اپنی جان پر ظلم کرتے ہیں اور لوگوں کو چاہئے کہ ایسے مذہبی رہنماؤں سے دور رہیں بصورت دیگر آخرت خراب ہو جائے گی۔ اگر آخرت خراب ہوگی تو جان لیں اس کا سب کچھ لٹ گیا، نجات اسی میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے غلامی کا رشتہ پکا کیا جائے اور آپ ﷺ کے فضائل وخصائص کا اقرار کیا جائے۔

حضور علیہ السلام نفع دینے والے ہیں :

پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارے لئے پیش خیمہ ہوں یعنی میں تمہیں نفع دینے والا ہوں اس جہاں میں بھی اور قبر وحشر میں بھی نفع دینے والا ہوں۔ فرطکم میں تمہارے لئے پہلے پہنچا ہوا اجر ہوں۔ مطلب کہ میرا پہلے جانا تمہارے لئے بہتری ہے۔ خیر ہے تمہارے لئے نفع ہے۔ جس طرح جب نابالغ بچہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازہ میں یہ دعا پڑھی جاتی ہے۔ اللھم اجعلہ لنا فرطا.... کہ اے اللہ اس بچے کو ہمارے لئے اجر بنا دے جو ہم سے پہلے پہنچ جائے اور ہماری بخشش کا سبب بنے۔ تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا کہ میرا انتقال فرمانا میری امت کیلئے نفع

Marfat.com

بخش ہے میں اپنی امت کو بخشواؤں گا نفع دوں گا۔اپنے امتیوں کو حوض کوثر سے پلاؤں گا اور پھر ان کو کبھی پیاس نہ لگے گی۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز میری شفاعت سے پورا فائدہ وہ شخص اُٹھائے گا۔جس نے خالص دل سے لَآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہ کہا ہوگا۔پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز تین قسم کے حضرات شفاعت کریں گے۔انبیاء، علماء اور شہداء الفاظ اس طرح ہیں الانبیاء ثم العلماء ثم الشھداء۔(ابن ماجہ، مشکوٰۃ) ان دلائل کی روشنی میں یہ ثابت ہوا کہ ہمارے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ نفع پہنچانے والے نفع دینے والے ہیں اور دیگر نبیوں سے زیادہ نفع دینے والے ہیں اور دیگر نبی علماء صلحاء بھی نفع دینے والے ہیں مگر افسوس ایسے گروہوں پر یا ایسے لوگوں پر جو اتنے واضح دلائل کے باوجود شور مچاتے ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی نفع نہیں دے سکتا ہے۔حالانکہ قرآن وحدیث میں بے پناہ دلائل ہیں جو صرف طوالت کے خوف سے درج نہیں کئے جاسکتے اور پھر اہل اسلام پر فتوے بازی کرتے ہیں کہ یہ مشرک ہیں کافر ہیں، معاذ اللہ۔جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے غلاموں کو بخشوائین گے اور نفع دیں گے۔جبکہ یہ عقیدہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی زبان پاک سے فرمارہے ہیں کہ تمہارے لئے پیش خیمہ ہوں نفع دینے والا ہوں۔میں تمہاری شفاعت فرمانے والا ہوں مگر گروہوں کی نامرادی کی انتہا ہے۔مگر ہر مسلمان کو چاہئے عقیدہ وہ رکھے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہو اسی میں نجات ہے اور وہی صراط مستقیم ہے۔جو عقیدہ فرمان رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف ہو وہ باطل ہے گمراہی ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر وناظر ہیں :

پھر آگے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم پر گواہ ہوں پھر آگے فرمایا کہ خدا کی قسم بے شک میں اب بھی اپنے حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پہلے فرمانا کہ میں تم پر گواہ ہوں پھر ساتھ ہی فرمانا کہ خدا کی قسم میں اب بھی اپنے حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں، مطلب کہ لوگو یہ نہ سمجھنا کہ اللہ کا رسول ہمارے کسی فعل کو جانتا نہیں یا اس کے سامنے کوئی پردہ یا دیوار حائل ہے۔لہٰذا ہمارے اعمال کو نبی جانتے ہیں میں تو اب بھی اپنے حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں مطلب کہ مجھے اللہ کریم نے یہ کمال عطا فرمایا ہے کہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہوں مجھ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے بلکہ کسی چیز کا تو جسم ہوتا ہے مجھے اللہ کریم نے یہاں تک کمال عطا فرمایا ہے کہ تمہارے دلوں کے خیالات کو جانتا ہوں اور دلوں کی کیفیت کو بھی جانتا ہوں

Marfat.com

جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ حضور نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری حدیث میں فرمایا کہ نمازیں درست طریقہ سے پڑھا کرو اور نہ تو تمہارا خشوع مجھ سے پوشیدہ ہے اور نہ ہی تمہارا رکوع مجھ سے پوشیدہ ہے۔ تو خشوع دل کی کیفیت کا نام ہے اور نہ ہی مجھ سے حوض کوثر پوشیدہ ہے۔ ان الفاظ سے ثابت ہوا کہ کائنات کی کوئی چیز بھی آپ ﷺ سے پوشیدہ نہیں اور آپ کے لئے سب فاصلے سمیٹ دیئے گئے ہیں۔ یہ فاصلے ہم لوگوں کیلئے ہیں اور پھر حدیث رسول ﷺ بھی ہے کہ نبی پاک نے فرمایا کہ میرے لئے زمین سمیٹ دی گئی ہے۔ اور اس حدیث سے ظاہر ہو رہا ہے کہ پوری کائنات آپ ﷺ کیلئے سمیٹ دی ہے کہ آپ ﷺ اپنے حوض کوثر کو بھی دیکھ رہے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ حوض کہاں ہے۔ تو وہ جنت میں اور جنت سدرۃ المنتہیٰ سے آگے ہے اور آدمی جہاں تک ناظر ہو وہاں تک حاضر تصور کیا جاتا ہے۔ مثلاً کوئی جھگڑا ہو جائے یا قتل ہو جائے عینی شاہد وہ ہوگا جو حاضر بھی ہو اور ناظر بھی یعنی وہ موجود بھی ہو اور ناظر یعنی دیکھتا ہو اگر یہ دونوں صفتیں نہ ہوں تو وہ شخص گواہی نہیں دے سکتا مثلاً موجود تو ہو مگر اندھا ہو تو پھر بھی اس کی گواہی قابل قبول نہیں ہوگی کیونکہ وہ ناظر نہیں گواہی وہی قبول ہوگی جس میں گواہ حاضر بھی ہو اور ناظر بھی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں کہ میں تم پر گواہ ہوں تمہارے ہر عمل ہر نقل و حرکت کو دیکھ رہا ہوں۔ مجھ سے تمہارا کچھ بھی پوشیدہ نہیں جیسے ایک آدمی کسی چھوٹے سے کمرے میں ہو اور وہ وہاں حاضر و ناظر ہوتا ہے اس طرح حضور امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام پوری کائنات میں موجود ہیں اور پوری کائنات کی حیثیت حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے ہاتھ کی ہتھیلی جیسی ہے صرف حجاب ہوتا ہے جب حجاب اُٹھ جائے تو ہر صاحب ایمان آپ ﷺ کو دیکھ سکتا ہے۔ جیسے قبر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہوگی اور اگر ایک لاکھ آدمی ایک وقت میں قبر میں دفن ہو تو لاکھ آدمی کو ایک وقت میں زیارت ہوتی ہے کیونکہ پوری کائنات آپ ﷺ کیلئے سمیٹ دی گئی ہے۔ قبر میں صرف حجاب ختم ہوتا ہے اور سب کے سب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کر رہے ہوتے ہیں اور کر سکتے ہیں اور آپ آنے جانے کا تکلف نہیں کرتے نہ ہی آپ کو یہ مجبوری ہے پس حجاب ختم ہوتا ہے اور کروڑوں میل دور بھی ہوں تو وہ بھی زیارت سے مستفیض ہو سکتے ہیں جیسے سورج اپنی جگہ ہوتا ہے اگر بادل چھٹ جائیں تو کروڑوں آدمی دیکھ سکتے ہیں اور پھر حضور رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اے میرے غلامو! جب میری زیارت ہو تو یہ گمان تک نہ کرنا کہ میری جگہ کوئی اور ہوگا کیونکہ میری مثل کوئی نہیں بن سکتا بلکہ شیطان بھی میری مثل نہیں بن سکتا چنانچہ حدیث شریف کے الفاظ ہیں قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من رانی فی المنام فقد رانی فان الشیطان لا یتمثل بی۔ حضور نبی کریم

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے واقعی مجھے دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔ تو اس ساری بحث کا مطلب ہے کہ پوری کائنات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سمیٹ دی گئی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کوئی فاصلہ نہیں ہے فاصلے صرف ہمارے لئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح ہیں جیسے کسی کے سامنے ہاتھ کی ہتھیلی ہو اور وہ حاضر بھی ہوتا ہے اور ناظر بھی۔ یہی اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے جو قرآن و حدیث سے واضح ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے مزار پر انوار میں تشریف فرما ہیں اور پوری کائنات آپ کے سامنے ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں۔ مگر افسوس ان لوگوں پر جو آپ کا کلمہ بھی پڑھتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و خصائص کا انکار بھی کرتے ہیں حالانکہ یہ مسئلہ حاضر و ناظر تو کوئی مسئلہ ہی نہیں میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام اس سے کہیں زیادہ ہے، یہ مقام تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کو حاصل ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ساریہ کو فرمانا کہ ساریہ پہاڑ کی طرف ہو اور پھر یہ مقام تو بعض اولیاء اللہ کو حاصل ہے مگر اس گروہ بندی کا ستیاناس جس نے ماحول کو تباہ و برباد کر دیا ہٹ دھرم بنا دیا اور قرآن و حدیث کا منکر بنا دیا اور آخرت برباد کر دی۔ لہٰذا صاحب ایمان کو چاہئے ضد اور ہٹ دھرمی سے بچے۔ اپنا عقیدہ قرآن و حدیث کے مطابق رکھے کیونکہ نجات عقیدے پر ہو گی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خزانوں کے مالک ہیں:

پھر آگے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ مجھے خزانوں کی چابیاں عطا فرما دی گئیں یعنی مجھے خزانوں کا مالک و مختار بنا دیا گیا کیونکہ جو چیز کسی کو دی جائے اس کی دو صورتیں ہوتی ہیں یا وہ بطور امانت دی جاتی ہیں یا بطور ہبہ دی جاتی ہے اور امانت اس لئے دی جاتی ہے میں کمزور ہوں۔ لہٰذا کسی طاقتور کے پاس کچھ بطور امانت رکھ دیتا ہوں تا کہ مجھ سے کوئی چھین نہ لے یا پھر ایسا نہ ہو کہ میں رات کے وقت سو جاؤں تو کوئی چور میرا مال لے اڑے اور یا پھر کہیں غافل نہ ہو جاؤں اور کوئی چور میرا مال نہ لے جائے وغیرہ وغیرہ۔ ان میں کوئی چیز بھی اللہ کی طرف منسوب کی جائے تو بندہ کافر ہو جائے گا، مثلاً اگر عقیدہ ہو کہ اللہ معاذ اللہ کمزور ہے تو ایسا شخص کافر ہو جائے گا اگر کہے کہ اللہ سوتا ہے تو پھر بھی کافر ہے اگر کہے کہ اللہ غافل ہے۔ معاذ اللہ تو بھی کافر ہے، اللہ اونگ سے، کمزوری سے، غفلت سے پاک ہے ہمارا رب علیم ہے خبیر ہے وہ ہر عیب سے پاک ہے۔ لہٰذا یہ گمان کرنا کہ اللہ نے بطور امانت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خزانے عطا فرمائے ہیں یہ تو غلط ہوا بلکہ کفر ہو گا کہ اللہ تعالیٰ کے متعلق کوئی ایسا گمان کرے کہ اللہ نے فرمایا محبوب کریم کو کہ اے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم لو چابیاں اور سنبھال کے رکھنا

Marfat.com

کہیں کوئی لے نہ جائے استغفر اللہ تو ماننا ہوگا کہ اللہ کریم نے فرمایا محبوب ﷺ لو خزانوں کی چابیاں ہیں یہ سب کچھ تمہارے اور تم اس کے مالک و مختار ہو جب چاہو جس کو چاہو جتنا چاہو اور جو چاہو عطا کرو بلکہ ایک دوسری حدیث کے الفاظ ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ کہ میں اللہ کے دیئے ہوئے خزانوں کو تقسیم کرتا ہوں اور دوسری حدیث کے الفاظ ہیں۔ اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِیْ کہ اللہ مجھے دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں تو ان دلائل کی روشنی میں یہ بات واضح ہوئی کہ حقیقی مالک اللہ وحدہ لاشریک ہے اور اللہ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مالک و مختار بنایا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کے خزانوں کو تقسیم کرنے والے ہیں جس کو چاہیں جتنا چاہیں جو چاہیں جب چاہیں عطا فرماتے ہیں کیونکہ کوئی چیز ایسی نہیں جو اللہ کے خزانوں میں نہیں۔ جب ہر چیز ہے تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے ہر چیز ملتی ہے یہی اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے جو فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو رہا ہے جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی چیز کے مالک و مختار نہیں ہیں ان کا عقیدہ قرآن و حدیث کے خلاف ہے جو عقیدہ قرآن و حدیث کے خلاف ہو وہ راہ نجات نہیں صراط مستقیم نہیں ہے بلکہ گمراہی کی راہ ہے۔ لہٰذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کمالات، فضائل و خصائص پر ایمان لانا اہل ایمان کیلئے ضروری ہے بصورت دیگر قبر و حشر میں رسوائی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

اُمتِ مصطفےٰ ﷺ مشرک نہیں ہوگی :

پھر اس کے آگے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مجھے اس بات کا بالکل خوف نہیں کہ میری امت شرک کرنے لگے گی یعنی تم مشرک نہیں بنو گے، ڈر ہے کہ تو اس بات کا ہے کہ تم دین سے زیادہ دنیا کو پسند کرو گے اور آج کوئی بھی منصفانہ مزاج آدمی اگر صحیح فیصلہ کرے گا تو یقیناً یہی فیصلہ کرے گا کہ مسلمان پر دنیا غالب ہے اور دین سے دور ہوتا چلا جا رہا ہے۔ فرائض میں لاپرواہی دنیا کی حوس کا اس حد تک معاملہ پہنچ چکا ہے کہ حرام و حلال کی تمیز ختم ہوتی جا رہی ہے۔ مگر الا ماشاء اللہ۔ طریقہ جائز ہے یا ناجائز اس کی پراوہ تک نہیں کی جاتی۔ بس دولت کماؤ جیسے بھی ہو سکے۔ دوکان دار ناجائز منافع لیتے ہوئے یا بڑے کاروباری حضرات ملاوٹ کرتے ہوئے کم دیتے ہوئے ناجائز منافع کماتے ہوئے سوچتے بھی نہیں کہ ہم کیا جرم کر رہے ہیں اور پھر لوگ سود لیتے ہوئے اور دیتے ہوئے گھبراتے ہی نہیں اور پھر ایک دوسرے کی زمین مال و دولت حقوق کو اسطرح پامال کر رہے ہیں اور چھین رہے ہیں کہ جیسے کبھی موت ہی نہیں آئے گی اور کبھی یہ خیال بھی نہیں آیا کہ ہم نے اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے وہاں کیا جواب دیں گے پڑوسیوں کے حقوق والدین کے حقوق بہن بھائیوں اور رشتہ

Marfat.com

داروں کے حقوق کی کوئی پرواہ تک نہیں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی پراوہ نہیں۔ یہی وہ چیزیں تھیں جن کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ مجھے اس چیز کا خوف نہیں کہ میری امت مشرک ہو جائے گی ڈر ہے تو اس بات کا ہے کہ آخرت کو بھول جائیں گے اور دنیا حاصل کرنے کا جنون اس قدر ان پر غالب ہوگا کہ آخرت بھول جائیں گے۔ آج اگر غور کریں تو دیکھ لیں فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم پورا ہو رہا ہے۔ اللہ کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اس وقت دیکھ رہے تھے کہ میری امت پر یہ وقت آئے گا اور یہاں فرما دیا جو سچ ہے وہ حقیقت ہے۔ جس کا کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ پھر آگے فرمایا کہ میری امت مشرک نہیں ہوگی اور انصاف سے دیکھیں تو امت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی مشرک نہیں۔ مگر بعض لوگ اہل اسلام پر ہی شرک و کفر کے فتوے لگاتے رہتے ہیں معاذ اللہ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو سرٹیفکیٹ دے دیا کہ میرا ہر کوئی امتی شرک سے پاک رہے گا مگر بعض گروہوں نے خواہ مخواہ مسلمانوں کو کافر و مشرک ثابت کرنے کا بیڑا اٹھا رکھا ہے۔ اگر ان سے پوچھا جائے کیا دلائل ہیں تو ان کے غبارے سے ہوا نکل جاتی ہے اور قرآن و حدیث سے ایک بھی دلیل نہیں دے سکتے۔ اگر پوچھا جائے کہ یہ تو بتاؤ کون سا عمل ہے جس وجہ سے مشرک ہونے کا فتوے لگاتے ہو تو ان کا جواب ہوتا ہے ختم پڑھنے، میلاد منانے، بزرگوں کے پاس جانے یا مزارات پر جانے یا نعرہ رسالت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے سے، نورانیت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم یا اختیارات مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جو عقیدہ رکھے وہ مشرک ہے۔ تو ہم عرض کریں گے کہ قرآن پاک کی ایک آیت پیش کر دو یا حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی ایک پیش کر دو کہ نعرہ رسالت لگانا یا رسول اللہ کہنا یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور ماننا شرک ہے یا کھانے پر قرآن پڑھنے سے شرک ہو جاتا ہے یا میلاد منائیں تو شرک ہو جاتا ہے میں آپ کو یقین سے کہتا ہوں کہ آج تک نہ کوئی پیدا ہوا ہے اور نہ ہوگا جو قرآن کی آیت سے یا حدیث سے ان چیزوں کو شرک یا ناجائز یا حرام ثابت کر سکے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ مکاری عیاری سے کام لیتے ہیں، پہلے اہل سنت و جماعت کی طرف جھوٹ منسوب کرتے ہیں پھر ان پر فتویٰ بازی کرتے ہیں اہل سنت و جماعت کا کوئی عقیدہ ایسا نہیں ہے جس پر کوئی کفر و شرک کا فتویٰ دیا جا سکے۔ جس طرح یہ لوگ شور مچاتے ہیں کہ یہ لوگ قبروں کو سجدہ کرتے ہیں حالانکہ یہ بالکل غلط ہے اور بہت بڑا کذب اور جھوٹ ہے۔ اہل سنت کے نزدیک اللہ کے سوا اگر کسی کو الٰہ جانے تو وہ سجدہ کرے یا نہ کرے کافر ہو جاتا ہے خواہ کسی نبی کو الٰہ جانے یا پیر فقیر یا مٹی کی مورتی کو الٰہ جانے کافر ہو جاتا ہے۔ اگر کسی پیر فقیر کو تعظیماً سجدہ کرتا ہے تو حرام کا مرتکب ہے اور جو پیر خود کو سجدہ کروائے وہ بھی گمراہی ہے بے دین اور جاہل مطلق ایسے پیر کی نہ تو بیعت جائز ہے اور نہ ہی

Marfat.com

اس کی امامت جائز ہے۔ یہ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے مگر یہ لوگ منبروں پر جھوٹ بولتے ہیں کہ اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے جھوٹ منسوب کونے کے بعد کافر و مشرک کہنا شروع کر دیتے ہیں حالانکہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ جب کوئی کسی مسلمان کو کافر مشرک کہتا ہے تو کفر و شرک لوٹ آتا ہے۔ مطلب کہ کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے اور اگر وہ لوگ خود اپنی کتابوں کو پڑھیں اور اپنے بزرگوں کی کتابوں کو پڑھیں تو شرم کے مارے ڈوب جائیں، یہ لوگ شور مچانا شروع کر دیتے ہیں کہ یہ اختلافی باتیں نہ کریں۔ یہ لوگ جھوٹ منسوب کر کے اہل سنت کو بدنام کرتے ہیں اور قوم کو گمراہ کرتے ہیں اور خود یہ لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل و خصائص، علم و اختیارات، نورانیت، کمالات معجزات کا انکار ہو جائے یا کرتے ہیں تو کان پر جوں تک نہیں رینگتی اور احساس تک نہیں ہوتا کہ ہم اپنی جان پر کیا ظلم کر رہے ہیں۔ مگر جب ان لوگوں کے بڑوں پر اعتراض آئے کہ وہ بھی مانتے ہیں یا عقید رکھتے ہیں یا وہ اپنے متعلق اس طرح کہتے ہیں تو پھر ان کو بھی کافر کہو تو زبان میں لکنت آجاتی ہے اور منہ چھپانے کو جگہ نہیں ملتی مگر افسوس یہی ہے پیارا اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا ہوتا تو تمہیں ایمان کی دولت حاصل ہوتی کیونکہ ایمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا نام ہے بلکہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے جب تک اپنے والدین اولاد اور ساری کائنات سے بڑھ کر مجھ سے پیار نہیں کرو گے ایمان کی دولت حاصل نہیں کر سکتے اس لئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و خصائص پہ یقین رکھے۔ علم و اختیارات، نورانیت پر ایمان رکھے اور دیگر فضائل جو اللہ نے آپ کو دیئے ہیں ان کا اقرار کرے اور دل میں احترامِ مصطفٰے اور عشقِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم پیدا کرے یہی ایمان کی جان ہے ایمان کی روح ہے بلکہ یہی اصل ایمان ہے۔

Marfat.com

خودکشی حرام ہے

حَدَّثَنَا مُوسَی بْنُ إِسْمَاعِیلَ حَدَّثَنَا وُهَیْبٌ حَدَّثَنَا أَیُّوبُ عَنْ أَبِی قِلَابَةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ غَیْرِ الْإِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَیْءٍ عُذِّبَ بِهِ فِی نَارِ جَهَنَّمَ وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ وَمَنْ رَمَی مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهِ۔ (بخاری، کتاب الادب، حدیث نمبر ۱۰۳۸)

حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اسلام کے سوا کسی اور دین پر ہونے کی قسم کھائے تو وہ اپنے کہنے کے مطابق ہے نیز فرمایا کہ جو شخص جس چیز کے ساتھ اپنے آپ کو قتل کرے گا وہ جہنم کی آگ میں اسی چیز کے ساتھ عذاب دیا جائے گا اور مومن پر لعنت کرنا اسے قتل کرنے کے مترادف ہے اور جس نے صاحب ایمان پر کفر کی تہمت لگائی تو یہ بھی اسے قتل کرنے کے مانند ہے۔

تشریح: اس حدیث پاک میں چند مسائل ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین پر ہونے کی قسم کھائے تو وہ اپنے کہنے کے مطابق ہے۔ جس طرح آجکل لوگ دولت حاصل کرنے کیلئے یا کسی افسر کو راضی کرنے کیلئے یا ملک سے باہر جانے کیلئے کہہ دیتے ہیں کہ ہم بھی مرزائی ہیں یا دیگر ضروریات کیلئے بد مذہب افسر کے سامنے کہہ دیتے ہیں یا کسی بڑے آدمی کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے اپنے عقائد اور نظریات بدل لیتے ہیں اور ان کے سامنے اقرار کر لیتے ہیں کہ ہم بھی آپ کے ساتھی ہیں تو حضور امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا وہ انہی میں سے قیامت کے دن شمار ہوگا اور قبر و حشر میں اس کا ساتھ انہی لوگوں جیسا ہوگا۔ اب غور فرمائیں ایسا شخص اپنی جان پر دنیا کے بدلے کتنا بڑا ظلم کر رہا ہے، یقیناً وہ شخص اپنا سب کچھ تباہ کر رہا ہے ایسے شخص کے متعلق قرآن کا اعلان ہے۔ اولئك الذین اشترو االضللة بالھدیٰ فما ربحت تجارتھم وما کانوا مھتدین۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی تو ان کا سودا کچھ نفع نہ لایا اور وہ سودے کی راہ نہ جانتے تھے، مطلب کہ ان نامرادوں نے دنیا کے بدلے میں آخرت خراب کر لی اور خود کو جہنم کا ایندھن بنا لیا۔ اس لئے ہر مسلمان کو چاہئے عقائد پختہ رکھے دنیا کے بدلے

Marfat.com

دین نہ بیچے بصورت دیگر جس عقیدے کا اپنے آپ کو ظاہر کرے گا اس کا حشر بھی اسی عقیدہ والوں کے ساتھ ہوگا۔ آگے اللہ نے انسان کو اختیار دیا ہے کہ وہ جو چاہے کرے اگر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے مخالفین میں رہنا پسند کرے گا یا ماننے والوں کے ساتھ اصحاب رسول ازواج رسول آل رسول اولاد رسول ﷺ کے ساتھ حشر کے دن ہونا پسند کرتا ہے یا ان گستاخوں کے ساتھ، نبیوں رسولوں کے منکرین کے ساتھ حشر کے دن ہونا پسند کرے گا یا ماننے والوں کے ساتھ مگر خوش نصیب آدمی وہی ہوگا جن کا حشر نبیوں ولیوں صدیقوں شہیدوں کے ساتھ ہوگا اور بدنصیب وہ ہوگا جو ان کے مخالفین کے ساتھ ہوگا۔ اسلئے ہر شخص کو چاہئے کہ اپنا عقیدہ صحیح رکھے ہر قسم کی منافقت سے پاک رکھے بلکہ عقائد اتنے واضح ہونے چاہئیں کہ لوگ جانیں کہ سچا پکا مسلمان ہے بصورت دیگر منافقین میں شمار ہوگا۔

پھر اس سے آگے حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جس چیز سے اپنے آپ کو قتل کرے گا وہ جہنم کی آگ میں اسی چیز کے ساتھ عذاب دیا جائے گا۔ اس سے معلوم ہوا جو لوگ خود کو چھریاں مارتے ہیں بلیڈ مارتے ہیں سب غلط ہیں ان کا عقیدہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے جو عقیدہ قرآن وحدیث کے خلاف ہو وہ عبادت نہیں گمراہی ہے اور جہالت ہے پھر اگر ماتم کرنا واقعتہً عبادت ہوتا تو پھر قرآن وحدیث میں اس کا حکم ہوتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے غلاموں کو حکم دیتے اور صحابہ کرتے، پوری مسلمان قوم کرتی اور اگر یہ جائز ہوتا کم از کم آئمہ اہل سنت کرتے مگر کہیں بھی ثابت نہیں بلکہ قرآن بتا رہا ہے کہ یہ مجرم ہونے کی علامت ہے۔ جب قوم موسیٰ علیہ السلام نے بچھڑا بنا کر اس کی پوجا شروع کر دی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو فرمایا اے میری قوم تم نے بچھڑا بنا کر اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے۔ لہٰذا اب اس کی سزا یہ ہے۔ **فاقتلوا انفسھم** اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو بال نوچے رخسارے پیٹے گریبان چاک کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ مختصراً یہ کہ ماتم کرنا خود کو چھریاں مارنا خودکشی ہے جو قرآن وحدیث کی روشنی میں حرام ہے اگر ایسا کرنے سے مر جائے تو وہ حرام موت مرا اور جہنمی ہے اور دوزخ میں اسے اسی طرح سزا دی جائے گی اور پھر آگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مومن پر لعنت کرنا اسے قتل کرنے کے مترادف ہے۔ اب حدیث پاک کی روشنی میں فیصلہ فرمائیں کس قدر نامراد ہیں وہ لوگ جو اصحاب رسول اور ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بکواسات کرتے ہیں یقین جانیں ایسے گمراہ لوگوں کا دین سے کوئی تعلق نہیں اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی صاحب ایمان پر کفر کا فتویٰ دیتا ہے وہ بھی اس کے قتل کرنے کی مانند ہے۔ اب فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق کیا

Marfat.com

ایسے لوگوں کو صاحب ایمان جانا جائے گا۔ جو اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے ہیں معاذ اللہ لعن طعن کرتے ہیں یا ان کے ایمان کے خلاف باتیں کرتے ہیں کہ معاذ اللہ وہ دل سے ٹھیک نہیں تھے اور فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے جب کسی مومن کو کافر کہا جائے تو کفر لوٹ آتا ہے یعنی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے، اور پھر جو لوگ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن و تشنیع کرتے ہیں۔ ان کے ایمان پر شک کرتے ہیں وہ قرآن کی نص کے منکر ہیں کیونکہ قرآن میں نص موجود ہے کہ وہ با ایمان تھے اور اللہ اور اسکا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ایمان کی گواہی دے رہے ہیں تو جو لوگ اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی کو رد کریں قرآن کی نص کا انکار کریں وہ ایمان والے نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ازواج رسول اولاد رسول کا احترام کرے بصورت دیگر خاتمہ ایمان پر ہونا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔

Marfat.com

حضور علیہ السلام مختارِ کل ہیں

حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ حُمَیْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَیْرَةَ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذْ جَآءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكْتُ قَالَ مَالَكَ قَالَ وَقَعْتُ عَلٰی امْرَاَتِیْ فَاَنَا صَآئِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً تُعْتِقُهَا قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِیْعُ اَنْ تَصُوْمَ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ قَالَ لَا فَقَالَ فَهَلْ تَجِدُ اِطْعَامَ سِتِّیْنَ مِسْكِیْنًا قَالَ لَا قَالَ فَمَكَثَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَبَیْنَا نَحْنُ عَلٰی ذٰلِكَ اُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِیْهَا تَمْرٌ وَالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ قَالَ اَیْنَ السَّآئِلُ فَقَالَ اَنَا قَالَ خُذْهَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ فَقَالَ الرَّجُلُ اَعَلٰی اَفْقَرَ مِنِّیْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَوَاللّٰهِ مَا بَیْنَ لَابَتَیْهَا یُرِیْدُ الْحَرَّتَیْنِ اَهْلُ بَیْتٍ اَفْقَرُ مِنْ اَهْلِ بَیْتِیْ فَضَحِكَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی بَدَتْ اَنْیَابُهٗ ثُمَّ قَالَ اَطْعِمْهُ اَهْلَكَ ○ (بخاری، کتاب الصوم، حدیث نمبر ۱۸۰۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ میں ہلاک ہو گیا فرمایا تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ عرض کیا میں روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے صحبت کر بیٹھا ہوں۔ فرمایا کیا تم ایک گردن آزاد کرنے کی توفیق رکھتے ہو؟ عرض کی نہیں۔ فرمایا کہ کیا تم دو مہینے کے متواتر روزے رکھ سکتے ہو؟ عرض گزار ہوا کہ نہیں۔ فرمایا کیا تم ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے کی توفیق رکھتے ہو؟ عرض گزار ہوا مجھے یہ کہاں میسر۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ کھجوروں سے بھرا ہوا ایک عرق (ٹوکرا) پیش کیا گیا۔ فرمایا کہ انہیں لے جاؤ اور خیرات کرآؤ۔ عرض کی کہ اپنے سے زیادہ ضرورت مند کو دوں۔ ان دونوں وادیوں کے درمیان ہم سے زیادہ غریب تو کوئی بھی نہیں پھر فرمایا کہ انہیں لے لو اور اپنے گھر والوں کو کھلا دو۔

تشریح: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہلاک ہو گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ہوا ہے تو اس نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے صحبت کر لی

Marfat.com

ہے تو حضور امام الانبیاء ﷺ نے اللہ کا بیان کردہ قانون بیان فرمایا کہ قرآن کہتا ہے کہ ایک غلام آزاد کرو کیا تم غلام آزاد کر سکتے ہو۔تو سائل عرض کرنے لگا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں غلام آزاد کرنے سے قاصر ہوں نہیں کر سکتا۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم غلام آزاد نہیں کر سکتے تو پھر دو ماہ کے متواتر روزے رکھ لو۔مگر سائل عرض کرنے لگا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دو ماہ کے متواتر روزے بھی نہیں رکھ سکتا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر تم ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو۔مگر سائل عرض کرنے لگا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ بھی نہیں کر سکتا غریب آدمی ہوں مجھے اس کی بھی توفیق نہیں۔یہ اللہ کا بیان کردہ قانون ہے۔جس پر قرآن گواہ ہے۔اب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اختیارات کے منکرین کے عقائد کے مطابق تو چاہیے تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سائل کو فرماتے کہ میں تو اس سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتا جو اللہ نے بیان کیا ہے میں نے وہ قانون تمہیں بتا دیا ہے۔اب میں تو تمہیں کوئی رعایت نہیں دے سکتا مجھے تو کوئی اختیار نہیں۔مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسا نہیں فرمایا، ہوا یوں کہ ایک آدمی کھجوروں کا ٹوکرا لے کر حاضر ہوا اور بطور نذرانہ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قبول فرمایا اور پھر فرمایا کہ کہاں ہے وہ سائل تو عرض کرنے لگا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوں۔تو فرمایا یہ کھجوروں کا ٹوکرا اٹھاؤ اور انہیں غریبوں مسکینوں میں تقسیم کر دو۔مگر وہ سائل عرض گزار ہوا یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہو جائیں مجھ سے بڑھ کر ان دو پہاڑیوں میں کوئی غریب ہی نہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سائل کے اس جملے پر تبسم فرمایا یہاں تک کہ آپ ﷺ کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے اور مسکرا کر فرمانے لگے اچھا چلو خود کھاؤ اور اپنے بچوں کو کھلا دو تمہارے لئے یہی کفارہ ہے۔اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مختار کل بنا کر بھیجا ہے اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام چاہیں تو اللہ کے بنائے ہوئے قانون میں بھی کسی کیلئے رعایت فرما دیں جیسے سائل کو رعائیت فرما دی۔اب جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں اور پھر گلے پھاڑ کر یہ کہتے ہیں کہ اللہ کے سوا کسی کو کوئی اختیار نہیں۔ان سے یہ سوال ہوگا کہ فرمائیے جناب کیا اس سائل کا کفارہ ادا ہوا ہے یا نہیں۔یقیناً کفارہ ادا ہو گیا ہے۔اگر کفارہ ادا نہیں ہوا تو کیا کوئی مفتی قاضی بڑے سے بڑا علامہ یہ تحریراً فتویٰ دے سکتا ہے کہ صحابی کا کفارہ نہیں ادا ہوا مگر کبھی بھی کوئی جرأت نہیں کر سکتا کیونکہ صحابی کا کفارہ ادا ہو گیا ہے اس کا انکار ان لوگوں کا بڑے سے بڑا بھی نہیں کر سکتا۔جب کفارہ ادا ہو گیا ہے تو پھر یہ ماننا ہوگا کہ اللہ کریم نے اپنے حبیب کریم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مختار کل بنایا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ اختیار حاصل ہے کہ اگر چاہیں تو اللہ کے بنائے ہوئے

Marfat.com

قانون میں بھی کسی کے لئے رعایت فرمادیں۔یہی اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے جو قرآن وحدیث سے ثابت ہے اس عقیدے کو کفر وشرک قرار دینا اپنی جان پر ظلم کرنا ہے کیونکہ اختیارات مصطفےٰ ﷺ کا انکار اصل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فیصلے سے بغاوت ہے اور قرآن فرماتا ہے کہ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فیصلے کو نہ مانے وہ ایمان والا نہیں ہوسکتا اور فیصلہ کو نہ ماننا منافقت کی دلیل ہے۔لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ اپنا عقیدہ قرآن وحدیث کے مطابق رکھے کیونکہ اسی میں نجات ہے۔دھڑے بندی انسان کو تباہ وبرباد کردیتی ہے۔اہل ایمان کے نزدیک فرمان رسول ﷺ مقدم ہے۔لہٰذا جو لوگ اختیارات مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منکر ہیں انہیں اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرنی چاہئے اور عقیدہ درست کرنا چاہئے کیونکہ اعمال کی قبولیت کا دارمدار بھی عقیدہ درست ہونے پر ہے اگر عقیدہ غلط ہوا تو نیک اعمال بھی کسی کام نہیں آئیں گے۔اس لئے فرقہ پرستی ترک کرکے قبر وحشر کو بہتر بنانا چاہئے تاکہ رسوائی نہ ہو اور فضائل وخصائص مصطفےٰ ﷺ کا اقرار کرنا چاہئے۔

Marfat.com

نابالغ بچے شفاعت کریں گے

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ذَهَبَ الرِّجَالُ بِحَدِيثِكَ فَاجْعَلْ لَنَا مِنْ نَفْسِكَ يَوْمًا نَأْتِيكَ فِيهِ تُعَلِّمُنَا مِمَّا عَلَّمَكَ اللّٰهُ فَقَالَ اجْتَمِعْنَ فِي يَوْمِ كَذَا وَكَذَا فِي مَكَانِ كَذَا وَكَذَا فَاجْتَمَعْنَ فَأَتَاهُنَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَّمَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَهُ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْكُنَّ امْرَأَةٌ تُقَدِّمُ بَيْنَ يَدَيْهَا مِنْ وَلَدِهَا ثَلَاثَةً إِلَّا كَانَ لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ، فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اثْنَيْنِ قَالَ فَأَعَادَتْهَا مَرَّتَيْنِ ثُمَّ قَالَ وَاثْنَيْنِ وَاثْنَيْنِ وَاثْنَيْنِ ۔ (بخاری، کتاب الاعتصام حدیث ۷۰۰۲)

ابوصالح ذکوان نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرد تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سن جاتے ہیں۔ آپ ہمارے لئے بھی اپنی طرف سے کوئی دن مقرر فرما دیں تاکہ اس روز ہم حاضر ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ باتیں سیکھیں جو آپ کو اللہ تعالیٰ نے سکھائی ہیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم فلاں روز اور فلاں جگہ پر جمع ہو جایا کرو۔ پس وہ جمع ہوئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں وہ باتیں سکھائیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے سکھائیں تھیں پھر فرمایا کہ تم میں سے کوئی عورت نہیں جس کی اولاد میں سے تین بچے آگے چلے جائیں (یعنی مر جائیں) مگر وہ اس کیلئے آڑ ہوں گے۔ ایک عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) دو کے بارے میں کیا حکم ہے؟ راوی کا بیان ہے کہ یہ بات اس نے دو مرتبہ کہی۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اور دو بھی، دو بھی، دو بھی۔

تشریح: اس حدیث پاک سے ثابت ہوا جو نابالغ بچے فوت ہو جاتے ہیں وہ اپنے والدین کو بخشوائیں گے، نفع دیں گے مگر مسلمانوں کے بچے اپنے والدین کو بخشوائیں گے اور ان والدین کو بخشوائیں گے جن کا

Marfat.com

خاتمہ ایمان پر ہوا ہوگا۔ اگر والدین بدعقیدگی کا شکار ہو گئے ہوں یا منافقت میں مبتلا ہو چکے ہوں گے تو ان کے بچے اپنے والدین کو نہیں بخشوا سکیں گے۔ کیونکہ ایمان کا ہونا ضروری ہے جو اللہ کی توحید کا منکر ہو جائے یا رسول اللہ ﷺ کا گستاخ ہو جائے یا قرآن کی نص کا منکر ہو جاتا ہے مثلاً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا منکر ہو جائے یا دیگر ایسے عقائد رکھتا ہو کہ قرآن وحدیث کا انکار کرنے والا ہو تو ان لوگوں کے بچے کچھ نفع نہیں دیں گے۔ اس کا قرآن نے بار بار اعلان کیا ہے کہ بدعقیدہ کفار خواہ مشرکین ہوں یا کتابی یا کوئی منافق ہو ان کا کوئی مددگار نہیں ہوگا چنانچہ قرآن پاک کے الفاظ ہیں۔ فی الدنیا والاخرۃ ۔ دنیا اور آخرت میں وما لھم فی الارض من ولی ولا نصیر ۔ اور نہ زمین میں کوئی ان کا حمایتی ہوگا اور نہ مددگار یعنی قرآن پاک میں واضح بیان کر دیا گیا ہے کہ جو بدعقیدگی لیکر مرا اس کا کوئی بھی مددگار نہیں ہو گا۔ البتہ ایمان والوں کے مددگار ہوں گے جیسا کہ اس حدیث پاک سے ثابت ہو رہا ہے کہ ایمان والوں کو بچے بخشوائیں گے جو نابالغ فوت ہو جائیں اور صاحب ایمان والدین کو ان کی اولاد میں سے جو حافظ قرآن ہوگا وہ بخشوائے گا ان کی عزت کا سبب بنے گا۔ عالم والدین کو بخشوائے گا مگر صحیح العقیدہ ہونا ضروری ہے۔ نبی، صدیق، شہید، صالحین کی وجہ سے لوگ بخشے جائیں گے۔ اسلئے ہر شخص کو چاہئے کہ بدعقیدگی سے دور رہے اللہ کی توحید پر ایمان رکھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان رکھے اور ان کی ہر صفت پر یقین رکھے علم واختیارات، نورانیت یا دیگر فضائل وخصائص جو اللہ کریم نے حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کو عطا فرمائے ہیں سب کا اقرار کرے اور آل رسول، اصحاب رسول، ازواج رسول ﷺ کو مانتا ہو پھر تو سب مددگار ہوں گے اگر ان میں سے کسی کا گستاخ اور منکر ہوا تو پھر معاملہ گڑبڑ ہو جائے گا کیونکہ جب بندہ بدعقیدہ ہو جاتا ہے نہ تو اس کے نیک اعمال فائدہ مند ہوتے ہیں اور نہ کوئی پیر فقیر یا نبی ولی اس کی مدد کرے گا۔ مدد صرف ایمان والوں کی جائے گی۔ اس حدیث پاک سے یہ ثابت ہوا کہ جن لوگوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔ قرآن وحدیث کے خلاف ہے فرمان رسول ان کا رد کرتا ہے فرمایا تمہارے بچے تمہاری بخشش کروائیں گے۔ اور مددگار ثابت ہوں گے اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے تین بچے ہوں وہ والدین کو بخشوائیں گے جس کے دو ہوں وہ بھی بخشوائیں گے جس کا ایک نابالغ بچہ فوت ہوا ہوگا وہ بھی اپنے والدین کو بخشوائے گا۔ تو ایک آدمی عرض گزار ہوا یا رسول اللہ ﷺ جس کا کوئی بھی نہ ہو تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فکر کی بات نہیں جس کا کوئی نہ ہوگا اس کو میں

Marfat.com

بخشواؤں گا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو لوگ کہتے ہیں اللہ کے سوا کوئی مددگار نہیں یا وہ جہالت کی وجہ سے یا دھڑے بندی کا شکار ہو کر یہ عقیدہ رکھتے ہیں یا وہ خود کو ایمان والا ہی نہیں سمجھتے یہ تو وہی جانتے ہیں کہ اصل معاملہ کیا ہے؟ مسلمان کو چاہئے کہ عقیدہ فرمان رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مطابق رکھے، اسی میں نجات ہے یہی صراط مستقیم ہے۔ ایسی دھڑے بندی سے بچنا چاہیے جو آخرت تباہ کر دے۔

Marfat.com

زمین کا مالک اللہ اور اس کا رسول ہے

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْطَلِقُوا إِلَى يَهُودَ فَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتَّى جِئْنَا بَيْتَ الْمِدْرَاسِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَادَاهُمْ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ يَهُودَ أَسْلِمُوا تَسْلَمُوا فَقَالُوا بَلَّغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ قَالَ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ أُرِيدُ أَسْلِمُوا تَسْلَمُوا فَقَالُوا قَدْ بَلَّغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ أُرِيدُ ثُمَّ قَالَهَا الثَّالِثَةَ فَقَالَ اعْلَمُوا أَنَّمَا الْأَرْضُ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُجْلِيَكُمْ مِنْ هَذِهِ الْأَرْضِ فَمَنْ وَجَدَ مِنْكُمْ بِمَالِهِ شَيْئًا فَلْيَبِعْهُ وَإِلَّا فَاعْلَمُوا أَنَّمَا الْأَرْضُ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ۔ (بخاری، کتاب الاعتصام حدیث ۲۲۰۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر سے تشریف لائے اور فرمایا کہ یہودیوں کی طرف چلو۔ پس ہم آپ ﷺ کے ساتھ چل دیئے یہاں تک کہ ہم بیت المدراس جا پہنچے، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر انہیں آواز دی۔ اے یہودیو اسلام لے آؤ محفوظ ہو جاؤ گے۔ انہوں نے کہا اے ابو القاسم ﷺ آپ نے پیغام پہنچا دیا۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا۔ میری مراد یہی ہے کہ تم اسلام لے آؤ محفوظ ہو جاؤ گے۔ چنانچہ انہوں نے کہا اے ابو القاسم آپ نے پیغام پہنچا دیا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ان سے تیسری مرتبہ فرمایا کہ میرا مقصد یہ ہے کہ تم اچھی طرح جان جاؤ کہ زمین اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ہے اور میں تمہیں اس زمین سے جلا وطن کرنا چاہتا ہوں۔ پس جس کو اپنے مال کی کوئی قیمت ملتی تو فروخت کرے اور جان لے کہ زمین اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ہے۔

تشریح: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ہمیں حکم فرمایا کہ آؤ میرے ساتھ یہودیوں کی طرف چلیں۔ ہم حضور امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہو لئے

Marfat.com

اور آپ یہودیوں کے پاس پہنچے اور یہودیوں کو مخاطب کر کے فرمایا اے یہودیو اسلام قبول کرلو۔ محفوظ ہو جاؤ گے۔ یہ الفاظ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمائے۔ یہودی اس کا جواب یہ دیتے رہے کہ اے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے پیغام پہنچادیا اور ہم نے سن لیا۔ اس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا مقصد تمہیں بتانے کا یہ تھا کہ یا تو اسلام قبول کرلو اگر تم یہاں رہنا چاہتے ہو۔ اگر تم نے اسلام قبول نہ کیا تو تمہیں جلاوطن کر دیا جائے گا۔ لہٰذا اگر تم اسلام قبول نہیں کرنا چاہتے تو پھر اپنا سامان وغیرہ جو بھی ہے اور دیگر مال فروخت کرلو کیونکہ تم نے یہاں سے جانا ہوگا کیونکہ زمین کے مالک اللہ اور اسکے رسول ہیں۔ تو اس حدیث پاک سے ظاہر ہوا کہ جس طرح اللہ کو زمین کا مالک ماننا ضروری ہے۔ اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی مالک ماننا ضروری ہے۔ فرق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا مالک حقیقی ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ نے مالک بنایا ہے۔ حضور اللہ کے مالک بنائے جانے سے مالک ہیں۔ مگر ہر مسلمان کو یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مالک ہیں۔ جو شخص آپ کے مالک ہونے کا انکار کرے گا وہ اس حدیث کا منکر ہوگا۔ وہ صاحب ایمان نہیں ہوگا۔ کیونکہ حدیث پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔ جو حدیث کا منکر ہوگا وہ قرآن کا منکر ہوگا قرآن کو مانا ہی تب جاسکتا ہے جب زبان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان ہوگا کیونکہ زبان تو ایک ہے ہم قرآن بھی اسی زبان سے بیان کرتے ہیں اور حدیث بھی۔ مطلب اللہ وحدہ لاشریک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی پر وحی کا نزول فرماتا ہی نہیں۔ وحی صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتی تھی اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ یہ اللہ کا کلام ہے اور تمہارا رب تمہیں یہ کہہ رہا ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ جو شخص حدیث کا منکر ہوگا وہ قرآن کا بھی منکر ہوگا۔ اگرچہ وہ زبان سے اقرار بھی کرے کہ میں قرآن کو مانتا ہوں پھر بھی اس کا اقرار قابل قبول نہیں ہوگا۔ جیسے چکڑالوی کہتے ہیں کہ ہم قرآن پر ایمان رکھتے ہیں قرآن کو مانتے ہیں مگر حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہونے کی وجہ سے وہ کافر ہیں کیونکہ چکڑالوی جن کو پرویزی کہا جاتا ہے ان کا قرآن کو ماننے کا اقرار کرنا معتبر نہیں ہے کیونکہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر کس طرح یہ دعویٰ کرسکتا ہے کہ میں قرآن پر ایمان رکھتا ہوں۔ قرآن کو اللہ کا کلام ماننے کیلئے بھی حدیث پر عمل ضروری ہے تو جب حدیث سے ثابت ہوا کہ اللہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زمین کا مالک بنایا ہے تو یہ عقیدہ تو صریح گمراہی ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی چیز کے مالک ومختار نہیں ہیں۔ یقیناً صراط مستقیم وہی عقیدہ ہوگا جو قرآن وحدیث کے مطابق ہوگا۔ الحمدللہ اہل سنت وجماعت کا عقیدہ وہ حق ہے جس پر قرآن وحدیث گواہ ہیں کہ اللہ کریم نے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری کائنات کا مالک ومختار بنایا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مختار کل ہیں جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہورہا ہے۔ اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ نبی کسی چیز کا مالک ومختار نہیں تو

Marfat.com

وہ اس حدیث کی مخالفت کرتا ہے کیونکہ حدیث کے واضح الفاظ ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰہ والسلام نے فرمایا کہ اے یہودیو یا تو اسلام لے آؤ اگر اسلام نہیں لاتے تم میری رسالت کو نہیں مانتے تو پھر جان لو کہ زمین کے مالک اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہیں۔ تو جب کسی کو ملکیت حاصل ہو تو اختیارات بھی حاصل ہوتے ہیں وہ جس طرح چاہے تصرف کر سکتا ہے تو ثابت ہوا کہ انسان کے پاس جو جائیداد ہے اس کا مالک اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہیں بلکہ قرآن کے الفاظ ہیں صرف تمہاری جائیداد میں ہی نہیں میرا تمہاری جانوں پر بھی حق ہے۔ الفاظ یہ ہیں اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ۔ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے۔ تو قرآن پاک کے الفاظ سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰہ والسلام ہماری جائیدادوں اور ہماری جان کے ہم سے زیادہ مالک ہیں۔ لہٰذا جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی چیز کے مالک و مختار نہیں انہیں فوراً توبہ کرنی چاہئے بصورت دیگر خاتمہ ایمان پر نہیں ہوگا۔ دھڑے بندی کو چھوڑ کر اور آخرت کو سامنے رکھ کر عقیدہ رکھنا چاہئے گروہ بندی کی لعنت سے دور رہنا چاہئے۔

Marfat.com

حضور ﷺ کی شفاعت قبول کی جائے گی

حَدَّثَنَا يُوسُفُ ابْنُ رَاشِدٍ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ شُفِّعْتُ قُلْتُ يَارَبِّ اَدْخِلِ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ خَرْدَلَةٌ فَيَدْخُلُوْنَ ثُمَّ اَقُوْلُ اَدْخِلِ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ اَدْنٰى شَيْءٍ فَقَالَ اَنَسٌ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى اَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(بخاری، کتاب التوحید۔ حدیث نمبر ۲۳۵۶)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے روز میری شفاعت قبول فرمائی جائے گی۔ میں عرض کروں گا کہ اے رب جس کے دل میں رائی کے برابر ایمان ہے اسے بھی جنت میں داخل فرمادے۔ پس وہ داخل ہو جائیں گے پھر میں عرض کروں گا اسے بھی جنت میں داخل کر جس کے دل میں ذرا بھی ایمان ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ گویا میں رسول اللہ (ﷺ) کی طرف دیکھ رہا ہوں۔

تشریح: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن میں اپنے غلاموں کی شفاعت کروں گا اور اللہ کریم میری شفاعت کو قبول فرمائے گا۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قیامت کے دن اپنے غلاموں کی مدد فرمائیں گے۔ جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ مدد نہیں کر سکتے ان کا عقیدہ حدیث کے خلاف ہے۔ جس کا عقیدہ حدیث کے مطابق ہوگا وہ اس عقیدے پر پختہ ہوگا کہ قیامت کے دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے غلاموں کے مددگار ہوں گے اور پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمار ہے ہیں کہ میری شفاعت کو رد نہیں کیا جائے گا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی امت کو یقین دلا رہے ہیں کہ اے میرے غلاموں اگر کوئی بدنصیب تمہیں ورغلا کر گمراہی کی طرف لیجانا چاہے تو بالکل اس کی مکاری عیاری میں نہ جانا میں تمہاری شفاعت کروں گا اور وہ یقیناً قبول کی جائے گی اور تمہارے جنت جانے میں مددگار ثابت ہوگی۔ اب غور فرمائیں ایک طرف تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یقین دلا رہے ہیں کہ میں ایمان والوں کا مددگار ہوں گا اور دوسری طرف کوئی عام سا آدمی جو فرقہ پرستی میں

Marfat.com

اس حدتک غرق ہو چکا ہو کہ قرآن وحدیث کو بھی پس پشت ڈال رہا ہے اور شور مچا رہا ہے کہ نبی ﷺ مددگار نہیں ہوتے جوان کو مددگار ماننے وہ مشرک اور کافر ہے (معاذ اللہ) تو پھر خود فیصلہ فرمائیں کہ حق کیا ہے۔ یقیناً حق وہی ہے جو رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ آپ ہمارے مددگار ہیں اور اس جہاں میں بھی اور قبر وحشر میں بھی ہماری مدد فرمائیں گے اور آپ ﷺ کی شفاعت سے ہمیں نفع ملے گا، اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے کرم سے جنت میں جائیں گے مگر ایمان شرط ہے حضور نبی کریم ﷺ مددگار اس کے ہوں گے شفاعت اس کی فرمائیں گے اور آپ کی شفاعت سے نفع وہ حاصل کر سکے گا جس کا عقیدہ درست ہوا اگر عقیدہ غلط ہوا تو نہ اس کی مدد کی جائے گی اور نہ وہ نفع حاصل کر سکے گا۔ لہٰذا جو لوگ کہتے ہیں کہ کوئی نبی ولی مددگار نہیں ہوں گے در حقیقت میں وہ اپنے ایمان کی نفی کر رہے ہیں۔ مگر انہیں جان لینا چاہئے کہ نجات ایمان والے کی ہوگی نفع ایمان والوں کو ہوگا چاہے رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہو۔ یہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں کہ چاہے کسی کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہوا تو میری شفاعت کی وجہ سے وہ جنت میں داخل ہو جائے گا بلکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں پھر میں عرض کرونگا اے میرے اللہ جس میرے غلام کے دل میں ذرا بھر بھی ایمان ہے یعنی رائی کے دانے کے برابر بھی اس کو بھی جنت عطا فرمادے تو اللہ کریم میری شفاعت کرنے کی وجہ سے اسے بھی جنت میں داخل فرمادے گا۔ اس سے ثابت ہوا کہ الحمد للہ اہل سنت وجماعت کا عقیدہ حق ہے اور فرمان رسول ﷺ کے مطابق ہے جو لوگ اس عقیدے کو کفر وشرک قرار دیتے ہیں انہیں اپنے عقیدہ پر نظر ثانی کرنی چاہئے بجائے مسلمانوں کو کافر مشرک کہنے کے اپنی اصلاح کرنی چاہئے تا کہ آخرت خراب نہ ہو جائے اور پھر اہل اسلام کو کافر مشرک کہنے پر اللہ سے معافی مانگیں تا کہ ایمان نصیب ہو کیونکہ جب کسی مسلمان کو کافر کہا جائے تو فرمان رسول ﷺ ہے کہ کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔ اسلئے خواہ مخواہ کسی کو کافر نہیں کہنا چاہئے بلکہ حدیث کے الفاظ پر غور کرنا چاہئے حضور نبی اکرم ﷺ فرمارہے ہیں جس کے دل میں ذرا بھر بھی ایمان ہوا میری شفاعت سے بخشا جائے گا تو حدیث سے ظاہر ہوا کہ جس نے اقرار کیا ہوگا اور اس کا دل بھی تصدیق کرتا ہو منافقت نہ ہو یا کسی بدعقیدگی کا شکار نہ ہو تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اسکی بھی مدد فرمائیں گے اور نفع پہنچائیں گے جہنم سے بچائیں گے اور جنتی بنائیں گے۔

Marfat.com

marfat.com
Marfat.com